فتاوی نوریہ

محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز

شعبہ تصنیف و تالیف
دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

جلد اول

بسم الله الرحمن الرحيم

الله نور السموات والارض

بلغ العلى بكماله

كشف الدجى بجماله

حسنت جميع خصاله

صلوا عليه وآله

بسم الله الرحمن الرحيم

قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين

فتاوی نوریہ

جلد پنجم ششم

تصنیف

شیخ الحدیث فقیہ اعظم مولانا الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی قادری علیہ الرحمۃ

بانی دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

ترتیب و تدوین

استاذ الفقہ والحدیث حضرت مولانا الحاج محمد محب اللہ صاحب نوری مدظلہ

مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

ناشر

شعبہ تصنیف وتالیف دار العلوم حنفیہ فریدیہ

بصیر پور ضلع اوکاڑا

يَسْتَفْتُونَكَ ط

قُلِ اللَّهُ

يُفْتِيكُمْ

فتاویٰ نوریہ

جلد ... جلد ششم

مصنف ... حضرت فقیہ اعظم مفتی ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ

ترتیب و اضافہ ... حضرت صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

اشاعت اول ... ذوالحجہ مبارک ۱۴۱۰ھ | جولائی ۱۹۹۰ء

اشاعت دوم ... جمادی الاخری ۱۴۱۴ھ | نومبر ۱۹۹۳ء

اشاعت سوم ... شوال المکرم ۱۴۲۳ھ | جنوری ۲۰۰۳ء

اشاعت چہارم ... شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ | ستمبر ۲۰۰۷ء

صفحات ... ۹۷۲

مطبع ... چوہدری پرنٹنگ پریس ... روڈ لاہور

ناشر ... شعبہ تصنیف و تالیف دارالعلوم حنفیہ فریدیہ
بصیرپور شریف ضلع اوکاڑا

قیمت ... روپے

ملنے کے پتے

فتاویٰ نوریہ کے ملنے کے پتے

- مکتبہ ... بصیرپور شریف ضلع اوکاڑا
- ... گنج بخش روڈ لاہور
- ... شاپ نمبر 38 ... دربار مارکیٹ لاہور
- ... 40 ... اردو بازار لاہور

نقشِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible] کتب خانہ [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] فتاویٰ نویسی کی تدوین و اشاعت کا [illegible] پیش رہا ہے۔

[illegible] فتاویٰ [illegible] حضرت [illegible]
جن [illegible] فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو آپ وقتاً فوقتاً [illegible] مستفتیوں کے جواب میں
تحریر فرماتے رہے۔ آپ نے فتویٰ نویسی کا کام تقریباً پچاس برس تک کیا۔

درس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ و [illegible]
فتویٰ نویسی کے فرائض بھی انجام دیتے [illegible]
آپ کا شعبہ درس و تدریس تھا [illegible] اوقات میں فتویٰ [illegible] کا کام [illegible]
[illegible] موجودہ فتووں کی نقول محفوظ رکھنے میں [illegible]
نقل کرنے کا موقع میسر [illegible] آپ کے تحریر کردہ [illegible] محفوظ رکھے [illegible]
کتابوں میں [illegible] رہے ہیں [illegible]
[illegible] پانچ جلدیں تیار ہو گئیں [illegible] جن سے [illegible]
[illegible]

[illegible] جنہیں بجا طور پر استاذ العلماء، شیخ السنۃ والحدیث [illegible] ابو الفضل

[illegible] آج سے ۹ برس قبل (۱۹۷۱ء میں) اس اہم کام

[illegible] مجموعہ فتاوے کی ترتیب وتدوین کا آغاز کیا جس کے

[illegible] ۱۹۷۷ء میں اشاعت پذیر ہوئی، تیسری جلد کی

[illegible] نے آپکو اپنی آغوش رحمت میں لے لیا اللّٰھم

[illegible]

سی

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] ابو الفضل علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال کے بعد جو بہت

[illegible] کندھوں پر ڈال دی گئی تھیں ان کا تقاضا اور محسنین ومحبین کا اصرار تھا

[illegible] پر آگے بڑھایا جائے مگر ایک عرصہ دراز تک جرأت وہمت نہ ہوئی

[illegible] ایک بڑی وجہ احقر کی علمی بے مائیگی اور تہی دامنی بھی تھی، اس عظیم

[illegible] کی ضرورت تھی وہ احقر میں ناپید تھیں لیکن اس کے سوا کوئی چارہ بھی

[illegible] کے مشن کو آگے بڑھانا ان کی روح کی آسودگی کا سبب اور راقم آثم

[illegible] فقیہ اعظم کی دعاؤں سے اگست ۷۹ء میں اس

[illegible] تیسری جلد کی تدوین وتبویب مکمل ہوئی اور فروری ۹۱ء

[illegible] طباعت کا کام [illegible] رہا، آخر اپریل ۱۹۸۳ء

[illegible] ستمبر ۱۹۸۳ء [illegible] یہ جلد اشاعت پذیر ہوئی

[illegible] چار جلدیں [illegible] گئے ہیں

[illegible] دوسری جلد میں زکوۃ، عشر [illegible]

[illegible] تیسری جلد میں [illegible]

جہاد، قربانی، عقیقہ، تعزیر، حظر و اباحت۔ چوتھی جلد میں [illegible]

نسب، حق پرورش، وصیت و فرائض، احکام میراث وغیرہ۔

الحمد والمنۃ فتاوی نوریہ کی آخری دو جلدیں چھپ کر [illegible] آپ کی خدمت میں

پیش کی جا رہی ہیں —— جلد پنجم عقائد، تفسیر، حدیث سے متعلق ابواب پر مشتمل ہے جبکہ

ششم کی حیثیت پہلی جلدوں کے ضمیمہ کی ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا فتاوی کی پہلی دو جلدیں بہ ترتیب [illegible]

چھپیں، صاف ظاہر ہے کہ ان کے ابواب سے متعلقہ مختلف [illegible]

کچھ فتوے پہلی جلدوں میں چھپنے سے رہ گئے یا قلمی نسخہ میں نہ تھے بلکہ [illegible]

مسودات کی شکل میں دستیاب ہوئے ایسے تمام فتوے چھٹی جلد میں شامل کر دئے گئے ہیں۔ [illegible]

اسلوب یہ بھی تھا کہ مسائل کی مناسبت سے ہر جلد کے ساتھ ضمیمہ لگا دیں۔ مگر [illegible]

کے پاس پہلی جلدیں موجود ہیں وہ ان فتاوی سے محروم رہ جاتے [illegible]

لہذا قارئین کی سہولت کے پیش نظر ان فتاوے کو یک رنگ جلد میں مرتب کرنا مناسب سمجھا

یہ جلد ششم طہارت، مساجد، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، نکاح، [illegible]

متفرقات پر مشتمل ہے۔ ان ابواب کے تفصیلی مسائل کے لئے پہلی جلدوں کا مطالعہ کیا جائے

مجموعی طور پر پیش نظر جلد پنجم و ششم میں [illegible]

۱۔ مسئلہ مسایہ ۲۔ نماز استسقا [illegible] ۳۔ حدیث [illegible] ۴۔ [illegible]

پہلی جلدوں کی طرح [illegible]

حقیقی روح سمجھنے میں آسانی رہے اور سائلین کی ذہنی و [illegible] کو [illegible] کیا جا سکے

قارئین کی سہولت کے پیش نظر جلد پنجم و ششم [illegible]

در منقبت وجود نوراللہ

اہل دیں را دلیل محکم بود

زاں سبب در افاضل امت

لقب او فقیہ اعظم بود

([illegible])

فهرست

مشمولات

[illegible] جلد پنجم	----------	۱۷ تا ۳۷
[illegible] جلد ششم	----------	۳۸
[illegible]	----------	۳۹ تا ۶۰
[illegible] جلد پنجم	----------	۶۱ تا ۲۸۶
[illegible] جلد ششم	----------	۲۸۹ تا ۳۱۱
[illegible] جلد ششم	----------	۳۰۳ تا ۶۱۶
[illegible]	----------	۶۱۹ تا ۶۳۳
[illegible]	----------	۶۳۴ تا ۶۳۵
[illegible]	----------	۶۳۶ تا ۶۶۰
[illegible]	----------	۶۶۱ تا ۶۶۷
[illegible] ([illegible])	----------	۶۶۸ تا ۱۷۰

فہرست مسائل فتاویٰ نوریہ

جلد پنجم

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	کتاب العقائد	
	توحید	
۱	عقائد متعلقہ ذات باری تعالیٰ جل وعلا۔	۶۷ تا ۶۹
	نورانیتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا۔	
۲	رسالہ "مسئلہ سایہ"۔	۷۳ تا ۸۵
۳	بلاشک وشبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نورِ حسی نور ہیں	۷۳
۴	حضور کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک اسم "نور" بھی ہے۔	۷۴، ۷۷
۵	قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین میں "نور" سے محمد رسول اللہ مراد ہیں۔	۷۴

سلسلہ | مضامین | صفحہ

نورانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از کتاب و سنت

۹ ثبوت مذکورہ بالا نور سے حضرت محمد مصطفیٰ
قرآن مجید سے مراد ہے ۴۳

لفظ معطوف و معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے۔ ۴۴

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور قدرت سے حضور کے نور کو
بنایا۔ ۴۳

۹ حدیث جابر کی صحت سند کی بحث ۴۴

حدیث مذکور صحیح اور معمول بہا ہے ۴۴

حضور علیہ السلام آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے پاس
نور کی صورت میں موجود تھے۔ ۴۵

حضور کے جسم اقدس کا سایہ نہ تھا۔ ۴۵

حضور کے سایہ نہ ہونے پر بعض محدثین نے خاص طور پر مستقل باب
مرتب فرمایا ہے۔ ۴۶

۱۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج و چاند کی روشنی میں ظاہر نہ ہونے پر
محدثین و مفسرین کے متعدد اقوال ۴۶، ۴۷، ۴۷

۱۳ حضور کا سایہ نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کہیں سایہ زمین پر واقع
نہ ہو جائے کسی کا پاؤں آپ کے سایہ پر نہ پڑ جائے۔ ۷۸، ۷۹، ۸۰

۱۴ جن حدیثوں کا یہ مطلب ہے کہ حضور علیہ السلام کا سایہ تھا وہ حقیقی نہیں بلکہ مجازی سایہ کا
سایہ دیکھتے ہو۔ ۸۰

۱۷ جب حدیث کی رو سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا تو

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۸۰	[illegible] ہے۔	
۸۱	[illegible] حدیث۔	۱۹
۹۲	[illegible] تعمیر [illegible]	۹
۹۲	[illegible] شفاعت کی جاتی ہے	۲۰
۸۲	[illegible] ہے	۲۱
۹۳	[illegible] جیسے [illegible]	۲۲
۸۳ ۹۲	[illegible] مفتی [illegible]	۲۳
۸۳	[illegible] محمد [illegible] کے [illegible] محمد یکنی والے [illegible]	۲۴
۹۳	[illegible] ہے کہ [illegible] رحمت آپ کے [illegible] ہے	۲۵
۸۴، ۸۵	[illegible] کے [illegible] میں تیرہ دلیلیں	۲۶

عظمت مصطفےٰ

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۲۰۷	[illegible] بلند ہیں۔	۲۷
۲۱۳	[illegible] حضور کی صفت ہے [illegible] کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔	۲۸
	[illegible] نے اپنے محبوب مکرم کو علم غیب عطا فرمایا [illegible]	۲۹

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	...یکون ہو	۸۶
۳۰	حضور کے علم غیب پر قرآنی دلائل	۸۸
۳۱	حضور علیہ السلام بعطائے خدا مختار کل ہیں	۸۹
۳۲	آپ بعد وفات امت کے حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں	۸۹
۳۳	حضور علیہ السلام اب بھی پہلے کی طرح حیات ہیں اور آپ ہی کا حکم چلتا ہے۔	۸۹
۳۴	حضور اپنی امت کے تمام احوال و افعال پر مطلع اور گواہ ہیں۔	۲۰۶
۳۵	اللہ عزوجل کی تعظیم کا بھی تقاضہ ہے کہ اس کے حبیب کی تعظیم کی جائے	
۳۶	اور خیرخواہی کا تقاضہ ہے کہ صاحب عزت کی تعظیم بجا لائی جائے۔	۲۰۰
۳۷	حضور سے ... کی فضیلت ظاہر ہوئی۔	۲۹۲، ۲۹۳
۳۸	حضور کے لشکروں پر اللہ کی رحمت ہے۔	۲۰۶
۳۹	حضور کے گستاخ کا ...	۲۰۶
۴۰	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا نام تارخ یا آزر ہے۔	۹۰
۴۱	آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔	۹۰
۴۲	عربی میں چچا کو ... باپ کہا جاتا ہے۔	۹۰
۴۳	آزر پر باپ کے اطلاق کی قرآنی دلیل	۹۰
۴۴	حضور علیہ السلام کے سب باپ دادے ہر زمانہ میں بہترین ... تھے۔	۹۱، ۹۲
۴۵	باپ ... بہترین نہیں ہوتا بلکہ بدترین ہوتا ہے	۹۲

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	قرآن کریم	
۴۶	قرآن کریم ایسی منزہ پاک کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں	۲۰۰
۴۷	دنیا بھر کے کفار اپنے حمایتیوں سمیت قرآن پاک کی ایک سورت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔	۲۰۰
۴۸	نسخ کا منکر کافر ہے۔	۲۰۳
۴۹	قرآن کریم کی توہین یا اس کے کسی حکم، خبر یا کسی حرف کا انکار کرنے والا واجب القتل کافر ہے۔	۱۳۳، ۱۳۵
۵۰	ایسے شخص کا نکاح ٹوٹ گیا۔	۱۳۷
۵۱	قرآن کریم پر مصحف عثمانی کا اطلاق درست ہے۔	۱۳۷
۵۲	سورہ لم یکن میں صحفاً مطہرۃ سے قرآن مجید مراد ہے	۱۳۷
۵۳	قرآن کے لئے صیغہ جمع صحف لانے کی حکمتیں	۱۳۸
۵۴	قرآن کریم کو مصحف عثمانی کہنے سے احتراز چاہئے	۱۴۰
۵۵	آیات قرآن کریم و احادیث کے بارے ناشائستہ کلمات استعمال کرنا خدا و رسول کو ایذا ہے۔	۱۴۵
۵۶	حضور کی تفسیر و تشریح کے بغیر قرآن سمجھا ہی نہیں جاسکتا	۲۲۳
۵۷	قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، حدوث و نجوم کا روشن بیان اور جملہ مخلوقات کے ذرہ ذرہ کا مکمل تفصیلی علم ہے۔	۲۲۵
۵۸	حضرت علی فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ لاد دوں۔	۲۲۹

صفحہ

[illegible]

۵۹ حضرت ابن عباس [illegible] ۲۲۸

[illegible]

۶۰ [illegible] معتبر ہے ۲۳۰، ۲۳۱

ملائکہ

۶۱ فرشتوں کو ماننا ضروری ہے ۲۱۰

۶۲ فرشتوں کا دشمن کافر ہے ۲۰۰

۶۳ جبرئیل [illegible] ۲۰۴

ایمان بالکتاب

۶۴ [illegible] ۴۵

۶۵ [illegible]

۶۶ [illegible]

۶۷ [illegible]

۶۸ [illegible] ۹۰، ۹۳، ۹۲

۶۹ [illegible] ۹۶

۷۰ [illegible] ۹۰

[illegible] ۹۰

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۷۲	قرآن کریم نے تفسیر [illegible] بغیر ثبوت [illegible] عذاب کی تاویلات [illegible] فرمائی ہیں	۹۰
۷۳	عذاب [illegible] کا نشان [illegible] ہے	۹۰
۷۴	[illegible] شرک سے خوب [illegible] ہیں	۹۸
۷۵	[illegible] خلاف حقیقت [illegible] ہوتے رہتے ہیں اگرچہ [illegible] ایک مدت تک ایک ہی [illegible] مردود [illegible] عذاب [illegible] ہوتا ہے	۹۶
۷۶	[illegible] ترقی [illegible] خوش نہیں	۹۶
۷۷	[illegible] عذاب [illegible] عذاب سے عذاب مشتق ہے	۹۸
۷۸	[illegible] عذاب کا [illegible] صاحب تفسیر [illegible] عذاب سے [illegible] مردود ہے	۹۹
۷۹	عذاب و عذاب کی مزید تشریح و توضیح	۹۹، ۱۰۰
۸۰	[illegible] تبدیل کی جاتی رہیں گی تاکہ [illegible] باقی رہے	۱۰۱
۸۱	قرآن کریم میں عذاب [illegible] سے تشبیہ کرنے کا سبب بیان [illegible] نہیں بلکہ [illegible] ثابت ہے	۱۰۲، ۱۰۳
۸۲	[illegible] عربی [illegible] مناسبت و حکمت	۱۰۳

مضامین

صفحہ	مضمون	سلسلہ نمبر
۱۰۳	[illegible] قیامت کی ایک ساعت میں [illegible] حالات تبدیل ہو جائیں گے	
	[illegible] بن حبیب [illegible]	۸۳
۱۰۴	حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ گناہ [illegible] سر سبز [illegible] ہو جائیں گے [illegible] جسے [illegible] حالت میں تر و تازہ ہو جائیں گے	۸۴
۱۰۵	[illegible] کسی وجہ [illegible] گنہگار [illegible] ہلکا محسوس ہونے لگے گا	۸۵
۱۰۵ ۱۰۶	[illegible] کی شدت کے سبب جہنم سے نکلنے کی کوشش [illegible] پھر واپس دھکیل دیے جائیں گے۔	۸۶
۱۰۶	آخر دوزخ سے نکلنے کی التجا [illegible] کریں گے	۸۷
۱۰۸	[illegible]	۸۸
۱۰۹	[illegible]	۸۹
۱۰۹	[illegible]	۹۰
۱۰۹	[illegible]	۹۱
۱۱۱	[illegible] بحیثیت [illegible]	۹۲
۱۱۲	[illegible]	۹۳
۱۱۳	[illegible]	۹۴
۱۱۴	[illegible]	۹۵

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۰۷	[illegible]	۹۶
۱۰۵	[illegible] کیسے تمام کیا جائے	۹۷
۱۱۵	[illegible] جائز نہیں۔	۹۸
۱۱۵	[illegible] کتاب کی خبر منسوخ نہیں ہو سکتی	۹۹
۱۱۵	[illegible]	۱۰۰
۱۱۶	[illegible] ضروری ہے	۱۰۱
۱۱۸	حروف مشترکہ [illegible] جائز ہے۔	۱۰۲
۱۱۸	[illegible] تحریف کی ہے	۱۰۳
۱۰۹	[illegible] مشترکہ کلمات موجود ہیں	۱۰۴

موت وحیات

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۲۱۳	[illegible] سکتا ہے۔	۱۰۵
۲۱۳	[illegible] سکتا ہے	۱۰۶

قیامت حشر نشر

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۲۱۳	قیامت کا آنا ضروری ہے	۱۰۷
	[illegible] محشر میں آئے گی	۱۰۸

صفحہ

[illegible]

[illegible] سے مستثنیٰ ہیں ۱۲۵
[illegible]
[illegible] ۱۲۵
۹. [illegible] ہیں [illegible] ۱۲۵
۱۰. [illegible] نشانات جائیں گے ۱۲۵
[illegible] گواہی ہیں
[illegible] گے ۲۶
[illegible] ۱۲۶
[illegible] ہوں گے ۱۲۷
[illegible] ہوں گے ۱۲۷
[illegible] ہوگا ۱۲۹
[illegible]
[illegible] ہے ۱۲۹
۱. [illegible] ہے ۱۲۹
[illegible] ہیں ۱۲۹
۱۰. [illegible] ہے۔ ۱۲۹
[illegible] ہوگا۔ ۱۳۰
[illegible] مقابل کے لئے ۱۳۰
[illegible]
[illegible] کے لئے [illegible]
[illegible]
۱۳۱

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۲۳	صالحین کی سواری کے لئے [illegible] کے کپڑے اور [illegible] کی سواری والی اونٹنیاں [illegible]	۱۳۰
۱۲۴	[illegible] حدیث [illegible] مگر [illegible] احادیث سے [illegible] ثابت ہے	۱۳۲
۱۲۵	قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہونا قرآن سے ثابت ہے مگر حدیث [illegible] ہے کہ [illegible] فرض نماز سے بھی ہلکا ہوگا یہاں بھی حضور کی شان [illegible] ہے	۱۳۵
۱۲۶	[illegible] شان [illegible] ہے مگر [illegible] تفسیر سے [illegible] مسلمان [illegible] ہوں گے۔	۱۳۶
۱۲۷	[illegible] بہت ہیں جو بظاہر سب کو [illegible] ہوں مگر [illegible] خصوصیات ہوتی ہیں [illegible] آیت سے [illegible]۔	۱۳۸
	شفاعت	
۱۲۸	[illegible] گنہگار [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے [illegible] گے	۱۳۲
۱۲۹	[illegible] حضور کے [illegible] کی شفاعت سے بھی سرفراز ہوں گے	۱۳۲
۱۳۰	حضور بشر بھی ہیں [illegible]	۱۳۲
۱۳۱	[illegible] ہوتا ہے مگر [illegible] حقیقت [illegible] کی [illegible] موجود [illegible] ہے	۱۳۳
۱۳۲	[illegible] کہ [illegible] حضور [illegible] خطاب [illegible]	

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	تبشیر درگذر کے لئے نذار ہے۔	۱۳۲
۱۳۳	حدیث مبارک عادل رجال لتفونوہا یا رحمہ رسول اللہ لا یمنع من ومنہ بانجسی موصولۃ فی الذہب و الزخرف۔	۱۳۲
۱۳۴	حضور نے فرمایا ساری نسبیں اور سبب منقطع ہوجائیں گے مگر میری نسب اور سبب قیامت میں بھی نافع رہیں گے۔	۱۳۳
۱۳۵	مخلصین بن ایمان کی نسب کا ان کے والدین اور بیوی بچوں کو آخرت میں فائدہ پہنچے گا۔	۱۳۴
۱۳۶	لا تغنی عنک من اللہ شیئًا حدیث کی توضیح۔	۱۳۲

مسائل ارواح

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۳۷	موت روح و جسم کی مفارقت کا نام ہے۔	۱۳۷
۱۳۸	سب کی روحیں زندہ رہتی ہیں۔	۱۳۷
۱۳۹	ان ستر مقامات کی تفصیل جن میں بعد از وصال ایمانداروں کے روح رہتے ہیں۔	۱۳۸
۱۴۰	مقامات ارواح مؤمنین کے بارے میں ائمہ کے اقوال و دلائل۔	۱۳۸
۱۴۱	روح مؤمنین کے بارے میں متعدد اقوال میں تطبیق۔	۱۳۸، ۱۳۹
۱۴۲	اہل کمال کے ارواح جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں	۱۴۰
۱۴۳	اصحاب کمال کے ارواح کا جسم سے تعلق رہتا ہے حتّٰی کہ وہ زائرین کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔	۱۴۰
۱۴۴	ائمہ کے ارواح کے متعلق اقوال اور ان میں تطبیق	۱۴۰

صفحہ	مضامین	مسئلہ نمبر
۱۴۰	جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کی روحیں برزخ میں ہیں۔	۱۴۵
۱۴۱	چھوٹے بڑے حیوانات کی روحوں میں ذات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔	۱۴۶
۱۴۱	روح جوہر فرد بسیط ہے، کمیت اور مقدار کو قبول نہیں کرتا۔	۱۴۷
۱۴۱	روح مرکب نہیں کہ اس میں جسم کی طرح طول، عرض عمق ہو سکے۔	۱۴۸
۱۴۱	ارواح میں تعلق اور تاثیر کے لحاظ سے فرق ہے۔	۱۴۹
۱۴۱، ۱۴۲	اس مسئلہ کی تحقیق کہ مرنے کے بعد ارواح کیا کیا کام کرتے ہیں۔	۱۵۰
۱۴۱	روح کو جسم پر قیاس کرنے والے غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔	۱۵۱
۱۴۲	روح کے تصرفات عبارات علماء کی روشنی میں۔	۱۵۲
۱۴۰	کسی روح کا باذن اللہ تعالیٰ والمدد مرت امر کے ساتھ لاحق ہو جانا مستبعد نہیں۔	۱۵۳
۱۴۳	بہائم و حشرات الارض کی روحیں کون قبض کرتا ہے۔	۱۵۴
	خلفائے راشدین، ائمہ اہلِ بیتِ کرام	
۱۴۹	خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت و صحابیت کا انکار ایمان بالقرآن سے فرار ہے۔	۱۵۵
۱۴۹	ایسے شخص کو قربانی میں شریک نہ کیا جائے۔	۱۵۶
۱۵۰	جبریلِ امین پر سیدنا صدیق اکبر کی فضیلت کے قائل کی تکفیر پر "رضائے مصطفےٰ" میں چھپنے والے فتوے کے رد میں حضرت مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کا فتوے۔	۱۵۷

سلسلہ نمبر

حضرت فاطمہ کی وفات کے وقت ... حضرت علی کی عمر ... ۱۵۲ تا ...

۵۸ حضرت علی ... کے ... پر حضرت فاطمہ کی وفات ...

۵۹ ... شہید نہیں ہوئے تھے آپ کا ... ۱۶۰

... کی عمر ... برس تھی۔

۶۰ ... حضرت ... شہید کی ... ۶۰

... صاحبزادیاں تھیں ۶۰

... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب ...

... ہے

... شہید کے تمام حقوق معاف ہو جاتے ہیں ...

... کو ... جائز ہے ۶۲

۶۵ ... کا مطلب ... ہے۔

ولایت کرام

... شہید ... ۶۵

... میں ... ۶۵

... [illegible]

... ثابت ہے ۶۶

... [illegible]

... ہوتے ہیں ۶۶

... [illegible]

... ۶۶

صفحہ	مضامین	مسئلہ نمبر
[illegible]	حضور غوث پاک نے [illegible] بلکہ [illegible] حکمت فرمایا	۱۶۱
[illegible]	حضور غوث پاک [illegible] کے فرمان [illegible] کی نسبت [illegible] ایک کرامت [illegible]	۱۶۲
[illegible]	[illegible]	۱۶۳
[illegible]	[illegible] تفصیلات [illegible] ہونے سے [illegible] ہے۔	۱۶۴
[illegible]	[illegible] حضور غوث اعظم کے دوش مبارک پر [illegible] تشریف فرما ہوئے [illegible] قدم [illegible] وقت [illegible] ہوا	۱۶۵
[illegible]	قصیدہ غوثیہ کا حضور غوث اعظم کی تصنیف ہونا تحقیق طلب ہے	۱۶۶
۵۰	غیر نبی خواہ حقیقت میں [illegible] قصیدہ [illegible]	،،
[illegible]	اللہ کے پیارے اس کی قدرت کے مظہر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے افعال کی نسبت بطور ایہام ان کی طرف کر لیتے ہیں۔	۱۶۸
۵۱	[illegible]	۱۶۹
۵۲	[illegible] نبوت [illegible] کسی کا [illegible] کتاب کی نسبت حضرت [illegible] کی طرف بھی کی جائے	۱۷۰

صفحہ

مضامین

٨١ [illegible] سے متشابہات پر محمول کر کے تسلیم کیا جائے اور [illegible] ١٧٣

[illegible] کی تعریف [illegible]

٨٢ [illegible] غوث [illegible] جو قصیدۂ غوثیہ وغیرہ سے ثابت [illegible] مشتبہ سے پاک و معتبر ہیں جن کا پڑھنا سننا [illegible] ہے۔ ١٧٤

٨٣ [illegible] کے خصوصی منصب کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی [illegible] مکتوب کا اقتباس قطبیت کبریٰ اور برگزیدہ حضرات اہل بیت [illegible] ہے۔ ١٧٨

٨٤ [illegible] اہل بیت اور حضور غوث پاک کے درمیان اور کوئی شخص قطبیت کبریٰ [illegible] مرتبہ پر فائز نہیں [illegible] یہ مرتبہ آپ ہی کے ساتھ خاص ہے اور [illegible] آپ کے توسط ہی سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ١٧٨

٨٥ [illegible] ١٧٨

٨٦ [illegible] علاوہ دوسری قوم کے مقتدر حضرات اہل بیت کرام [illegible] قطب [illegible] سکتے ہیں۔ ١٨٠

٨٧ [illegible] پیر کا عام و مطلق سجادہ نشین اس کا قائم مقام اور [illegible] ہے۔ ١٨٢

٨٨ [illegible] نیابت و خلافت کا مطلب [illegible] ہے۔ ١٨٣

٨٩ [illegible] اپنے منسوب [illegible] کے فرائض و اختیارات کا اجرا کرے [illegible] داخل ہے۔ ١٨٣

صفحہ	مضامین	مسئلہ نمبر
۱۰۴	قرآن کریم کی توہین اور نماز روزہ کا انکار کرنے والا ہے ایمان ہے۔ کافر و مرتد ہے۔ بل مسلم پر لازم کہ ایسے شخص سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔	۱۹۰
	شریعت و طریقت	
۱۱۹	ابن عربی ولی ہیں اور ولی کا قول مخالف شرع نہیں ہو سکتا۔	۱۹۱
۱۲۰، ۱۲۳	سیدنا غوث اعظم کا فرمان ہے کہ ہر وہ حقیقت جسے شریعت رد کر دے، بے دینی ہے۔	۱۹۲
۱۲۰	امام غزالی فرماتے ہیں کہ اول و آخر ظاہر شریعت کو صحیح ماننا ضروری ہے۔	۱۹۳
۱۲۰	شریعت کی اہمیت پر حضرت داتا گنج بخش کا قول	۱۹۴
۱۲۰	خلافِ شریعت کشف کا دعوے باطل اور اس کے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھنے والا کافر و زندیق ہے۔	۱۹۵
۱۲۱	شاہ سلیمان تونسوی فرماتے ہیں کہ خلافِ شرع معمولی کام بھی بندہ کو مرتبۂ ولایت سے گرا دیتا ہے۔	۱۹۶
۱۲۱	موافق شریعت الہام اولیا ان کے اپنے حق میں حجت ہے۔	۱۹۷
	جو شخص شریعت پر عمل پیرا نہ ہو اس کا ایمان اور توحید غیر معتبر ہے۔	۱۹۸
۱۲۱، ۱۲۳	صوفیائے کرام کی مشکلات کو معانی متعارفہ پر محمول سمجھ کر اعتقاد کرنا کفر ہے۔	۱۹۹
۱۲۲، ۱۲۳	کلمات صوفیہ متشابہات کا درجہ رکھتے ہیں جن کی مراد تک ہر ناقص کی رسائی نہیں۔	۲۰۰

صفحہ	مضامین	سلسلہ نمبر
۱۹	[illegible] تحریف کی ہے	[illegible]
۱	[illegible] موجود ہیں	[illegible]
۱	[illegible] فتوحات مکیہ کا نسخہ دیکھا [illegible] کوئی عبارت نہ تھی	[illegible]
۹	[illegible]	[illegible]
۲	[illegible]	[illegible]
۲۲	[illegible]	[illegible]
۲۳	[illegible]	[illegible]

کتاب تغیر

صفحہ	مضامین	سلسلہ نمبر
۹۳	[illegible] کسی جگہ یہودی حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔	۲۰۸
۹۳	[illegible] دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے	[illegible]
۹۳	[illegible] کو سمجھنے کے لئے علمائے تابعین [illegible]	[illegible]
۹۴	قرآن [illegible]	۲۱۲
[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	قصہ یقینی ہو رہی ہیں۔	۱۹۲
۲۱۴	حسبِ سابق عہدِ نبوی کے ساتھ تخصیص نہیں بلکہ سیاق و سباق میں آیت کو سمجھنا چاہئے۔	۱۹۳
۲۱۵	آیتِ قرآنی کے مفہوم کے مطابق یہودی اسلام لائے بغیر نہ تو حقیقی عزت یاب ہو سکتے ہیں نہ حکومتوں سے عہد و پیمان کر کے دنیوی عزت پا سکتے ہیں۔	۱۹۴
۲۱۶	امریکہ، روس اور برطانیہ کے تعاون سے سرزمین [illegible] حکومت کا قیام صداقتِ قرآن کی دلیل ہے۔	۱۹۴
۲۱۷	کلمہ [illegible] محروب [illegible] صداقتِ اسلام کی دوسری دلیل۔	۱۹۵
۲۱۸	[illegible] صداقتِ اسلام کی تیسری دلیل۔	۱۹۵
۲۱۹	اس [illegible] ذیل یہودِ مدینہ تک مسلمان ہو جانے والے کمزور صحابہ کرام کو خطاب ہے۔ اس میں عموم نہیں۔	۱۹۶
۲۲۰	اگر آیت کا خطاب ہر زمانہ کے مسلمانوں کو ہو تو بھی اعتراض نہیں۔	۱۹۶
۲۲۱	اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام کی فتح و نصرت کو مشروط فرمایا ہے۔	۱۹۷
۲۲۲	مدعیانِ اسلام کا آپس میں دست بگریباں ہونا، احکامِ ربانیہ میں غفلت اور تقویٰ و توکل سے عاری ہونا مسلمانوں کی موجودہ بزدلی کا باعث ہے۔	۱۹۹
۲۲۳	قرآنی صداقتوں کو دشمنانِ اسلام کا دھوکہ سے اعتراض کے رنگ میں پیش کرنا اہلِ اسلام کی غفلت کا نتیجہ ہے۔	۱۹۹
۲۲۴	[illegible] میں "امانت" سے مراد تکلیفاتِ شرعیہ نماز۔	

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۲۰۰	[illegible] سے مرکبات [illegible] کی استعداد و [illegible] ذہنیت ہے	[illegible]
۲۰۰	[illegible] کی ضمائر کے مرجع کے بارے میں [illegible] قول مفسرین۔	۲۲۵
۲۰۰	جس کی طرف ضمیر راجع ہو اس کا دور ہونا بعد مرجع کہلاتا ہے۔	۲۲۶
۲۰۰	ایک کلام میں ایک ہی قسم کی ضمیروں کا مختلف مرجع کی طرف لوٹنا انتشارِ ضمائر [illegible] ہے۔	۲۲۷
۲۰۱	ایک قرأت [illegible] کے ساتھ بھی ہے۔	۲۲۸
۲۰۱	[illegible] کے مطابق [illegible] کی ضمیریں حضور علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہیں۔	۲۲۹
۲۰۱	مرجع کے لیے لفظی ذکر ضروری نہیں ذہنی ذکر کافی ہے۔	۲۳۰
۲۰۱	[illegible] حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ذہنوں میں جلوہ گر ہے۔	۲۳۱
۲۰۱، ۲۰۲	[illegible] اجر عظیم کے مرجع کا بیان۔	۲۳۲
۲۰۲	[illegible] انتشار ضمائر [illegible] عرب کے لیے دقتِ فہم کا باعث ہوں تو [illegible] سکتے ہیں ورنہ نہیں۔	۲۳۳
۲۰۲	[illegible] اور [illegible] کے ضمائر کا بیان	۲۳۴
	[illegible] سے دوسرے کا [illegible] کی	۲۳۵

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۲۰۳	ابتداء ہوئی ہے۔	
۲۰۳ تا ۲۰۴	سورۂ بقرہ کا مختصر عام فہم تعارف۔	۲۳۶
۲۰۴	ہجرتِ مدینہ منورہ کے بعد سب سے پہلے یہی سورت نازل ہوئی۔	۲۳۷
۲۰۴	اس سورت میں ہزار حکم، ہزار نہی اور ہزار خبریں ہیں۔	۲۳۸
۲۰۴	آیۃ الکرسی کی فضیلت	۲۳۹
۲۰۴	آمن الرسول تا آخرِ سورت دو آیات کی فضیلت۔	۲۴۰
۲۰۴	جس گھر میں سورتِ بقرہ کی تلاوت کی جائے وہ تین دن تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔	۲۴۱
۲۰۴	حروفِ مقطعات اللہ و رسول کے درمیان اسرار ہیں۔	۲۴۲
۲۰۵	سورہ بقرہ کے چالیس رکوع، دو سو چھیاسی آیات و سٹے پچیس ہزار حروف ہیں۔	۲۴۳
۲۰۵	عقائدِ متعلقہ ذاتِ باری تعالےٰ۔	۲۴۴
۲۰۶	عقائدِ متعلقہ حضرتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔	۲۴۵
۲۰۶	یہود و نصارٰے کے علماء حضور کو اپنے بیٹوں کی طرح اچھی طرح پہچانتے تھے۔	۲۴۶
۲۰۶ / ۲۰۷	تورات و انجیل میں آپ کا ذکر بڑی وضاحت سے موجود تھا	۲۴۷
۲۰۷	قرآنِ کریم کی شان۔	۲۴۸
۲۰۸	حضرت آدم علیہ السلام کا بیان	۲۴۹
۲۰۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیان	۲۵۰
۲۰۹	بنی اسرائیل کا ذکر۔	۲۵۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۵۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بیان۔	۲۰۹
۲۵۳	حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر	۲۰۹
۲۵۴	حضرت عزیر علیہ السلام کا بیان۔	۲۰۹
۲۵۵	[illegible] کا ذکر	۲۱۰
۲۵۶	ارکان اسلام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کا بیان۔	۲۱۰
۲۵۷	حلال کھانے اور حرام سے بچنے کا حکم۔	۲۱۱
۲۵۸	بیع حلال ہے اور سود حرام ہے۔	۲۱۱
۲۵۹	[illegible] کا بیان۔	۲۱۱
۲۶۰	گروی رکھنے کا بیان۔	۲۱۱
۲۶۱	صدقات و خیرات کا بیان۔	۲۱۱
۲۶۲	[illegible] سے بچنے کا حکم۔	۲۱۱
۲۶۳	دوستی کا بیان کہ مومنین کے ساتھ ہو اور کفار کے ساتھ نہ کیا جائے۔	۲۱۱
۲۶۴	مسائل طلاق۔	۲۱۱
۲۶۵	کعبہ شریف کی تعمیر، اس کا لوگوں کے لئے مرجع اور امان ہونے، قبلہ بننے اور شرافت کا بیان۔	۲۱۱
۲۶۶	[illegible] حق چھپانے کی برائی۔	۲۱۲
۲۶۷	قصاص کا بیان	۲۱۲
۲۶۸	[illegible] ثابت قدمی اور صبر کا حکم۔	۲۱۲
۲۶۹	[illegible] کا بیان	۲۱۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
٢٤٠	یتیموں کی اصلاح کا حکم۔	٢١٢
٢٤١	عہد پورا کرنے کا ذکر۔	٢١٣
٢٤٢	مرتد کے احکامات	٢١٢
٢٤٣	نسخ کا بیان۔	٢١٣
٢٤٤	اب کوئی آیت یا حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔	٢١٤
	کتاب السنّۃ والحدیث	
٢٤٥	قرآنی دلائل کی روشنی میں حجیتِ حدیث کے ثبوت میں رسالہ حدیث الحبیب " رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور راہ و رسم کا نام سنت و حدیث ہے۔	٢٢١ تا ٢١٠
٢٤٦	حضور کی سنت و حدیث ایمانداروں کے لئے آفتاب ہدایت ہے۔	٢٢١
٢٤٧	حجیتِ حدیث پر قرآنِ پاک سے دلیل نمبرا۔	٢٢٢
٢٤٨	حضور کے بتلانے ہی سے امت نے قرآن کا قرآن ہونا جانا۔	٢٢٣، ٢٢٤
٢٤٩	حضور کا یہ بتانا کہ یہ قرآن ہے " بھی حدیث ہے گویا انکار حدیث کی صورت میں قرآن کا اعتبار بھی نہیں رہے گا۔	٢٢٣، ٢٢٤
٢٨٠	جب حدیث کے بغیر فہم قرآن ممکن نہیں تو اس پر عمل کیسے ممکن ہوگا۔	٢٢٣
٢٨١	حضور اکرم آیات کے علاوہ اپنے اقوال سے بھی امت کا تزکیہ فرماتے ہیں۔	٢٢٣
٢٨٢	و یعلمھم الکتب والحکمۃ میں کتاب سے قرآن کریم اور حکمت سے حدیث پاک مراد ہے	٢٢٣
٢٨٣	قیامت تک آنے والے لوگ حضور سے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔	٢٢٣

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۲۲۴	تفسیر قرآن کی طرح تفسیر حدیث بھی اللہ کا فضل ہے۔	۲۸۴
۲۲۵	دلیل نمبر ۵۰	۲۸۵
۲۲۵	اللہ تعالیٰ نے حبیب پاک کو اپنی کتاب کے مطالب بیان فرما دیے ہیں۔	۲۸۶
۲۲۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ان کے لئے ضروری و مفید مطالب و معانی بیان فرما دیے	۲۸۷
۲۲۶	حدیث پاک کی مدد کے بغیر گذشتہ، موجودہ اور آئندہ کی کسی مخفی چیز کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکتی	۲۸۸
۲۲۶	حدیث میں ہوائی جہاز، ریل گاڑی، اٹیم بم وغیرہ نو ایجاد شدہ چیزوں کا تفصیلی علم موجود ہے۔	۲۸۹
۲۲۸	حدیث کے بغیر ارکان و اعمال شرعیہ کا علم کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔	۲۹۰
۲۲۸	صلوٰۃ، زکوٰۃ وغیرہ کے لغوی معنے شرعی معنے کی وضاحت نہیں کرتے بلکہ ان کا بیان قولی، فعلی اور تقریری حدیثوں سے ہوتا ہے۔	۲۹۱
۲۳۰	چونکہ ہم نے حضور کا ظاہری زمانہ نہیں پایا لہٰذا ہم صحابہ کرام، ائمہ دین اور علماء اسلام کے بھی محتاج ہیں۔	۲۹۲
۲۳۰	خارجی ان الحکم الا للہ پڑھ کر صحابہ کرام کے فیصلوں کو بے اعتبار بتاتے۔	۲۹۳
۲۳۰	اس سلسلہ میں حضرت علی کا ایک واقعہ۔	۲۹۴
۲۳۱	دلیل نمبر ۵۱	۲۹۵
۲۳۲	حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ظاہری و پوشیدہ علم حاصل ہیں۔	۲۹۶
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کو بھی فیضیاب فرماتے ہیں اور بخل سے	۲۹۷

صفحہ	مضامین	سلسلہ نمبر
۲۳۲	کام نہیں لیتے۔	
۲۳۲	حضور چونکہ سراپا رحمت ہیں ذرہ ذرہ کا علم غیب رکھنے والے ہیں اس لئے آپ کی تعلیمات پر عمل واعتقاد ہماری ہدایت کا باعث ہے۔	۲۹۸
۲۳۳	حدیثِ پاک سے دور ہونا گمراہی اور سبب غضب الٰہی ہے۔	۲۹۹
۲۳۳	اللہ اور اس کے انعام یافتہ بندوں کا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔	۳۰۰
۲۳۴	دلیل نمبر ۶۔	۳۰۱
۲۳۵	صحابہ کرام، تابعین، ائمہ اور اولیاء وعلماء آفتابِ رسالت آپ ہی کا نور پھیلا رہے ہیں۔	۳۰۲
۲۳۷	دلیل نمبر ۷۔ متعدد آیات سے حجیت حدیث کا ثبوت۔	۳۰۳
۲۳۹	حضور کی تمام قولی وفعلی حدیثیں واجب العمل ہیں۔	۳۰۴
۲۴۰	عمل بالقرآن، عمل بالحدیث کے بغیر ناممکن، اسی طرح عمل بالحدیث صحابہ وفقہا مجتہدین کی ہدایت کے بغیر ناممکن لہٰذا فقہ پر عمل حدیث پاک پر عمل ہے۔	۳۰۵
۲۴۰	دلیل نمبر ۸۔	۳۰۶
۲۴۱	حدیثوں پر عمل اتباعِ رسول ہے جس سے انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔	۳۰۷
۲۴۲	دلیل نمبر ۹ تا ۱۲۔	۳۰۸
۲۴۵	دلیل نمبر ۱۳ تا ۱۵۔	۳۰۹
۲۴۶	اللہ ورسول کے حکم ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن کی طرح حدیث کو بھی معتبر مانا جائے۔	۳۱۰
۲۴۷	دلیل نمبر ۱۶، ۱۷۔	۳۱۱

۲۲ ب بر ... ۲۴۹

۲۳ حضور کی یہ بات اور پیشگوئی صداقت کے بلند ترین مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ ۲۴۹

۲۴ پیشگوئی نمبر حجاز مقدس میں زبردست آگ کا ظہور۔ ۲۴۹

۲۵ آگ ظاہر ہونے کی تاریخ اس کی شدت وحدت طول وعرض اور ہولناکی کا بیان۔ ۲۵۰

۲۶ سخت حرارت ... اس آگ کی طرف سے مدینہ منورہ والوں کو ٹھنڈی ہوا آتی رہی۔ ۲۵۱

۲۷ اس زبردست آگ سے اللہ تعالیٰ نے حرم مدینہ کو محفوظ رکھا۔ ۲۵۰

۲۸ آگ کے ظہور سے پہلے کئی دن تک سخت زلزلے آتے رہے حتیٰ کہ ایک دن چودہ مرتبہ زلزلہ آیا۔ ۲۵۲

۲۹ یہ آگ ... دن تک مسلسل قائم رہی۔ ۲۵۲

۳۰ دوسری پیشگوئی: ترک قوم کے حلیہ اور ان سے جہاد کی خبر پر مشتمل۔ ۲۵۴

۳۱ تیسری پیشگوئی: الا ان القوۃ ... کے مفہوم کی وسعت۔ ۲۵۴

۳۲ حضور علیہ السلام کا ایک اسم گرامی "صاحب السیف" بھی ہے۔ ۲۵۵

۳۳ ... کا لفظ تیر ... توپوں کے گولے، ایٹم بم، میزائل وغیرہ تک تمام تباہ کن ہتھیاروں کو شامل ہے۔ ۲۵۶

۳۴ یہ حضور کی ... جامع بیانی ہے کہ ایک لفظ "رمی" میں وہ سب کچھ ... ہر زمانے کے ... صادق آتا ہے۔ ۲۵۶

۳۵ حضرت ... مکان اور مکین و مکان کی ... سمٹی ہوئی ہیں۔ ۲۵۶

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۳۲۶	۴ تا ۸ پیشینگوئی، فضائل و برکات رمضان کے سلسلہ میں ارشادات کی صداقت	۲۵۷
۳۲۷	نویں، دسویں اور گیارہویں پیشینگوئی، جب گویے عورتیں مزمیر و رباب ظاہر ہوں گے تو مسخ اور قذف ہوگا۔	۲۵۹، ۲۶۰
۳۲۸	مغنیات کا عام ہونا بھی حضور کے فرمانات کی صداقت کی دلیل ہے۔	۲۶۰
۳۲۹	خسف کا معنے۔	۲۶۱
۳۳۰	مسخ اور قذف کا مفہوم۔	۲۶۱
۳۳۱	بارہویں پیشینگوئی "ظہور القلم"۔	۲۶۲
۳۳۲	ظہورِ قلم کی متعدد صورتیں۔	۲۶۲
۳۳۳	تیرھویں پیشینگوئی، اتحاد و یک جہتی کا فقدان۔	۲۶۳
۳۳۴	چودھویں پیشینگوئی، جب خانہ جنگی کا آغاز ہوا تو قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔	۲۶۳
۳۳۵	سبائیوں اور بلوائیوں نے عہدِ خلافتِ عثمانی میں خانہ جنگی کی بنیاد رکھی۔	۲۶۳
۳۳۶	مختلف اَدوار کی خانہ جنگیاں۔	۲۶۳، ۲۶۴
۳۳۷	پندرھویں، سولھویں پیشینگوئی، جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ظہور۔	۲۶۴
۳۳۸	سیکون کذابون ثلاثون الحدیث کی تشریح۔	۲۶۴
۳۳۹	سترھویں پیشینگوئی، فتنۂ انکارِ حدیث کی نشاندھی۔	۲۶۵
۳۴۰	الا انی اوتیت القرآن و مثلہ معہ۔ مثلہ کا معنی و مفہوم۔	۲۶۶
۳۴۱	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۳۶۔	۲۶۷
۳۴۲	حجیتِ حدیث پر دلیل نمبر ۳۷۔	۲۶۸

صفحہ	مضامین
۲۶۹	۳۴۳ حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۳۹ ۔ ۴۰ ۔
۲۷۰	۳۴۴ حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۱ ۔
۲۷۱	۳۴۵ حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۲ ۔
۲۷۲	۳۴۶ نبی کا قول و فعل کتاب اللہ کی طرح شرعی دلیل ہے ۔
۲۷۲	۳۴۷ حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۳ ۔
۲۷۳	۳۴۸ اطاعت الٰہی کرنا حضور کی صفت ہے ۔
۲۷۳	۳۴۹ حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۴ تا ۴۵ ۔
۲۷۴	۳۵۰ یہودیوں کو بھی انکارِ حدیث کی بڑی عادت تھی ۔
۲۷۴	۳۵۱ موسیٰ علیہ السلام کی حدیث کا انکار کرنے والوں پر عذابِ الٰہی نازل ہوا ۔
۲۷۵	۳۵۲ حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۶ ۔
۲۷۶	۳۵۳ حجیت حدیث کے متعدد دلائل پر مشتمل دلیل نمبر ۴۷ ۔
۲۷۸	۳۵۴ حجیت حدیث پر دلیل نمبر ۴۸ ۔
۲۷۸	۳۵۵ اللہ رب العزت نے محبوب پاک کے کام کو اپنا کام اور اپنے کلام کو رسول کا کلام قرار دیا
۲۷۹	۳۵۶ اگر قول رسول (حدیث) کا اعتبار نہ ہوتا تو اللہ تعالےٰ اپنے قول کا نام "قول رسول" نہ رکھتا ۔
۲۸۰	۳۵۷ حدیث قولی، فعلی اور تقریری کی تعریفیں ۔
۲۸۲	۳۵۸ حدیث شرب بول کے اسناد پر بحث اور اس کی ایک سند کی تصحیح ۔
۲۸۵	۳۵۹ حدیث [illegible] صحاح ستہ [illegible] کتاب کے حوالہ جات ۔

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	## فوائدِ متفرقہ	
۳۶۰	صاحب جلالین، تفسیر جلالین میں سب سے راجح قول پر اعتماد کرتے ہیں۔	۱۰۵
۳۶۱	"کلما" لغت عرب میں عمومِ افعال کے لئے ہے۔	۱۰۶
۳۶۲	کلمہ "کلما" تعمیم افعال کا مقتضی ہے اور تعمیم فعل تکرارِ فعل کو مستلزم ہے۔	۱۰۱
۳۶۳	جس طرح جملۂ اسمیہ مثبتہ قرائن کی مدد سے دوامی ثبوت کا فائدہ دیتا ہے اسی طرح جملۂ اسمیہ منفیہ مقامی معاونت سے نفی کے دوام کا فائدہ دیتا ہے، دوام کی نفی نہیں کرتا۔	۱۰۸
۳۶۴	خاص، افادۂ معنے میں قطعی ہوتا ہے۔	۱۱۵
۳۶۵	خاص قرآن کے مقابل ایسی خبرِ واحد جو حضور علیہ السلام یا رب العزت کی طرف منسوب ہو اور خاص قرآن سے موافقت نہ کر سکے تو اسے چھوڑا جائے گا۔	۱۱۵
۳۶۶	خاص اپنے مدلول کو یقینی اور قطعی طور پر شامل ہوتا ہے۔	۱۱۵
۳۶۷	محکم وہ ہے جس سے مراد پختہ ہو کہ احتمال نسخ و تبدیل باقی نہ رہے۔	۱۱۶
۳۶۸	اخبار میں نسخ جاری نہیں ہوتا۔	۱۱۵
۳۶۹	ایسی خبر جس میں طلب کا معنے نہ ہو منسوخ نہیں ہو سکتی۔	۱۱۵
۳۷۰	نسخ کا محل ایسا حکم ہے جو وجود و عدم دونوں کا محتمل ہو۔	۱۱۶
۳۷۱	ایسا حکم منسوخ ہو سکتا ہے جس کے ساتھ نص سے ثابت نسخ کے منافی قید لاحق نہ ہو۔	۱۱۶
۳۷۲	محکم کے مقابلہ میں ظاہر، نص اور مفسر مرجوح ہیں۔	۱۱۷
۳۷۳	ظاہر سے نص مقدم ہے اور ظاہر و نص سے مفسر مقدم اور ان سب سے	

حکومت [illegible]

۲۸۴ حکومت کسی [illegible] تخصیص کی گنجائش نہیں

۲۸۵ [illegible] حکومت [illegible] خصوصی [illegible] کا [illegible] ہے

۲۸۶ [illegible] کا معنی و مفہوم

۲۸۷ [illegible] کے [illegible] معتبر ہیں جھوٹے [illegible] کے غلط بیان کردہ [illegible] ہے

۲۸۸ [illegible] شریعت کے [illegible] ہے۔ قول ابن عربی

۲۸۹ [illegible] شریعت سے [illegible] ضروری ہے

۲۹۰ سیدنا عمر بن عبدالعزیز [illegible] کشف [illegible] ہیں

۲۹۱ [illegible] تصنیف ہے [illegible] حدیث کی [illegible] سند ہے

۲۹۲ [illegible] جب [illegible] تو [illegible] ضروری [illegible] ہے

۲۹۳ [illegible] مستغرق ہے

۲۹۴ [illegible] بھی [illegible] مستغرق ہے

۲۹۵ [illegible] وفات پائی

۲۹۶ [illegible] تیسری صدی ہجری میں لکھی ہیں

۲۹۷ [illegible] قابل ہے

۲۹۸ [illegible] قبول فرمائے

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۹۹	بطورِ مدارات یا تحفہ جو جانور قربانی کی طرح ذبح کئے جاتے ہیں	۳۸۹
۱۰۰	تبرک کے طور پر قربانی کی کھالیں دینا جائز نہیں	۳۹۰
۱۰۰	قربانی یا عقیقہ کی کھال قصاب کو بطور مزدوری دینا ناجائز ہے	۳۹۱
۱۰۱	دینی مدارس میں حیلہ تملیک سے زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔	۳۹۲

اجمالی فہرست فتاویٰ نوریہ جلد ششم

کتاب الطہارۃ
کتاب المساجد
کتاب الصلوٰۃ
باب الاوقات
باب الاذان
باب الامامت
باب تعطیل الصلوٰۃ وما تبطل
باب التطوع
باب الجمعۃ والعیدین
باب الجنائز
کتاب الزکوٰۃ
کتاب الصوم
باب رویت الہلال
باب الاعتکاف
کتاب الحج
کتاب النکاح
باب المحرمات
باب المصاہرۃ
باب نکاح المعتدات والحوامل
باب الرضاع
باب الولی
باب الکفو
کتاب الطلاق
کتاب الحظر والاباحۃ
فوائد صوفیہ
متفرقات

نوٹ: مفصل فہرست جلد ششم کے آخر میں صفحہ ۶۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

حیاتِ فقیہِ اعظم

عمرها در کعبه و بتخانه می نالد حیات

تا ز بزم عشق یک دانای راز آید برون

تحریر: علامہ محمد یحییٰ اشرف قادری

یکتائے روزگار

فقیہ اعظم حضرت علامہ مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری قدس سرہ العزیز جب اردو
... کی شخصیت کے مونس، تقویٰ، مہارت تفسیر و سیاست، حمیت، استقامت میں
یکتائے روزگار تھے۔ جماعت علمی و عمر دینی خدمات کے باوجود ... چکے تھے
اپنے ساتھ خود مرفقیہ اعظم پاکستان حضرت ... سے عقیدت ... خدمت میں
حاضر ہوتے تو ادب و احترام اور ... دیکھنے ... آپ کی عظمت کا
اعتراف کئے بغیر نہ رہتا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ علمی مرکز سے دور بصیر پور جیسے دیہاتی علاقے میں قیام فرما
رہ کر علم دین اور حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کی جس کی ضیا باری نے صرف
پاکستان ہی کا گوشہ گوشہ منور نہیں کیا بلکہ اس کی شعاعیں دوسرے ممالک تک پہنچیں۔ وقت کے
جلیل القدر علماء علمی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے اور فیض یاب ہوتے۔ ہزاروں
طلباء و علماء نے آپ کی بارگاہ سے علوم دینیہ کا فیض حاصل کیا

آپ کے دار العلوم کا امتیازی وصف یہ تھا کہ یہاں صرف نصابی کتب
نہیں پڑھائی جاتی تھیں بلکہ ... اعمال صالحہ ... خلوص و تقویٰ کا پیکر بھی

بیان جاتا ہے

حضرت مفتیِ اعظم ریاں تفسیر و حدیث اور دیگر تمام مروجہ علومِ دینیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے لیکن فقہ میں آپ کو تخصص کا درجہ حاصل تھا اسی لئے آپ کے ہمعصر اکابر علماء نے آپ کو فقیہِ اعظم تسلیم کیا۔ چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل آپ کے فتاوی کے مطالعہ سے آپ کی وسعت نظر، عمیق مشاہدہ، قوت استدلال اور جدتِ فکر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

خالص علمی و دینی ماحول اور دیہات کی سادہ وضع میں زندگی بسر کرنے کے باوجود ان کی فکر میں بڑی جدت تھی۔ انہوں نے عہدِ حاضر کے مسائل جدیدہ کا مجتہدانہ انداز میں حل پیش کیا۔ دینی مسائل میں جہاں اجتہاد کی گنجائش ہو تحقیق اور ریسرچ جاری رہنی چاہئے ورنہ جمود و تعطل فکری صلاحیتوں کو زنگ آلود کر کے رکھ دے گا اور نئی نسل دین سے دور ہوتی چلی جائے گی۔ نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال، ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی دواؤں کا حکم، جان بلب مریضوں کے لئے عطیہ خون، لڑکیوں کو لکھائی کی تعلیم دینا، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز، روزے کی حالت میں انجکشن، بلغاریہ اور ڈنمارک وغیرہ میں نماز، روزے اور دیگر عبادات کے اوقات کا تعین، جہاں سال میں بعض راتیں صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کی ہوتی ہیں، حج کے لئے تصویر کا جواز وغیرہ مسائل کا حضرتِ فقیہِ اعظم نے فقیہانہ بصیرت سے حل پیش کیا ہے۔ تمام تر فکری جدت کے باوجود کیا مجال ہے کہ کہیں تکبر اور عجب کا اظہار ہو یا کسی کی تخفیف کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ دورِ جدید کے محققین کے لئے یہ طرزِ عمل مشعل راہ ہونا چاہئے

حضرت فقیہِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ہیلی کاپٹر، ہوائی جہاز: ان کے متعلق احکامِ شرعی موجود نہیں کہ ہم

بالکل سنہ بکتہ بن جائیں اور غمزۂ اغیار کے ان کو فرزانہ مزعومات کی تصدیق کر دیں کہ معاذ اللہ! اسلام ایک فرسودہ مذہب ہے، اس میں روز مرہ ضروریات زندگی کے جدید ترین ہزار ہا تقاضوں کا کوئی حل نہیں، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ کسی ناجائز و غلط چیز کو بغیر مناسب غور و فکر کے جائز و مباح کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں مگر شرعاً اجازت ہو تو عدم جواز کی رٹ لگانا بھی جائز نہیں غرضیکہ ضد اور نفس پرستی سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہمارے ذمہ دار علماء کرام محض اللہ کے لئے نفسانیت سے بلند و بالا، سر جوڑ کر بیٹھیں اور ایسے جزئیات کے فیصلے کریں۔ مگر بظاہر یہ توقع تمنا کی حدود طے نہیں کر سکتی، یہی انتشار آزاد خیالی کا باعث بن رہا ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون [1]

فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد نور اللہ نعیمی ابن مولانا محمد صدیق ابن مولانا احمد الدین ابن سلطان التارکین مولانا محمد ابراہیم ۱۶ رجب ۱۰ جون ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء کو پاکپتن شریف کے پاس واقع گاؤں سوجے کی میں پیدا ہوئے۔ کئی پشتوں سے آپ کے خاندان میں اصحابِ علم و فضل اور اربابِ زہد و تقویٰ چلے آرہے تھے۔ آپ نے قرآن مجید اور فارسی نصاب کی تعلیم والدِ ماجد اور جدِ امجد سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں بھی گھر میں پڑھیں۔ سوجے کی سے چھ سات میل کے فاصلے پر مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ رہتے تھے، ان سے کافیہ کے چند اسباق پڑھے۔

---

[1] محمد نور اللہ، فقیہ اعظم مولانا: فتاویٰ نوریہ ج ۳ ص ۴۲۰۔

... ادب و احترام ملحوظ رکھتے۔[1]

... تعلیم کے بعد ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں محدث بہاولنگری حضرت مولانا نور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) کی خدمت میں گھمنڈ پور، چیپل فلسفہ ... بہاولنگر حاضر ہوئے۔ دیگر فنون کے علاوہ معقولات کی اکثر کتابیں ان سے پڑھیں، فرمایا کرتے تھے کہ ملا نور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی تدریس میں جو لطف ہوتا تھا وہ کہیں نہ دیکھا اور مجھے پڑھانے کا بہترین طریقہ بھی انہی سے حاصل ہوا۔ درس نظامی کی تحصیل کے ساتھ ہی درس کی تکمیل کی، دورۂ حدیث کے لئے امام المحدثین حضرت مولانا ابو محمد محمد دیدار علی شاہ الوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت مرکزی دار العلوم حزب الاحناف، لاہور میں حاضر ہوئے، دوران اسباق ہر علمی اور معقول صورت پیش کرتے جن کا جواب محدث الوری بڑے اطمینان سے دیتے، ایک مرتبہ کچھ ساتھیوں نے کہا کہ آپ زیادہ سوالات نہ کیا کریں، اس طرح وقت ضائع ہوتا ہے درس کم ہوتا ہے۔ حضرت محدث الوری نے انہیں سختی سے تنبیہ کی اور فرمایا:

"اسی سے دورۂ حدیث نہایت ہی احسن طریقہ پر ہو رہا ہے اور تم جو کچھ سمجھ رہے ہو ان کی بدولت سمجھ رہے ہو۔"

حدیث کی تمام کتابیں امام اہل سنت محدث الوری قدس سرہ سے پڑھیں، ترمذی شریف کے کچھ اسباق مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھے اور ۲۰ر شعبان، ۲۳ر نومبر ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء کو سند فراغت

---

[1] محمد ذوالفقار ... اور تجلیات (دار العلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور) ص ۱۵-۱۱

اور دستارِ فضیلت سے مشرف ہوئے۔

اپنے والدِ گرامی، مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد قادری قدس سرہ کے مشورے کے مطابق سلسلۂ عالیہ قادریہ میں صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ بیعت کے بعد صدر الافاضل نے فرمایا:

"مولانا! آپ کا وظیفہ درس و تدریس ہے"

چنانچہ حضرتِ فقیہِ اعظم تمام زندگی اِس وظیفہ پر عمل پیرا رہے۔ رمضان المبارک (۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء) کی تعطیلات میں مراد آباد حاضر ہوئے۔ حضرت صدر الافاضل نے سلوک کی منازل طے کرائیں، مختلف اشغال و اعمال اور اوراد و وظائف کی اجازت عطا فرمائی، سلسلۂ قادریہ مکیہ کے علاوہ دیگر سلاسل میں بھی اجازت و خلافت مرحمت فرمائی اور سندِ حدیث کی سندیں عطا فرمائیں۔[1]

حضرتِ فقیہِ اعظم قدس سرہ نے فارغ التحصیل ہوتے ہی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور عمر شریف کے آخری دنوں تک پورے پچاس سال کمال استقامت کے ساتھ جاری رکھا۔ ابتداءً کچھ عرصہ مدرسہ مفتاح العلوم میں استاذِ گرامی حضرت مولانا فتح محمد محدث بہاولنگری کے پاس رہے پھر ضلع ساہیوال کے مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں فرید پور تحصیل دیپالپور میں دار العلوم حنفیہ فریدیہ کی بنیاد رکھی جہاں طالبانِ علومِ دینیہ کشاں کشاں حاضر ہونے لگے۔ طلباء کی بڑھتی ہوئی

---

[1] محمد باقر ضیاء "نوری"، مولانا : انوارِ حیات ص ۳۳۔۲۹

[2] محمد محب اللہ نوری، مولانا : فقیہِ اعظم دیباچہ فتاوی ج ۲ ص ۵

تھا ایک عظیم دینی درسگاہ دارے کی متقاضی تھی جس کے لئے اس جگہ کا جاگیردارانہ
ماحول بھی سازگار تھا چنانچہ ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۵ء میں بصیرپور تشریف لائے اور دارالعلوم کی
بنیاد رکھی۔ وہ جگہ جو قزاقوں کی آماجگاہ تھی آج وہاں علوم دینیہ کی عظیم الشان یونیورسٹی
بن چکی ہے۔[1]

بلاشبہ حضرت فقیہ اعظم کی یہ بہت بڑی کرامت ہے کہ جنگل میں قیام کیا اور
سے دین اور علوم دینیہ کا عظیم الشان گلشن بنا دیا جہاں سے ہزاروں حفاظ، علماء اور
دین اسلام کے مبلغ اور مدرس تیار ہوئے۔[2] اس وقت آپ کے فرزند ارجمند حضرت
مولانا علامہ محمد محب اللہ نوری دام مجدہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور کے مہتمم، شیخ الحدیث
اور جانشین فقیہ اعظم ہیں جو اپنے عظیم المرتبت والد گرامی کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ اتباع شریعت وسنت کا حسین پیکر تھے،
تہجد کے وقت نہ صرف خود بیدار ہوتے بلکہ جامعہ کے تمام اساتذہ اور تلامذہ کو بھی
بیدار کرتے اور سب حضرات خشوع وخضوع کے ساتھ نماز تہجد ادا کرتے، اس سے
فرائض وواجبات کی پابندی کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والہانہ محبت وعقیدت کا اندازہ اس سے
کیا جا سکتا ہے کہ جب بھی مدینہ منورہ کا ذکر ہوتا آپ کی آنکھیں وفور شوق سے
اشکبار ہو جاتیں۔ مولانا حافظ محمد اسد اللہ نوری کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:-

"میرا تو بفضلہ تعالیٰ یہ عالم ہے کہ بصیرپور میں درس اسباق
دیتے ہوئے مدینہ عالیہ میں ہی حاضر علوم ہوتا ہوں، گنبد خضرا سے

---

[1] محمد محب اللہ نوری، مولانا : فقیہ اعظم دیباچہ فتاوی نوریہ ج ۲ ص ۳۵
[2] ایضاً

پیش نظر رہے تو کوئی دوری نہیں۔ تجدید بھی نہایت ضروری کہ صوفی بے پیر شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے ورنہ دل یہی چاہتا ہے کہ ہر وقت ہی مدینہ عالیہ حاضری رہے ۱؎

۱۹۶۰ء میں پہلی بار حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۷۵ء میں زیارت مدینہ منورہ کے سفر کے موقع پر بغداد شریف، کربلا معلی، نجف اشرف، بصرہ، کوفہ، دمشق اور حلب وغیرہ شہروں میں متعدد انبیاء کرام، صحابہ، اہل بیت اور اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی۔ مجموعی طور پر بیس مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری سے مشرف ہوئے ۲؎

حضرت فقیہ اعظم کو درس و تدریس کے ساتھ عشق کی حد تک لگاؤ تھا اس کے باوجود میدانِ سیاست کے ہر نازک موڑ پر پوری بے باکی کے ساتھ قوم کی رہنمائی کی۔ تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی چنانچہ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں آپ کے حلقے سے مسلم لیگ کا امیدوار کامیاب ہوا۔ مرشدِ گرامی حضرت صدر الافاضل کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے دیگر علماءِ اہل سنت و جماعت کے شانہ بشانہ کام کیا۔ جہادِ کشمیر میں غازیٔ کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات قادری سے مکمل تعاون کیا۔ ۱۹۴۸ء میں انوار العلوم، ملتان میں جمعیت العلماء پاکستان کی تشکیل ہوئی جس میں فقیہ اعظم بھی شامل تھے، آپ جمعیت کے اساسی ارکان میں سے تھے۔ جمعیت کی مجلس عاملہ و شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختم نبوت میں پرزور حصہ لیا جس کے نتیجے میں آپ کو قید

۱؎ محمد محب اللہ نوری، مولانا : دیباچہ فتاوے نوریہ جز ۲ ص ۳۸

۲؎ ایضاً : ص ۴

[illegible] ۵،۷ [illegible] گئے [illegible]

[illegible] تک [illegible] کیا

[illegible] پاکستان کی طرف سے

[illegible] مصطفیٰ کے [illegible] مصطفیٰ کے تحفظ کی خاطر [illegible]

[illegible]

[illegible] جب [illegible]

[illegible]

[illegible] جاری ہے۔

[illegible]

[illegible] کا [illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible] تحقیق (عربی)

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible] تحقیق

۷۔ [illegible]

اس کے علاوہ بخاری و مسلم شریف پر حواشی اردو تحریر کیے ہیں۔

حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شعر و سخن کا پاکیزہ ذوق بھی عطا فرمایا تھا۔ زمانۂ طالب علمی میں پنجابی، اردو، فارسی اور عربی میں شعر کہتے رہتے تھے۔ بعد ازاں ہمہ تن تدریس میں مشغول ہو گئے۔ فارسی نعت کا شعر یہ ہے

کہ خدا بر دست زیبش مہر خاتم زد
ز مہر او قوس بر دوش شاہ ختم زد

عربی نعت کا ایک شعر ملاحظہ ہو

[illegible]
[illegible]

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ صاحبزادگان کے نام یہ ہیں:

۱. مولانا ابو الصفا محمد ظہور اللہ نوری
۲. مولانا ابو حفص حافظ محمد نصر اللہ نوری متوفی ۲۶ رمضان المبارک ۶ اگست ۱۹۵۱ء
۳. محمد عبد اللہ ۴. محمد اسد اللہ: یہ دونوں صاحبزادے کمسنی کے دوران فوت ہو گئے
۵. مولانا علامہ محمد محب اللہ نوری زید مجدہٗ مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

یکم رجب ۱۳۹۵ھ / ۱۰ اپریل ۱۹۷۵ء بروز جمعہ [illegible] بجے شب [illegible] لاکھوں زہد و تقویٰ در علم و فضل کے پیکر فقیہ اعظم [illegible]

سے محمد نوری [illegible]

سے محمد [illegible] عیسوی سال [illegible]

[illegible] شریک [illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible] خطاب [illegible] ہوئے فرمایا

[illegible] فقیہ [illegible]

[illegible] سے

[illegible] ہو گئے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہو سکتا ہے

[illegible] فقیہ [illegible]

[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

[illegible] فقیہ

[illegible] فقیہ [illegible]

[illegible]
[illegible]

كتاب القائد

آمنت بالله وملائكته وكتبه ورسله

واليوم الآخر وبالقدر خيره وشره

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ
الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ
وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۔ ن ۔۔

اے ایمان والو، ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اس
کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے
اتاری اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں
اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں [illegible] نکل گیا

کتاب العقائد

توحید

ذات و صفات باری تعالیٰ کے متعلق حضرت [illegible] کا
درج ذیل مضمون بعنوان توحید، کتاب العقائد میں بطور تمہید شامل کیا جا رہا ہے

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله [illegible]

و اصحابه اجمعين۔

اللہ رب العالمین کو ذات و صفات میں یکتا جاننا توحید ہے۔ کسی ذات پاک کا

ثبوت: دنیا کی ہر چیز ادلتی بدلتی رہتی ہے کبھی صبح ہے اور کبھی شام۔ دن گزر جاتا ہے اور رات چھا جاتی ہے۔ بچپن کا زمانہ گزرتا ہے تو جوان ہونے کے بعد بڑھاپا گھیر لیتا ہے۔ ایک وقت درختوں پر پتے نہیں ہوتے تو دوسرے وقت پتے ہی پتے ہوتے ہیں۔ بادل، بارش، گرج، چمک، دریا بہتے چلتے رہتے ہیں کبھی دریاؤں میں پانی نہیں ہوتا اور کبھی کناروں سے بھی اچھل کر سیلاب بن جاتا ہے۔ ایک موسم میں گندم کے لہلہاتے کھیت نظر آتے ہیں تو

اور بہت سے ... میں ہندوستان میں بھی بہت رہا

ایک شخص آج بڑی عزت والا ہے تو کل ذلیل اور کوئی ہے کہ آج ذلیل تو کل
عزت والا۔ بادشاہ گدا بنتے رہتے ہیں اور گدا بادشاہ ہو جاتے ہیں۔ غرض کہ دنیا
بدلتی رہتی ہے۔ دنیا کی ہر چیز پیدا ہو کر فنا ہوتی رہتی ہے تو اس کا بدلنے والا اور ہر چیز کا
پیدا کرنے والا کوئی ضرور ہے۔ اس کا نام پاک ہے اللہ۔ وہی ہمیشہ سے ہے اور
ہمیشہ رہے گا۔ پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی فنا ہوگا۔ وہی سب خوبیوں اور کمالوں والا ہے اور
ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ اس کی تمام صفتیں (خوبیاں) ذاتی ہیں یعنی کسی نے اس کو
یہ صفتیں نہیں دیں بلکہ وہ اپنے آپ ہی ان صفتوں والا ہے۔ وہ تو ہر چیز کو جانتا ہے کھلی ہو یا چھپی
ہو کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہی دیکھنے والا سننے والا ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے
دیکھنے کے لئے ہماری طرح آنکھ کان کا محتاج نہیں۔ وہ بے مثل ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں
وہ جو چاہے کر سکتا ہے کوئی اسے روک نہیں سکتا ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہے موت نیند
اونگھ اور غفلت سے پاک ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا جو کرتا ہے ٹھیک کرتا
ہے کسی کام میں بھول چوک نہیں۔ وہ ہماری تمام حاجات سے پاک ہے۔ وہ ظلم سے پاک ہے سچا ہے
اور جھوٹ سے پاک ہے۔ وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ ہماری خوراک کے لئے ترکاریاں اور اناج
اور گوشت پیدا فرمایا اور ہمارے سے رنگ برنگ میوے اور سواریاں بنائیں
ہماری زندگی کے لئے جو جو چیزیں ضروری تھیں وہ بڑے سلیقہ اور ترتیب سے
پیدا کیں اور دینی زندگی کے لئے آسمانی کتابیں اتاریں نبی اور پیغمبر بھیجے۔ سب سے
پیچھے ہمارے رسول اور آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا
کہ اس کی معرفت حاصل کریں۔ عقل اور کان سے دیکھ سن کر سمجھ سکیں
اور اگر ذرا سی بھی عقل ہے تو دنیا کے کاموں سے پوچھ سکیں اور جب خود سمجھ دار

ہو جائیں تو اپنے دوستوں اور بھائیوں کو بھی سمجھائیں کہ ہمارا رب
کہ اگرچہ ہر غلطی اور سب بخشتا ہے مگر ہم گناہ نہ کرتے رہیں اور جب بھی غلطی ہو جائے تو توبہ کریں
اور معافی مانگیں تو وہ معاف فرما دیتا ہے بلکہ پیارا بنا لیتا ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ اس مہربان اور پیارے رب کی بندگی کریں اور
اس کی محبت اور پیار سے پُر ہو، زبان پر ذکر و ثنا ہو۔ یعنی اس کی رضا کے
فرائض نمازیں پڑھیں اور روزے رکھیں، زکوٰۃ دیں اور حج ادا کریں اور پورے
فرمانبردار بندے بن جائیں اور ہر وقت ڈرتے رہیں اور اس کے نقش قدم پر چلیں
دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم پر راضی ہو جائے اور ایمان پر ختم کرے

[illegible]

[illegible]

مسلة سامية

تعارف

اللہ تعالیٰ نور ہے۔ نورٌ علیٰ نور سراپا نور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں جہانوں کا سردار بنا کر بھیجے

جس طرح آپ کو ہر نقص اور ہر عیب سے محفوظ و معصوم پیدا فرمایا۔ اس نے اپنے محبوب کو

بے مثل بنایا کہ مشابہت کا شائبہ تک باقی نہ رہے۔ یہاں تک کہ آپ کا سایہ بھی نہ بنایا۔

اور جس طرح اس نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی عزت

و عظمت اور رفعت عطا فرمائی ہے۔ اس نے آپ کا سایہ ہی پیدا نہ فرمایا کہ زمین پر پڑنے

سے بے ادبی نہ ہو جائے۔

بزرگ لکھتے ہیں کہ [illegible] خیر البریہ دنیا کی زینت

آپ کا سایہ نہ ہونے پر [illegible] کی روشنی میں پر مغز گفتگو کی ہے۔

سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے ۱۳۰۰ھ / ۱۹۵۷ء میں یہ رسالہ ایک

ہفتہ کے اندر تصنیف فرمایا تھا جسے انجمن حزب الرحمن بصیرپور نے ۱۳۹۵ھ

میں شائع کیا۔ [illegible] بعد یہ نسخہ [illegible] بصیرپور [illegible] کی زینت بنا۔

اب یہ رسالہ [illegible] کتاب [illegible] میں شامل کیا جا رہا ہے [illegible]

[illegible] سے مستفیض [illegible] حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کا [illegible] فرمائے آمین [illegible]

مرتب

رسالہ مسئلہ سایہ

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کی نسبت کیا ہے؟

سائل: ۔ ۔ ۔ محمد حمید اللہ خان لودی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

بنورہ جعل لی نور و صواب

بلا شک و شبہ و ریب آنحضور نور در نور ہیں۔ جیسے اللہ جل جلالہ کہ وہ اکرم و زین
اس دعوی پر شاہد عدل بیان قرآن ہی کافی و وافی ہے۔ آنحضور سر سے پاؤں تک وحدت مطلق۔ نقشہ
مرکبات فرماتے تھے کہ رب میں کہ آنحضرت جسے نہ تو اللہ جل شانہ کے نور ہیں اور نور آنحضرت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت آیات مبارکہ سے اور احادیث مبارکہ سے بھی
ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں بار بار آپ کو نور فرمایا ہے اور سب سے
بڑھ کر وہ شہادت ہے جو خود اس قرآن مجید فرمانے والے نے صراحۃً بیان فرمائی، ارشاد
ہوتا ہے: قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین۔ تحقیق آیا تمہارے پاس خدا
کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن۔[1] ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ اس نور سے مراد محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور واؤ عاطفہ اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔

امام فخر الدین رازی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں ان العطف یوجب
المغایرۃ بین المعطوف والمعطوف علیہ۔ نیز فرماتے ہیں ان المراد بالنور
محمد۔ اسی طرح تفسیر روح البیان میں ہے سمی الرسول نورا لان
اول شیء اظہرہ الحق بنور قدرتہ من ظلمۃ العدم کان نور محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما قال (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اول ما خلق
اللہ نوری ... الی ان قال لہذا کان (صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقول انا من اللہ والمؤمنون منی وقال تعالیٰ
قد جاءکم من اللہ نور وروی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ

۱؎ قرآن مجید، سورۃ المائدۃ، آیت: ۱۵

۲؎ تفسیر کبیر، ... ج ... ص ۱۹۰-۱۴۰

۳؎ ... معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے۔

۴؎ ... کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

۵؎ تفسیر روح البیان ... ج ۲، ص ۳۷۰

والی کتب سورانیس مدی رلی محمد تفسیر المنیر بب هو الله

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خطبہ کتاب میں مرقوم فرما چکے ہیں و والحمد لله

خازن[3] اور معالم التنزیل[4] دونوں میں ہے یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم۔

ان تمام کا خلاصہ یہ کہ اس نور سے جو آیت میں وارد ہوا ہمارے حضور پر نور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اس کے علاوہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت پر صدہا دلائل آیات و احادیث و اقوال ائمہ قدیم و حدیث پیش کئے جا سکتے ہیں مگر اطمینان قلب کے لئے امید کہ یہی کافی ہوگا اور جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا شمس الضحیٰ کی طرح واضح ہوا تو سایہ کا نہ ہونا خود بخود معلوم ہو گیا کہ بدیہیات اولیہ سے واضح ہے کہ نور اور سایہ کا اتفاق نہیں ہو سکتا۔

بحمدہٖ تعالےٰ حق جوابِ سوال تفصیل و اجمال کے متوسطانہ پیرایہ میں ادا ہو گیا اور

---

[1] رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نور اسلئے رکھا گیا کہ حق تعالیٰ نے اپنے نور قدرت سے جدا کیا۔ سب سے پہلے آپ کے نور مبارک کو ظلمتِ عدم سے ظاہر فرمایا جیسا کہ حضور کا ارشاد ہے "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا" پھر اس نور پاک سے تمام کائنات پیدا فرمائی گئی حضور فرمایا کرتے تھے "میں اللہ کے نور سے ہوں اور مومن میرے نور سے ہیں" اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے "کہ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھا"۔

[2] نور سے مراد نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ [3] یعنی تفسیر جلالین میں سب سے راجح قول پر اعتماد کیا گیا ہے۔

[4] مصنفہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن۔ مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۳

[5] مصنفہ محی السنہ ابی محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی الخازن کے حاشیہ پر

[illegible] ذریعہ سے بھی حق زیادہ نمایاں ہوا مگر ان بیچاروں سادہ لوح [illegible]
[illegible] چند عبارات احادیث و اقوال ائمہ و علماء تفسیر و حدیث تحریر [illegible]
[illegible]

حضرت [illegible] جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الخصائص الکبریٰ [illegible]
[illegible] مستقل باب مرتب فرمایا۔ فرماتے ہیں ص ۶۸ ج ۱، باب الآیۃ فی انہ
صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل یعنی باب اس شانِ نبوت کا جو [illegible]
[illegible] سایہ [illegible] دکھائی نہ دینے میں ہے اور پھر اس باب میں حضرت حکیم ترمذی
[illegible] نقل فرمائی حیث قال اخرج الحکیم الترمذی
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل
فی شمس ولا قمر یعنی بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دھوپ میں سایہ نہ دکھائی [illegible]
[illegible] اور پھر حضرت امام ابن سبع سے اس پر شہادت نقل فرماتے ہیں قال ابن سبع
من خصائصہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان ظلہ کان لا یقع علی الارض [illegible]
[illegible] کان نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل یعنی آنحضرت
[illegible] علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع
نہیں ہوا کرتا تھا [illegible] بیشک آپ نور تھے تو جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے آپ
[illegible] سے سایہ نہیں دیکھا جاتا تھا۔

نیز حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو مسلّم امام ہیں شفاء شریف ج ۱
[illegible] فرماتے ہیں [illegible] ذکر من انہ کان لا ظل لشخصہ فی شمس [illegible]

[illegible]

ولا قمر لانہ کان نورا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نبوت رسالت سے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے لئے دھوپ اور چاندنی میں سایہ نہ تھا اس لئے کہ آپ نور تھے۔

حضرت محقق برحق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج[1] النبوۃ ج۲ ص ۲۱ میں فرماتے ہیں "نبود مر آنحضرت را سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول الی ان قال "و نور یکے از اسمائے آنحضرت است و نور را سایہ نباشد"[2]

نیز ج۱ ص ۱۱۸ میں فرماتے ہیں "و نمی افتاد آنحضرت را سایہ بر زمین کہ محل کثافت و نجاست است و دیدہ نشد او را سایہ آفتاب[3] (الی ان قال) چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین نور باشد و نور را سایہ نمی باشد" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اس لئے کہ آپ نور ہیں اور نور کے لئے سایہ نہیں ہوتا۔

تفسیر روح البیان ج۶ ص ۱۲۵ میں امام فخرالدین رازی سے منقول و مذکور ہے ان ظل شخصہ الشریف کان لا یظہر فی شمس ولا قمر یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں ظاہر نہ ہوتا تھا۔

حضرت شیخ سلیمان جمل فتوحات[4] احمدیہ ص ۵ میں ناقل انہ لم یکن لہ

---

[1] مطبوعہ مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ

[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ اسے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ذکوان سے روایت کیا۔ آپ کا ایک اسم گرامی نور بھی ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر اس لئے نہیں پڑتا تھا کہ زمین گندگی و گندگی گرنے کی جگہ ہے اور سورج کی روشنی میں آپ کا سایہ۔ دیکھا جاتا تھا۔

[4] المعروف "شرح قصیدہ ہمزیہ"، مطبوعہ قاہرہ، مصر

نبود ظل در شمس و قمر" یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دھوپ

اور چاندنی میں سایہ نہ تھا"

نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ مکتوبات شریف[1] ج ۳ ص ۱۸۷

میں فرماتے ہیں: "آنجناب را سایہ نبود" یعنی حضور آپ کا سایہ نہ تھا"

نیز شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی[2] ج ۳ ص ۲۱۸ میں فرماتے ہیں: "سایۂ

ایشاں بر زمین نمی افتاد" اور ان کا سایہ زمین پر نہ گرتا تھا"

مجمع البحار ج ۳ ص ۳۰۲ میں ہے من اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم

النور قیل من خصائصہ انہ اذا مشی فی القمر والشمس لا یظہر

له ظل یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ سے ہے نور، فرمایا گیا کہ

آپ کے خصائص سے شمار کیا گیا ہے کہ آپ کے لئے چاندنی اور دھوپ میں سایہ

ظاہر نہیں ہوتا تھا"

نیز تفسیر [illegible] ج ص ۵۲۲ میں امام رازی کی کتاب الاشارات سے ہے

وفی حدیث عثمان [illegible] فقال یا رسول اللہ اخذت براءۃ عائشۃ

من ظلک لانی رأیت [illegible] ان ظلک لا یقع علی الارض لان ظل

شخصک الشریف کان لا یظہر فی شمس ولا قمر لئلا یوطأ بالاقدام

یعنی حضرت [illegible] عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم

سے عرض کیا کہ میں [illegible] یقین کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور کو محفوظ کیا آپ کے

---

[1] مطبوعہ [illegible] مصر

[2] مطبوعہ مطبع محمدی، لاہور

... زمین پر واقع ہونے سے یعنی آپ کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں ظاہر نہ ہوتا تھا ...

... آپ کا قدم ... نہ پڑے۔

مدارج النبوۃ جزو صفحہ ۱۶۱ میں ہے کہ عثمان ابن عفان گفت کہ سایہ شریف تو بر زمین نمی افتد کہ مبادا بر زمین نجس افتد یعنی حضرت عثمان بن عفان نے عرض کی کہ حضور کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا کہ کبھی پلید زمین پر واقع نہ ہو جائے۔

اور ان دو وجوہ میں کچھ منافی نہیں بلکہ دونوں وجہیں وجیہ ہیں کہ روایتوں نے اختصاراً ایک ایک پر اکتفا کیا اور اصل میں دونوں ہیں چنانچہ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۱۲۱ میں حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ سے ہے: ذی النورین گفت باں دلیل خدا تعالیٰ روا نمی دارد کہ سایہ تو بر زمین افتد و سبب او آنست کہ مبادا کہ زمین نجس باشد یا کسے پائے قدم بر سایہ تو نہد۔ یعنی حضرت ذی النورین نے عرض کی کہ خداوند تعالیٰ یہ جائز نہیں رکھتا کہ حضور کا سایہ زمین پر واقع ہو اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ زمین پلید ہو یا کوئی آپ کے سایہ پر پاؤں رکھے۔

ان ارشاداتِ طیبات اور احادیث و اقوالِ ائمہ و علمائے قدیم و حدیث سے نہایت ہی نمایاں اور درخشاں ہوا کہ آنحضور پُر نور محبوبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور سایہ نہ ہونے کے اسباب و وجوہ بھی بعض حضرات نے ذکر فرمائے۔ بعض نے نورانیتِ حضور پُر نور کو دلیل ٹھہرایا جیسے پہلے بیان ہو چکا۔

خصائص سے امام ابنِ سبع علیہ الرحمہ کا ارشاد ... کہ حضور ... در شفا قاضی عیاض انہ کان نورا اور مدارج النبوۃ سے نور را سایہ نباشد سن چکے اور یہ وجہ بھی مذکور ہوئی کہ سایہ نہ ہونا نبوت کے علامات و نشانات سے ہے اور آپ کے فضائل خاصہ سے ہے چنانچہ خصائص کبریٰ اور شفا شریف وغیرہما سے گزر چکا (باب الآیۃ وغیرہا) اور علامات نبوت خارقۃ للعادۃ ... اور بعض نے یہ وجہ ذکر فرمائی کہ پلید زمین پر واقع ہونے سے سایہ ... محفوظ

تو پہ پچھے شیخ علیہ الرحمۃ سے قولاً و نقلاً سن چکے بنمے افتاد آنحضرت را سایہ بر زمین کہ محل نجاست
نشت ست. ور مباد برزمین بحس افتد. اور بعض نے یہ سبب ذکر فرمایا کہ اس لئے سایہ
ہیں تھا کہ کسی کا پاؤں نہ آجائے چنانچہ سیدنا ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے
درج بیان اور معارج النبوۃ سے منقول ہوا اِنّ لایوطأ بالاقدام۔

اور یک نہایت ہی زبردست: الطف دُرِ کیف وہ علّت ہے جسے حضرت
مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ذکر فرمایا یعنی "لطافت آں جانِ جاں و روح رواں و ایمان
صلے اللہ علیہ وسلم" دریںمے فرماتے ہیں مکتوبات شریف ج ۳ ص ۱۸۷ "نیز در عالم شہادت
سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است و چوں لطیف تر از وے در عالم نباشد او را سایہ
چہ صورت دارد علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات" یعنی جہانِ ظاہر میں ہر شخص کا سایہ
اس سے زیادہ لطیف ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ لطیف جہان میں
کچھ بھی نہیں تو آپ کے لئے سایہ کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

نیز ص ۲۳۷ میں فرماتے ہیں "ہرگاہ محمد رسول اللہ را از لطافت ظِل نبود خدائے
محمد چگونہ ظل باشد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم" یعنی جب محمد رسول اللہ کے لئے
بسبب لطیف ہونے کے سایہ نہیں ہے تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا کے لئے
سایہ کیسے ہو سکتا ہے؟

سبحان اللہ! آپ کی لطافت کا یہ عالم کیوں نہ ہو کہ آپ سراپا نورِ جانِ لطافت و سرور
ہیں جس کا ثبوت ذیل میں کچھ بیان ہوا اور اب آخر میں ایک نہایت ہی ایمان افروز اوہام سوز
حدیث شریف ذکر کروں جس میں محبوب اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کبریٰ کا تفصیلی بیان خود
محبوب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے ہے۔ سنئے اور دل کے کان کھول کر سنئے۔
صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۹۳۵، صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۲۶۰، ۲۶۱، سنن ترمذی ج ۲

ص ۱۸۳ سنن ابوداؤد ج ا ص ۱۹۲ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بالفاظ مستقر ہے واللفظ للترمذی

اللھم اجعل لی نورا فی قلبی و نورا فی قبری و نورا من بین یدی و نورا

من خلفی و نورا عن یمینی و نورا عن شمالی و نورا من فوقی و نورا من

تحتی و نورا فی سمعی و نورا فی بصری و نورا فی شعری و نورا فی

بشری و نورا فی لحمی و نورا فی دمی و نورا فی عظامی اللھم عظم لی

نورا و اعطنی نورا و اجعل لی نورا۔ بخاری اور مسلم نے عصبی بھی ذکر فرمایا ہے اور

مسلم نے و اجعل فی نفسی نورا کا اضافہ فرمایا ہے اور صحیح مسلم کی ایک روایت کے آخر میں

بالجزم واجعلنی نورا وارد ہے یعنی الٰہی بنادے میرے دل میں نور

اور میری قبر میں نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور میری دائیں جانب نور اور میری

بائیں جانب نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے کان میں نور اور میری آنکھ میں

نور اور میرے بالوں میں نور اور میرے پوست میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے

خون میں نور اور میری ہڈیوں میں نور، اے اللہ بڑا کردے میرے لئے نور اور عطا کر مجھے نور

اور بنادے میرے لئے نور اور میرے عصب (پٹھے) میں نور اور بنادے میری ذات میں

نور اور بنادے مجھ کو نور"

صورت تحدیث بالنعمۃ و استدامت و تواضع و تعلیم امت میں تو مدعا حاصل ہی ہے

ے کہ آنحضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم سراسر نور ہیں، اول ہی سے نور ہیں جیسے ثابت ہوچکا تو اس دعا سے مراد تحدیث نعمت و تواضع و استدامت و تعلیم امت کے احتمالات ہیں چنانچہ دعا آخر سورۃ البقرہ کے متعلق اکرم فرماتے ہیں کہ تحدیث نعمت مراد ہے اور جیسے باوجودیکہ اولئک علی ھدی من ربھم وارد ہر نماز میں تکرار اھدنا الصراط المستقیم کی دعا میں استدامت وغیرہ سے کی جاتی ہے اور ابن حجر علیہ الرحمہ نے خاص اس حدیث شریف کے متعلق تحدیث بالنعمۃ کی تصریح فرمائی اور اکرم اور حضور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے احتمالات مذکورہ کا نشان دیتے ہیں ۱۲ منہ غفرلہ

لہ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں القرآن الحکیم البقرہ آیہ: ۵

لہ ہمیں سیدھے راستے (پر چلنے) کی ہدایت عطا فرما۔ القرآن الحکیم الفاتحہ آیت: ۵

(مرتب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا

سوال: [illegible]
[illegible] ہوتا تھا؟

جواب: ہم نے بھی [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سورۃ [illegible] کے [illegible]
[illegible]

[illegible]

سایہ آنحضرت کا یہی ہے اس لئے کہ جو شخص قابل رحمت ہے وہ اس کے سایہ کے نیچے آجاتا ہے
مصنف نے آنحضرت کے سایہ نہ ہونے کے بارے میں تیرہ وجوہ تیرہ بیتوں میں بیان کی ہیں ابتدا
ان تیرہ بیتوں کی اس حدیث سے ہے کہ

اس رحمت عالم سندا سایہ دھرتی مول نہ پوندا

اور آخری مصرعہ ان تیرہ بیتوں کا یہ ہے کہ

بس کر نور محمد کیوں کر سایہ سرور کھڑا

تیرہ وجوہ ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ کافر یا منافق اس سایہ پر پاؤں نہ رکھے۔ دوسرے یہ کہ سایہ تاریکی اور سیاہی سے خالی نہیں ہوتا اور آنحضرت کا جسم نورانی ہے۔ تیسرے یہ کہ آپ نے اپنا سایہ اپنے شفاعت روز حشر کے ذخیرہ کر رکھا ہے جیسا کہ اپنی دعا کو شفاعت کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے چنانچہ حدیث بخاری و مسلم میں لکھا ہوا ہے۔ چوتھے یہ کہ سایہ اس کا رحمت ہے۔ پانچویں یہ کہ آنحضرت جہاں تک مشہور ہیں ایسا نہ ہو کہ سایہ اس کے آگے ہو۔ چھٹے یہ کہ سایہ ہر چیز کا اس کے نزدیک ہوتا ہے اور سایہ تاریک ہے اور آنحضرت تمام چیزوں سے زیادہ روشن ہیں پس مناسبت نہیں کہ تاریکی اس کی اس کے نزدیک آئے جو بہت روشن ہے۔ ساتویں یہ کہ سایہ کی دلیل آفتاب ہے اور سایہ ہر چیز کا بسبب بلند ہونے آفتاب کے کم ہو جاتا ہے اور مناسب نہ تھا کہ آفتاب آنحضرت کے سایہ کو گم کر دیوے۔ آٹھویں یہ کہ علم الٰہی میں لوگ دو گروہ ہیں فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر[1] یعنی ایک گروہ بہشتی اور ایک گروہ دوزخی، پس مناسب نہ تھا کہ وہ شخص اس کے سایہ کے نیچے آئے اور پھر دوزخی ہو جائے۔ نانویں یہ کہ سایہ ہر شخص کا زمین پر سجدہ میں ہوتا ہے اور اکثر لوگ آپ ہی سجدہ سے محروم ہوتے ہیں اور آنحضرت

---

[1] سورۃ شوریٰ، رکوع ۱، آیت ۷

رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے سردار تھے پس حاجت سجود سایہ کی نہ تھی۔ دسویں یہ کہ خدا تعالیٰ مومنوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور اگر آنحضرت کا سایہ ہوتا تو اس کا عکس تاریک ہوتا۔ گیارہویں یہ کہ جوہر صافی کا سایہ بہت روشن ہوتا ہے اور آنحضرت سب سے زیادہ روشن تھے بارہویں یہ کہ سایہ ہر ایک کا دوسرے کے سایہ سے مل جاتا ہے اور مناسب نہ تھا کہ آنحضرت کا سایہ دوسروں کے سایہ سے خلط ملط ہوتا۔ تیرہویں یہ کہ صاف چیز پر سایہ صاف دکھائی دیتا ہے اور ناپاک چیز پر سایہ بھی ناپاک نظر میں آتا ہے۔ پس مناسب نہ تھا کہ آنحضرت کا سایہ ناپاک دکھائی دیتا۔[1]

بہر حال اہلِ انصاف کے لئے شاہراہِ حق نہایت واضح ہے۔ دعا ہے کہ حضرت رب العالمین جل وعلا ہمیں صراطِ مستقیم پر ہی چلائے، حسد و ضد اور عناد سے بچائے اور اپنے محبوبِ اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سچی اور صحیح محبت عطا فرمائے، اور اپنے محبوبِ کریم کی رفعتِ شان سے باخبر بنائے

والحمد للہ رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ ونورہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم فی کل وقت وحین آمین آمین یارب العلمین ویا ارحم الراحمین۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۶۶ھ

الاستفتاء

مسئلہ مرسلہ چک ۴۲/۱۰.ل

---

[1] شیر بیشۂ سنت حاشیہ شہباز شریعت مطبوعہ رفاہ عام پریس لاہور

... کو غیب کا علم ہے یا نہیں؟ آیات و حدیث کی روشنی میں جواب

عنایت ...

... ہے اور سنیہ کے لئے منع ہے یا نہیں؟ یہ کہتے ہیں کہ ...

... اس لئے جو بھی حوالہ پیش کریں تاکہ ان کو پتہ چل جائے کہ جاری ...

... بھی آیت و حدیث کا بیان کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

بے شک و شبہ بلا ریب حضرت رب العالمین نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ... بنایا. قرآن کریم میں ہے وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما ترجمہ اور سکھلا دیا تم کو جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور ... پ ۵ ع ۱۴. نیز قرآن کریم میں ہے وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ ورسلہ ... اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر پ ۴ ع ۹.

نیز قرآن کریم میں ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی ...

[illegible] ... جانتے ... [illegible]

من رسول (ترجمہ) غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ

رسولوں کے۔ پ ۲۹ ع ۱۲۔ نیز قرآن پاک میں ہے وما هو على الغيب بضنين

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ پ ۳۰ ع ۶۔

ان آیات سے واضح طور پر یہ مسئلہ ثابت ہو رہا ہے اور ان کے موافق آیات اور

احادیث بکثرت ہیں۔ اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو رسالہ کلمۃ العلیا اور خاص رسائل

مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان اندرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں

خرگوش جس طرح دوسرے لوگوں پر حلال ہے اسی طرح ہر حال اور سیدوں پر بھی

حلال ہے اور کھا سکتے ہیں۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۵ میں ہے کہ حضور علیہ السلام کے سامنے خرگوش یا اس

ران قبول فرماتے اور جس چیز کو حضور علیہ السلام قبول فرمائیں وہ سادات کو بخوشی قبول کرنا چاہیے

قرآن کریم میں ہے ولا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب هذا حلال و

هذا حرام لتفتروا على الله الكذب إن الذين يفترون على الله الكذب

لا يفلحون متاع قليل ولهم عذاب أليم "اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں

جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔ بے شک جو اللہ

پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔"

پ ۱۴ ع ۲۱۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ

وآلہ وصحبہ وسلم

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام وبزرگان دین شرع محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ

سوال ۱: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا؟ اگر غیب تھا بھی تو کل تھا؟

سوال ۲: کیا حضور علیہ السلام خدا تعالے کے فضل وکرم سے مختار کل ہیں؟

سوال ۳: کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں؟ امت کے ہر فعل کا مشاہدہ فرما رہے ہیں؟

سوال ۴: کیا حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی حیات وممات برابر ہے؟

سوال ۵: اگر مسجد مالی حالت میں کمزور ہو تو عقیقہ اور قربانی کی کھال اس کو دینی جائز ہے؟

سوال ۶: کیا قربانی یا عقیقہ کے بکرا کی کھال اس کے بنانے والے کو مزدوری میں دینی جائز ہے؟

یہ چار سوال جو پہلے درج ہیں ان سوالوں کا عقیدہ سے تعلق ہے اگر کوئی نفی کرتا ہو ان سوالوں کا تو شرع محمدی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وصحبہ وسلم میں اسکو کیا کہنا چاہیئے؟

السائل: حافظ بشیر احمد امام مسجد چک ۱۲/۱ ایل ڈاکخانہ خاص ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللهم اجعل لي النور والصواب

جواب سوال ۱: بفضلہ تعالے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کلی علم غیب ہے قرآن کریم میں ہے [illegible] علم غیب [illegible] اور بھی [illegible] اور کافی حدیثیں ہیں۔

جواب سوال ۲ : ہاں قرآن کریم میں ہے انا اعطینٰک الکوثر[1] کوثر میں سب کچھ آجاتا ہے کما فی فتح العزیز وغیرہ۔

جواب سوال ۳ : ضرور قرآن کریم فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم[2]

جواب سوال ۴ : ہاں برابر ہے وہ اب بھی رسول ہیں اور انہی کا حکم نافذ و جاری ہے۔ قرآن کریم نے محمد رسول اللہ[3] فرمایا ہے جو آج بھی اسی طرح حق ہے۔

جواب سوال ۵ : امام مسجد مالی حالت میں کمزور ہو یا نہ ہو کھالیں دینی جائز ہیں جبکہ بطور امداد ہوں اور تنخواہ میں نہ دی جائیں۔

جواب سوال ۶ : قربانی کی کھال بنانے والے قصاب کو بطور مزدوری دینی جائز نہیں اور عقیقہ کا حکم بھی قربانی کی طرح ہے کما قالوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔

نفی کرنے والا بے علم ہے تو اسے سمجھایا جائے اور اگر بوجہ عناد انکار کرتا ہے تو اس کا وہی حکم ہے جو عنادیوں کا ہے۔

ان چار جوابوں کی تفصیل کے لئے خالص الاعتقاد، الدولۃ المکیہ، الامن والعلی وغیرہ اہلِ سنت کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ   ۱۰ - ۱۰ - ۶۱

---

[1] اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ الکوثر، آیت: ۱

[2] بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے کہ تم پر حاضر ناظر ہیں۔ المزمل، آیت ۱۵

[3] محمد اللہ کے رسول ہیں۔ الفتح، آیت ۲۹

الاستفتاء

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللہم ہدایۃ الحق والصواب

[illegible]

[illegible] رحمہ اللہ از حضرت [illegible] حضرت [illegible]

تو اسی طرح [illegible] میں [illegible] ابراہیم علیہ السلام [illegible]

[illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام کا [illegible] فرماتے ہیں۔

تفسیر مظہری [illegible] میں ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حدیث [illegible]

[illegible]

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تھے حالانکہ کافر بدترین نہیں ہو سکتا بلکہ [illegible]

[illegible]

[illegible] اور کافر [illegible]

[illegible]

[illegible] معلوم ہوا [illegible] بدترین نقاب [illegible]

[illegible] نہیں بن سکتا [illegible] توہمات [illegible] شرح [illegible]

[illegible] فصاحت فرمائی ہے دیکھئے [illegible]

[illegible] مخصوص متعدد رسائل [illegible]

[illegible] مسلک [illegible] کے صفحات ۲۵، ۲۶، ۲۷ اور ۲۹ [illegible]

رسالہ [illegible] دیکھنے کے قابل ہیں [illegible] اہل سنت و جماعت

[illegible] رسالہ مبارکہ [illegible]

[illegible] بڑی تفصیل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نعیمی [illegible]

۳ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ [illegible]

[illegible]

[illegible]

آثار استمرار الكفار
في اخبار النثار

(الف)

[illegible] کا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص [illegible] پڑھ کر بیان [illegible]

[illegible] دوزخ ہو وہ خود [illegible] گنہگار ہوں یا نہ ہوں بالآخر عذاب سے نجات پا کر جنت

میں داخل ہوگا [illegible] کافر [illegible]

[illegible]

[illegible] بخشش و نجات کا [illegible]

[illegible] رحمت [illegible] سے محروم رہا وہ ہمیشہ ہمیشہ ذلت و رسوائی میں مبتلا

[illegible] عذاب میں گرفتار رہے گا، کبھی خلاصی نہیں پا سکے گا۔

[illegible] شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ [illegible]

[illegible] منسوب ہے۔ [illegible] مذہب نہیں بلکہ [illegible]

[illegible] عذاب [illegible] راحت و سکون کا باعث

بن جائے گا۔

[illegible] عربی کی طرف منسوب اس قول کے حوالے سے [illegible]

[illegible] تحریر فرمایا

جس میں [illegible] مذہب کے ثبوت [illegible] حضرت

[illegible] بحث کی ہے

[illegible] فتاوی رضویہ کی کتاب [illegible]

[illegible] کا ترجمہ استاذ العلماء حضرت

[illegible]

مرتب

انار استقرار الکفار

فی

اضرار النار

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے

کفار کو بھی ہمیشہ کے لیے عذاب نہ ہوگا [illegible]

[illegible]

[illegible] فتوحات مکیہ میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العزيز الحميد غافر الذنب وقابل التوب

شديد العقاب ذي الطول ذي البطش الشديد السبوح القدوس

صدق فلا يكذب لو عدو لو عيد فلا ينقلبن نعيم المؤمنين

عذاب ولا عذاب الكفرين نعيما ولو بعد امد بعيد وتمت

كلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلمته وهو السميع العليم

وان تطع اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله ان يتبعون

الا الظن وان هم الا يخرصون وصلى الله على الصادق المصدوق

الامين المامون وعلى اله وصحبه المبلغين عنه بالصدق

متين وسلم سلاما دائما في كل وقت وحين۔

شخص مذکور کا قول مسطور محض لغزش و باطل و مطرود ہے نہ قولِ شیخ اکبر ابنِ عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مشہود نہ آیاتِ الٰہی میں اس کا اصل موجود بلکہ اس کا ردِ صریح معلوم و معہود ونیز نادر و باہر و ظاہر و زاہر ہر ایک کے ایراد سے پہلے عذاب کا معنی سمجھنا ضروری ہے کہ تصویر جواب بآسانی ہوسکے۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر طبع مصر ج ص ۱۸۲، علامہ ابو السعود حنفی ارشاد العقل [illegible] عذاب کی تعریف یوں ارشاد فرماتے ہیں کل الم فادح یعنی ہر درد و عذاب

محی السنۃ بغوی علیہ الرحمۃ معالم التنزیل مصری ج ۱ ص ۲۸ میں فرماتے ہیں: العذاب کل
ما یعنی الانسان و یشق علیہ وقال الحسین العذاب ما یمنع الانسان
عن مرادہ یعنی عذاب ہر وہ چیز ہے جو تکلیف دے انسان کو اور سخت ہو اس پر حسین
فرماتے ہیں کہ عذاب وہ چیز ہے جو انسان کو اس کی مراد سے روکے۔

امام علاؤالدین علی صوفی خازن لباب التاویل مصری ج ۱ ص ۲۸ میں فرماتے ہیں
حقیقۃ العذاب ہو کل ما یؤلم الانسان و یعیبہ و یشق علیہ وقیل
ہو الایجاع الشدید وقیل ہو ما یمنع الانسان من مرادہ یعنی حقیقت
عذاب یہ ہے کہ وہ ایسی ہر چیز ہے کہ انسان کو درد پہنچائے اور عیب ناک بنائے اور مشکل ہو اس پر
اور کہا گیا ہے کہ عذاب سخت درد دینے کا نام ہے اور کہا گیا ہے کہ عذاب وہ چیز ہے کہ روکے
انسان کو اپنی مراد سے۔

صاوی علی الجلالین مصری ج ۱ ص ۹ میں ہے العذاب ہو ایصال الالام
للحیوان علی وجہ الہوان یعنی عذاب حیوان کو پہنچانا دردوں کو بطور ذلت ہے۔ تمام کا
محصل یہ کہ عذاب میں سخت درد کا ہونا ضروری ہے اور قرآن کریم میں عذاب کے اوصاف ایسے
ذکر کیے گئے ہیں جن سے اس معنی کی تاکید بداہۃً حاصل ہے جیسے عذاب عظیم، عذاب الیم،
عذاب مہین، غلیظ، اکبر، اخزیٰ، اشق، اشد وغیرہ بلکہ بالتخصیص ارشاد ہوا کہ ان عذابی
ہو العذاب الالیم کہ بلاشبہ میرا ہی عذاب عذاب دردناک ہے۔

تو جن آیات مواعید میں کفار کے عذاب دائمی کی خبر دی گئی ہے ان میں بھی یہ
کہنا پڑے گا کہ عذاب سے وہی الم اشد مراد ہے جو عذاب کا معنی ہے نہ کہ محض زوال لذت یا

سلہ ھکذا فی نسختی و [illegible] یعنیہ من العنت کما فی [illegible]

[illegible] العذاب ما [illegible] الانسان عن [illegible]
[illegible] من [illegible] برتر و بدتر [illegible]
آیت عذاب کا ان سے ہلکا ہونا ہے [illegible] کی طرح عذاب بھی کبھی ختم نہیں
نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ [illegible] نہیں آ سکتا ہے۔

۱. إن الذين كفروا وماتوا وهم كفار أولئك عليهم لعنة الله والملائكة
والناس أجمعين خالدين فيها لا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينظرون۔[1]

۲. أولئك جزاؤهم أن عليهم لعنة الله والملائكة والناس أجمعين
خالدين فيها لا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينظرون۔[2]

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب ہمیشہ رہے گا، اس میں کمی کیسے ہو سکتی ہے جب
تخفیف نہیں ہوگی تو ختم کس طرح ہوگا اور جب عذاب سے مہلت نہیں ملتی تو
ختم کس وقت ہو سکتا ہے۔[3]

نیز سورۂ فاطر آیت ۳۶ میں ہے: والذين كفروا لهم نار جهنم
لا يقضى عليهم فيموتوا ولا يخفف عنهم من عذابها كذلك نجزي
كل كفور۔[4] [illegible]

---

[1] یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں سب کی، ہمیشہ رہیں گے اسی میں، نہ ہلکا ہوگا ان پر سے عذاب اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ (البقرہ، آیت ۱۶۱-۱۶۲)

[2] ایسوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی، ہمیشہ رہیں گے اس میں، نہ ہلکا ہوگا ان پر سے عذاب اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ (آل عمران، آیت ۸۷-۸۸)

[3] حاصل یہ ہے کہ ان آیات میں عذاب کی تینوں صفات جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائی ہیں عذاب کے کم نہ ہونے، ہلکا نہ ہونے اور مؤخر نہ ہونے سے کفار پر ابدی اور نامتناہی عذاب کی دلالت کرتی ہیں۔

[4] یعنی جو لوگ کافر ہیں ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے، نہ ان پر قضا آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر ناشکرے کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر کا عذاب دائمی ہے جس میں کسی طرح کی تخفیف نہیں ہوگی اور جیسا کہ معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

[illegible] ولا يؤخر العذاب من وقت الى وقت

[illegible] ان نعذب الملحق بالكافر مضرة

[illegible] غير منقطعة نعوذ بالله منه

[illegible] العذاب فلا يخفف عنهم ولا هم ينظرون

و جس وقت ان کو عذاب آ پہنچے گا، اس وقت سے لے کر آگے ان کے لئے تخفیف نہ ہوگی

اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے۔

تفسیر بیضاوی ص ۳۴۳ میں و تحقیقہ مایقول المتکلمون

من ان العذاب یجب ان یکون خالصا عن شوائب النفع وھو المراد

من قولہ لا یخفف عنهم العذاب و یجب ان یکون العذاب دائما

وھو المراد من قولہ ولا ھم ینظرون۔

دیکھئے کہ خصوص تفسیر سے بیّن طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ عذاب بمعنے الم اشد ہی ہوگا۔ عذاب سے غیر عذاب مراد ہے یا معنی۔ اگر معنے مراد ہے تو وہ عذاب نہیں، الم اشد ہے اور اس میں تخفیف ہو نہیں سکتی بحکم لا یخفف تو الم اشد الم اشد ہی رہے گا اور اگر لفظ عذاب مراد ہے تو بحکم لا یخفف اس میں بھی تخفیف نہ ہوگی تو عذاب کیسے بنے گا کہ عذاب مخفف عذاب ہے نیز اگر لفظ عذاب مراد ہے تو یہ کہنا کہ عذاب سے مراد عذاب ہے غلط کہ مراد معنی [illegible] عذاب مراد ہیں تب بھی مدعائے قائل حاصل نہیں کہ عذاب سے مراد معنی عذاب ہوگا یا عذاب، معنی عذاب تو ہو نہیں سکتا کہ محض تحکم کہ عذاب منصوص کا معنی غیر مراد اور عذاب مفتری کا معنی

سے معنی [illegible] سے جو [illegible] فرماتے ہیں کہ کفار کے عذاب میں لازم ہے کہ ذرہ بھر نفع کی ملاوٹ نہ ہو اور یہی مراد ہے لا یخفف عنهم العذاب سے۔ اور ضروری ہے کہ وہ عذاب دائمی ہو اور اللہ تعالیٰ کے فرمان [illegible]

مردود اگر مغز عذاب مزہ ہو تو اس میں بنسبت عذاب کے کچھ زیادہ درست نہیں اور حقیقت
عذاب یعنی عذاب لینا خود عذاب سے بھی انکار کرنا ہے کہ جیسے یہ عذاب تجربہ ہے، بات ہے
اور جو عذاب ہے عذاب نہیں ہے

شیر بے یال و سر و اشکم کہ دید
ایں چنیں شیرے خدا خود نافرید

اور سنئے ارشاد والا ہے :-

۴- ان الذین کفروا بآیتنا سوف نصلیهم نارا کلما نضجت جلودهم بدلنهم جلودا غیرها لیذوقوا العذاب ان الله کان عزیزا حکیما پ۵ ع ۵ ۱؎

کلما لغتِ عرب میں عموم افعال کے لئے ہے جس کے شاہد عدول نصوص فتاوی ام اجل قاضی خان ج۱ ص ۲۲۰، ہدایہ ج۲ ص ۳۶۶، فتح القدیر ج۳ ص ۵۰۴، بحر الرائق ج۴ ص ۶، فتاوی عالمگیری ج۱ ص ۸۲ (ضمناً)، در المختار ج۱ ص ۶۸۸ (طبع مع شرح)، رد المحتار ج۲ ص ۲۹۸، ازلیوا ص ۷۶، اتقان ج۱ ص ۱۶۹ وغیرہا میں ہے۔ کلمات ہدایہ ج۲ ص ۳۶۶ میں یوں ہدایت کی گئی ف ۲؎ تقتضی تعمیم الافعال قال الله تعالیٰ کلما نضجت جلودهم الآیة ومن ضرورة التعمیم التکرار تو حاصل معنی یہ ہوا کہ ان کو آگ میں داخل کرکے جھونا جائے گا اور جب کبھی کھالیں پک جائیں گی بدلائی جائیں گی اور کھالوں سے تاکہ نئی کھالوں سے عذاب چکھیں اور

۱؎ جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ النساء، آیت: ۵۶

۲؎ کیونکہ کلمہ تعمیم افعال کا مقتضی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کلما نضجت جلودهم الآیة اور تعمیم افعال تکرار افعال کو مستلزم ہے۔

[illegible] انسان کو جلا [illegible] اور آگ ہی جل بجھے گی
[illegible] حکمت [illegible] ہر کام میں حکمت ضرور ہوتی ہے تو اس تعذیب
[illegible] حکمت [illegible]
[illegible] ضرور ہوں۔

[illegible] ص ۵۰ میں ہے نضجت [illegible] ی سند خلہم نار انشودیم[1]

[illegible] کبیر [illegible] ج ۲ ص ۷۵ میں ہے قوله تعالى ليذوقوا العذاب

[illegible] العذاب وكربه وشدته. کبیر ج ۳ ص ۲۳۹[2]

[illegible] العذاب أي ليدوم لهم ذوقه ولا ينقطع

[illegible] أدامك على العز وزادك فيه ومثله[3]

[illegible] ج ۳ ص ۷۵ [illegible] ليذوقوا بهذه الحالة[4]

[illegible] أنهم ذائقون مستمرون عليه. ارشاد ص ۹۷ میں ہے

والتعبير عن إدراك العذاب بالذوق ليس لبيان قلته بل لبيان أن[5]

[illegible] العذاب في كل مرة كاحساس الذائق بالمذوق من حيث

[illegible] نقصان بدوام [illegible] ومثله في الخازن والكبير، آگے

---

[1] یعنی ہم [illegible] جل جائیں گی [illegible] گے اور اسی طرح تفسیر کبیر میں ہے۔

[2] یعنی [illegible] عذاب کا درد، پریشانی اور سختی پاتے رہیں۔

[3] یعنی [illegible] عذاب کا احساس [illegible] ہمیشہ [illegible] جیسے تم [illegible] قول کہ عزت والے کو اعزک اللہ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے ہمیشہ [illegible] تجھے زیادتی عطا کرے۔

[4] [illegible] عذاب چکھیں [illegible] ہمیشہ [illegible] رہیں گے۔

[5] [illegible] چکھنے [illegible] عذاب [illegible] کو بیان نہیں بلکہ شدت عذاب کے بیان [illegible]
[illegible] کم ہو جاتا ہے مگر عذاب کی
[illegible]

ارشاد ہے ولذة تشعار بحرارة العذاب هم بدتم ولست عن شدة
الحنين عن حيث ان القوة الذائقة اشد الحواس تاثيرًا حتى
سرايته للباطن۔ کبیر میں ہے ثم قال ان الله كان عزيزا حكيما يريد
من العزيز القادر الغالب ومن الحكيم الذي لا يفعل الا الصواب
وذكرهما في هذا الموضع في غاية الحسن لانه في القلب التعجب
من ان كيف يمكن بقاء الانسان في النار بشدة ابد الاباد فقيل هذا
ليس بعجب الخ

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ بدلیاں کتنی دیر کے بعد ہوتی ہیں معاملہ وخزان وارشاد ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ ایک ساعت میں سو بار تبدیل ہوں گی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنکر فرمایا ھکذا[3] سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] یا اس کے سخت درد کے ساتھ اس کی کڑواہٹ کی خبر دینے کے لئے یا یہ بتانے کے لئے کہ اس عذاب کی تیزی سخت ہوگی اس لئے کہ قوتِ ذائقہ بہ نسبت دیگر حواس کے شدید ترین متاثر ہوتی ہے یا اس لئے کہ وہ عذاب جسم کی گہرائیوں تک سرایت کر جائے گا۔

[2] عزیز سے مراد غالب قدرت والا اور حکیم سے مراد وہ کہ جو کام بھی کرتا ہے درست و صحیح کرتا ہے اور اس جگہ پر ان دو ناموں کا ذکر نہایت حسین و مناسب ہے کہ یہاں یہ وہم ہو سکتا تھا کہ آگ سخت ترین آگ ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انسان کی زندگی کیسے ممکن ہے؟ تو یہ اس وہم کو زائل کیا کہ وہ عزیز و حکیم ہے جو چاہے کر سکتا ہے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

[3] میں نے یوں ہی حضور اکرم سے اسی طرح فرماتے سنا۔

... حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمودہ ہے کہ کلما ... النار ...

... عروا ... کلما ... کلما ... لہم قیل لہم عودوا فیعودون کما کانوا ...

...

سبحان اللہ ... قول ... التصوف سے ثابت ہوا کہ تناسخ عذاب ابد الآباد کفار ...

ہوتی ہے گا ... ارشاد ہے ... فی تبدیل الجلود مع قدرۃ تعالیٰ

... مع الاحتراق او مع بقاء ابدانہم

... مصونۃ عن الاحتراق ان النفس بما تتوھمہ زوال الادراک

... تستبعد کل الاستبعاد ان تکون مصونۃ عن التألم والعذاب

... عن الاحتراق[2]

سبحان اللہ. خالق الارواح والنفوس کو معلوم تھا کہ ایسے توہمات فاسدہ کا سد راہ ہوگے

پہلے سے ہی ... ارشاد فرمایا اور سنئے:

و ... ما الذین فسقوا فماوٰہم النار کلما ارادوا ان یخرجوا منہا

اعیدوا ... لہم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بہ ...

---

[1] ... ہر گاہ آگ جلائے گی فوراً ان کے جسم پہلی حالت میں لوٹا دئے جائیں گے

... ہو گئے۔

[2] ... احتراق کی حالت میں ہی عذاب دیتا ہے یا اتنی شدید آگ میں ان کے جسم

... ہوتے ہیں مگر شاید ... تبدیلی اجسام میں راز یہ ہے کہ کوئی یہ وہم کر سکتا تھا کہ احتراق کے

... جلائے گی ... درد و عذاب سے محفوظ ہو جائیں گے ...

تکذبون پ۲۷ ع۵۔ یعنی کفار کا ٹھکانا آگ ہے جب بھی شعلہ پھڑکیں [illegible]
جائیں گے اس میں اور فرمایا جائے گا ان سے چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے
مدعی بالکل واضح ہے۔ تفسیر کبیر ج ۲ ص ۴۶ میں اس آیت سے [illegible]
وہم کا ازالہ بتایا ہے اور وہی وہم قرآن کو دائمی عذاب والا بتاتا ہے۔ عبارت یہ ہے جیسا کہ [illegible]
اسی قسم کے ازالے تفاسیر سے عرض ہو چکے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

وقوله[1] تعالى كلما ارادوا ان يخرجوا منها اعيدوا فيها وقيل لهم
ذوقوا اشارة الى معنى حكمي وهو ان الشمول اذا دام [illegible]
لم يبق به شعور تام ولهذا قال الاطباء ان حرارة حمى الدق [illegible]

---

[1] اس میں ایک حکمی معنے کی طرف اشارہ ہے وہ یہ کہ درد و چیز جس وقت ٹھکانا پکڑ لے [illegible]
طویل ہو جائے تو اس کا پورا شعور نہیں رہتا یعنی طبیعت کے ساتھ مل جاتا ہے اسی سبب سے [illegible]
کی حرارت تپ بلغمی کی حرارت سے اس قدر زیادہ ہے کہ جیسے آگ کی حرارت [illegible]
باوجود تپ دق کی حرارت کو آدمی اتنا محسوس نہیں کرتا جتنا تپ بلغمی کی حرارت کو محسوس کرتا ہے [illegible]
جسم میں مدت دراز تک رہنے اور جاگزیں ہو جانے کے باعث ہے اور بلغمی بخار [illegible]
اس کی حرارت ظاہر اور احساس زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر انسان سرد پانی میں ہاتھ ڈالے تو پہلے
سردی کا بہت زیادہ احساس ہوتا ہے لیکن اگر کچھ عرصہ صبر کرے تو وہ [illegible]
تکلیف اور درد خفیف بلکہ ختم ہو جائے گا۔ جب یہ بات جان لی تو اب سمجھیں کہ اللہ تعالے کے [illegible]
[illegible] الآیہ میں اس طرف اشارہ ہے [illegible]
نہیں ہوگا مدت کے بعد طبیعت کے ساتھ مل کر رک جائے گا [illegible]

اور فرمان باری تعالے [illegible] اسی معنی کی تائید کرتا ہے

[illegible] النار [illegible]

[illegible] يحصل من به الحمى [illegible]

[illegible] حرارة الحمى البلغمية [illegible]

[illegible] بالبرد [illegible]

[illegible] ويبطل عنه ذلك الألم [illegible]

[illegible] فقوله تعالى كلما ارادوا [illegible]

[illegible] لانه لا يسكن عنهم بل يرد [illegible]

[illegible] وقوله ذوقوا عذاب النار [illegible]

الذی کنتم به تکذبون [illegible] ذکرنا۔

[illegible] اس کا جواب دوسری آیت میں موجود ہے، سنئے:

[illegible] لهم مقامع من حديد كلما ارادوا

[illegible] وقواعد [illegible] الحريق له

[illegible] يعنى كلما حاولوا الخروج من النار لما يلحقهم

[illegible] خذب [illegible] له

[illegible] اس کا جواب خازن [illegible] وکبیر ج ۶ ص ۱۵۳ [illegible] ارشاد ج ۷

[illegible] جب غم کے سبب [illegible] میں سے نکلنا چاہیں گے [illegible]
[illegible] کا عذاب۔ [illegible] آیت: ۱۹ تا ۲۲

[illegible] کے سبب جب کبھی [illegible] سے نکلنے کا ارادہ کریں گے
[illegible]

ص ۲۲ وغیرہا میں ہے۔ امام فخر الدین رازی کے خاندان [illegible]

سے جو بہت بڑے صوفی جگہ امام الصوفیا ہیں یہ ہیں:

ان النار تصرہم بہیجھا [illegible] حتی [illegible]

بلسنہ ثم فہووا فیہا سبعین خریفا

ارشاد ۷، ص ۲۲۷ میں ہے [illegible]

لی طبقاتہا حتی اذا قربو من بابہا ارادوا ان یخرجوا منہا [illegible]

اللہب فیہوون الی قعرھا وھکذا یفعل بہم ابدا [illegible] ارشاد [illegible]

وغیرہا میں ہے والنظم للامام والحریق الغلیظ من [illegible]

نکلنا تو چاہیں گے مگر نکل نہیں سکیں گے کہ قرآن کریم میں ہے

۲. یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا ولہم

عذاب مقیم پ ۶ ع ۱۰۔

ارشاد ج ۳ ص ۲۱۸ میں ہے قولہ عز وجل وما ہم بخارجین منہا

ما حال من فاعل یریدون او اعتراض و [illegible]

لہ ہذا الخروج منہ [illegible] الحلزون [illegible]

لہ بے شک آگ کے شعلے ان کو لگیں گے تو وہ شعلے ان کو اوپر اٹھا دیں گے جس وقت [illegible]

بار بار کرستر سال کی گہرائی وپستی میں گرا دیں گے۔ (تفسیر کبیر طبع جدید ج ۲۲ ص ۲۲

تہ روایت کیا گیا ہے کہ آگ کا مجموعہ ان کو لگے گا تو وہ [illegible]

ہو جائے اور نکلنے کا ارادہ کریں گے تو ان کو پھر نار کا شعلہ پڑے گا جس سے وہ پھر [illegible]

کی طرح کیا جاتا رہے گا۔

تہ جہنم کا نہایت سخت آگ بہت ہلاک کرنے والی۔

شہ [illegible] نکلنا چاہیں گے [illegible]

[illegible] خمرہ [illegible]

[illegible] مستقر زعدم خروجه

[illegible] بمعونت السعد [illegible]

[illegible] مقام دوم نفی [illegible]

[illegible] بحرجو

[illegible] تصریح بما اشیر

[illegible] تشدت [illegible]

[illegible] آیت سے ثابت ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] عذاب الخلد هل تجزون

[illegible]

[illegible] قوله تعالى هل تجزون الا بما

[illegible] ثلث مسائل المسئلة الاولى انه تعالى [illegible]

[illegible]

[illegible] ثبوت کا فائدہ دیتا ہے۔

[illegible]

[illegible] عذاب کے غیر متناہی ہونے [illegible]

[illegible] یونس، آیت ۵۲

ذکر بعذاب و لعذاب ذکر بعده لعم کان سند اسال و یعد

بدے لعرد سے لعنی عن لکن فکشف سس موحملہ ھد تسد

و وعید فھو تعالیٰ یقول انما عامسہ بہدہ نعمہ

س ھذا وصل الیہ جزاء علی عمل البعض

پس جزائے کفر میں یہ کیونکر متصور کہ عذاب و آرام ہو کہ مزخم جنبیت ہے

جزا بھی جزا اعظم ہوگی نیز عذاب کفار ایسے اندازوں میں بیان فرمایا گیا ہے کہ جن میں کوئی

چل ہی نہیں سکتی چنانچہ مذکور ہوا اور ہوتا ہے سنئے:

۸۔ من اعرض عنہ فانہ یحمل یوم القیٰمۃ وزرا خلدین فیہ

وساء لھم یوم القیٰمۃ حملا آیت ۱۰۰-۱۰۱

وزر کا معنے بوجھ اور اس سے مراد عذاب ہے۔ اب کہئے کہ یہ کیسی عذاب ہو سکتا ہے

کبیر ج ۶ ص ۱۰، ارشاد ج ۷ ص ۵۵ والنظم من فھم وری عقوبۃ

لہ اللہ تعالیٰ کا قول ھل تجزون الا بما کنتم تکسبون کی تفسیر میں فرمایا

اللہ تعالیٰ نے جس جگہ بھی عذاب و عقاب کا ذکر کیا، اس کی علت و سبب بھی بیان کیا یعنی انسان کا اپنا سب

عمل گویا کہ کوئی سوال کرتا ہے۔ اے رب العزت تو کل عالم و مافیہا سے بے نیاز ہے تو یہ تیرا تحقیق اور یہ عذاب

شدید تیری رحمت کے کس طرح لائق ہے؟ تو اس کو جواب بیان کیا کہ میں نے اس کے ساتھ یہ معاملہ اپنے

ابتداءً اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ یہ اس کے اپنے عمل بد کی سزا ہے

کی سزا ہے۔

سلہ کہتے ہیں جب تو بیشک وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہ قیامت

کے دن ان کے لئے کیا ہی برا بوجھ ہوگا۔ آیت ۱۰۰-۱۰۱۔

[illegible] وتسميتها وثن للتشبيه بها في تقرب

[illegible] الذي يقدح الحامل

[illegible] جزء [illegible] وهو الاثم والاول هو الانسب

[illegible]

عذاب کا عذاب ہونا [illegible] اتنی شدت ہوگی کہ کفار صرف ایک دن ہی کی تخفیف کے

[illegible] مگر وہ بھی نہ مل پائیں گی اور ایک دن سے زائد کی تخفیف تو

[illegible] قدر بے حس و عاجز ہوں گے کہ اس کی آرزو بھی نہ کر سکیں گے۔ سنئے:

[illegible] في النار لخزنة جهنم ادعوا ربكم يخفف عنا

يوما من العذاب [illegible] ١٠٦

[illegible] واقتصارهم في الاستدعاء على ما ذكر

من [illegible] قدر يسير من العذاب في مقدار قصير من الزمان دون

رفعه رأسا و تخفيف قدر كثير منه في زمان مديد لان ذلك عنده

[illegible] في حيز الامكان ولا يدخل تحت امانيهم

[illegible] تمام گناہوں پر مشقت ڈالنے والی اس عقوبت کا نام وزر رکھنے میں تشبیہ

[illegible] بھاری ہو اور پیٹھ توڑ دے یا اس لئے کہ یہ اس

[illegible] گئے [illegible] آتا ہے۔

[illegible] اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے المؤمن آیت ۴۹

[illegible] تھوڑی سی تخفیف تھوڑے سے وقت کے لئے مانگنے پر اقتصار کرنا اور عذاب سے خلاصی یا زمانہ

[illegible] عذاب سے رہائی یا لمبے دور تک تخفیف ان کے نزدیک ناممکن اور ان کی تمنا

[illegible] نہ ہو۔

عذاب سے اتنے تنگ آئیں گے کہ مرنا پسند کریں گے۔ استعاذتہ کریں گے۔ ارشاد

اعلیٰ ہے :-

۱۔ ان المجرمین فی عذاب جہنم خلدون لا یفتر عنہم وہم فیہ مبلسون وما ظلمنٰھم ولکن کانوا ھم الظلمین ونادوا یٰملک لیقض علینا ربک قال انکم مٰکثون ۔ ت ۱ ۔

دنیا کا عذاب اگر کتنا ہی بڑا ہو اور سخت ہو اس سے آخر نجات ہو جاتی ہے کہ عذب یا مر جاتا ہے اور یا جھیلتا جھیلتا عادی فاسد المزاج ہو جاتا ہے۔ تکلیف محسوس نہیں کرتا یا رونے چیخنے سے عذاب دینے والا عذاب اٹھا لیتا ہے یا عذر و استدعا کرنے سے چھوڑ دیتا ہے یا کوئی حمایتی سفارشی چھڑا لیتا ہے مگر عذاب آخرت میں کفار کے لئے کوئی امید ہوئی کمی عذاب متصور ہی نہیں چہ جائیکہ عذاب عذب ہو جائے۔ سبوح و قدوس فرماتا ہے :-

۱۱۔ والذین کفروا لھم نار جہنم لا یقضی علیھم فیموتوا ولا یخفف عنھم من عذابھا کذلک نجزی کل کفور وھم یصطرخون فیھا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم

لہ بے شک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ کبھی ان پر سے ہلکا نہ پڑیگا اور وہ اس میں بے آس رہیں گے اور ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی ظالم تھے اور وہ پکاریں گے اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کر چکے (یعنی موت دیدے) وہ فرمائے گا تمہیں تو ٹھہرنا ہے۔

الزخرف ۔ آیت ۷۷،۷۴

[illegible] من نصير

[illegible] لطائف. الاولى ان العذاب في

[illegible] يعتاد [illegible] ويصير مزاجا

[illegible] فقال عذاب نار. الاخرى

[illegible] البدن بل هو في

[illegible] الثانية راعى الترتيب على الحسن

[illegible] لا منقطع العذاب ولا يفتر فقال

[illegible] حتى يتمنون الموت

[illegible] ونادوا يا مالك ليقض علينا ربك اي

[illegible]

[illegible] جہنم کی آگ ہے، نہ ان کی قضا آئے کہ مر جائیں اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ [illegible] ہر بڑے ناشکرے کو اور وہ اس میں چلاتے ہونگے اسے ہمارے رب [illegible] کے خلاف جو پہلے کرتے تھے اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں [illegible] اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو، ظالموں کا کوئی [illegible]

فاطر، آیت : ۳۶، ۳۷۔

[illegible] عذاب اگر لمبا ہو جائے تو انسان کو قتل کر دیتا ہے اور قتل نہ کرے تو [illegible] پھر اس کا احساس ختم ہو جاتا ہے تو فرمایا کہ آخرت کا عذاب ایسا نہیں کہ [illegible] سخت اور انسان کافر اس میں ہمیشہ عذاب دیا گیا ہوگا دوسرا [illegible] منقطع ہوگا اور نہ سست ہوگا اور نہ سب سے قوی سبب انقطاع [illegible] جائے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ

[illegible]

باری تعالیٰ کا ارشاد سن چکے کہ کافروں کے لئے نہ بس و تخفیف عذاب نہیں۔ حضرت
یحییٰ کا جواب پڑھ چکے کہ انکم ماکثون۔ خزنۂ جہنم فرمائیں گے فادعوا وما دعوا
الکفرین الا فی ضلل [1] ۱۰۶

عبادالرحمٰن بھی اس کے مقر ہیں ان عذابہا کان غراما [2]۔ خود کفار
اس کا اقرار کریں گے سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص [3]

نصوص ماضیہ کے علاوہ بکثرت نصوص قرآن کریم موجود، اتحاف جمیلہ جزیۃ النعداد
باحسن الوجوہ یہی فرما رہی ہیں۔ اقوال مفسرین وائمہ دین وعلمائے ربانیین بے شمار ہیں۔ اس پر
اجماع جمیع مسلمین ہے۔ مواقف [عہ] وشرح مواقف میں ہے (ج ۸ ص ۳۰۷-۳۰۸) اجمع المسلمون
علی ان الکفار مخلدون فی النار ابدا لا ینقطع عذابہم سواء بالغوا
فی الاجتہاد والنظر فی معجزۃ الانبیاء ولم یہتدوا او علموا نبوتہم
وعاندوا او تکاسلوا وانکرہ ای تخلیدہم فی النار طائفۃ خارجۃ
عن الملۃ الاسلامیۃ الی ان قال لا یخرب معہا بنیتہ بالنار مع
کونہ متاذیا بہا الی ان قال واعلم ان الکتاب والسنۃ والاجماع
المنعقد قبل ظہور المخالفین یبطل ذلک بل نقول وہو مخالف لما علم

---

[1] تو تمہیں دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو۔

المؤمن، آیت : ۵۰

عہ کتاب المواقف از قاضی عضد الدین عبدالرحمٰن بن احمد وشرحہ تالیف سید شریف علی بن محمد الجرجانی م ۸۱۶ھ مطبعۃ السعادۃ مصر

[2] بیشک اس کا عذاب لازم جدا نہ ہونے والا ہے۔ الفرقان، آیت ۶۵

[3] ہم پر یکساں ہے چاہے بیقراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں (ابراہیم، آیت ۲۱)

[illegible]

[illegible] وكذلك من انكر الجنة او النار

[illegible] بالجمع الملحص عليه

[illegible] على صحة [illegible] وكذلك من اعترف

[illegible] بالجنة و النار و الحشر و النشر

[illegible] معنى غير ظاهره و [illegible] لذات روحانية

[illegible] اور جزاء عذاب کا ثبوت [illegible] نار کا ثبوت ہے کہ وہ عذاب عذاب

[illegible] ہے بلکہ نار کے لیے اوصاف صحیحہ بھی آیات و احادیث میں مذکور کہ یہ تاویل متصور

[illegible] کا اجماع ہے کہ کفار [illegible] ہمیشہ رہیں گے اور ان کا عذاب کبھی بھی منقطع نہ ہو گا برابر ہے کہ کفار نے [illegible] سمجھنے کی کوشش کی اور ہدایت نہ پائی کافر ہی رہ گئے یا ان کی نبوت کو جان لیا اور عناد [illegible] کے سبب [illegible] اور ملت اسلامیہ سے نکلا ہوا ایک گروہ کفار کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا [illegible] کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس پر کہ ان کے جسموں کو باقی رکھے اور وہ آگ [illegible] عذاب [illegible] پاتے ہیں آگے فرمایا یقین کیجئے کہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] منکرین کے وجود و ظہور سے قبل منعقد اور قائم ہو چکا ہے۔ منکرین کے زعم فاسد و [illegible] ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ منکرین کا گمان ایسے حکم کے خلاف ہے جس کا حکم دامر دین سے [illegible] ہو چکا ہے۔

[illegible] جنت دوزخ حشر نشر حساب اور قیامت کا انکار کرے تو وہ بھی کافر ہے بالاجماع کہ یہ چیزیں [illegible] سے ثابت ہیں [illegible] صحت کے ساتھ ہم تک تواتر سے پہنچی ہے اور اسی طرح وہ بھی کافر ہے [illegible] جنت دوزخ حشر نشر اور ثواب و عقاب کے ظاہری مرادی معانی کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے [illegible] باطنی معانی مراد ہیں

ہو ہی نہیں سکتی چنانچہ بعض نصوصِ آیات و تفاسیر و علوم گزر چکیں اور ان کے سوا دو حجت موجود
ہیں شمس کی طرح واضح و لائح ہوا کہ انکارِ ابدیتِ عذابِ نار کی طرف سے کوئی سبیل نہیں
مسلم من حیث ہو مسلم اس کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔

باقی رہا وہ قول جو منسوب بسیدنا ابنِ عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رضاہ عنا ہے
وہ ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ اس پر اعتماد کر کے انکارِ ابدیتِ مذکورہ ہو سکے۔ اولاً تو یوں کہ
اگر بفرضِ غلط وہ سیدنا ابنِ عربی کا قول ہو تو قرآنِ عربی و مذہبِ عربی کے فرامینِ غیر قابل التاویل
کے سامنے محض مضمحل و غیر مسموع ہو گا نہ کہ الٹا فرامینِ محکمہ کو مضمحل و غیر مسموع بنا دے کہ عذابِ نار کے
لفظِ خاص اور خاص افادۂ معنی میں قطعی ہوتا ہے حتے کہ خاصِ قرآن کے مقابل ایسی خبرِ واحد جو رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو بلکہ خود رب العزت تبارک و تعالیٰ کی بارگاہِ والا کی جانب
منسوب ہو اور خاصِ قرآن کے ساتھ اس کی توفیق نہ ہو سکے تو اسے چھوڑا جائے گا نہ کہ خاص میں
تاویلیں کی جائیں تو خبرِ واحد منسوب بہ ابنِ عربی جو کامل خبرِ واحد ہی نہیں، کس طرح معتمد ہو سکے؟
منار و نور الانوار (کانپوری) ص ۱۵، تنقیح ۹۷ و توضیح ۹۸ و تلویح ۱۰۰ (مطبوعہ دار الاشاعت) وغیرہا میں ہے
والنظم لسعد الملۃ والدین ان الخاص یتناول مدلولہ قطعاً
ویقیناً[۱] بلکہ نصوصِ عذابِ کفار محکمہ ہیں[۳] کہ ان کا نسخ جائز ہی نہیں نیز اخبار ہیں اور اخبار میں
نسخ جاری نہیں ہو سکتی۔ اتقان ج ۲ ص ۲۱ میں ہے ما الخبر الذی لیس بمعنی
الطلب فلا یدخلہ النسخ ومنہ الوعد والوعید[۲]۔

۱؎ بیشک خاص اپنے مدلول کو یقینی اور قطعی طور پر شامل ہوتا ہے۔
۲؎ ایسی خبر جس کے معنی طلب نہ ہوں وہ منسوخ نہیں ہو سکتی، وعدۂ ثواب اور وعیدِ عقاب اسی قبیل سے ہے۔
۳؎ چنانچہ قراءت ردیہ بروایۃ آحاد ۲ نور غفرلہ صـ تنقیح ص ۴۴ ۳ توضیح و حسامی ص ۹ و منار ص ۷ ۹ میں ہے و سقط من
ھو المحکم فما احکم المراد بہ عن احتمال النسخ والتبدیل ۔ نور غفرلہ

حسامی ص ۱۰ طبع مجیدی میں ہے و محل حکم یکون فی نفسہ محتملا

موجود و عدم ... منار۔ توضیح ص ۳۴۲ میں ہے لان اخبار اللہ

تعالیٰ لا تحتمل النسخ لتعالیہ عن الکذب و الخلف[۲] نصوص مذکورہ مؤبدہ

ہیں، مؤبد منسوخ نہیں ہو سکتا۔ حسامی ص ۱۰۸ میں ہے ولم یلتحق بہ ما

ینافی النسخ من توقیت او تابید ثبت نصا کما فی قولہ تعالیٰ

خالدین فیھا ابدا و مثلہ فی المنار و التلویح[۳] خصوصاً محکم[۴] کے مقابلہ ظاہر

و نص بغیر مرجوح ہیں۔ حسامی ص ۹، تنقیح ص ۳۴۳، تلویح ص ۳۴۴۔ منار و نور الانوار ص ۸۸

میں ہے و یظھر التفاوت عند التعارض والذین فیقدم النص علی الظاہر و

المفسر علیہ و المحکم علی الکل[۵] الخ تو ایک قول سے کیسے منسوخ ہو سکیں گی اور

یہ منکر تاویل کریں گے محض غلط کیونکہ محکم میں تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ تنقیح و تلویح ص ۳۴۳ حسامی

ص ۸، منار و نور الانوار ص ۸۷ میں ہے و اللفظ منہما و حکمہ وجوب العمل

بہ من غیر احتمال لاحتمال التاویل و التخصیص فھو اتم القطعیات

فی افادۃ الیقین[۶] اور اس سے قطع نظر کر کے بھی تاویل عذاب نہیں بن سکتی کہ تاویل میں تعکیس

لہ نسخ کا محل ایسا حکم ہے جو وجود و عدم دونوں کا احتمال رکھتا ہو، منار میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

کہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی خبریں منسوخ ہونے کا احتمال نہیں رکھتیں کہ وہ جھوٹ اور غلطی سے پاک ہے۔

تہ منسوخ وہ حکم ہے جس کے ساتھ نص سے ثابت نسخ کے منافی قید لاحق نہ ہو جیسے تعیین وقت یا ہمیشگی کی قید جیسے اللہ تعالیٰ کے قول خلدین فیھا ابدا میں۔ منار اور توضیح میں بھی اسی طرح ہے۔

ثہ محکم وہ ہے جو ایسا پختہ ہو کہ نسخ و تبدیل کا احتمال باقی نہ رہے۔

شہ ظاہر پر نص مقدم اور مفسر ان دونوں پر مقدم اور محکم سب پر مقدم ہے۔

ھہ محکم کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل لازم ہوتا ہے اور اس میں کسی تاویل و تخصیص کی گنجائش نہیں تو یہ تمام قطعی امور سے یقین کا فائدہ دینے میں کامل و قوی ترین ہے۔

مراد نہیں ہوتی بلکہ اس میں موافقت اوّل و آخر آیت و کتاب و سنت ضروری ہے ورنہ اسے
تاویل حق نہیں کہہ سکتے۔ خازن ج ۱ ص ۶ و معالم ج ص ۱۲ و اتقان ج ۲ ص ۱۰ میں ہے
والنظم للسیوطی علیہ الرحمۃ و قال البغوی والکواشی و غیرھما
التاویل صرف الآیۃ الی معنی موافق لما قبلھا و ما بعدھا
تحتملہ الآیۃ غیر مخالف للکتاب والسنۃ من طریق الاستنباط[1]
اب نظر انصاف سے دیکھا کہ غذاب اول و آخر و نفس آیات عذاب و کتاب و
سنت کے مخالف ہے کما یتبین مما ذکرت بادنی تامل تو اس کا نام تاویل حق نہیں
ہو سکتا اور جو مخالف ہو اس کے متعلق فرماتے ہیں و اما التاویل المخالف للآیۃ
والشرع فمحظور لانہ تاویل الجاہلین[2]
ایسی تاویلوں کے متعلق شفاء شریف ج ۲ ص ۲۴۵، ۲۴۶۔ العقائد النسفی ص ۱۹،
اتقان ج ۲ ص ۱۸۴ میں ہے و النظم للسیوطی قال النسفی فی عقائدہ النصوص
علی ظاہرھا والعدول الی معان یدعیہا اھل الباطن الحاد[3]۔ ثانیا یہ

---

[1] تاویل کا معنی کسی آیت کو ظاہری معنی سے بطریق استنباط ایسے معنی کی طرف پھیرنا جو آیت کے اول و آخر کے موافق ہو
اور آیت اس کا احتمال رکھتی ہو اور وہ معنی کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو۔
[2] البتہ ایسی تاویل جو آیت و شرع کے خلاف ہو وہ منع اور ناجائز ہے کہ ایسی تاویل جاہلوں کی تاویل مردود ہے۔
[3] ان نصوص کے ظاہری معانی ہی حق و معتبر ہیں اور ظاہری معانی چھوڑ کر جو جھوٹے اہل باطن بننے والے معانی بیان
کرتے ہیں وہ الحاد اور بے دینی ہے۔
[3] المراد من اھل الباطن المدعون سکذبون انھم اھل الباطن فی
نفس الامر[4] ۱۲ نور غفرلہ
[4] اس سے وہ لوگ مراد نہیں جو واقعی اہل باطن میں سے ہیں۔ بلکہ اہل باطن ہونے کا جھوٹا دعوی کرنے والے
مراد ہیں ۱۲

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ قول سیدی محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کا ہے؟ اس کا یقین نہیں ہو سکتا کہ یہ انہیں کا ہے کیونکہ ان کی کتابوں میں یہود نے اپنے مفتریات بالقصد داخل کر دیئے ہیں۔ در المختار جز۳ ص۳۰۶ مطبوعہ مصر میں ہے [illegible] الشریعۃ و تکلف بعض المتصلفین [illegible] لکن [illegible] بعض الیہود افتراها علی الشیخ قدس سرہ [illegible] اور میزان میں ہے کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار میں فرماتے ہیں قدم علینا [illegible] شمس الدین السید محمد بن السید [illegible] المتوفی سنة ۹۵۵ھ خمس وخمسین وتسع مائة فاخرج الی نسخة من الفتوحات التی قابلها علی النسخة التی علیها خط الشیخ محی الدین نفسه بقونیة فلم ار فیها شیئا مما توقفت فیه وحذفته فعلمت ان النسخ التی فی مصر الآن کلها کتبت من النسخة التی دسوا علی الشیخ فیها ما یخالف عقائد اهل السنة والجماعة کما وقع له ذلک فی کتاب الفصوص وغیرہ الخ تو کیا عجب کہ قولِ مذکور بھی افتراءِ یہود ہو بلکہ اگر یہ ابن

؎ [illegible] فتوحات میں جو شریعت کے خلاف ہیں بعض تکلف کرنے والوں نے ان کو شریعت کے مطابق ملانے کی کوشش کی [illegible] یقین ہو گیا ہے کہ بعض یہودیوں نے شیخ ابن عربی پر افترا کیا ہے اور ان کی کتابوں میں تحریف کی ہے

[illegible] فصوص الحکم - منه غفر له [illegible]

؎ [illegible] ص ۵۲۰، ۵۲۹ میں بھی موجود ہے۔ مرتب

؎ امام شعرانی فرماتے ہیں [illegible] محمد بن سید ابو الطیب مدنی تشریف لائے اور انہوں نے فتوحات مکیہ کا [illegible] نسخہ [illegible] شیخ ابن عربی کا لکھا ہوا تھا [illegible] کوئی بات نہ دیکھی جس میں میں نے [illegible] مجھے یقین ہو گیا کہ جو نسخے اب موجود ہیں [illegible]
[illegible]

یہی ہے تو ضرور افترا یہود ہی ہوگا کہ موافق عقیدۂ باطلۂ یہود ہے۔ قرآن کریم میں تب دیکھو
ن یمسنا النار الا ایاما معدودات[1] اور اس کا رد خود قرآن کریم میں
موجود ہے کہ قل اتخذتم عند اللہ عہدا فلن یخلف اللہ عہدہ
ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون بلی من کسب سیئۃ و احاطت بہ
خطیئتہ فاولئک اصحب النار ھم فیہا خلدون[2] تو واجب کہ اس
قول کو دیکھا ہی نہ جائے چہ جائیکہ آیات سے ٹکرائے۔

اسی در المختار میں ہے فیجب الاحتیاط بترک مطالعۃ تلک
الکلمات وقد صدر امر سلطانی بالنہی فیجب الاجتناب من کل وجہ[3]
انتہی ملخصا۔

ثالثاً یہ متیقن کہ قول مذکور بایں معنے ہرگز ہرگز سیدنا ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
امدنا ببرکاتہ کا قول نہیں کہ آپ یقیناً ولی اور ولی کا عقیدہ یقیناً مخالف شرع نہیں ہو سکتا
اور یہ مخالف شرع۔ خود سیدنا محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ میں
فرماتے ہیں اعلم ان میزان الشرع الموضوعۃ فی الارض فی ید بدی نعمہ،

---

[1] وہ بولے ہیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن۔ البقرہ، آیت ۸۰

[2] تم فرما دو کیا خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ تعالیٰ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا یا
خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اس کی خطا اسے گھیر لے وہ دوزخ والوں
میں ہے انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔ البقرہ، آیت ۸۰-۸۱

[3] لہٰذا احتیاط کا واجب ہے کہ ان کی کتابوں کا مطالعہ نہ کیا جائے جبکہ منع کا شاہی حکم صادر ہو چکا ہے
تو ہر طرح سے بچنا ضروری ہے۔

... فی نفسہ حرج و لا عن عصر ان شرع لسید کون مع وجود عقل
سکنہ وجب شکر نعمتہ (معارف العرفان)[22]

حضرت ... احیاء العلوم شریف قلمی ص ۲۲۴ میں فرماتے ہیں کہ کل
باطن ... خالف ظاہر الشریعۃ ولا ... خیر[23] حضرت داتا گنج بخش ہجویری
رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب شریف ص ۲ میں فرماتے ہیں: پس معرفت بے پذیرفت شریعت
درست نیاید[24] حضرت سید محی الدین غوث اعظم صلے اللہ تعالیٰ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ وسلم فتوح الغیب
شریف ص ... میں فرماتے ہیں کہ کل حقیقۃ لا تشہد لہا الشریعۃ فہی زندقۃ[25] حضرت
شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس ارشاد والا کا ترجمہ و شرح یوں فرماتے ہیں: یعنی اگر
کسے خلاف حکم شریعت چیزے کشف شود و دعویٰ امر بداں کند باطل است و اگر اعتقاد بداں کند
کافر و زندیق گردد نعوذ باللہ من ذلک[26] حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات

---

[22] ... شریعت کا ترازو جو زمین پر اتارا اور رکھا گیا ہے وہی ہے جو علمائے شریعت کے ہاتھوں میں ہے تو جو شخص مکلف ہونے کے باوجود اس میزانِ شریعت سے باہر نکلے اس کا رد اور انکار واجب ہے۔

[23] ... باطن کی ... ظاہر شریعت کو صحیح ماننا ضروری ہے۔

[24] ایسی معرفت جس کو شریعت قبول نہ کرے درست اور صحیح نہیں۔

[25] ہر وہ حقیقت جس کو شریعت رد کرے بے دینی ہے۔

[26] اگر کسی ... خلاف شریعت کشف ہو ... اس کا دعوی کرے باطل ہے اور اگر اس کے صحیح ہونے کا اعتقاد ... ہو جائے۔

مبارکات ص ۱۲۰۶ میں ہے: یک فعلِ غیر مشروع بندہ را از مرتبۂ ولایت بیفگند۔[1] و الہام [illegible]
لہم لا الاولیاء حجۃ فی حق انفسہم ان وافق الشرع۔[2]

الغرض صوفیہ کرام نے اپنے مصطلحات مقرر کیے ہوئے ہیں کہ ان کے معانی ان الفاظ متعارفہ کے معانی سے غیر ہیں تو جو ان کو معانی متعارفہ پر محمول سمجھ کر اعتقاد کرے کافر ہو جاتا ہے۔ اور وہ شبیہ بالمتشابہ ہیں مثل افعال سیدنا خضر صلی اللہ علی نبینا وعلیہ وسلم۔ شامی جلد ۳ ص ۴۰۶ میں ہے ان الصوفیۃ تواطؤا علی الفاظ اصطلحوا علیہا وارادوا بہا معانی غیر المعانی المتعارفۃ منہا بین الفقہاء فمن حملہا علی معانیہا المتعارفۃ کفر نص علی ذلک الغزالی فی بعض کتبہ وقال انہ شبیہ بالمتشابہ فی القرآن والسنۃ کالوجہ والید والعین والاستواء۔[3] بلکہ خود سیدنا ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم ایسی قوم ہیں کہ ہماری کتابوں میں نظر کرنا حرام ہے۔ وہیں شامی میں ہے فقد نقل عنہ انہ قال نحن قوم یحرم النظر فی کتبنا۔ تو بالجملہ جب ہمیں کسی کتاب منسوبہ الیہ میں کوئی کلمہ خلافِ شرع ملے تو سب سے پہلے یہ تصفیہ ضروری ہے کہ آیا یہ نسبتِ کتاب صحیح ہے؟ ہو سکتا ہے کہ آپ کی نہ ہو اور پھر

---

[1] خلافِ شرع ایک معمولی کام بھی بندہ کو رتبۂ ولایت سے گرا دیتا ہے۔

[2] اولیاء کرام کا الہام خود ان کے اپنے حق میں حجت ہے بشرطیکہ شریعت کے موافق ہو۔

[3] صوفیہ کرام کچھ الفاظ کے بارے میں اپنی اصطلاح پر موافقت کرتے ہوئے فقہاء کے درمیان متعارف معانی کے سوا دیگر معانی مراد لیتے ہیں تو جو شخص ان الفاظ کے صوفیاء کی عبارات میں بھی وہی متعارف معانی سمجھے وہ درست کہے تو کافر ہو جائیگا۔ امام غزالی نے اس پر نص کی ہے بلکہ دور فرمایا کہ یہ الفاظ قرآن و سنت کے متشابہ کلمات وجہ، ید، عین، استوٰی کی مثل ہیں جن کے معانی اور مرادات وہی جانتے ہیں ان تک ہماری عقل کی رسائی نہیں۔

[illegible] محض [illegible] ہے [illegible] کا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی بے دین [illegible] کتاب میں [illegible] اور جب یہ ثبوت نہیں مل جاتے تو پھر یہ کیونکر ثابت ہو [illegible] شرح [illegible] ہے چہ جائیکہ اسے یقینی سمجھا جائے۔

[illegible] سكت عن ذلك بد من [illegible] من عدو ملحد [illegible] قصد [illegible] لمعنى المتعارف وهذا [illegible] من امور الغيب التي لا يطلع عليها [illegible] صاوی علی الجلالین ج ۲ ص ۱۹۴ میں ہے [illegible] ابن العربي كذب وعي فرض [illegible]

[illegible] یقینا حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نہیں ہو سکتا [illegible] حضرت [illegible] متشابہات میں کچھ فرما گئے ہیں تو وہ فرمود یقینا کوئی اور [illegible]

[illegible] یہ کتاب فی الواقع اسی مصنف کی ہے جس طرف نسبت کی گئی ہے تو یہ [illegible] کسی بدعقیدہ مخالف نے ادل بدل نہ کر لیا ہو پھر یہ ثبوت بھی [illegible] خلافِ شرع ہے مگر یہ ثبوت ناممکن ہے تو اس کا [illegible] جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اطلاع نہیں پا سکتا۔
[illegible] نسبت بھی [illegible] کی طرف جھوٹ ہے اور اگر بالفرض یہ واقعی ایسے [illegible] ہے۔

معنی رہتا ہے یہ جو ہندی ہیں اس کا ترجمہ کرتے ہیں مثلاً یہ ہیں کہ ان مشابہ کا بعض ہے یہاں تک بھی
سکوت لازم نہ کہ ترجمہ کیا جائے اور معنی مخالف شرع مراد لیا جائے۔ شامی علیہ الرحمۃ رد المحتار ص ۳۰۴
میں فرماتے ہیں وللمحقق ابن کمال باشا فتوی قال فیہا بعد مدحہ فی مدحہ
ولہ مصنفات کثیرۃ منہا فصوص حکمیۃ و فتوحات مکیۃ بعض مسائلہا
مفہوم النص والمعنی و موافق للامر الالٰہی والشرع النبوی وبعضہا خفی
عن ادراک اہل الظاہر دون اہل الکشف والباطن ومن لم یطلع
علی المعنی المرام یجب علیہ السکوت فی ہذا المقام لقولہ تعالٰی
ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ
مسئولاً[1] اور اس کشف سے مراد کشف صحیح مطابق شرع ہے ورنہ خود کشف ہی معتبر نہیں۔ غرض
تو روز روشن کی طرح ظاہر و متبین ہوا کہ یہ عقیدہ و استدلال جو سوال میں مذکور ہوا ہرگز
صحیح و ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ صراحۃً اس کا خلاف مبین بالتحقیق والیقین ثابت و مبرہن ہے۔ اہل اسلام
پر اس سے اجتناب و احتراز جلاتی آگ سے بھی ازید لازم۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب محترم سرور عالم
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صدقہ میں اہل اسلام کو توفیق عدل و انصاف عطا فرمائے اور وبائے آزادی و
ضلال سے بچائے، تمام کو جادۂ مستقیم صراط الذین انعمت علیہم پر چلائے۔

---

[1] محقق ابن کمال پاشا نے ایک فتویٰ میں فرمایا ———— کہ فتوحات میں بعض ایسے مسائل ہیں جن کے معانی ظاہر
واضح اور امر خداوندی اور شریعت نبوی کے موافق ہیں اور بعض مسائل خفی اور اہل ظاہر کے ادراک سے پوشیدہ ہیں
جن کو اہل کشف صادق اور اہل باطن ہی جانتے ہیں تو جس کو معنی مراد پر اطلاع نہیں اس پر لازم ہے کہ سکوت اختیار کرے
جیسے کہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے "اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل
سب سے سوال ہونا ہے"۔ الاسراء، آیت ۳۶

حضور علیہ السلام کی سنت رہے۔

مقصود صرف تحریر مسئلہ تھا جو بعنایت اختصار ہو چکا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

وھو حسبی ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا

وسندنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم

وبارک وسلم آمین

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

اول جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۶۱ھ

الاستفتاء

جناب مولوی صاحب

ایک مسئلے کی ضرورت ہے، کسی معتبر کتاب سے دیکھ کر تحریر فرمائیں۔

جب محشر کے دن لوگ قبروں سے نکلیں گے، سب ننگے ہوں گے، وہ کون کون لوگ ہوں گے

جو پردے میں ہوں گے، مفصل تحریر فرمائیں۔

(مولوی) عبدالکریم، حجرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

مخدومی ومکرمی جناب ملک مولوی عبدالکریم صاحب زادت مکارمکم

وعلیکم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ : مزاج گرامی !

مراسلہ مفوف موصول ہوا اور آپ کے اشعار بہت فرحت بخش ہیں ۔ دعا ہے کہ حضرت رب العالمین جل وعلا محض اپنے فضل وکرم سے بصدقہ حضور پرنور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی سب تکلیفیں دور فرماتے اور حیات طیبہ سے بہرہ ور بنائے ۔ حج کے متعلق خیر مبارک ۔ مجھے بھی ایک دو تکلیفیں رہتی ہیں ، دعا فرمائیں صحت فرمائیں ، جب منظور ہوا تو ملاقات ہوگی ۔

۱۔ حدیث پاک میں ہے انکم تحشرون حفاۃ عراۃ غرلا (رواہ بخاری وغیرہ) " بیشک تم لوگ حشر کئے جاؤ گے پاؤں اور جسم سے ننگے بے ختنہ کئے " (بخاری ج ۲ ص ۹۶۰)

یہ خطاب امت کو ہے جس کا ظاہر یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام سب مستثنیٰ ہیں اور وہ سب بفضلہ تعالےٰ لباس میں ہونگے ہاں تشریفی خلعتیں بھی علیٰ حسب المدارج ان حضرات کے لئے وارد ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام ، بہر حال اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ امتی ننگے ہونگے ۔

۲۔ نیز حدیث مرفوع ہے کہ ان المیت یبعث فی ثیابہ التی یموت فیہا یعنی بے شک میت اپنے ان کپڑوں میں جن میں فوت ہوتا ہے ، اٹھایا جائے گا کما فی فتح الباری شرح البخاری ج ۱۱ ص ۳۳۳ والبدور السافرۃ ص ۰ والتفسیر المظہری ج ۳ ص ۳۸۶ والزرقانی شرح المواہب اللدنیۃ والمواہب ج ۸ ص ۳۵۱ والنظم من البدور اخرج ابوداؤد والحاکم وصححہ ابن حبان والبیہقی وعن ابی سعید الخدری انہ لما احتضر دعا بثیاب جدد فلبسہا ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المیت یبعث فی ثیابہ التی یموت فیہا ۔

۳۔ نیز احادیث مرفوعہ وموقوفہ میں یہ بھی وارد کہ اموات اپنے کفنوں میں اٹھائے جائیں گے کما فی الفتح والمظہری والزرقانی والبدور ۔ فاروق اعظم سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[illegible]

[illegible]

[illegible] بیشتر کی حدیث کے معارض ہیں مگر حقیقۃً کوئی معارضہ نہیں [illegible]

[illegible] میں [illegible] ہیں کہ بعض کا حشر برہنگی میں ہوگا اور بعض کا لباس میں [illegible]

[illegible]

[illegible] قبروں سے اپنے لباس یا کفن میں نکلیں گے [illegible]

[illegible] برہنہ [illegible] ہو جائیں گے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی حدیث کا [illegible] پر محمول کرتے ہیں، کتب مذکورہ میں سے

[illegible]

[illegible]

[illegible] گیا ہے کہ [illegible] سے مراد عمل ہے

[illegible]

[illegible]

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ نعمہ ... علیٰ ... تعالیٰ ...

والسلام ... ذ

میں نے جو کتب دیکھی ہیں ان میں ... جہاں ... ہیں

کا نہیں ہوتے اور ضیائے کرامت کی تعلیمات علیٰ حبیبہ ... بارک ...

کی صحت حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ممتاز شان رکھتے ہیں

میں آپ کی تحریرات سے یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس دوست نوازی سے گہرا تعلق ہے

مخلصانہ گزارش ہے کہ ضیائے کرامات ... اگر آپ کا وقت ... کی طرف سے

بس تو یہ تسلی نہیں ہوئی تو اپنا اشکال دوبارہ لکھیں کہ مفصل و مدلل جواب دیا جائے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ ... والہ وصحبہ

وبارک وسلم

حررہ الفقیر ... محمد ... غفرلہ

۱۴۰۰ھ

الاستفتاء

رجسٹر ۸۲-۴-۲۳

آں چہ می گوید ... حضرت ... قریباً ...

اشرف فرزند اصول ... معقول و منقول ...

بخدمت [illegible] میرے نام!

[illegible] خیر سے عالی ہو آپ نے مسئلہ محشر کے لوگ سبھی ننگے ہونگے، آپ نے یہ مسئلہ بہت اچھی وضاحت سے تحریر فرمایا میں خوش ہو گیا۔ باقی ایک خدشہ میرے دل میں رہتی ہے کہ [illegible] اولیاء عظام انبیاء کی طرح مستثنیٰ ہیں یا امتوں کے ساتھ ہوں گے؟

دوسرا مسئلہ ارواحوں کے بارے میں مسلمانوں اور کافروں کے ایک جگہ رہتے ہیں یا مختلف اور جو لوگ مر گئے ہیں اور جو ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے ان کے روح کہاں رہتے ہیں اور حیوانات کے روحوں کی کیا کیفیت ہے، ایک جیسے ہیں یا چھوٹے بڑے؟ مثلاً ہاتھی کا روح یا چیونٹی کا، اور حیوانات کے روحوں کے قبض کرنے والے کا نام کیا ہے؟ اور روح کیا کام کرتے ہیں؟ اللہ کا ذکر کرتے ہیں یا اور کام بھی یا میری طرح سوتے ہی رہتے ہیں؟

یہ مسئلہ روحوں کا کسی معتبر کتاب سے تحریر فرما دیں، عین نوازش ہو گی اور اپنی خیریت سے بھی مطلع فرمائیں۔

خیر اندیش قدیم: عبدالکریم، حجرہ شاہ مقیم محکم دین بقلم خود

کراں دعائیں یار ربا سائیں دل دیاں نال رضائیں

حاجی مولوی نور اللہ دے تائیں خوشی ہمیشہ دکھائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آیاتِ متکاثرہ اور احادیثِ متواترہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضراتِ صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کا حشر بھی لباس میں ہوگا کہ یہ سب حضرات منعم علیہم ہیں اور ان کے لئے حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی معیت ہے و رفاقتِ خاصہ بحکمِ قرآنِ کریم صراحۃً ثابت ہے۔ پ۵ ع۶ میں ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا ہ تو اس انعام و معیت و رفاقت سے ہی واضح ہو رہا ہے کہ وہ بھی انبیاء کرام کی معیت میں لباس میں ہوں گے بالخصوص جبکہ یہ حضرات ہیں ہی صدیقین یا شہداء یا صالحین حالانکہ پہلے فتوے میں ثابت ہو چکا کہ شہداء لباس میں ہونگے اور چونکہ صدیقین شہداء سے بھی اعلیٰ ہیں تو ان کے لئے لباس بالاولیٰ ثابت ہوگا اور صالحین بھی حکماً ملحق بالشہداء ہی ہیں کہ شہداء مقتولین سیفِ اعداء ہیں تو یہ حضرات بھی سیفِ محبت کے مقتول ہیں اور بحکم موتوا قبل ان تموتوا مقامِ فناء پر فائز ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ تذکرۃ الموتیٰ ص۳۱ میں فرماتے ہیں، واولیاء ہم در حکمِ شہداء اند کہ جہاد بالنفس کردہ اند کہ جہادِ اکبر است۔ شرح الصدور ص۱۰۷ میں ہے واما الشھداء المحبۃ فاجسادھم ارواح بلکہ خود قرآنِ کریم فرما رہا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں صدیق اور شہداء اپنے رب کے نزدیک۔ پ۲۷ ع۱۸ میں ہے والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک

ف کتاب الروح ص۲۳ اور شرح الصدور ص۱۰۵ میں ہے وھذہ المعیۃ ثابتۃ فی الدنیا وفی دار البرزخ وفی دار الجزاء والمرء مع من احب فی ھذہ الدور الثلاثۃ یعنی یہ معیت دنیا و برزخ میں اور قیامت میں ثابت ہے اور ان تینوں گھروں میں مرد اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے ۱۲ منہ غفرلہ

عم صدیقون و الشہداء عند ربہم

اس آیت پاک کے تحت مفسرین کرام نے کافی احادیث مرفوعہ اور موقوفہ سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ ہر کامل ایمان دار شہید ہے چنانچہ تفسیر در المنثور ج ۶ ص ۱۷۶ میں حدیث مرفوع میں ہے مومنو امتی شہداء پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول تحریر فرمایا کہ ان الرجل لیموت علی فراشہ وھو شہید ثم تلا الخ کہ بیشک مرد اپنے بستر پر مرتا ہے حالانکہ وہ شہید ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت پڑھی الخ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کے لحاظ سے فرمایا کلکم صدیق و شہید کہ تم سب صدیق و شہید ہو۔ نیز وہی حضرت فرماتے ہیں انما الشہید الذی مات علی فرشہ پھر اس کی توضیح میں ہے یعنی الذی یموت علی فرشہ ولا ذنب لہ کہ جز این نیست شہید وہ شخص ہے کہ اگر اپنے بستر پر مر جائے تو بہشت میں داخل ہو جائے۔ یعنی وہ جو بستر پر اس حال میں مرے کہ اس کا کوئی گناہ نہ ہو (سرے سے گناہ کیا ہی نہ ہو یا کیا ہو مگر تائب ہو گیا ہو یا مغفرت ہو گئی) اور یونہی شرح الصدور ص ۱۰۵ وغیرہ میں ہے۔

نیز درالمنثور میں حدیث مجاہد تابعی سے اور شرح الصدور ص ۱۰۵ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اسی آیت کی روشنی میں ہے کل مومن صدیق و شہید۔ بہر حال کامل الایمان ضرور حکماً شہید ہیں تو ان کے لئے بھی لباس ہو گا اور یہی حکم ہے ان احادیث مرفوعہ و موقوفہ کا جو پہلے نمبرے میں درج ہوئیں جن میں میت کا اپنے لباس بوقت موت یا کفن میں مبعوث ہونا مذکور ہے نیز قرآن کریم و احادیث شریفہ سے روشن کی طرح ثابت کہ صالحین اور متقین کا حشر بڑے ہی عزو اکرام سے ہو گا۔ نوری فرشتے ان کے استقبال کو آئیں گے، بشارتیں دیں گے اور بہشتی بہ طیب ذیشان ان کے کجاوے سونے کے اور مہاریں زبرجد کی ان کی سواری کے لئے لائی جائیں گی

اور سب سے بڑی گھبراہٹ بھی ان کو غمناک نہیں کرے گی چہ جائیکہ چھوٹی موٹی۔ قرآن کریم میں ہے
لا یحزنہم الفزع الاکبر وتتلقٰہم الملٰئکۃ ھذا یومکم الذی
کنتم توعدون پ۱۷ ع ۷۔
مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ قبروں سے نکلتے وقت کا حال ہے نیز پ۱۶ ع ۹ میں ہے
یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا (ترجمہ) جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن
کی طرف لے جائیں گے حالانکہ وہ سوار ہونگے۔
تفسیر الدر المنثور ج ۴ ص ۲۸۵، ابن کثیر ج ۳ ص ۱۳۷ وغیرہما میں احادیث شریفہ
سے ہے کہ جب قبروں سے نکلیں گے تو ان کے لئے جنتی بے نظیر اونٹنیاں، سونے کے کجاوے
اور زبرجد کی مہار والی لائی جائیں گی اور اُن کی جوتیوں کے تسمے نور کے ہوں گے، ان کے سبب
ایک ایک قدم انتہائے بصر تک جگمگا اٹھے گا تو وہ ارحم الراحمین جو اپنے پیارے بندوں کو اپنے
برگزیدہ رسولوں کا اور اپنے حبیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کا ساتھ عطا فرمائے گا اور استقبال
کے لئے نوری فرشتے بھیجے گا جو خوشخبریاں دے رہے ہونگے اور ان کو غمناکیوں سے پناہ دیگا
اور سواری کے لئے سونے کے کجاوے اور زبرجد کی مہار والیاں اونٹنیاں بھیجے گا اور ایسے
جوتے پہنائے گا جن کے نوری تسمے انتہائے بصر تک جگمگاہٹ پھیلائیں گے تو کیا وہ اپنے ان
پیارے بندوں کے لئے ایسا لباس مہیا نہ فرمائے گا جس سے سترِ بدن کر سکیں حالانکہ سترِ بدن
سواری وغیرہ کی نسبت نہایت ہی اہم ہے بلکہ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۹۸ میں مرفوعاً حدیث شریف
میں ہے کہ جب مومن قبر میں منکر نکیر کو صحیح جواب دیتا ہے تو حکم دیا جاتا ہے ان صدق
عبدی فافرشوہ من الجنۃ والبسوہ من الجنۃ کہ میرے بندے نے
سچ کہا تو اسے بہشت سے بستر بچھا دو اور بہشت سے لباس پہنا دو۔ تو جب قبر ہی میں
یہ انعام ہوتے ہیں حالانکہ وہاں خلوت ہوتی ہے تو جلوت میں کیونکر نہ ایسا انعام ہو؟ تو واضح ہوا

کہ سب صحابہ کرام اور اولیاء عظام بھی لباس میں ہوں گے اور یہ اس حدیث پاک کے مخالف نہیں جس میں جسم اور پاؤں سے برہنگی میں حشر کا ذکر ہے کہ گو بظاہر وہ حدیث عام ہے مگر اس میں کوئی حصر کا لفظ نہیں اور دوسری احادیث سے اس کی تخصیص ثابت ہے۔

ہمارے پیارے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بشیر ہیں اور نذیر بھی ہیں تو بہت سی حدیث نذیر کی حیثیت سے ارشاد فرمائی اور مقام انذار کا انداز عموماً یہی ہے کہ بظاہر لفظ عام ہی ہوتے ہیں مگر مخلصین پر حیثیت بشیر کا خصوصی جلوہ ہی اپنی جگہ نمایاں ہوتا ہے، اسکی ایک مثال بڑی واضح یہ ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین پ۱۹ع۱۵ (ترجمہ: اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ" نازل ہوئی تو سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے قبائل قریش کو بلا کر جو خطاب فرمایا، وہی خطاب اپنی لخت جگر نور نظر سیدہ طاہرہ طیبہ فاطمۃ الزہراء کو بھی فرمایا۔

مسلم ج ۱ ص ۱۱۴ وغیرہ میں ہے یافاطمۃ انقذی نفسک من النار (ترجمہ: اے فاطمہ! اپنی جان آگ سے چھڑا لے۔ یافاطمۃ بنت محمد سلینی ماشئت لا اغنی عنک من اللہ شیئا (اے فاطمہ محمد کی لڑکی! صلی اللہ تعالے علیہ وعلیہما وسلم میرے مال سے جو چاہتی ہے مجھ سے مانگ لے نہیں دفع کر سکتا میں تم سے اللہ کی گرفت سے کچھ۔

ایسی حدیثوں کو بعض مدعیان توحید بندوں پر چلا چلا کر پڑھا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی کسی کو نسب فائدہ پہنچا سکتی ہے حالانکہ ہمارے رؤف رحیم، بشیر رسول منبر شریف پر رونق افروز ہو کر خود فرماتے ہیں ما بال رجال یقولون ان رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنفع قومہ بلی واللہ ان رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ وانی ایہا الناس

فرط لکم (ترجمہ) کیا حال ہے ایسے مردوں کا (یعنی ان کا کوئی حال نہیں بد بے حال

اور بد حال ہیں) جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ان کی قوم کو نفع نہیں دیتی

کیوں نہیں! اللہ کی قسم بے شک میری قرابت دنیا اور آخرت میں موصولہ ہے اور بیشک

میں اے لوگو! تمہارے لئے آگے جاکر انتظام کرنے والا ہوں (یعنی جب اور دنیا والوں

کے لئے انتظام کرنے والے ہیں تو اپنی قرابت اور آل کے لئے کیونکر انتظام نہ فرمائیں گے؟

اس حدیث کو امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا ہے نیز حضرات ائمہ کرام احمدؒ اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے ص ۴۴ ج ۳

میں مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا ان الانساب یوم القیمۃ تنقطع غیر نسبی

وسببی نیز ائمہ بزاز، طبرانی، ابو نعیمؒ، حاکم (ج ۳ ص ۱۴۲ مع افادۃ التصحیح وعدم تقریر الذہبی) اور

ضیاء حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرما رہے ہیں کل سبب ونسب منقطع یوم القیمۃ الا سببی ونسبی

اور حضرت ابن عساکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل

نسب وصہر ینقطع یوم القیمۃ الا نسبی وصہری۔ ان سب حدیثوں کا حاصل یہ ہے

کہ حضور پاک کی پاک نسب قیامت کو بھی نافع ہے۔

ل مسند احمد ج ۳ ص ۱۹

ل مسند ج ۴ ص ۳۲۳

ت مؤلف نے یہی الفاظ میں جبکہ ابی زرقانی نے یہ حدیث یوں نقل

کی ہے ان الانساب منقطع یوم القیمۃ [illegible]

[illegible]

[illegible]

بن تمام حدیث کو باقاعدہ حوالوں سے غیر مقلدین کے مسلم امام قاضی شوکانی نے بھی اپنی تفسیر فتح القدیر کے ج ۳ ص ۴۸۶ میں ذکر کیا ہے۔

جب آخرت میں عام گناہ گار ایماندار حضور صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ حضور کے خادموں کی شفاعت سے بھی نفع اٹھائیں گے تو حضور کے اہلِ بیت خصوصاً لختِ جگر کیوں نہ نفع اٹھائیں؟ بلکہ قرآنِ کریم پ ۱۳ ع ۹ اور پ ۲۴ ع ۶ کی آیتوں سے صراحۃً ثابت ہے کہ مخلصین اہلِ ایمان کی نسب کا فائدہ آخرت میں ان کے باپوں اور بیویوں اور بچوں کو پہنچیگا اور پ ۲۷ ع ۳ کی آیت سے بھی ثابت ہے کہ مومنین کی اولاد کو ان کے سبب نفع پہنچے گا۔ تفسیر جلالین، صاوی، جمل، درِ منثور، ابنِ کثیر وغیرہا میں بڑی وضاحت سے مذکور ہے بلکہ وہی قاضی شوکانی بھی اپنی تفسیر کے ج ۵ ص ۹۵ میں تیسری آیت والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم الاٰیۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ومعنی ھٰذہ الاٰیۃ ان اللہ سبحٰنہ یرفع ذریۃ المؤمن الیہ وان کانوا دونہ فی العمل لتقر عینہ وتطیب نفسہ الخ یعنی اس آیت کا معنے یہ ہے بے شک اللہ سبحانہٗ ایماندار کی اولاد کو بلند کرکے ایماندار کے درجہ کو پہنچا دے گا اگرچہ اولاد باپ سے عمل میں کم ہو تاکہ باپ کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور اس کا دل خوش ہو جبکہ بالغ اولاد ایمان رکھتی ہو۔

تو جب متقیوں کے دل خوش کرنے کے لئے ان کی اولاد کو بلند درجے عطا کئے جائیں گے تو خود امت والے شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم کے دلِ اقدس کو خوش کرنے کے لئے ان کی آلِ اطہار بالخصوص حضرت قرۃ العین سیدۃ نساء الجنۃ رضی اللہ

مہ وبنحوہ ذکر السیوطی عسا الرحمۃ فی الدر المنثور وابن کثیر ایضاً فی تفسیرہ بعضھا او کلھا ۱۲ منہ عفی عنہ

تعالیٰ عنہم وعنہا کو حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے طفیل کیوں نہ درجات رفیعہ عطا کئے جائیں گے؟ واللہ! باللہ! ضرور! بالضرور! حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ علیہ و دنیا و آخرت میں رحمۃ للعالمین ہیں اور بالخصوص مؤمنین کے لئے رؤف و رحیم بھی ہیں ورنافع ہیں۔ اُن کی آلِ پاک اور ذرّیت طیبہ طاہرہ بالخصوص اس رحمت سے بے انتہا نفع اندوز ہیں۔ اس میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ نہیں ہوسکتا حالانکہ وہ پہلی حدیث بھی صحیح ہے تو اس حدیث کا معنے علمائے کرام یہ بیان کرتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اپنے آپ کچھ نہیں کرسکتے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ کے مالک بنانے سے سب کچھ کرتے ہیں تو وہ بیگانوں کو نفع پہنچائیں گے تو اپنوں کو کیسے بھلائیں گے؟

فتاویٰ شامی ج ا ص ۸۰۳ وغیرہا میں ہے والنظر منه وما حديث لا اغنى عنكم من الله شيئا اى انه لا يملك ذلك الا ان ملكه الله تعالى فانه ينفع الاجانب بشفاعته لهم باذن الله تعالى فكذا الاقارب وتمام الكلام على ذلك فى رسالتنا العلم الظاهر فى النسب الطاهر۔

اور دوسری واضح مثال یہ کہ قیامت کا دن قرآن کریم کی نص سے ثابت ہے کہ ہزار سال کے برابر ہوگا بلکہ دوسری آیت نے پچاس ہزار سال کے برابر بتایا مگر حدیث پاک سے ثابت کہ ایماندار کے لئے بہت مختصر ہوگا حتّٰی کہ دنیا میں ایک فرض نماز سے بھی ہلکا ہوگا کما فی الحديث المرفوع عند البغوى فى المعالم وغيره وصرح به الخازن والدر المنثور وتفسير ابن كثير و الحرين وغيره ونيشا پوری ج ۲۰ ص ۔۔ میں ہے والاحوال شد لطول بما يكون للكافر لما روى عن ابى سعيد الخدرى

فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اطول هذا اليوم

فقال والذي نفسي بيده انه ليخفف على المؤمن حتى اخف

عليه من صلوة مكتوبة في الدنيا حالانکہ آیت میں ہزار اور پچاس ہزار کا ذکر ہے تو یہ انذار ہے اور وہ تبشیر ہے اور یونہی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں تو لباس کے متعلق بھی پہلی حدیث اور اس کی ہم معنی اور حدیثیں شان انذار سے متعلق ہیں جن سے ثبت ہو رہا ہے کہ لوگوں کا حشر اس حال میں ہوگا کہ پاؤں اور جسم ننگے ہونگے اور پیادہ ہونگے کما فی حدیث مسلم ج ۲ ص ۳۸۴ وغیرہ عن ابن عباس مرفوعا منادۃ حفاۃ عراۃ مگر شان بشارت واضح فرما رہا ہے کہ خواص مومنین لباس میں ہونگے اور ان کے پاؤں میں نوری تسموں والے جوتے ہونگے اور خصوصی سواریوں پر سوار ہونگے تو یہ بھی صحیح اور حق ہے اور اس کے منافی نہیں کہ لوگوں کا حشر وہ ہو جو اوپر بیان ہوا کہ فساق اور کفار اور فجار لوگ ہی تو ہیں بلکہ یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بعض کے حال یا قال کو محاورات میں ایسے لفظوں میں بیان کیا جاتا ہے جو بظاہر سب کو عام ہوتے ہیں، اس کی صدہا نظیریں قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں موجود ہیں، بطور مثال صرف ایک ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے و اذ نجینکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم و یستحیون نساءکم پ ۱ ع ۶ اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تم پر برا عذاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے۔

اس ایک ہی آیت میں کئی نظیریں ہیں کہ یہ خطاب بنی اسرائیل کو عام ہے حالانکہ نجات صرف ان لوگوں کے ساتھ ہے جو فرعون کے وقت موجود تھے یا ارحام میں تھے اور برا عذاب پہنچانا اور ان کے لڑکوں کو ذبح کرنا اور لڑکیوں کو زندہ رکھنا

صرف ان لوگوں کے ساتھ حقیقۃً خاص ہے جو اس وقت موجود تھے یا اُس زمانہ
والے تھے اور یونہی ابناءکم اور نساءکم دونوں عام ہیں مگر مراد وہ جو اس زمانہ میں
جو اس وقت تازہ پیدا ہوتے تھے مگر وہ بھی سب مراد نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان میں سے کوئی بھی
ذبح کئے گئے کما صرح بہ المفسرون ذبحہم تا مدت عام اور یونہی یسومونکم
یذبحون، یستحیون کے صیغے عام ہیں مگر یہ فعل محض ان کے ہی ہیں بانیٔ ورثاء
تھے تو جس طرح یہاں صیغے بظاہر عام ہیں اور خطاب بھی عام ہے مگر طالبانِ حق جانتے ہیں
کہ باوجود تخصیصاتِ مذکورہ کے یہ ارشادات بالکل صحیح اور حق محاوراتِ عرب وغیرہ اقوام
عالم کے مطابق ہیں اور یونہی پہلے قسم کی حدیثیں جن میں مشاہدہ حفاظت ودارہ نبوت کے
کلمات بظاہر عام ہیں مگر فی الحقیقت تخصیصات ہیں فلا منافاۃ ولا تخالف و
لاتعارض۔

ھٰذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و
الہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

مسائلِ ارواح

روح سب کے زندہ رہتے ہیں، موت، روح وجسم کی مفارقت کا نام ہے۔ بعد
از موت مؤمنین وکفار کے ارواح الگ الگ رہتے ہیں اور کس میں کافی اقوال ہیں کہ
کہاں کہاں رہتے ہیں۔ اِن اقوال کی تفصیل کتاب الروح کے ص ۱۴۴ سے ص ۱۸۷ تک
در شرح الصدور میں ص ۹۶ سے ص ۱۰۹ تک اور بشری الکئیب میں ص ۱۰۴ سے ۵
تک ہے اور یونہی کئی اور کتابوں میں ہے۔

یہاں کے روح جناب ... میں بہشت میں، جنت الماویٰ میں، برزخ
میں ... آسمان کی ایک ... جو یلی میں جس کا نام بیضار ہے، علیین میں، آدم علیہ السلام
کی ... طرف، حضرت جبرئیل کی کفالت میں، فرشتہ ...رئیل کی کفالت میں، حضرت میکائیل
کے پاس، عرش معلیٰ کے زیر سایہ، ایک مخصوص زمین میں، جابیہ میں، چاہِ زمزم شریف میں،
...تے ہیں، برزخ میں جہاں جہاں خلقِ اجسام سے پہلے رہا کرتے تھے، آزاد ہیں کوئی خاص
مکان نہیں جہاں چاہیں آتی جاتی ہیں، اپنی قبروں میں۔

ان اقوال کے قائلین نے اپنے اپنے اقوال پر دلائل ذکر فرمائے ہیں، بغرض اختصار صرف ان حضرات
ہی کے چند دلائل ذکر کیے جاتے ہیں جن کے نزدیک کامل ایمانداروں کے روح بہشت میں
رہتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ شرح الصدور ص ۹۹ میں فرماتے ہیں قد قیل
ان ارواح المؤمنین کلهم فی الجنة الشهداء وغیرهم اذا لم تحبسهم
کبیرة لظاهر حدیث کعب وام هانئ وام بشر وابی سعید وضمرة
ونحوها ولقوله تعالیٰ فاما ان کان من المقربین فروح وریحان
وجنة نعیم (الیٰ ان قال) وقال تعالیٰ یا ایتها النفس المطمئنة
ارجعی الی ربك الی قوله وادخلی جنتی. قال جماعة من الصحابة
والتابعین انه یقال لها ذلك عند خروجها من الدنیا علی
لسان ملك بشارة اور یونہی کتاب الروح، تذکرۃ الموتی وغیرہ میں ہے۔

اس کا خلاصہ یہ کہ سب ایسے ایماندار جنہیں کوئی کبیرہ گناہ دین وغیرہ سے نہ روکے
ان سب کے روح جنت میں ہیں شہید اور غیر شہید سب حضرتِ کعب، امِ ہانی، امِ بشر، ابو سعید
صحابہ ضمرہ وغیرہ اجمعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی حدیثوں سے ظاہر ہے اور اللہ

تبارک وتعالیٰ کے اس قول فاما ان کان من المقربین فروح وریحان و

جنۃ نعیم (سورۃ الواقعہ) اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی

الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

سے بھی یہی ظاہر ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت فرماتی ہے کہ نفس مطمئنہ کو یہ دنیا سے نکلتے وقت خوشخبری کے طور پر فرمایا جاتا ہے۔

تبرکاً صرف ایک حدیث بھی ذکر کی جاتی ہے۔ شرح الصدور ص ۹۰ میں ہے

واخرج مالک فی الموطا واحمد والنسائی بسند صحیح عن

کعب بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما نسمۃ

المؤمن طائر تعلق فی شجرۃ الجنۃ حتی یرجعہ اللہ تعالیٰ

الی جسدہ یوم القیٰمۃ۔

(ترجمہ) حضرتِ امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام نسائی نے حضرتِ کعب بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ سے صحیح سندوں کے ساتھ ذکر کیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جز این نیست کہ ایماندار کی جان پرندہ ہوتی ہے جو بہشت کے درختوں میں میوے کھاتی ہے حتیٰ کہ اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے جسم کی طرف واپس فرمائیگا۔

یہ اور اس کی ہم معنیٰ بہت حدیثیں شرح الصدور، کتاب الروح، بشری الکئیب تفسیر درِ منثور، تفسیر ابنِ کثیر اور کتب حدیث شریف میں کافی ہیں۔ محققین فرماتے ہیں کہ ان مختلف اقوال میں حقیقۃً کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ لوگوں کے درجے کافی مختلف ہیں اہل سعادت کے بھی کئی درجے ہیں اور اہلِ شقاوت کے بھی تو بعض ارواح جو سعادت کے اعلیٰ درجات والوں کے ہیں، اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں اور بعض سبز پرندوں میں یا پرندوں

بعض روحیں بہشت کے دروازے پر ہوتے ہیں بعض قبر کی

کی طرح بہشت میں کھاتے اور بعض

ہتے ہیں اور یہ کہ ان کے ارواح اتنے ہی قوی ہوتے ہیں کہ جہاں چاہیں فوراً پہنچ جاتے

ہیں نہ ان کے لئے بُعد مسافت مانع ہے اور نہ کسی مکان کی رفعت اور پھر جہاں کہیں

جسم کے ساتھ تعلق ضرور رہتا ہے حتیٰ کہ زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور

باقاعدہ گفتگو سنتے ہیں تو اس لحاظ سے وہ زمزم شریف بھی پہنچ سکتے ہیں اور دوسرے

مقامات متبرکہ پر بھی۔

شرح الصدور ص ۱۱۱ وغیرہ میں ہے الصحیح ان الارواح متفاوتۃ

فی مستقرها فی البرزخ اعظم تفاوت ولا تعارض بین الادلۃ

فان کلًا منہا وارد علی فریق من الناس بحسب درجاتہم فی السعادۃ

والشقاوۃ۔

نیز اسی میں ہے وکلہا علی اختلاف محالہا وتباین مقارہا

لہا اتصال باجسادها فی قبورها لیحصل لہ من النعیم والعذاب

ان میں سے یہ بھی واضح ہوا کہ ارواحِ کفار کے متعلق جو اقوال ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی

بائیں طرف یا جہاں پہلے تھے یا برزخ میں برہوت میں جو حضر موت میں ہے یا سجین میں

ہیں۔

ان اقوال میں بھی حقیقۃً کوئی تعارض نہیں، سیدی سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ

علیہ مصری جو جلیل القدر اصحابِ کشف سے ہیں، ان کی نظر میں برزخ کی عظمت

کے علاوہ برزخ سے بکثرت ایسی شاخیں نکلتی ہیں جو جہنم تک پہنچی ہوئی ہیں اور وہ شاخیں

بھی ہیں جو جنت تک پہنچی ہوئی ہیں تو جہاں کہیں ارواح ہوں برزخ ہی میں ہیں ابریز شریف

ص ۳۰ ... علماء ... جو لوگ ابھی پیدا ہی نہیں ہوتے ان کے ارواح برزخ میں

ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حیوانات کے روحوں کے چھوٹے بڑے ہونے کے متعلق یہ ہے۔ ذات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں کہ روح جوہر فرد ہے۔ بسیط ہے مرکب نہیں ہے، تاکہ حجم یا عرض یا عمق جسم کی طرح ہو سکے بلکہ جوہر فرد اور بسیط ہے کہ کمیت اور مقدار کو قبول نہیں کرتا ہاں تعلق اور تاثیر کے لحاظ سے ضرور فرق ہے۔ سمجھنے کے لئے اس کی مثال یہ ہے کہ چراغ اگر بڑے کمرہ میں رکھا جائے تو اس کی تاثیر اور روشنی پھیلاؤ کے لحاظ سے بڑی ہوتی ہے اور چھوٹے کمرہ میں رکھا جائے تو چھوٹی حالانکہ چراغ کی اصلیت وہی ہے جو پہلے تھی۔

فتوحاتِ مکیہ ج ۲ ص ۶۹۰ اور الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۸ میں ہے

والنظم من الفتوحات الروح لیس له کمیة فیقبل زیادة جوهر

ذات بل هو جوهر فرد لا یجوز ان یکون مرکبا [illegible]

فاذا کان هکذا فلا یقبل الزیادة ولا النقصان کما یقبله الجسم

لعدم الترکیب۔

اس مسئلہ میں اور بھی کئی اقوال ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ جو روح گرفتارِ عذاب نہیں وہ بہت کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں، اہلِ علم علمی شغل بھی رکھتے ہیں، ایک دوسرے کی ملاقات و زیارت کرتے ہیں، آسمانوں اور بہشتوں میں یا زمین کے کسی متبرک مکان یا جہاں چاہیں آتے اور جاتے ہیں اور آناً فاناً آتے اور جاتے ہیں، دنیا کی بہ نسبت طاقت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ جسمانی تعلقات و قیود سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

روح کی صفت بڑی عجیب ہے اس کو جسم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور زیادہ تر یہی لوگوں کو غلط فہمی لگتی ہے کہ جسم پر قیاس کر لیتے ہیں، اس قبر پر [illegible]

ر دیکھتے رہتے ہیں ان کے کلام سنتے رہتے ہیں جواب دیتے ہیں پہچانتے ہیں اپنے
دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور دشمنوں کو برباد کرتے ہیں، بیداری یا خواب میں اِس
نہ بدون کو بھی مل سکتے ہیں، پیغام یا نصیحت وغیرہ بھی کر جاتے ہیں۔ یہ اور اِن کے بو
دبہت سے کام کیا کرتے ہیں اپنے اپنے مدارج اور قربِ بارگاہِ رب العالمین کے
لی ذے۔

یہ قرآن کریم اور بکثرت احادیثِ شریفہ سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے
جس کا ذکر محققین کرام نے بڑی تفصیل سے فرمایا ہے حتّٰی کہ غیر مقلدین حضرات کے بھی مسلّم امام
و عبد اللہ بن قیم نے اپنی مایہ ناز ضخیم کتاب کتاب الروح میں باقاعدہ ملتے ہوئے
بڑے تفصیل سے روحوں کے افعال و اشغال بیان کئے ہیں، تفصیل کے لئے امام جلال الدین
سیوطی کی تصانیف بالخصوص شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور اور بشری الکئیب بلقاء
حبیب اور قاضی ثناء اللہ کا تذکرۃ الموتٰی والقبور اور ابن قیم کی کتاب الروح دیکھنے کے قابل
ہیں، اتنی تفصیل ہے کہ اِس مختصر سے جواب میں سما نہیں سکتی۔

کتاب الروح ص ۲۳ میں ہے الارواح المنعمة المرسلة
غیر المحبوسة تتلاقٰی و تتزاور و تتذاکر ما کان منها فی الدنیا
وما یکون من اهل الدنیا۔ ص ۱۶۱ پر ہے انما یغلط اکثر الناس
فی هذا الموضع حیث یعتقد ان الروح من جنس ما یعهد من
الجسد الذی اذا شغل مکانا لم یمکن ان تکون فی غیره
وهذا غلط محض نیز ص ۱۶۵ میں ہے فهذه لها بعد مفارقة
البدن شان اخر وفعل آخر (الی ان قال) من هزیمة الجیوش
الکثیرة بالواحد والاثنین والعدد القلیل ونحو ذلک

وقد روی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومعہ ابوبکر وعمر قد ھزمت اروحہم عساکر الکفر والضلال اور ۔۔۔ پہلے ص ۱۶۴ میں ہے ان ما ذکرنا من شان الروح یختلف بحسب حال الارواح من القوۃ والضعف الخ

تذکرۃ الموتی ص ۳۱ میں ہے: ارواحِ ایشاں در زمین وآسمان وبہشت ہر جا کہ خواہند میروند ودوستہاں ومعتقداں را در دنیا وآخرت مددگاری میفرمایند ودشمناں را ہلاک مینمایند۔ نیز اسی میں ہے: در قبور نمازے خوانند وذکر میکنند وقرآن میخوانند۔

اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۷۱۶ میں ہے: قومے میگویند کہ امداد حی قوی تر است ومن میگویم کہ امداد میت قوی تر است۔ پھر فرماتے ہیں، نقل دریں معنے ازیں طائفہ بیشتر ازاں است کہ حصر واحصار کردہ شود۔

بہرحال ان نقول سے یہ چیز بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ کاملین اہلِ قبور سے ان کی اس حیثیت کے لحاظ سے کہ وہ مقبولان بارگاہِ رب العالمین ہیں ان سے مدد مانگ سکتے ہیں۔

رہا یہ مسئلہ کہ حیوانات کے روحوں کے قبض کرنے والے کا نام کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ شرح الصدور ص ۲۱ میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آجال البھائم وخشاش الارض کلہا فی التسبیح فاذا انقضی تسبیحہا قبض اللہ ارواحہا۔ اس کا خلاصہ یہ کہ بہائم وحشرات الارض سب کے سب جب ان کی تسبیح پوری ہو جائے یعنی جتنی جتنی تسبیح ان کے حق میں مقدر تھی وہ سب کر چکیں، تو اللہ تعالیٰ ان کی جانوں کو قبض فرما لیتا ہے اور ان میں سے کوئی ایک چیز بھی ملک الموت کے سپرد نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ

صحیح و درست ہے

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۲ھ ، ۳-۱۱-۶۲

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں کہ زید و بکر کا ایک مسئلہ میں نزاع ہوا تو زید نے کہا کہ ہر ایک نیکی و بدی کا حساب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ اور نیز آیت میں ہے وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اور ایسا ہی احادیث سے ثابت ہے، تو بکر نے جواب میں کہا نہ کوئی حساب ہے نہ کتاب اور نہ میں ان آیتوں اور حدیثوں کو تسلیم کرتا ہوں، یہ سب کچھ جرح ہے تو زید نے جواباً کہا جو آیات و احادیث کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں رہتا تو بکر نے کہا تو مجھے کافر کہتا ہے اور آیات و احادیث کے متعلق بکر نے سخت ملعون کلمہ نکالا، اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بکر نے واقعی اگر یہ بیہودہ بکواس کئے ہیں تو وہ باجماع امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم سے ہم و بیان سے علیحدہ ہو اور جو اکر امور مذکورہ بالا ضروریاتِ دین سے ہیں اور
ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے، حساب کا روشن ثبوت تو انہیں دو آیتوں میں موجود ہے
جو زید نے پڑھی ہیں اور ان کے علاوہ اور بہت سی آیات و احادیث سے بھی ثابت ہے اور
اس کا کتاب کا انکار: اگر اس کتاب سے نامۂ اعمال مراد ہے تو اس کا ثبوت بھی آیات و
احادیث میں بکثرت موجود: قرآن کریم میں موجود ہے کل شیئ فعلوہ فی الزبر
آیات و احادیث کو نہ تسلیم کرنا اور جھٹلانا اور ان کے متعلق ناشائستہ کلمات استعمال کرنا
ایذاء اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ و ایذاء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کے متعلق
قرآنی فتویٰ یہ ہے ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا
والآخرۃ واعد لھم عذابا مھینا اور ایسے ہی بہت آیات و احادیث سے مرتکب
خسرانِ مبین ثابت ہے۔

شفاء شریف جزء ثانی ص ۲۵۱ میں ہے وکذلک من انکر الجنۃ
والنار او البعث او الحساب او القیامۃ فھو کافر باجماع الخ
نیز اسی کے ۲۶۳ میں ہے والمسلمان استخف بالقرآن او المصحف
او بشیء منہ او سبہما او جحدہ او حرفا منہ او آیۃ او کذب بہ
او بشیء منہ او کذب بشیء مما صرح بہ فیہ من حکم او خبر الی
ان قال: فھو کافر عند اھل العلم باجماع الخ

اہل اسلام پر واجب کہ جب تک بکر از سرِ نو مسلمان نہ ہو، توبہ نہ کرے اس سے بائیکاٹ
کریں اگرچہ ان کا کتنا ہی قریبی ہو، قرآن کریم میں ہے لا تجد قوما یؤمنون باللہ

سورہ قمر آیت ۵۲

سورہ احزاب آیت ۵۷

ولو انهم رضوا ما آتاهم الله ورسوله ... من فضله ورسوله ولو كانوا آباءهم [illegible] ... اس کی صورت یہ بتائی [illegible] ... ارشاد فرماتا ہے: اتخذوا احبارهم [illegible] ... ورسوله [illegible] ... والحكم [illegible]

صلى الله تعالى عليه وسلم.

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الاستفتاء

ماہِ صیام کے آخری عشرہ میں اکثر مساجد میں قرآن کریم نوافل تراویح میں ختم [illegible] اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مجلس کی جانب سے ایک اشتہار بعنوان "صحیفہ آسمانی کی ضیا پاشیاں" جاری ہوا ہے۔ بعض افراد کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم پر صحیفہ آسمانی کا اطلاق درست نہیں، ان کا کہنا ہے کہ "صحف سماوی" یا "کتاب" عنوان ہونا چاہیے۔

مطلوب فقہ یہ ہے کہ قرآن کریم پر صحیفہ آسمانی کا اطلاق درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور و صواب

ہاں درست ہے قرآن کریم و لغت عرب سے روز روشن کی طرح واضح ہے۔
کہ صحیفہ کا معنی کتاب، سورۃ طٰہٰ میں ہے ما فی الصحف الاولیٰ، النجم میں ہے
ما فی صحف موسیٰ، الاعلیٰ میں ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ
قرآن کریم آسمانی کتاب ہے تو اس پر صحیفہ آسمانی کا اطلاق کیوں درست نہیں، صحیفہ تو مفرد
ہے قرآن کریم میں تو قرآن کریم پر صحف بصیغہ جمع کا اطلاق بھی ہوا ہے۔

سورۃ البینۃ میں ہے یتلوا صحفا مطہرۃ یعنی تمام پیارے رسول
پاک صحیفوں کی تلاوت کرتے ہیں۔

جمہور مفسرین کے نزدیک اس تلاوت سے مراد تلاوت قرآن کریم ہے تفسیر حسینی
میں فرمایا یعنی قرآن را صحف گفت برائے تعظیم یا آنکہ جامع اسرار جمیع صحف است یعنی صحف
کہنا تعظیمی ہے اور یا اس لیے جمع سے تعبیر فرمایا کہ وہ ان سب اسرار و رموز کا جامع ہے جو
تمام کتب انبیاء کرام متفرق طور پر آئے اور بعض دوسری تفاسیر کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے

کیا اس نے حق فرمایا کہ اس کے نسخے بکثرت پائے جائیں گے [illegible] کتاب [illegible]
ہی ہے کہ ہر نسخہ کتاب ہی کہلاتا ہے اور یاقوت باعتبار اس کاغذ [illegible] جن پر لکھا جاتا ہے
کہ ہر کاغذ کو بھی صحیفہ کہہ سکتے ہیں۔

بہر حال صحیفہ آسمانی کا اطلاق بلا شبہ [illegible] ہے۔ [illegible] مصحف [illegible]
[illegible] کوئی اور [illegible] عنوان مگر مصحف عثمانی [illegible] غرض [illegible]
کسی اور معنے کی غلطی کرتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

وصلی اللہ تعالیٰ علی [illegible] وصحبہ [illegible]

[illegible] سال [illegible] کا [illegible]

بحکم سنت قرآنی ہے۔

[illegible]

[illegible] مبارکہ [illegible]

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں [illegible] کہ اگر کوئی شخص [illegible] کہے
[illegible] رضی [illegible]
[illegible] مسلمان ہے [illegible] کے [illegible] سنت [illegible]

الجواب

نوٹ: درج ذیل فتویٰ پر حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کی تنبیہ وتصدیق صفحہ پر ملاحظہ کریں۔ (مرتب)

مسئلہ افضلیتِ ملائکہ میں فتویٰ تکفیر غلط ہے

الاستفتاء

رضائے مصطفےٰ میں ایک فتویٰ شائع ہوا جولف ہذا ہے جس میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام سے افضل کہنے والے کو نہ صرف گمراہ بلکہ کافر کہا گیا ہے۔ تجدید نکاح و تجدید ایمان کے آخری احکام بھی صادر فرمائے ہیں اس طرح کہ جو شک کرے وہ بھی کافر سے کم نہیں، کیا یہ فتوےٰ درست ہے ورنہ مکفّر کا حکم کیا ہے؟

السائل: عبدالکریم

الجواب ھو الموفق للصواب

مرسلہ فتویٰ کی بنیاد تین قسم کے امور پر ہے۔ اوّل حضرت جبریل علیہ السلام نبی کے مترادف رسول ہیں۔ دوم ان کی فضیلت اجماعِ قطعی سے ثابت ہے، سوم ثالثاً منکر ضروریات دین سے ہے حالانکہ یہ تینوں امور اہل علم حضرات کے نزدیک ثابت

نہیں ہیں اور اس فتوے کی بنیاد فاسد علی الفاسد ہے۔ اور عقائد اہلسنت سے
بے خبری اور مسلک حقہ سے محرومی ہے۔ بلا شبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی شان و
شوکت، جاہ و عظمت، طاقت و عصمت قرآن کریم سے ثابت ہے لیکن نبوت و
رسالت لسان شرع اور اسلامی اصطلاح میں صرف انسان کے ساتھ اور فرشتوں
کو لغوی معنے سے رسول کہا گیا ہے۔

شرح عقائد میں رسول کی تعریف اس طرح کی ہے الرسول انسان
بعثہ اللہ تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ الاحکام وقد یشترط
فیہ الکتاب بخلاف النبی۔ نبی اور رسول کو مترادف قرار دینا یہ معتزلہ کا
مذہب ہے چنانچہ علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقائد کے حاشیہ میں فرماتے ہیں
فقال بعضہم انہما متساویان وھذا مذھب جمہور المعتزلۃ
والیہ ذھب الشارح وقال بعضہم ان الرسول من صاحب
کتاب وشریعۃ متجددۃ بخلاف النبی کما بینہ المحشی
وھذا مذھب اھل السنۃ۔

رسول کی تعریف میں علامہ ملا عصام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے و تعریف
الرسول من انسان لان المقصود بالبیان او الرسول مختص
فی لسان الشرع بالانسان بل اطلاقات لو قعۃ علی الملک فی
القرآن وغیرہ اطلاق لغوی و الانسان جنس لمفہوم الرسول۔

اسی طرح عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بخلاف النبی فانہ
منحصر بالانسان۔ اس سے واضح ہو کہ کوئی فرشتہ نبی نہیں البتہ لفظ رسول کا اطلاق
فرشتہ پر معنے لغوی ہوا ہے۔

بہرحال لوگوں کی حسن [illegible] حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کی شان رسالت
سے بڑھ کر [illegible] میں نہیں۔ شرح عقائد کی عبارت ثم ما نقل عن بعض الکرامیۃ
میں جو [illegible] نصوص میں [illegible] کفر و ضلال کا اس مسئلہ سے
کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہاں نبی سے مراد شرعی اور اصطلاحی نبی ہے نیز حضرت جبریل
علیہ السلام کو خصوصیت کی وجہ سے افضل بتانا بھی غلط ہے کیونکہ دوسرے فرشتے بھی تو
معصوم ہیں لہٰذا وہ بھی افضل ہونے چاہئیں۔

اس فتوے کفر کی دوسری بنیاد اجماع کے دعوی پر ہے: غالباً اجماع کی بحث
کبھی پڑھی نہیں ورنہ ان کو معلوم ہوتا کہ ہر اجماع کا انکار کفر نہیں۔ اہل علم کے نزدیک اجماع
قطعی بھی ہوتا ہے اور ظنی بھی۔ مرآت الاصول شرح مرقات الوصول میں امام ابوالفضل
محی الدین [illegible] رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان الاجماع مما ثبت بالتواتر و الشهرة و
الاحاد و عليه في جميع كتب الاصول فقط الاختلاف عند اهل السنة
اس اجماع کا قطعی ہونا ثابت نہیں ہوتا من ادعى فعليه البيان۔

بالفرض قطعی بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی تکفیر نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اجماع قطعی کے
انکار پر اس وقت تکفیر کی جائے گی جبکہ منکر اجماع قطعی کا اعتراف کرتا ہو اور اگر اجماع کا انکار
جہالت اور عدم واقفیت پر مبنی ہو تو تکفیر نہیں۔ علامہ بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں تحریر فرماتے
ہیں [illegible] المجمع عليه وان كان انكار جلي و نشأ من سفاهة ولكن
[illegible] مجمع عليه بل ينكرون كونه كذلك الشبهة
[illegible] وان كان [illegible] في نفس الامر و انما الكفر انكار المجمع عليه
[illegible] المجمع [illegible] من غير [illegible]۔

[illegible] ضرورت [illegible] بھی پڑ جاتی ہے جس کو فتوے دینے کا شوق

[illegible] ہم نے کہ اچھی طرح سمجھ کر مسئلہ متعدد کتابوں سے ظاہر [illegible]

جس میں کسی مسلمان کے ایمان کا فیصلہ نہ ہو تو اس میں تو بہت زیادہ [illegible]

شرح عقائد میں [illegible] کے نفضت [illegible]

درست نہیں بالضرور [illegible] کے معنی [illegible] ہیں۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر کی شرح [illegible]

فرماتے ہیں و التقييد بالناس لان خواص [illegible]

[illegible] ميكائيل و اسرافيل و عزرائيل [illegible]

و المقربين افضل من عوام الناس [illegible]

المرسلين على الاصح من اقوال [illegible]

الى هذه المسئلة فى امر الدين على وجه [illegible]

اب واضح ہوا کہ اس مسئلہ کا ضروریاتِ دین سے ہونا ثابت نہیں لہٰذا [illegible]

بھی غلط ہے۔ اتنا سخت فتویٰ دینے والے کو توبہ کا اعلان کرنا چاہیے۔ [illegible] بالصواب

العبد: محمد حسین نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور

نوٹ: یہ فتویٰ مع تصدیقات علمائے کرام سواد اعظم لاہور [illegible] رجب [illegible]

مطابق ۲۳ دسمبر [illegible] میں طبع ہوا حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کا تصدیقی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم اجعل لی نور و صواب

[illegible] الحمد للہ [illegible]

... و علی ... من صدق و سلم التسلیم المحرر

... و ... وسلم تسلیما

... بعد ... فاضل محترم ذو المجد و مکرم حضرت مولانا علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی

... فتوی برائے تصدیق و تائید آیا، ماشاء اللہ اوہام باطلہ و استدلالات عاطلہ

کا خوب قلع قمع فرمایا۔ دعوی رسالت ملائکہ رسالتِ خلفاء اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے ... مترادف نہیں۔ اسی وہم ترادف کی بناء پر تو معتزلہ نے کہا کہ ملائکہ انبیاء ورسل

سے افضل ہیں کہ تمام انبیاء و رسل رسلِ ملائکہ اور جبریل کے لئے بمنزلہ امت ہیں اور

رسول اپنی امت سے افضل ہوتا ہے مگر جمہور اہل السنت والجماعت کے نزدیک ان کا

یہ عقیدہ باطل ہے کہ ملائکہ کی رسالت رسالتِ انبیاء کرام کے مترادف نہیں بلکہ تبلیغ و

وساطت کے ہم معنے ہے۔

مواقف و شرح مواقف ج ۸ ص ۲۸۸، مطالع شرح طوالع ص ۲۱۳،

تفسیر کبیر ج ... ص ۲۸۰، تفسیر نیشاپوری ج ۱ ص ۲۴۳، غنیۃ المستملی ص ۲۸۸ وغیرہا میں ہے

وللعلامۃ الحلبی علیہ الرحمہ ان مطلق الرسالۃ لا تقتضی

افضلیۃ الرسول وانما ذلك فی ما اذا كان الرسول للتشریع و

التعلیم وانقاذ الضلال والدعاء الی اللہ و اما اذا كان لمجرد

تبلیغ الخبر من المرسل الی المرسل الیہ فلا الا تری ان السلطان

قد یرسل الخبر مع بوابہ الی وزیرہ ولا یقتضی ان البواب

اشرف و افضل عند السلطان من الوزیر وھكذا حال الملائكۃ

مع الانبیاء انما ھم رسل الیھم فی تبلیغ الخبر فقط اور یونہی کریمہ

جاعل الملائکۃ رسلا اولی اجنحۃ کے تحت بیضاوی، ابو السعود، جمل، صاوی

علی الجلالین، مظہری وغیرہا میں رسالت کی تفسیر وساطت کی ہے [illegible]
واضح ہوا کہ ان کی رسالت رسالتِ انبیاء کرام کے ہم رتبہ ہرگز نہیں تو ختم نبوت سے متعلق
کا استدلال ہباءً منثوراً بنا اور یونہی ان کا اجماع کی بنا پر بھی محض [illegible]
زیر بحث میں اجماعِ قطعی قطعاً نہیں بلکہ محض ظنی ہے [illegible] اجماع ظنی کا منکر کافر نہیں
بلکہ صرف اسی اجماع کا منکر کافر ہے جو تمام صحابہ کرام کا اجماع قولی قطعی طریق تواتر سے ثابت ہو
شامی ج۳ ص ۲۹۳ میں ہے اذا لم تكن الآية او الخبر المتواتر
قطعي الدلالة او لم يكن الخبر متواترا او كان قطعيا لكن فيه
شبهة او لم يكن الاجماع اجماع الجميع او كان ولم يكن
اجماع الصحابة او كان ولم يكن اجماع جميع الصحابة او كان
اجماع جميع الصحابة ولم يكن قطعيا بان لم يثبت بطريق
التواتر او كان قطعيا لكن كان اجماعا سكوتيا ففي كل من هذه
الصور لا يكون الجحود كفرا يظهر ذلك لمن نظر في كتب
الاصول فاحفظ هذا الاصل فانه ينفعك

جسے اس بیانِ فیض ترجمان میں شک ہو تو تنقیح و توضیح و تلویح ص ۳۴۲ و ۳۳۵ و
منار اور شروح منار نور الانوار ص ۲۲۳، شرح ابنِ مالک و شرح ابن عینی ص ۲۵۹، [illegible]
نسمات الاسحار ص ۱۴۶، مسلم الثبوت مع شرح بحر العلوم ص ۵۰ و ۵۲، تحریر و شرح تیسیر التحریر
ج۳ ص ۲۶۰، شرح قاضی عضد ج ۸ ص ۲۴۲ حسامی [illegible] تحقیق ص ۲۰ کو غور سے
دیکھے اور پھر دیکھے کہ اس مسئلہ میں تمام صحابہ کرام کا قولی اجماع بطور تواتر ہرگز ہرگز ثابت نہیں
طرفہ تو یہ کہ اجماعِ قطعی کا منکر اس وقت کافر کہا جاتا ہے جب اسے اجماع کا علم بھی ہو اور
واقف ہو ورنہ نہیں۔ شرح بحر العلوم ص ۷، مسایرہ ص ۱۷۵، شامی ج۳ ص ۲۹۰ میں ہے

[illegible] مسئلہ متعلق [illegible]

و [illegible] کی [illegible]

[illegible] مسائل کو جانا [illegible] وقت بتاتا ہے کہ تکفیر نہیں۔ اور یونہی یہ مسئلہ زیر

[illegible] یہ مسئلہ [illegible] مسائل [illegible]

دین سے بھی نہیں۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے فقہ اکبر شریف کی شرح ختم کرنے کے بعد ایسے

مسائل کو ذکر فرمایا ہے جو متفرق مسائل ہیں ص ۲۰۱ میں فرمایا وهذه مسائل

مهمات لا بد من ذكرها في بيان الاعتقاديات ولو كان من امور

[illegible] پھر کئی صفحات میں تصریح فرمائی کہ ان مسائل سے ناواقفی مضر نہیں اور انہیں مسائل

کے تحت یہ مسئلہ زیر بحث بھی ذکر فرمایا ص ۱۰۷ میں فرمایا ومنها تفضيل الملائكة

[illegible] خصوصهم [illegible] بعد الانبياء عليهم السلام من عموم الاولياء

و [illegible] الى [illegible] فتلك مسئلة ظنية لا قطعية

[illegible] بلا شبهة نیز ص ۲۰۰ میں فرمایا لا ضرورة الى هذه المسئلة

في مرتبتين على وجه اليقين. شامی ج ۱ ص ۳۹۳ میں ہے المسئلة

[illegible] وهي ظنية۔

تکمیل الایمان ص ۷۳ میں ہے "وبعضے گفتہ اند کہ ظاہر دراں آنست کہ مسئلہ تفضیل در ہر جا کہ باشد ہمیں حکم داشتہ باشد و مآلِ کلام اختلافِ حیثیات و تعددِ جہات است" تو امس و شمس کی طرح واضح ہوا کہ یہ مسئلہ ظنیہ و خلافیہ ہے اور ضروریاتِ دین سے نہیں تو اس بنا پر بھی کافر بنانا سخت زیادتی و ناروا ہے۔ ہاں ہمارے نزدیک تفضیلِ جبریلِ امین ہی مختار ہے مگر یہ نہیں کہ ہمارے برخلاف مختار کا انکار کفر ہے اور تفضیل کا ایک پہلو تعددِ جہات و اختلافِ حیثیات کی بنا پر بھی واقع ہوا کرتا ہے جس کی طرف حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ نے اشارہ فرمایا ہے جسے فضل جزئی سے تعبیر کیا کرتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ زید نے کسی فضل جزئی کی بنا پر [illegible] تعالیٰ [illegible] فضل [illegible] اس حیثیت سے کہ انہیں حضور پُر نور [illegible]

رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی دائمی حاضری کا سبب ... جبرئیل سے ... [illegible] احساس

نہیں اور فرطِ اشتیاق میں وما ... [illegible] کرنے والوں کو [illegible]

کافر کہا جائے حالانکہ مشائخ عظام فرماتے ہیں کہ جب مسئلہ میں تکفیر کی ہوں اور ایک

پہلو مانع تکفیر ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ پہلوئے مانع کی طرف میلان کرے کہ مسلمان کے ساتھ اچھا

گمان کرے کما فی جامع الفصولین و البحر و [illegible]

والبزازیة بلکہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کا کلام جب کسی اچھے محمل پر محمول ہو سکے تو اسکو کفر نہ

دیا جائے کما فی البحر والشامیة وغیرهما پھر فرماتے ہیں یجب حمل

احوال المسلمین علی الصلاح کما فی الہندیہ والشامیہ وغیرهما

اور قرآن پاک نے فرمایا ان بعض الظن اثم.

افسوس کہ بعض حضرات رضوی ہونے کے باوجود امام اہل سنت و مجدد ملت

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اتباع نہیں کرتے، وہ تو الکوکبۃ الشہابیہ کے آخر میں فرماتے ہیں

"ماہِ نیم ماہ ومہر نیمروز کی طرح ظاہر وزاہر کہ اس فرقہ متفرقہ اور اس کے [illegible]

قطعاً یقیناً اجمالاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی

تصریحاتِ واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ"، مگر ساتھ ہی فرماتے ہیں اگرچہ

ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب اور

یونہی سل السیوف اور سبحان السبوح میں فرمایا۔

[illegible] ص [illegible] ، [illegible] ص ۲۵

[illegible] ص [illegible] ، [illegible] ص ۵

[illegible] ص [illegible]

[illegible]

[illegible] آفتاب [illegible] کی طرح واضح ہوا کہ یہ فتوائے تکفیر صحیح نہیں [illegible]

[illegible] کا بطلان کیے

[illegible] علی [illegible]

[illegible]

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت [illegible] صاحب [illegible] دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible]

[illegible] جناب کے [illegible] فقیر پر تعصب کے [illegible]

[illegible] جناب کی [illegible] نیز [illegible]

[illegible] چند اور مسائل [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت حسن مثنیٰ [illegible]

[illegible] یہ کہ جواب [illegible]

[illegible] نسب [illegible] کے [illegible]

کی کتب ... پوسٹ ... اہل سنت ... کی کتب ...

کیا شہید پر حقوق ... واقعے ... معاف ہو جاتے ہیں؟ 2

کیا ذمی فتنہ میں ... گرفتار کر سکتی ہے؟ 3

(نوٹ) ... تیسرے سوال کے جواب کی ... ضرورت ہے

... والسلام ... اہل سنت ...

... جیب ...

نوٹ۔ اس پر فقیر ... مرحوم ... مکتوب
در جواب استفتاء ... فرما دیا۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ... والصلوٰۃ ...

...

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ...

چند روز ہوئے مکتوب محبت ... آپ نے ... کیا شکریہ ادا کرنے کی کیا ضرورت؟ پھر آپ نے پسند فرمایا ... تحقیق کے ... آپ ... استفسار کئے، اس پر فقیر کا شکریہ قبول فرمائیں ... آپ ... علوم کے ... اور کس ... طریقت سے ... ہوگا، نیز فقیر کے مشاغل ... جواب ... لہذا جواب ... استفتاء میں سوال زیادہ ہونے ... تکلیف ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰہم ہدایۃ الحق والصواب

حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معرکۂ کربلا میں ہرگز شہید نہیں ہوئے بلکہ اس کے تقریباً ۳۵ سال بعد ان کا وصال ہوا اور آپ کی زوجہ پاک جو حضرت سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں ایک سال تک آپ کی قبر انور پر خیمہ لگا کر مقیم رہیں۔ صحیح بخاری ج۱ ص۱۷۷

لما مات الحسن بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین

ضربت امرأته القبة علی قبره سنة۔

شرح بخاری کرمانی ج۷ ص۱۱۲، فتح الباری ج۳ ص۱۵۶، عینی ج۴ ص۱۴۸، قسطلانی ج۲ ص۴۰۰ میں بالفاظ متقاربہ ہے وکانت وفاته سنة سبع وتسعین

طبقات ابن سعد ج۵ ص۳۱۹ میں آپ کی اولاد چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں بالتفصیل مذکور ہے

ولد حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب

بن ہاشم الخ

تہذیب التہذیب ج۲ ص۲۶۳ میں بھی آپ کی اولاد کا ذکر ہے

الحسن وعنه ولده ابراهیم وعبد اللہ والحسن الخ مرآۃ الزمان ج۲

ابو محمد عبد اللہ المحض بن الحسن المثنی بن امیر المؤمنین

ابو محمد الحسن بن امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین، یونہی بکثرت کتب تواریخ ومناقب حضور سیدنا الغوث الاعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کے نسبِ اطہر میں حضرت عبداللہ بن الحسن بن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کا صریح ذکر موجود ہے جو آفتابِ نیم روز اور ماہ نیم ماہ سے بھی واضح و عیاں ہے تو نسب مہد
بے شک ثابت ہے۔
رہی یہ بات کہ کربلا میں کیسے بچے تو کیف بالتعین کے علم پر کچھ موقوف نہیں بہر حال
آپ اس معرکہ کے کافی زمانہ بعد تک زندہ رہے۔ یہ یقیناً ثابت ہے اور اس کیف کا بیان
بھی مشائخ کرام نے فرما دیا ہے۔ تہذیب التہذیب کے صفحہ مذکورہ میں ہے وحضر مع
عمہ کربلاء فحماہ اسماء بن خارجۃ الفزاری لانہ ابن عمہ
میرے پاس زیادہ کتبِ شیعہ نہیں۔
۲۔ حدیثِ پاک میں الا الدین کی تصریح ہے رواہ مسلم وغیرہ۔
۳۔ ہاں بحیلۃ التملیک الشرعی من الفقیر ثم ہو یعطی کما فی
الدر والشامی وغیرہما من اسفار المذہب المہذب فان نسبت
لابد منہ۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ و
اصحٰبہ و بارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ
۱۹ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ ۱۴/۱۱/۶۵

(ذیل کے فتوے پر حضرت فقیہ اعظم
علیہ الرحمہ کا جواب صفحہ ۲۶۲ پر
ملاحظہ فرمائیں۔ مرتب)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دینِ اہلِ سنت اس مسئلہ میں کہ امام عالی مقام جناب امام حسین

تب ... و علیہ السلام کو ... مظلوم یا مظلوم کربلا کے نام سے یاد کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ کہتا ہے کہ امام عالی مقام کو ان ناموں سے یاد کیا جا سکتا ہے اور آپ کو مظلوم بھی کہنا کہ آپ پر یزیدیوں کی طرف سے واقعی ظلم کیا گیا تھا: جائز ہے اور عمر کہتا ہے کہ آپ کو مظلوم کہنا جائز نہیں، اس لیے کہ مظلوم کے معنی ہیں مجبور کے اور امام پاک قوت و اختیار رکھنے کے مالک تھے۔ اب آپ سے استدعا ہے کہ یہ بتلائیے کہ ان میں سے کس کی بات صحیح اور مسلکِ اہلِ سنت کے مطابق ہے؟

الجواب

امامِ عالی مقام علیٰ جدہ وعلیہ السلام کو امام مظلوم کے نام سے یاد کرنا شرعاً درست اور مسلکِ اہلِ سنت وجماعت کے مطابق ہے کیونکہ مظلوم وہ ہوتا ہے جس پر ظلم کیا گیا ہو اور ظلم کے معنے علماء یہ لکھتے ہیں ارتکاب معصیۃ مسقطۃ للعدالۃ مع عدم التوبۃ والاصلاح اور وضع الشیئ فی غیر محلہ اور التصرف فی ملک الغیر ومجاوزۃ الحد جامع العلوم الجزء الثانی من الفن الاول مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ص ۲۸۷ اور غیاث اللغات مطبوعہ مجیدی کانپور کے ص ۳۲۴ پر لکھا ہے "ظلم بالضم گزاشتن چیزے در غیر محل" اور یونہی لغت کی مشہور کتاب صراح میں لکھا ہے وضع الشیئ فی غیر محلہ علیٰ ہذا القیاس دوسری کتب میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس معنیٰ مذکورہ مبینہ کتب کے بموجب لفظ مظلوم امام پاک پر بولا جا سکتا ہے۔

نیز قرآن کریم پ ۱۷ سورۃ الحج ع ۱۳ میں جو ارشاد خداوندی ہے

للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر

اس کی تفسیر میں تفسیر جامع البیان مطبوعہ فاروقی دہلی کے ص ۲۵۴ پر مسطور ہے

انہم مظلومون ہی اول آیۃ نزلت فی الجہاد حین ہاجروا من مکۃ

اس سے معلوم ہوا کہ آیت مسطورہ بالا مہاجرین مکہ کے حق میں نازل ہوئی ہے اور مفسران کے بارے میں مظلومون لکھ رہا ہے حالانکہ وہ صحابہ کرام ہیں جو بہت بڑی روحانی قوت کے مالک اور طاقت و اختیار خداداد رکھنے والے تھے۔ نیز صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف سوانح کربلا مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی کے ص ۱۳۰ پر لکھا ہے "اور امام مظلوم کا تن نازنین تیروں کا نشانہ بنا ہوا ہے" اور ص ۱۲۶ پر لکھا ہے "اور یہ سب کو یقین تھا کہ امام مظلوم حق پر ہیں" اور یونہی حضرت مولانا محمد حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "آئینہ قیامت" کے ص ۱۷ پر لکھا ہے "امام مظلوم سے مدینہ چھوٹتا ہے" اور بار بار دفعہ آپ کو امام مظلوم لکھا ہے اور یونہی حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "اوراقِ غم" مطبوعہ گلزارِ عالم پریس ص ۲۴۱ پر لکھا ہے "اب وہ وقت آگیا ہے کہ مظلوم کی ہمشیرہ کی کمائی لٹتی ہے"۔ ص ۲۷۲ پر ہے "میں ابن ابوتراب بیکس مظلوم و تشنہ کام" ص ۲۷۵ پر ہے "اور امام مظلوم پر جوش شہادت میں ہزاروں اشقیاء کے مقابلے کو تنہا تشریف لائے زغہ ہوا"۔ اس لئے زید کا قول درست در مسلکِ اہلسنت کے مطابق ہے اور عمر کا کہنا غلط اجلہ علماء اہلِ سنت کی مبارک تحریروں کے خلاف ہے۔

حافظ امیر محمد خان جہلم اور جواب بنام صوفی محمد حنیف کلرک سی اینڈ جی اے آفس پی ڈبلیو ڈی بنگلہ

الجواب

بعون الملک الوہاب

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہیں اور مظلوم بھی۔ ان کو ناحق قتل کیا
اور جسے ناحق قتل کیا گیا اس کو مظلوم ہونے والے مظلوم کہنا قرآن کریم کی نص سے ثابت ہے۔
سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۳۳ میں ہے و من قتل مظلوما جس کا ترجمہ کنز الایمان
شریف میں یہ ہے "اور جو ناحق مارا گیا" اگر معاذ اللہ وہ مظلوم نہیں اور ناحق قتل
نہیں کئے گئے تو شہید کیسے ہوئے؟ اور مظلوم کا معنی مجبور نہیں دیکھئے: زمانہ قریب کی تصنیف
فیروز اللغات ص ۱۲۳۳ میں ہے "جس پر بے انصافی کی گئی، ظلم رسیدہ، ستایا ہوا، ستم دیدہ"
زمانہ قریب کا حوالہ اس لئے دیا ہے کہ واضح ہو جائے کہ نیا عرف بھی ایسا نہیں بنا ورنہ
لغات عربیہ کے تو اتنے حوالے دئے جا سکتے ہیں جو اس کاغذ میں سما نہیں سکتے۔

نص قرآن کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی ورنہ صدہا دلیلوں سے یہ
مسئلہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ باقی امام پاک کی قوت روحانیہ اور اختیار تو اس کے معنے غم
نہیں پڑھ کیا جانے۔ بہرحال قول زید صحیح و مسلک اہل سنت والجماعت کے مطابق ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ المصطفیٰ
وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

محمد المفتی ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ
۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ ۷۳-۲-۲۶

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی شاہ ولی سبحان قوم کمہار نے بندہ سے اگر دریافت کیا کہ جناب غوث پاک حضرت قدس سرہ جس طرح قصیدہ روحی و قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں کہ میرے کاندھے پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قدم پاک اور میرے قدم تمام اولیاء اللہ کے کاندھوں پر ہیں اور بوقت معراج شریف حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو غوث پاک نے کاندھے پر اٹھایا تھا یا نہیں، اور جس طرح قصیدہ غوثیہ میں مندرج ہیں کہ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام و یعقوب و یوسف علیہ الصلوۃ والسلام وغیرہ وغیرہ کی مدد آپ نے فرمائی یا نہیں؟ تو بندہ نے جواب دیا کہ واقعی یہ تمام قصائد جناب ہی کے ہیں اور تمام بات برحق ہے۔

اس پر مسمی فتح دین و عبد میاں اللہ دتہ قوم حجام نے کہا کہ بالکل غلط ہے آپ یہ حوالہ دکھا سکتے ہیں؟ اس پر میں نے کہا ہاں۔ اس لئے التجا ہے کہ ازراہ کرم ثبوت سے مطلع کریں کہ پورا پورا حوالہ درج کرکے ممنون و مشکور ہوں۔

السائل: قادری علی محمد از موضع [illegible] مورخہ [illegible] صفر المظفر [illegible]ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

حضور پرنور روحی فداہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مقدس

[illegible] کہ میرا یہ قدم اس تعلق کے ہر ایک [illegible]

[illegible]

[illegible] عظام رضوان مبارک کرتے آن تک تسلیم کرتے ہیں [illegible]

[illegible] مقدسہ سے بھی پتہ حضرات اولیاء کرام کی پیشین گوئی [illegible]

[illegible] ہوچکا تھا اور یہ بھی مسلمات محققہ سے ہے کہ حضور [illegible]

[illegible] حضرت رب العالمین جل و علا کے حکم خاص سے فرمایا

[illegible] کتب [illegible]

[illegible] ان مقالات عالیہ [illegible]

[illegible] عبارات سے یک [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علیہ الرحمۃ الانوار و غیرہ اکابر علیہم الرحمۃ نے بھی لکھا ہے بلکہ خود حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانِ مبارک ہے جس میں ہے یقال لی یا عبد القادر تکلم یسمع منک یقال

لی یا عبد القادر بحقی علیک کل بحقی علیک اشرب بحقی علیک

تکلم و منتک من الردی[2]

نیز ص ۲۴ میں ہے انما انطق فانطق[3]۔ یہ مطالب علیہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی و ملا علی قاری اور ابن حجر مکی وغیرہم نے بھی اپنی اپنی تصانیفِ مبارکہ میں وضاحت سے بیان فرمائے اور یہ بھی اظہر من الشمس کہ تمام اولیاء کرام کی گردنوں پر قدم پاک کا ہونا اظہارِ فضیلت میں تمام کا ہوں

---

[1] حضرت ابوالمفاخر شیخ عدی بن شیخ ابوالبرکات صخر نے فرمایا کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر کے سوا مشائخ متقدمین میں سے کسی کو جانتے ہیں جس نے قدمی ہٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کہا ہو تو فرمایا کہ نہیں میں نے عرض کیا کہ پھر اس ارشاد کا کیا معنیٰ؟ آپ نے فرمایا کہ یہ فرمان اپنے وقت کے تمام اولیاء کرام سے شانِ فردیت کا مظہر ہے میں نے عرض کی کہ ہر زمانہ میں کوئی صاحب مقامِ فردیت پر فائز ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغیر کوئی شخص اس بات کا مامور نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو اس بیان فرمانے کا امر تھا تو فرمایا کیوں نہیں آپ باقاعدہ اس کے مامور تھے اور تمام اولیاء کرام نے اپنے سروں کو اسی امر کی وجہ سے جھکایا، کیا تو فرشتوں کو نہیں جانتا کہ انہوں نے صرف ورودِ امر کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ اس سے ظاہر کہ تمام اولیاء کرام کو حضرت الشیخ رضی اللہ عنہ کا فرمانِ مبارک تسلیم کرنے کا حکم ہوا۔

[2] مجھے فرمایا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر! تو کلام کر تیری کلام مسموع و مقبول ہوگی، مجھے فرمایا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تجھے میرے حق کی قسم جو تجھ پر ہے تو کھا، تجھے تجھ پر میرے حق کی قسم تو پی، تجھے تجھ پر میرے حق کی قسم تو کلام کر تحقیق میں نے تجھے ہلاکت اور بلاک ہونے سے امن دیا ہے۔

[3] بے شک مجھے بولنے کا حکم دیا جاتا ہے تو میں بولتا ہوں۔

پر ہونے سے بدرجہا نمایاں و تاباں ہے کما لا یخفی علی اولی النہیٰ[1] مگر قصیدۂ بارہ
غوثیہ اور قصیدۂ روحی میں یہ ہرگز نہیں کہ میرے قدم تمام اولیاء اللہ کے کاندھوں پر ہیں اور
نہ ہی یہ ہے کہ میرے کاندھوں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم ہیں لہٰذا سائل کا یہ قول
صحیح نہیں گو یہ اور اس سے بھی اعلیٰ و افضل مدارج و مناقب ہمارے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے لئے ثابت ہیں، ہاں قصیدۂ مبارکہ غوثیہ میں یہ ہے (شعر)

وکل ولی لہ قدم وانی
علی قدم النبی بدر الکمال

کہ تمام اولیاء کو ایک ایک قدم ملا اور بے شک میں اس نبی بدر الکمال کے پاک قدموں پر ہوں
اور قصیدہ روحی کے سب نسخوں میں نہیں بلکہ بعض میں (ع) قدمی ھذہ علی رقبۃ
کل الخ ہے۔[2] فتاویٰ افریقہ ص ۷۴ میں ہے:
"تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش مبارک پر پائے نور
رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا۔"
باقی رہا حضرات انبیاء کرام کی مدد کرنا تو اس کا ذکر صرف قصیدۂ روحی میں ہے

---

[1] جیسا کہ عقل والوں پر پوشیدہ نہیں۔

[2] البتہ گردنوں پر قدم پاک ہونے کا ذکر قصیدۂ غوثیہ کے اس شعر میں ہے

[3] انا الحسنی والمخدع مقامی ۞ وقدمی علی عنق الرجال
امرت۔

مگر قصیدہ [illegible] حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہونے میں تحقیق طلب ہے۔ برتقدیر تحقیقِ ثبوت اس کا مضمون ہی ظاہر کرتا ہے کہ اس کا تعلق عالمِ ارواح کے ساتھ ہے اور کسی روح کا [illegible] تعالیٰ [illegible] بصورت امرِ[5] آپ کے ساتھ لاحق ہو جانا قطعاً مستبعد نہیں قدرتِ حقیقی حضرت رب العالمین ہی کی ہے اور حضراتِ انبیاء کرام و اولیاء عظام، ملائکہ و ارواح سب اسی کی قدرت کے مظاہر و مجالی ہیں اور اس کی شان ہے علیٰ کل شیئ قدیر[6] اگر کسی برگزیدہ مکرمہ، مقتدرہ روح کو مظہرِ قدرت و نصرتِ خاصہ بنا دے تو اس میں گنجائش انکار قطعی نہیں اور نہ ہی اس کا انکار ہو سکتا ہے کہ پیغمبرانِ عظام کی امداد و نصرتِ ظاہرانہ حیثیت میں [illegible] غیر نبی کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے لیعلم اللہ من ینصرہ ورسلہ بالغیب[7] (سورۃ الحدید)

نیز قرآن کریم میں ہے یایھا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ[8] (سورۃ الصف) نیز قرآن کریم میں ہے فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ[9] (سورۃ الاعراف) نیز قرآن کریم میں ہے وایدناہ بروح القدس[10]

---

[5] پھر کام کی تدبیر کریں۔ (سورۃ النازعات، آیت ۵۔

[6] وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

[7] تاکہ اللہ دیکھے [illegible] بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ (الحدید: آیت ۲۵)

[8] اے ایمان والو! دین خدا کے مددگار ہو جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔ (الصف آیت ۱۴)

[9] [illegible] اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷)

[10] [illegible] (سورۃ البقرہ: آیت ۲۵۳)

بہر حال اس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے فضل و کرم سے کسی مبارک زبان کی فنا دامانہ رنگ میں امداد ممکن ہے اور مخبرِ صادق جب امرِ ممکن کی خبر دے تو قطعاً تسلیم ہے اور مخبرِ لازم احقہ ہو تو ضروری و لازم ہے پھر چونکہ اس کے پیارے اسی کی قدرت کے مظہر ہوتے ہیں لہٰذا ایسے افعال کی نسبت و اسناد انکی طرف بھی جائز ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی[1] (سورۃ الانفال) اور حدیث قدسی میں ہے فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الحدیث[2] رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ و روٰہ الائمۃ فی تصانیفھم المنیفۃ بکلمات متقاربۃ و فوائد متزائدۃ

بفضلہٖ و کرمہٖ تعالیٰ اس مدعٰی پر آیات و احادیث سے صدہا شواہد قائم کی جا سکتی ہیں بلکہ فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۱۳ و ۲۱۴ میں ہے للعارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا بعلومھم واسرارھم ولحظاتھم اوقات یغلب علیہم فیھا شھود الحق تعالیٰ بعین العلم و البصیرۃ فاذا تم لھم ذلک الشھود ذھلوا حتی عن نفوسھم و لم یبق لھم شعور بغیر

ہ کما صرح بہ الائمۃ وھو قضیۃ العقل۔ منہ غفرلہٗ

"جس طرح حضرات ائمہ کرام نے اس کی صراحت فرمائی اور عقل کا بھی یہی فیصلہ ہے۔"

[1] اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (سورۃ الانفال آیت ۱۷)

[2] جب بندہ قرب نوافل کے ذریعے محبوبِ خدا بنتا ہے تو میں اسکے وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے الخ اسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص ۹۶۳ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ائمہ حدیث نے اسے اپنی بلند شان تصانیف میں ملتے جلتے کلمات اور زیادہ فوائد کے ساتھ روایت فرمایا۔

... ويتحدثون ... يتكلمون على ذلك لقرب الأقدس
الذي هم ... ليس بقوله تعالى فاذا احببته صرت سمعه
وبصره ... الحديث و يثبتون لانفسهم بطريق الايماء
... حقيقة ... لحق لنفسه لا بمعنى الاشتراك
الذي يوجب الكفر والالحاد وحاشاهم الله عنه بل بمعنى
... شهود الذي صير الحكم ليس الا لذات الحق تعالى و
... هذا كله ... صدر عنهم ذلك في حال الصحو و
منه في ص ۲۲۷ -

اور یہ سمجھنا بھی نہایت ضروری ہے کہ متشابہات کتاب و سنت کی طرح کلام اولیاء کرام میں بھی ایسے متشابہات پائے جاتے ہیں کہ ان کے غیر کو ان متشابہات کے معانی غامضہ تک رسائی ممکن نہیں۔ شامی ج ۳ ص ۴۰۶ میں ہے ان الصوفية تواطؤا على الفاظ اصطلحو

... حضرت عارف باللہ ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ان کے علوم و اسرار اور توجہات سے ہمیں نفع پہنچائے ... جیسے ... دقائق ... تے ہیں جن میں ان حضرات پر علم و بصیرت کی آنکھ سے حق تعالیٰ کا شہود غالب ہو جاتا ہے ... جب یہ ... شہود ... کے ... پر ... ہے تو وہ اپنی جان تک سے بے خبر ہو جاتے ہیں اور حق تعالیٰ کے ماسوا انہیں کسی کا شعور نہیں ... وقت ... حضرات ... قرب ... زبان سے بولتے ہیں جو قرب خاص ہیں انہیں عطا فرمائی جاتی ہے جس کی طرف ... ہے کہ جب ... بنا لیتا ہوں تو اس کے کان اور اس کی آنکھ، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں اور ... حضرات اپنی طرف ... چیزوں کی نسبت بطور ... کر لیتے ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے اپنے لئے ثابت فرمایا مگر یہ نسبت ... حقیقت ... بطور اتحاد ... تو عین کفر و الحاد ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس سے دور رکھے بلکہ اتحاد شہودی ... ہے ... ذات حق تعالیٰ ... کیلئے ... فرمایا یہ تمام اس وقت ہے جب ایسے کلمات ... ہوش ... نہ ... رکھنے ... سے صادر ہوں اور اس کی مثل ص ۲۲۴ ... ہے

فيها وارادوا بها معاني غير المعاني المتعارفة منها فمن حملها على معانيها المتعارفة كفر نص على ذلك الغزالي في بعض كتبه وقال انه شبيه بالمتشابه في الكتاب والسنة كالوجه واليد والعين والاستواء[1] الیواقیت والجواہر ج۱ ص ۲۰ میں ہے لسنة المحبين اعجمية على غيرهم وهي افصح بهم عربية هذه كذا في حق المتمكنين من الاولياء[2] ورنہ کلام کا ملین میں قطعاً کوئی ایسی چیز نہیں جو شریعت غراء کے مخالف ہو وہ تو خود تصریح فرماتے ہیں کہ حقيقة لا تشهد لها الشريعة فهي زندقة یعنی ہر ایسی حقیقت جو شہادتِ شرع سے ثابت نہ ہو تو وہ بے دینی ہے فتوح الغیب شریف مطبوع مع الشرح ص ۲۴۳) عوارف المعارف شریف ج۲ ص ۵ مطبوع مع الاحیاء میں ہے کل حقيقة ردتها الشريعة فهي زندقة[3] اور ج۲ ص ۱۱۹ میں ہے من لا شريعة له لا ايمان له ولا توحيد له[4]

بہر حال ان پاک ہستیوں کے پاک کلمات شریعت پاک کی مخالفت سے یقیناً پاک ہیں تو ہر وہ بات جو اُن حضرات سے ثابت ہو ہرگز ہرگز اس کا انکار نہ کیا جائے۔ اگر سمجھ نہ آئے تو متشابہات

---

[1] بیشک حضرات صوفیہ کرام نے کچھ اصطلاحی الفاظ بنائے ہیں اور ان سے عام متعارف معانی کے ماسوا اور معانی کا ارادہ فرماتے ہیں تو جو کوئی ان الفاظ کو انہی عام متعارف معانی پر حمل کرے وہ کافر ہو جائیگا۔ اس پر امام غزالی نے اپنی بعض کتابوں میں وضاحت فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ قرآن و سنت کے متشابہات کی طرح ہیں جس طرح وجہ، ید، عین اور استواء وغیرہ۔

[2] اولیاء کرام کی زبانیں ان کے حق میں بہت فصیح عربی اور دوسروں کے حق میں عجمی کے حکم میں ہیں یہ تمام اولیاء کاملین کے حق میں ہے۔

[3] جس حقیقت کی تردید شریعت مبارکہ کر دے تو وہ بے دینی ہے۔

[4] جو شخص شریعت پر عمل پیرا نہ ہو اس کے ایمان و توحید بھی غیر معتبر ہیں۔

کرامِ حسیم کے جائے کہ اس کا جو معنی و مراد ہے وہ حق ہے اور افہام قاصرہ سے بالاتر ہے بجز

نہ کی نسبت اپنی طرف کی جائے نہ کہ ان حضراتِ کاملین کی طرف، تو آفتاب نیم روز اور ماہ نیم

کی طرح، شیخ وہوبیا اجرا کہ مسمی فتح لدنین کا کلام خام مشتمل بر خیالات واوہام ہی سب ہے۔ اسے بے تحقیق

جو کہ نہیں تھا کہ کہتا یہ بالکل غلط ہے"

یہ تو ایک ایسا مقام ہے کہ بڑے بڑے متبحر علماء بھی دم مارنے سے کتراتے ہیں تو اس

بیچارے حجام کی کیا تاب و تواں کہ تنقید کر سکے ع

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

ہاں یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ بلا ثبوتِ تام کسی کلام یا کتاب کی نسبت خصوصاً جبکہ

بظاہر کلمات موہمہ خلافِ شرع پر مشتمل ہو حضراتِ انبیاء کرام بلکہ کسی عام مسلمان کی طرف بھی ہرگز ہرگز

نہ کی جائے۔ ہاں جو ایسا کلام یا کتاب متحقق النسبۃ ہو تو اگر منسوب الیہ اہلِ کمال سے ہے تو اس کے

متعلق وہی راستہ اختیار کیا جائے جس کا وضاحت سے بیان ہو چکا اور یہ نہیں کہ اس کو سند

بناتے ہوئے شریعتِ غراء کے خلاف کوئی اعتقاد یا قول و فعل اختیار کیا جائے۔

قصیدۂ روحی کے متعلق کسی مستند اور معتمد کتاب میں یہ نہیں ملا کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا ہے۔ اور نہ ہی اساتذہ کرام سے بوجود استفسار کوئی ثبوت ملا تو اندریں حالات یہ ہرگز مناسب

نہیں کہ اس کے پنجابی ترجمے بے علموں کے سامنے رکھے جائیں بلکہ بر تقدیرِ ثبوت بھی یہ ہرگز ہرگز

مناسب نہیں۔ حضور سیدنا و غوثنا الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ محامد و مناقبِ عالیہ اور کلمات

مبارکہ قصیدہ غوثیہ وغیرہا میں جو ثابت و متحقق ہیں بفضلہٖ و کرمہٖ تعالیٰ نہایت ہی کثیر و وافر اور جامع و

مانع ہیں اور اشتباہ و ایہام سے پاک و مبرا ہیں۔ ان میں قطعاً کوئی ایسی بات نہیں جس سے معاذ اللہ

خلافِ شرع کو تقویت ملے جن کا پڑھنا، سننا باعثِ برکت و نجاتِ دارین ہے۔ اہالیانِ صدق و صفا

و عشق کے لئے وہی کافی و وافی ہیں۔

و اللہ تعالیٰ علمہ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ
و نوابہ و ابنہ الاکرم غوثنا الاعظم و بارک وسلم

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی غفرلہ۔

۲۴ صفر مظفر ۱۴۰۵ھ

الاستفتاء

احب الصالحین ولست منہم
لعل اللہ یرزقنی صلاحۃ

اللھم صل علی من قال اول ما خلق اللہ نوری وعلی آلہ وصحبہ
واولیائہم اجمعین۔

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سراج الملۃ والدین بحر عرفان۔ مبدائے حسنات۔
مصدر فیوضات، حضرت فیض درجت جناب فیض مآب حضرت مولانا علامہ
ابوالخیر محمد نوراللہ صاحب مہتمم دارالعلوم حنفیہ بصیرپور دام لطافتہ

السلام علیکم۔ خیریت جانبین لطفیل حضور پیکر نور سیدنا و مرشدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نصیب باد۔ امید ہے بخیریت ہوں گے۔

حضور سے کوئی ذاتی تعارف نہیں۔ حضور کے حضرت میں ایک مختصر تاجر کی حیثیت سے غائبانہ تعارف کی سعادت حاصل کر چکا ہوں آپ کے بے لوث دینی خدمت

... [illegible] ... رحیم علیہ ... گر ... [illegible]
[illegible] ... آمین ثم آمین

... ایک ... [illegible] ... تھا۔ چونکہ آپ ... [illegible]
... [illegible] ... جواب مستفیض فرما کر ... [illegible]

حضرت ... [illegible] ... نقشبندی ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

... [illegible] ... حضرت ... [illegible] ... کوئی شخص قطب ارشاد ہونے کا
دعوی کرے ... [illegible] ... شخص کا ... [illegible] ... جائے ... کیا وہ شخص اپنے دعوے
میں سچا ہو یا جھوٹا؟

... [illegible] ... جواب عنایت فرما کر ... [illegible]
... [illegible] ... فرمائیں ... [illegible]

[illegible]

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حالات کا صحت اور استقامت [illegible] فقیر [illegible] یہ ہیں [illegible]

[illegible] کے معرف [illegible] جناب کو تفصیلی جواب [illegible]

[illegible] ہو سکا، کیا عرض کروں [illegible] علوم کی معرفت بے پناہ ہیں [illegible]

[illegible] بھی رہتا ہے [illegible] مدینہ منورہ [illegible] سبب سے [illegible]

[illegible] کاغذات میں چھپا [illegible] عرض کر حضرت [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] تفسیر [illegible] ذکر فرمایا ہے۔ فقیر کے پاس یہ تفسیر مطبوعہ [illegible] ہے جس کے

[illegible] جناب [illegible] کلمات ہے

[illegible]

... [illegible] ... و خرقته غوث الثقلين [illegible]

... [illegible] ... رضي الله تعالى عنهم اجمعين لا تحصل [illegible]

... [illegible] ... في درجة الولاية الا بتوسطهم كذا [illegible]

[illegible] رضي الله عنه

حضرت مجدد صاحب ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کا وہ قول مبارک جو حضرت [illegible]

صاحب کے [illegible] کا [illegible] اور [illegible] ہے مکتوبات مبارکہ ج ۳ ص ۲۴۷، ۲۴۸ کے [illegible]

میں ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں: مرکز این مقام بالیشان اہل بیت کرام تعلق دارد و پیش از [illegible]

حضرت امیر [illegible] تمام شد این منصب عظیم القدر بحضرات حسنین ترتیباً مفوض و مسلّم گشت و بعد

ازیشان بہر یکی از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت و در اعصار این بزرگواران و ہمچنین

بعد از ارتحال ایشان ہر کرا فیض و ہدایت میرسید بتوسط این بزرگواران بودہ و بحیلولت ایشان

ہر چند اقطاب و نجبای وقت بودہ باشند و ملاذ و ملجا ہمہ ایشان بودہ اند چہ اطراف را غیر از

لحوق بمرکز چارہ نیست تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبد القادر جیلانی رسید قدس سرہ و چون نوبت

باین بزرگوار رسید منصب مذکور باو قدس سرہ مفوض گشت و ما بین ائمہ مذکورین و حضرت شیخ کسی

برین مرکز مشہود نمی گردد و وصول فیوض و برکات درین راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجبا بتوسط

شریف او مفہوم میشود چہ این مرکز غیر او را میسر نشدہ ازینجاست کہ فرمودہ۔ شعر

افلت شموس الاولین و شمسنا

ابدا علی فلک العلی لا تغرب

[illegible] شمس [illegible] نفس [illegible] و [illegible] شادست [illegible] آن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] درست [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] عبارت سے اس [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] مقام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حضرت علی کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] منصب

[illegible] عشرہ سے ہر ایک کو ترتیب [illegible] [illegible] کے زمانہ میں [illegible]

انتقال کے بعد جس کو بھی فیض اور ہدایت [illegible] ان بزرگوں کے توسط اور حیلولت سے [illegible] اگرچہ [illegible]

نہایت وقت ہی کیوں نہ ہوں اور سب کے [illegible] [illegible] [illegible] کیونکہ حضرت [illegible]

کرنا لازمی ہے یعنی اس کے بغیر چارہ نہیں یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی [illegible]

پہنچی اور جب اس بزرگوار تک نوبت پہنچی تو منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا [illegible] [illegible] حضرت شیخ

کے درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوا اور اس راہ میں فیوض و برکات کا وصول جس کو بھی ہو خواہ وہ

قطاب و نجباء ہوں آپ کے واسطہ ہی سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ کسی کو میسر نہیں ہوا یہی وجہ ہے

کہ آپ نے فرمایا ہے ؎ افلت شموس الاولین وشمسنا ابدا علی افق العلی لا تغرب

ترجمہ "پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے کنارہ پر ہے گا اور وہ کبھی غروب

نہ ہوگا"

[illegible] فیضان ہدایت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مقتدائے فیضان

ذکر کا مدار ہے [illegible] پہلے بزرگوں سے [illegible] [illegible] حضرت شیخ کی ذات سے [illegible] [illegible]

[illegible] گئے جیسا کہ ان سے پہلے کے بزرگ تھے اور جب تک [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حضرت اہل بیت کرام کے لئے ہی ہے اور ان کے فیوض و برکات اور وساطت سے اولیاء
محتاج رہیں۔ و چونکہ قاضی صاحب کے بیان کا ماخذ اور اصل بھی یہی ہے تو لامحالہ ان کی عبارت
جس کی طرف ان کے بیان میں واضح اشارات بلکہ تصریحات ہیں کہ وہ فرماتے ہیں ہم قطب
ارشاد فی الولایات۔ الولایات جمع مؤنث سالم معرف باللام ہے جو مفید استغراق
تو معنی یہ ہوا کہ وہ تمام ولایات میں قطب ارشاد ہیں اور اسی طرح دوسری عبارت میں حضر
ارشاد کمالات الولایۃ میں بھی الولایۃ کا الف لام استغراقی ہے اور کمالات
جمع مضاف بھی مفید استغراق ہے تو معنے یہ ہوا کہ ہر قسم کی ولایت کے ایک ایک کمال کے
قطب ارشاد ہیں۔

پھر اسی معنے کی توضیح کے لئے فرمایا لا یصل احد من الاولین
الاخرین الی درجۃ الولایۃ الا بتوسطہم یہ نفی و اثبات کا مضمون
صاف بتا رہا ہے کہ وہ اہل بیت کرام ایسے قطب ہیں کہ سب اولین و آخرین اولیاء ان کے
محتاج ہیں اور سب کے کمالات کے وسائط و وسائل ہیں اور یہی معنے مرکزیت کا ہے مکتوبات
شریف کی ان عبارات سے آفتاب و ماہتاب کی طرح نمایاں ہے تو واضح ہوا کہ اہل بیت
کے علاوہ دوسری اقوام میں بھی متشرع و متدین حضرات ان کے فیوض و برکات سے فیضیاب
ہو سکتے ہیں بلکہ مکتوبات سے ثابت ہے کہ موجود ہیں اور اس کی بکثرت تائید یں حضرت لسان
الصوفیہ سیدنا محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تصنیف لطیف فتوحات مکیہ شریف
میں موجود ہیں چنانچہ جلد ثانی طبع مصر ص ٦ میں ہے ومنہم الاقطاب وہم الجامعون
للاحوال والمقامات بالاصالۃ وبالنیابۃ کما ذکرنا وقد یتوسعون
فی ہذا الاطلاق فیسمون قطبا کل من دار علیہ مقام ما من مقام

ومنفرد به فی زمانه علی افراد جنسه ۔ ف۔

اور جلد رابع ص ۷۶ میں ہے ۔ وسنذکر فی الاقطاب المحمدیین

کل من دار علیه امر جماعة من الناس فی اقلیم ۔ وجہۃ کالابدال فی

الاقالیم السبعة لکل اقلیم بدل هو قطب ذلك الاقلیم ۔ الخ ص ۷۔

ص ۱۹۵ تک کافی اقطاب کا طویل تذکرہ فرمایا ہے ۔ بنا بریں علیہ کسی صاحب حال باکمال کا ایسا

دعویٰ جو کسی اپنے خاص الخاص رازدار کے سامنے کرے قابل قبول ہو سکتا ہے ۔ اور سچا کہا جا سکتا ہے

اور خاص الخاص اور رازدار کی قید اس لئے کہ نبوت و رسالت کی طرح ولایت کا علانیہ دعوت اور

تبلیغ ضروری نہیں ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبه وعلی آله

واصحابه وابنه سیدنا غوث السید عبد القادر الجیلانی

وبارك وسلم ۔

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ ۔ ۷۴ ۔ ۶ ۔ ۱۰

۱؎ ان میں سے اقطاب ہیں جو اصالۃً یا نیابۃً تمام احوال و مقامات کے جامع ہوتے ہیں اور کبھی اس مفہوم کو وسعت دیتے ہوئے ہر اس شخص کو قطب کہہ لیتے ہیں جو مقاماتِ ولایت میں سے کسی خاص مقام پر فائز ہو اور اپنے ہم جنس لوگوں سے ممتاز و منفرد ہو ۔

۲؎ محمدی اقطاب کے بیان میں ایسے لوگوں کا تذکرہ کروں گا جن پر کسی اقلیم والوں کے معاملات کا دارومدار ہو جس طرح اقالیم سبعہ میں ابدالوں کی حیثیت ہے ہر اقلیم میں ایک بدل ہوتا ہے جو اس اقلیم کا قطب کہلاتا ہے ۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین از روئے طریقت مسئلہ ہٰذا

پر تفصیل ذیل:

۱۔ عام ہے کہ وہ اس بزرگ محترم کی اولاد ہے یا نہیں مگر سجادہ نشین ہے، ایسی صورت میں اس کے فرائض و اختیارات اپنے سلسلہ و برادران طریقت کے حق میں کیا ہیں؟

۲۔ سجادہ نشین جو کہ اپنے اصول سلسلہ و شریعت کا پابند ہے اپنے پیر کا قائم مقام سمجھا جائے یا نہیں؟

۳۔ بزرگ و متوسلین کا از راہ طریق سجادہ نشین سے کیا برتاؤ ضروری ہے اور کن فرائض کا متوسلین کے ذمہ بحق سجادہ نشین عائد ہے؟

جواب باصواب از راہ کرم مفصلاً مع حوالہ جات عنایت فرمایا جائے زیادہ حد ادب

والسلام مع الاکرام فقط۔

المرقوم ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۶۱

منتظر توجہات: حبیب احمد شکوری قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

[illegible]

منصب پر ہوتے ہیں قطعاً کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ سجادگی نیابتِ خلافت کا سے ہی قائم مقامی ہے۔ ایسی سچی سجادگی در حقیقت خلافتِ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک چمکتا ہوا پرتو ہے۔ نائب کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ اپنے منیب کے فرائض و اختیارات کا اجرا و اصدار کرے۔

یہ ایسا بے غبار مسئلہ ہے کہ جس کا مفہوم اس پر نہایت روشن ہے، کسی خارجی دلیل کا قطعاً محتاج نہیں ع

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

کیا ایسا سجادہ نشین اولی الامر میں داخل نہیں حالانکہ قرآنِ کریم کا ارشاد ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ کیا ایسا پابند اصول و شریعت صداقت کا پتلا من اناب الیّ کا مصداق نہیں؟ حالانکہ حضرت رب العالمین جل مجدہ کا فرمان ہے واتبع سبیل من اناب الیّ۔

بفضلہ و کرمہ تعالیٰ اس مختصر جواب سے آپ کے تمام سوالوں کے جوابات مع دلائل تفصیلاً واضح ہو گئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۶ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک
جو پانچ وقت نمازی ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اس نے تقریباً سات فرد کے روبرو کہا کہ قرآن کریم
صرف سپارے اور ورق ہیں اور ساتھ ہی نماز روزہ و حج کا انکار کیا۔ قرآن کریم و حدیث کی
روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں
اور کیا دوسرے لوگوں کا پیر بن کر رہنمائی کر سکتا ہے؟

سائلین: مرزا محمد اصغر بیگ، میاں عبدالرزاق، ڈاک خانہ
تحصیل دیپالپور ضلع ساہیوال

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

یہ شخص بلا شک و شبہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور
مرتد ہے۔ اس کے پاس بیٹھنا، اس کو پیر بنانا حرام ہے جو اسے مسلمان جانے یا کوئی
اس میں ذرہ بھر بھی شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ وہ کیا رہنمائی کیا کرے گا، وہ بس شیطان
اور جہنم کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ اہل اسلام پر لازم و فرض ہے کہ ایسے

ہے کوئی دنیاوی تعلق بھی نہ رکھیں چہ جائیکہ اس کو پیر و مرشد بنایا جائے۔

یہ حکم قرآن کریم و رحمٰن۔ پرنور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک حدیثوں

سے دلائل کی طرح ثابت و مبرہن ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

فصلی اللہ [illegible]

حررہ فقیر ابو الخیر محمد [illegible] غفرلہ

۲۲ شعبان المعظم [illegible]

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ۔ نحل آیت ۴۴

اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ ذکر (قرآن مجید) نازل کیا
ہے کہ آپ صاف بیان کر دیں لوگوں سے جو ان کی طرف اُترا ۔

کتاب التفسیر

یہودی سلطنت کے قیام پر مسلمانان اسلام کے اہم استفتاء کے جوابات

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے [illegible]

[illegible] یہودی حکومت [illegible]

[illegible] اس امر محکم کی موجودگی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شرارت کے [illegible] قسم کے ہوں گی ان میں ایک یہ بھی ہے کہ مسلمان [illegible]
[illegible] مسلمانوں کا [illegible] زبانی اذیت کے سوا اور کوئی نقصان نہ کر سکیں گے۔ اگر [illegible]
[illegible] میں مقابل ہوں تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے [illegible]
[illegible]
ایت [illegible] میں مسلمانوں کو یہ تاثر دیا گیا ہے
[illegible] بڑھ کر یہودی مسلمانوں کا کوئی نقصان نہ کر سکیں گے [illegible]

[illegible]
ب [illegible] مقابلہ میں [illegible] شکست کھائیں گے [illegible]
ج شکست کے بعد کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا [illegible]
متذکرہ بالا صورت میں آیت قرآن کو تین اجزا میں تقسیم کیا گیا ہے [illegible]
[illegible] ہر جز کو نتائج عصریہ سے موازنہ کر کے بحث کے لئے قلم اٹھایا جائے تو
قریب قریب ایک تصنیف کی شکل بن جائے گی

جز [illegible] وسط میں [illegible] اسرائیل کے کردار کا موازنہ [illegible]
[illegible] مشکل نہیں [illegible] سر گشتہ [illegible] صیہونی فوجوں نے [illegible]
[illegible] پوری کر دی [illegible]
یہودیوں [illegible] جانا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

مستفتی

محمد نوری غفی عنہ [illegible] نجیب اشرفی

پاکپتن شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الجواب
اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ موقف اور نظریہ کہ دنیا میں کسی جگہ بھی یہودی حکومت قائم نہیں ہو سکتی غلط ہے، قرآن کریم کی کسی آیت میں بھی یہ نہیں کہ یہودی حکومت قائم نہیں ہو سکتی اور یہی حقیقی معنے عدم وجود واقع میں علماء ہی نے رکھا ہے۔

قرآن کریم کی جس آیت کا سائل نے ذکر کیا ہے وہ اس آیت کا معنی نہیں سمجھ سکا ورنہ تضاد کا دعویٰ نہ کرتا۔ [illegible] انسانی کا کوئی وقت ہاتھ سے نہیں جانے دیتے مگر [illegible] کا فرض ہے کہ وہ [illegible] سے واقفیت حاصل کر لیا اور قرآن کریم کے ارشادات کو [illegible] سمجھنے [illegible]

اس طرف رجوع کریں تو کوئی پریشانی کی چیز نہیں۔ قرآن کریم نے جو کچھ فرمایا ہے سب کا سب صحیح ہے اور حالات عالم سے حقانیت اسلام اور صداقت قرآن کریم کی تازہ بتازہ ضرور تصدیق ہو رہی ہے۔

یہ آیت جو سائل نے لکھی ہے یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۶۱ ہے اور صرف یہ ایک نہیں بلکہ اس کے ہم معنے دوسری آیت نمبر ۱۱۲ سورہ آل عمران کی ہے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ۔

اس آیت میں بھی وہی پہلی آیت والی خبر ہے کہ ان پر خواری اور محتاجی لازم کر دی گئی ہے مگر اس آیت میں استثناء بھی ہے الا بحبل من اللہ وحبل من الناس۔ اس استثناء کے آنے سے معنے یہ بن گیا کہ ذلت اور خواری سے کسی صورت اور کسی طرح نہیں بچ سکتے مگر اللہ کی رسی کے ساتھ اور لوگوں کی رسی کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کے ساتھ یوں کہ یہودی مسلمان ہو جائیں تو خواری سے بچ سکتے ہیں اور حقیقی عزت حاصل کر سکتے ہیں اور لوگوں کی رسی کی صورت یہ کہ لوگوں سے عہد و پیمان کریں یا اسلامی حکومت کے ذمی بن جائیں یا کافر حکومتوں سے بھیک مانگیں اور تعاون حاصل کریں تو دنیاوی عزت پا سکتے ہیں تو ایسی صورت میں ان کی سلطنت بھی بن سکتی ہے تو یہودیوں کی موجودہ حکومت فلسطین جو امریکہ، روس، برطانیہ وغیرہم کفار کے تعاون اور سرپرستی سے بن چکی ہے وہ امریکہ کے زیر سایہ وقت گزار رہی ہے، اس حکومت کا قائم ہونا قرآن کریم یا اسلام کی صداقت کے خلاف نہیں بلکہ قرآن کریم کی بڑی صاف اور واضح صداقت ہو رہی ہے کہ حسب استثناء بحبل من الناس ہمسایوں کے ذلیل و خوار یہودیوں کی ایک جماعت کو دنیاوی عزت مل گئی ہے اور زمین کے ایک گوشہ میں برائے نام ایک

عزت والے بن گئے اور قرآن کریم کی آیتوں سے بھی یہ چیز واضح ہو رہی ہے چنانچہ سورۃ المائدہ شریف کی آیت نمبر ۶۴ میں بھی خاص یہودیوں کے متعلق ارشاد فرمایا

كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ترجمہ

جب کبھی یہودی جنگ کی آگ بھڑکائیں گے، اللہ اسے بجھا دے گا، یہودی زمین میں فساد کے لئے دوڑتے ہیں۔ جنگ کی آگ وہی بھڑکا سکتا ہے جس کے پاس سلطنت برطانیہ جیسی کوئی طاقت ہو تو موجودہ حکومت کا قائم ہونا اور ان کا طاقتور ہونا، جنگ شروع کرنا اس آیت کی ظاہر و واضح صداقت ہے اور پھر جب جنگ شروع کرتے ہیں تو مجبوراً بند کرنا پڑتا ہے۔ اقوام متحدہ درمیان میں آجاتی ہیں تو یہ اس آیت کی دوسری صداقت ہے کہ جب کبھی جنگ شروع کریں گے اللہ بند کر دے گا اور پھر ان کی شرانگیز فسادی کوششیں اور تازہ بہ تازہ شرارتیں جن کی وجہ سے سب سلطنتیں ان کی ریشہ دوانیوں سے تنگ آچکی ہیں اور ملک بدر کرنا چاہتی ہیں جیسے کہ ہٹلر نے ان کو جرمنی سے نکالا اور لاکھوں قتل کئے اور روس وغیرہ بھی ان کو ملک بدر کرنا چاہتے ہیں تو سب نے مل کر ان کی ریاست بنا دی اس تجویز سے ہمارے ملکوں سے بخوشی نکل کر فلسطین میں جمع ہو جائیں گے۔ بہرحال ان کی شرارتیں اور سازشیں بالکل بے نقاب ہیں، یہ اس آیت کی تیسری صداقت ہے ویسعون فی الارض فسادا۔

پھر سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸ میں ہے وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا کہ اگر تم اے یہودیو! پھر پہلے جیسی شرارتوں کی طرف لوٹے جو تم نے اپنی سابقہ حکومتوں اور سلطنتوں کے وقت میں کی تھیں تو ہم بھی لوٹیں گے اور پہلے کی طرح تمہیں ذلیل و خوار کریں گے، تو اس سے بھی نمایاں طور پر مترشح ہوتا ہے کہ یہودی دنیاوی اقتدار و طاقت و سلطنت حاصل کر سکتے ہیں تو ان نئے ارشادات کے ہوتے ہوئے یہ معمہ کس طرح حل کیا جا سکتا

ہے معاذ اللہ کہ اللہ تعالیٰ کی خبر غلط ہو گئی؟

۔ دشمنانِ اسلام کا محض ایک زبردست دھوکا ہے کہ اسلام اور قرآن

کی صداقت کے نشانات و صداقت کے بجائے تضاد اور تکذیب کے رنگ میں پیش

کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہلِ اسلام کو اسلام اور قرآن سے آشنا فرمائے کہ ان کے

ان دھوکوں سے بچیں۔ درہم، ننگِ زمین داموں سے دور رہیں۔

رہے سائل کے وہ تین سوال جو سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۱۱ لَن يَضُرُّوكُمْ

إِلَّا أَذًى وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ سے کیے گئے

ہیں تو وہ بھی بے بنیاد اور کھوکھلے ہیں۔

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے " وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر یہی ستانا اور اگر تم

سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے پھر ان کی مدد نہ ہو گی۔ یہ آیت تو صحابہ

یعنی ان صحابہ کرام سے جو یہود مدینہ میں سے مسلمان ہو گئے تھے جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام

وغیرہ تو اس پر مدینہ منورہ کے یہودیوں نے اپنی دولت اور قوت و فوج کی بنا پر ان نو مسلموں

کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں تو ان کی تسلی کے لئے فرمایا کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر

یہی ستانا اور اگر تم سے لڑیں گے تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے پھر ان کی مدد

نہ ہو گی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حرف بحرف صحیح ہے اور واقع ہو چکا ہے۔

الحاصل یہ ان نو مسلم صحابہ کرام اور ان یہودیوں کے متعلق ہے جو اس وقت

مدینہ منورہ میں تھے اور یہ نہیں کہ قیامت تک ہونے والے تمام اہلِ اسلام اور دنیا بھر کے

یہودیوں کے متعلق ہو جو قیامت تک ہونے والے ہیں۔ اس میں عموم کا ایک کلمہ بھی نہیں

لن یضروکم اور ان یقاتلوکم اور یولوا اور لا ینصرون کی ضمیروں سے مراد

وہی مدینہ منورہ کے یہودی ہیں اور جمع مخاطب کی ضمیر کم جو اس آیت میں تین بار ہے

وہ صرف ان نومسلم صحابہ سے خطاب ہے جن کو وہ ڈراتے دھمکاتے تھے بلکہ اگر سب صحابہ کرام کو بھی خطاب عام ہو تب بھی کوئی اعتراض نہیں کہ مدینہ منورہ کے یہودی بلکہ روئے زمین کے یہودی صحابہ کرام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے اور صحابہ کرام سے جنگ بھی نہیں کر سکے البتہ خیبر کے یہودیوں سے مقابلہ ہوا تو وہ مار کھا گئے اور ان کی مدد بھی نہ ہوئی بلکہ اگر یہ دعوٰے بھی کیا جائے کہ اس آیت کا خطاب ہر زمانہ کے مسلمانوں کے لئے ہے تو پھر بھی کوئی اعتراض نہیں کیونکہ دوسری آیتوں سے اہل اسلام کی فتح و نصرت اور امداد کی جو شرطیں ہیں ان کا لحاظ بھی نہایت ضروری ہے چنانچہ ارشاد ہوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران آیت ۱۰۹) (ترجمہ) اور تم ہی غالب آؤ گے اگر کامل ایمان رکھتے ہو۔ نیز ارشاد ہوا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا (آل عمران آیت ۱۲۰) (ترجمہ) اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کئے رہو تو ان کا داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا۔ نیز ارشاد فرمایا وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ (الانفال آیت ۴۶) (ترجمہ) اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کر دو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو بے شک اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

چنانچہ غزوۂ احد شریف میں جو قریشِ مکہ سے ہوا اس میں صحابہ کرام فتح حاصل کر چکے تھے اور مالِ غنیمت جمع کر رہے تھے کہ بعض صاحبوں سے غلطی ہو گئی، آپس میں جھگڑا کیا اور ایک حکم کی نافرمانی سرزد ہوئی تو وہ فتح شکست کے ساتھ بدل گئی جس کا بیان سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۲ میں فرمایا ہے حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ تو اگر مسلمان ان شرائط کو پورا کریں یعنی صحابہ کرام کی طرح

کاش مسلمان سنیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے تمام احکامات بجا لائیں، متحد ہو کر سب جھگڑے ختم کر دیں اور صبر اور پرہیزگاری اختیار کریں تو صرف یہودی ہی کیا دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی مگر ہو کیا رہا ہے کہ مدعیان اسلام آپس میں دست بگریباں ہیں، اتحاد و اتفاق سے نفرت کر رہے ہیں، حکام ربانیہ میں سستی اور غفلت برت رہے ہیں. صبر اور تقوےٰ و توکل سے عاری ہیں، ایمان ہی کمزور ہو گئے ہیں تو لا محالہ اس کا نتیجہ وہی ہونا ہے کہ بزدلی کا شکار ہو گئے اور رعب جاتا رہا اور مار کھا رہے ہیں۔

قرآن کریم کی تمام آیتیں حق ہیں اور تمام خبریں صحیح ہیں لہٰذا یہ سب حالات جائزہ قرآن کریم کی صداقت و حقانیت کے واضح نشانات ہیں، تعجب ہے کہ مسلمان ہو کر ایسے سوال سنتے ہیں اور چپ ہو جاتے ہیں. ان آیات میں سے کسی ایک کا پڑھنا ہی کافی جواب ہے کیا قرآن کریم میں یہ نہیں فرمایا وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (سورۂ آل عمران آیت ۱۴۰) (ترجمہ) اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں یعنی کبھی کسی کی باری اور غلبہ ہوتا ہے اور کبھی کسی کی باری اور غلبہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ملک میں اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا اور اس کے کاموں میں اس کی پوشیدہ حکمتیں ہوا کرتی ہیں تو اگر کسی وقت اہلِ اسلام کی غفلت اور بدعملی کی وجہ سے بطور سزا شکست ہو جائے اور علاقے چھن جائیں اور غیروں کا غلبہ ہو جائے تو یہ سب کچھ قرآنِ کریم کے واضح احکامات اور ہدایات اور غیبی خبروں کی زبردست تصدیقات ہیں.

افسوس کہ ہماری غفلت اِس حد تک بڑھ گئی کہ قرآنِ کریم کی صداقتوں کو دشمنان اسلام اعتراض کے رنگ میں پیش کر رہے ہیں اور بھولے بھالے مسلمان سن کر حیرت و حسرت کی تصویر بن جاتے ہیں. اللہ رب العالمین ہدایت فرمائے اور چشم بینا سے بہرہ ور

بنا ہے ، آمین:

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاعظم وبارک وسلم

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہ

الاستفتاء

محترم المقام جناب حضرت مولانا مولوی ابوالخیر محمد نوراللہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم. آپ کے شاگرد سے آپ کے علم وفضل کی شہرت سن کر اشتیاق پیدا ہوا کہ آپکے علومِ ظاہری وباطنی سے کسی قدر استفادہ کروں.

۱. سورۂ احزاب پ۲۲ میں انا عرضنا الامانۃ میں لفظِ امانۃ کے کیا معانی ہیں؟

۲. پارہ حٰم ۲۶، آیت و تعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا اس میں تین ضمائر ہیں، پہلی دو ضمائر رسالت مآب کی طرف منسوب کرتے ہیں تیسری ضمیر اللہ عزوجل کی طرف پھیرتے ہیں، اب اس میں بُعدِ مرجع یعنی انتشارِ ضمائر ہوتا ہے اس کا کیا جواب ہے؟ مجھے امیدِ واثق ہے کہ آپ بندہ کو بدلائلِ قاطعہ وبراہین ساطعہ سے جواب دیکر مشکور فرمائیں گے نیز ایک رسالہ ہمکبر نبوت لیس الموت بھی ارسال فرمادیں لفافہ ہمراہ خدمت پیش ہے۔

محمد اسماعیل جگرانوی. عزیزیہ دواخانہ صدر چھاؤنی بنو

۱۲ ، ۵۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللّٰھمّ اجعل لی النور والصواب

۱۔ اس میں کئی قول ہیں اور بہت سے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اس امانت سے مراد تکلیفات شرعیہ نماز، روزہ وغیرہ ہیں۔ تفسیر مظہری ج ۷ ص ۴۲۳ میں ہے ومرجع ھذہ الاقوال ان الامانۃ ھی التکلیفات الشرعیۃ اور حضرت قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمہ کی تحقیق یہ ہے کہ امانت سے مراد تجلیاتِ ذاتیہ دائمہ کی استعداد وقابلیت ہے فرماتے ہیں وعندی علی ما استفدت من کلام المجدد للالف الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الامانۃ ما اودع اللہ سبحانہ فی ماھیۃ الانسان من الاستعداد للتجلیات الذاتیۃ الدائمۃ

۲۔ بُعد مرجع اور ہے اور انتشارِ ضمائر اور، جس کی طرف ضمیر راجع ہو اس کا دور ہونا بعدِ مرجع کہلاتا ہے اور ایک کلام میں ایک ہی قسم کی ضمیروں کا مختلف مراجع کی طرف لوٹنا انتشارِ ضمائر کہلاتا ہے۔ سائل نے "یعنی" کہہ کر دونوں کو ایک دکھایا ہے جو خلاف واقع ہے۔

ان ضمائر کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ تینوں اللہ رب العالمین کی طرف راجع ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلی دو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف راجع ہیں اور تیسری اللہ عزوجل کی طرف، یہ دونوں قول محتمل اور جائز ہیں اور دونوں کا مآل بھی ایک ہی ہے کہ اللہ عزوجل کی تعظیم کا تقاضائے لزومی ہے کہ اس کے حبیب اعظم کی تعظیم کی جائے۔ بہرحال تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تقاضا ضروری ہے۔

ن کے رب عزوجل کی تعظیم کی جائے قائلین قول اول سے زمخشری کا قول ہے جب
اور وہ کشاف ج ۳ ص ۱۱۱ میں کہتا ہے والمراد بتعزیر اللہ تعزیر دینہ
ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
معالم التنزیل میں قول ثانی پر بلا اشارۂ خلاف اقتصار فرمایا اور خازن میں
پہلا زمخشری کا قول بتایا اور دوسرا زمخشری کے ماسوا سب کا قول فرمایا جو ترجیح کی نہایت
ہی بین دلیل ہے، خازن ج ۶ ص ۱۵۹ میں ہے قال الزمخشری والضمیر
للہ تعالیٰ، الی ان قال، وقال غیرہ الکنایات فی قولہ وتعزروہ
وتوقروہ (یہ بھی ایک قرأت ہے اور دوسری وتعزروہ وتوقروہ ہے)
راجعۃ الی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ شفا شریف ج ۲ ص ۴۲
میں اس دوسرے قول کو اکثر و اظہر فرمایا ہے، فرماتے ہیں والاکثر والاظہر ان
ہذا فی حق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رہا بُعدِ مرجع کا سوال تو وہ یہاں وارد ہی نہیں ہو سکتا کہ مرجع کا ذکر لفظی
قریب ضروری نہیں بلکہ ذکرِ ذہنی ہی کافی ہے حالانکہ اللہ عزوجل اور اس کے حبیب
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سب ذہنوں میں جلوہ گر ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات کثرت
ہیں جن میں بظاہر مرجع کا ذکر نہیں اور ضمیریں عائد ہیں [illegible]
اور اگر بالفرض ذکر لفظی قریب ہی ضروری ہوتا تو پھر بھی چونکہ اقربیت مرجع ضروری نہیں
تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

دور جانے کی ضرورت نہیں یہیں اگلی آیت میں ہے ومن اوفی بما
عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما اس قولِ پاک میں غائب ضمیریں
چار ہیں دو بارز اور دو مستتر، پہلی بارز علیہ میں ہے جو من کی طرف راجع ہے اور

دوسری بار منصوب ہے جو من کی طرف راجع ہے حالانکہ دونوں
ہے اور یونہی منتہٰی کی ضمیر مستتر اللہ کی طرف راجع ہے حالانکہ بارز
متصل من کی طرف راجع ہے اور یونہی صدہا آیات و احادیث و محاورات عرب
میں وارد ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سوال محض بے جا اور بازور ہوا ہے اور یہیں سے انتشار
ضمائر کا جواب بھی آ گیا مگر اس کی الگ مثالیں بھی زیادتِ افادہ کیلئے ذکر کیجاتی ہیں
سورت میں ہے وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ
اس میں رسولہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے اور یدخلہ کی مرفوع ضمیر مستتر
بھی اللہ ہی کی طرف راجع ہے مگر منصوب بارز متصل من کی طرف راجع ہے۔
سورت بنی اسرائیل کے اول میں ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی
بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا
الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اس میں اسریٰ اور
عبدہ کی دونوں ضمیریں الذی کی طرف راجع ہیں اور حولہ کی ضمیر المسجد کی طرف
اور نریہ کی عبدہ کی طرف اور اس کی بھی ہزارہا نظیریں ہیں تو معلوم ہوا کہ
محض بعد مرجع اور انتشارِ ضمائر کا کوئی اعتبار نہیں ہاں اگر بعد و انتشار ماہرِ لغت
عرب کے لئے فہمِ معنے میں باعثِ دقت بنیں تو قابلِ اعتراض ہو سکتے ہیں ورنہ
نہیں۔ خفاجی ج ۱ ص ۳۴۷ میں فرماتے ہیں التفكيك (اى انتشار
الضمائر) مغتفر عند امن اللبس كثير في كلامهم
نیز عدمِ تفکیکِ ضمائر کا ایک قرینہ ذکر فرماتے ہیں و قد رجحت
... التفسير ... الضمائر ... فالمذهب المنسوب و غيره

(حضرت ...) پھر آیت زیر بحث میں تو یہ کلام بھی الگ الگ ہیں جو بذریعہ عطف
متصل ہیں، تو قروہ پر وقف تام ہے اور تسبیحوہ تک ... کلام ہے
خازن و معالم جز ۶ ص ۱۵۹ میں ہے و [illegible] ...
الکلام فالوقف علی وتوقروہ وقف تام ثم یبتدئ وتسبحوہ
وتسبحوہ بکرۃ واصیلا۔

خفاجی میں ہے وقف کثیر من القراء علی قولہ وتوقروہ
للفصل بین ضمیر الرسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وضمیر اللہ
تعالی اور صاحب شفاء کے نزدیک بھی یہی ہے، خفاجی فرماتے ہیں ...
علی التراخی الی ما علیہ اہل الاداء من الوقوف علی وتوقروہ ...
علی من خالف اور جب کلام الگ ہیں تو انتشار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

واللہ تعالی اعلم وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ
وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

نوٹ: کافی دن ہوئے آپ کا لفافہ وصول ہوا پہلے تو فرصت نہ ملی، بعد ازاں
کاتب دار الافتاء کی علالت مانع رہی۔

الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

[illegible]

الاستفتاء

بخدمت جناب حضرت فقیہ اعظم صاحب مدظلہ

سوال: سورۂ بقرہ کا مختصر اور عام فہم تعارف تحریر فرمادیں، مہربانی ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

مدینہ منورہ میں سب سے پہلے یہی سورت نازل ہوئی۔ اس مبارک سورۃ میں ہزار حکم اور ہزار نہی (ممانعت) اور ہزار خبریں ہیں۔ اس کی آیت ۲۵۵ کا نام آیۃ الکرسی ہے جو بڑی مبارک آیت ہے۔ ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت اس کے پڑھنے کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اس سورت کی آخری دو آیتیں ۲۸۵ و ۲۸۶ عرش کے نیچے ایک خزانہ سے انعام ہوئی ہیں۔ رات میں ان کا پڑھنا بحکم حدیث پاک کفایت کرتا ہے جس گھر میں یہ پاک سورت تلاوت کی جائے تین دن تک شیطان اس میں داخل نہیں ہوتا اس سورت کی پہلی آیت الٓمّٓ ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سورتوں کے اول میں حروف ہیں ان کا نام حروف مقطعات ہے۔ ان حروف یا آیات کا ترجمہ نہیں کیا جاتا

ان کا معنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یہ ... ...
اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ...
اس سورت کے چالیس رکوع ہیں اور دو سو چھیاسی آیتیں، پچیس ... پانچسو
حروف ہیں۔ اس سورت میں کافی عقیدوں کا بیان ہے۔

عقیدے متعلقہ ذاتِ رب العالمین

یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے (آیت ۱۶۳) اس کا کوئی شریک اور مثل نہیں (آیت ۱۶۳) وہ ہر چیز پر قادر ہے (آیت ۲۰) وہ گھیرنے والا ہے (آیت ۱۹) اس نے زمین کو بستر بنایا اور آسمان کو عمارت اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل پیدا فرماتے (آیت ۲۲) وہ زندہ کرنے والا مارنے والا اور پھر زندہ کرنے والا ہے اور سب نے اسی کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے قیامت کے دن (آیت ۲۸) زمین میں ہمارے فائدہ کے لئے سب کچھ بنایا، سات آسمان بنائے اور وہ سب کچھ جاننے والا ہے (آیت ۲۹) وہی علم و حکمت والا ہے (آیت ۳۲) اس نے پیغمبروں کو بھیجا (آیت ۸۷) اس نے قرآنِ پاک محمدِ مصطفیٰ پر اتارا (آیت ۲۳) جبرئیلِ امین نے اس کے حکم سے محمدِ مصطفیٰ کے دل پر اتارا (آیت ۹۷) جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے نوازتا ہے اور بڑے فضل والا ہے (آیت ۱۰۵) اسی کے لئے آسمانوں زمینوں کی بادشاہی ہے (آیت ۱۰۷) وہ دیکھنے والا ہے (آیت ۱۱۰) وہ وسعت اور علم والا ہے (آیت ۱۱۵) جو چاہے "کن" فرما کر پیدا کر دیتا ہے (آیت ۱۱۷) وہی سننے والا جاننے والا ہے (آیت ۱۲۷) وہ بے خبر نہیں (آیت ۱۴۰) وہ بہت مہربان ہے (آیت ۱۴۳) بے شک وہ صابروں کا ساتھی ہے (آیت ۱۵۳) وہ نیکی کا صلہ دینے والا ہے

... بڑا ... ہے آیت ۲۸ بخشنے والا ہے آیت ...
... ساتھ ہے آیت ۱۹۴ بھلائی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے
... ہے آیت ۱۹۵ ... عذاب ... ہے آیت ۲۰۲ وہ جلد حساب کرنے والا ہے
... بڑا زبردست ہے آیت ۲۰۵ سب کاموں کی رجوع ...
... ہے آیت ۲۱۰ جسے چاہے بے گنتی دیتا ہے (آیت ۲۱۲) جسے چاہے
سیدھی راہ دکھاتا ہے آیت ۲۱۳ جسے چاہے اپنا ملک عطا کرتا ہے آیت ۲۴۷
وہ زندہ ہے قائم رکھنے والا ہے ... اونگھ اور نیند نہیں آتی۔ اس کی اجازت کے
بغیر کون ہے جو اس کے یہاں سفارش نہیں کر سکتا، اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو
سمیٹ رکھا ہے ... ان کی نگہبانی بھاری نہیں، وہی بلند بڑائی والا ہے (آیت ۲۵۵)
وہ بخشنے والا اور رحم والا ہے، آیت ۲۲۶ بے پرواہ ہے سراہا گیا ہے (آیت ۲۶۷)
ہمارا مولیٰ ہے (آیت ۲۸۶)

عقیدے متعلقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور پر قرآن کریم نازل کیا گیا (آیات ۴ و ۲۳ و ۹۷) حضور کی تشریف آوری
سے پہلے یہودی اپنی حاجتوں کے لئے حضور کے وسیلہ سے دعا کیا کرتے تھے اور
کامیاب ہوتے تھے آیت ۸۹ ان کے منکروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے (آیت ۸۹)
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخ کافر ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے
آیت ۱۰۴ ... امت کے افعال و احوال پر مطلع اور گواہ ہیں (آیت ۱۴۳)
... رضی پر اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف کو قبلہ بنا دیا (آیت ۱۴۴) یہود و نصاریٰ ...
حضور ... پہچانتے تھے جیسے کوئی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے کیونکہ ان کی کتاب

ذات دیکھنا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ... مسافت ... افضل ...
حضور نت پر قرآن کریم کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں ... کتاب ...
کتاب اللہ اور حکمت علم سکھاتے ہیں اور حضور اللہ ... ذات ... ہے ...
آیت ... دو ایمانداروں کو بشارت دینے والے ہیں آیت ... آیت ...
آپ اللہ کے رسول ہیں: آیت ... اور تمام رسولوں پر درجات ... آیت ...

عقیدے قرآن پاک کے متعلق

قرآن پاک بلند کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ وہ دلوں کی ہدایت کرنے والا ہے (آیت ۲) تمام دنیا کے سارے کافر مل کر بھی قرآن پاک کی ایک سورت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے (آیت ۲۳)

حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے زمین میں آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا (آیت ۳۰) آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کے نام سکھا دیے (آیت ۳۱) آپ تمام فرشتوں پر علم میں فائق ثابت ہوئے (آیت ۳۳) سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کیا مگر شیطان نے اس تعظیم سے انکار کیا اور مردود ہو گیا (آیت ۳۴) اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی (آیت ۳۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ درود ... آزمائش میں پورے اترے ...

نے ن کو گوں کا امام اور پیشوا بنا دیا (آیت نمبر ۱۲۴) اللہ تعالیٰ
نے اس پتھر کو جس پر ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ شریف کو تعمیر کیا نماز کا مقام بنایا
(آیت ۱۲۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے سرزمین مکہ جو جنگل تھی بڑا آباد شہر بن گیا
اور اس کے رہنے والوں کو میوہ جات عطا ہوئے (آیت ۱۲۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور حضرت اسمٰعیل ؑ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دعا کی کہ خصوصی شانوں کے ساتھ
ہمیں ہماری ذریت میں مبعوث فرما (آیت ۱۲۹) آپ نے اپنی اولاد کو دین اسلام پر
ثابت قدم رہنے کی وصیت فرمائی (آیت ۱۳۲) ابراہیم علیہ السلام ہر باطل سے جدا تھے
اور مشرکوں سے نہ تھے (آیت ۱۳۵) نمرود بادشاہ وقت نے جو کافر تھا حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جھگڑا کیا تو اس کے ہوش اڑ گئے (آیت ۲۵۸) حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھے دکھا دے کہ تو مردے کس طرح
زندہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور ان کے بلاوے سے چار مردہ پرندے
زندہ فرمائے (آیت ۲۶۰)

بنی اسرائیل کا بیان

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے سب زمانوں پر فضیلت بخشی
(آیت ۴۷) ان کو فرعون کے ظلم سے نجات بخشی جو ان کے لڑکوں کو ذبح کر دیتا تھا
اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا (آیت ۴۹) اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دریا پھاڑ کر
خشک رستے بنا کر فرعون سے بچا لیا اور فرعون کو مع لشکر اسی دریا میں غرق کر دیا
(آیت ۵۰) انہوں نے بچھڑا پوجا تو توبہ یوں قبول ہوئی کہ ایک دوسرے کو قتل کیا (آیت
۵۴) موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک گروہ نے گستاخی کی تو دیکھتے ہوئے مر گئے اور

زندہ کیے گئے (آیت ۵۵، ۵۶) اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل کو سائبان بنا دیا،
من (ترنجبین کی طرح ایک میٹھی چیز) اور سلویٰ (چھوٹا پرندہ) اتارے مگر ان لوگوں نے ناشکری کی
(آیت ۵۷) ان پر خواری اور ناداری مقرر کی گئی اور خدا کے غضب میں آ گئے کیونکہ وہ اللہ
کی آیتوں کا انکار کیا اور پیغمبروں کو ناحق شہید کیا (آیت ۶۱) وغیرہ ان کو ان کے بے فرمانی پر بندر
بنا دیے گئے۔ (آیت ۶۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بیان

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا تو حکم ہوا کہ اس پتھر پر
اپنا عصا مارو تو اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو گئے (آیت ۶۰) بنی اسرائیل کا ایک قتل ہوا
اور قاتل کا پتہ نہ چلا تو موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایک گائے ذبح کرو (آیت ۶۷) اور
حکم دیا گیا کہ مقتول کو اس گائے کا ٹکڑا مارو تو اس نے زندہ ہو کر قاتل بتا دیا (آیت ۷۳)
اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات عطا فرمائی (آیت ۸۷)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر

یہودیوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام پر تہمت
رکھی کہ وہ جادوگر تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت قرآن میں اتاری (آیت ۱۰۲)

حضرت عزیر علیہ السلام کا بیان

عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سو سال تک مردہ رکھا اور پھر زندہ فرمایا
سو سال تک ان کا کھانا اور پانی ٹھیک رہا اور بدبودار نہ ہوا۔ ان کے سامنے ان کے

سے بسالہ بوسیدہ گدھے کو زندہ فرمادیا (آیت ۲۵۹)

فرشتوں کا ذکر

فرشتوں کا ماننا ضروری ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب ایماندار فرشتوں کو مانتے ہیں (آیت ۲۸۵) فرشتوں کا دشمن کافر ہے (آیت ۹۸)

ارکانِ اسلام کا بیان

نماز اللہ سے ڈرنے والے نماز قائم رکھتے ہیں (آیت ۳) حکم ہے کہ نماز قائم رکھو اور باجماعت ادا کرو (آیت ۴۳) نماز اور صبر سے مدد چاہنے کا حکم (آیت ۴۵ و ۱۵۳) سب نمازوں کی نگہبانی کا حکم ہے خصوصاً بیچ کی نماز اور اکثر کا قول ہے کہ یہ نماز عصر ہے (آیت ۲۳۸) اور بھی بہت آیتوں میں نماز کا ذکر ہے۔

زکوٰۃ کا بیان آیت ۳ و ۴۳ و ۸۳ و ۱۱۰ و ۱۷۷ و ۲۷۷ میں ہے۔

روزہ کا بیان از آیت ۱۸۳ تا ۱۸۷ ہے کہ روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا، روزہ گنتی کے دنوں میں فرض ہے، ماہ رمضان المبارک میں لازم ہے، بیمار اور مسافر کے لئے رخصت ہے کہ بیمار تندرست ہونے کے بعد اور مسافر گھر آکر روزے کی قضائی دے لے اور جسے روزے کی طاقت ہی نہیں تو وہ بدلہ دے ایک مسکین کا کھانا فی روزہ اور روزے کا وقت صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک ہے۔

حج کا بیان بہت تفصیل سے ہے آیت ۱۵۸ میں ہے کہ حج اور عمرہ کرکے تو وہ صفا

در مروہ یہ دو پہاڑیاں کعبہ شریف کے نزدیک ہیں ۔ ایسے ہی سورۃ آیت
۱۸۹ میں ہے کہ نئے چاند لوگوں اور حج کے لیے وقت کی علامتیں ہیں آیت ۱۹۶
میں حج اور عمرہ پورا کرنے کا حکم ہے اور رکاوٹ کی صورت میں قربانی کا حکم وغیرہ
مسائل کا بیان ہے اور یونہی آیت ۲۰۳ تک حج کے مسائل کا بیان ہے ۔

متفرقات

- حلال کھانے کا بیان آیت ۱۶۸ وغیرہ میں ہے اور حرام سے بچنے کا حکم آیت ۱۷۳ میں ہے ۔
- بیع کے حلال ہونے اور سود کے حرام ہونے کا بیان آیت ۲۷۵ و ۲۷٦ وغیرہ میں ہے ۔
- گواہی کا بیان آیت ۲۸۲ میں ہے ۔
- گروی رکھنے کا بیان آیت ۲۸۳ میں ہے ۔
- صدقات و خیرات کا بیان اور ریا یعنی دکھاوے سے بچنے کا بیان آیت ۲٦۱ سے ۲۷۴ تک ہے اور بھی کئی آیات میں ہے ۔
- نکاح کا بیان کہ کفار کے ساتھ نہ کیا جائے اور مومنین کے ساتھ ہو آیت ۲۲۱ میں ہے ۔
- طلاق کے مسائل آیت ۲۲٦ و ۲۲۷ سے ۲۴۲ تک کئی آیات میں ہیں اور یوں ہی بعض آیات میں نکاح کے مسائل بھی ہیں ۔
- کعبہ شریف کی تعمیر کا ذکر آیت ۱۲۷ میں اور کعبہ شریف کا لوگوں کے لئے مرجع

درمیان چلنے کا ذکر آیت ۱۵۸ میں ہے اور یونہی طواف کا بھی اور کعبہ شریف کے سمت نماز پڑھنے کا ذکر ۱۴۲ سے ۱۵۰ تک ہے۔

○ دنیاوی لالچ کی وجہ سے حق پوشیدہ کرنے کی برائی کا ذکر آیت ۱۷۴ وغیرہ آیت میں ہے۔

○ قصاص یعنی ناحق قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے اِس کا بیان آیت ۱۷۸، ۱۷۹ میں ہے۔

○ جہاد یعنی راہِ خدا میں جنگ کرنے کا بیان آیت ۱۹۰ سے ۱۹۵ تک ہے، جہاد میں ثابت قدمی اور صبر کا بیان آیت ۱۷۷ اور ۲۱۴ میں ہے اسی طرح آیت ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ میں بھی جہاد کا ذکر ہے۔

○ شہید کی حیات ابدی کا بیان آیت ۱۵۴ میں ہے۔

○ یتیموں کی اِصلاح اور بھلائی کا حکم آیت ۲۲۰ میں ہے۔

○ مرتد یعنی وہ شخص جو دینِ اسلام سے پھر جائے اور کفر پر ہی مر جائے اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے سب عمل مٹ جاتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اسے نیک کام پر ثواب نہیں ملتا اور وہ ہمیشہ کے لئے دوزخی ہو جاتا ہے، اس کا بیان آیت ۲۱۷ میں ہے۔

○ عہد پورا کرنے کا ذکر آیت ۱۷۷ میں ہے۔

فائدہ اس سورت پاک کی کئی آیتوں سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس مردے کو چاہے اسی دنیا میں دوبارہ زندہ فرما سکتا ہے چنانچہ آیت ۵۵ و ۵۶ میں بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو مار کر زندہ کرنے کا بیان ہے پھر آیت ۷۳، ۷۲ میں بنی اسرائیل کے مقتول کو گائے ذبح شدہ کے ٹکڑے مارنے سے زندہ کرنے کا

ذکر ہے پھر آیت ۲۴۳ میں ہزاروں کی تعداد لوگوں کو مارنے کے بعد زندہ کرنے کی تصریح ہے پھر آیت ۲۵۹ میں عزیر علیہ السلام کو سو سال کے بعد زندہ کرنے کا بیان ہے اور ان کے صد سالہ مردے گدھے کو زندہ کرنے کا ذکر ہے۔ پھر آیت ۲۶۰ میں چار ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے پرندوں کے زندہ کرنے کا تذکرہ ہے دیکھو ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارا پیارا رب جسے چاہے مار سکتا ہے اور جس مردہ کو جس وقت چاہے زندہ کر سکتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے لہٰذا قیامت ضرور قائم کرے گا اور سب مردوں کو زندہ کر کے اپنی سچی عدالت میں جمع فرمائے گا اور دنیا میں مردوں کو زندہ کرنا قیامت کا نمونہ دکھاتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ظاہر ہو رہا ہے کہ رب ارنی کیف تحی الموتیٰ (ترجمہ) اے میرے رب دکھا مجھے کس طرح تو مردے زندہ کرے گا لہٰذا قیامت کا ماننا ضروری ہے جو آیت ۴ و ۸ و ۲۸ وغیرہ کافی آیات سے ثابت ہے۔

فائدہ اس سورت پاک میں اللہ رب العالمین نے اپنا ایک خصوصی شان بھی بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ جس آیت یا حکم کو چاہے منسوخ فرما دیتا ہے اس کا بیان آیت ۱۰۶ میں ہے لہٰذا جو شخص نسخ کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ یہود وغیرہ کافر نسخ پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ ان کا یہ اعتراض غلط ہے اور اگر نسخ نہیں تو آدم علیہ السلام کی شریعت کے احکام جن میں بہن بھائی کا نکاح بھی ہے اب کیوں باقی نہیں رہا؟ یونہی نوح علیہ السلام کی شریعت باقی رہتی تو تورات کے احکام کسطرح نافذ ہوتے؟

نسخ درحقیقت حکم سابق کی مدت کا بیان ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے اپنے علم میں پہلے ہی تھا اور لوگوں کو معلوم نہ تھا ہاں اب حضور پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بعثت بروز پیدائش ہونے کے بعد کوئی نبوت با حکم منسوخ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ہوگا
ہے کیونکہ حضور خاتم النبیین ہیں ختم نبوت حضور صلعم سب پر اب کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا
اور نہ ہی کوئی نئی شریعت آ سکتی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وبارک

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

[illegible] ومثله معه [illegible]

[illegible]

تعارف

کتاب حجیت حدیث کے موضوع پر ایک اہم تصنیف ہے جس میں آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی طرح حدیث [illegible] بھی [illegible] بھی معتبر اور قابل قبول دلیل ہے

سیدی حضرت قدس سرہ العزیز نے یہ کتاب ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء میں تصنیف فرمائی جسے انجمن حزب الرحمن نے تین قسطوں میں قسط وار شائع کیا۔ اس کے بعد اسی انجمن کی طرف سے [illegible] دوسرا اور تیسرا ایڈیشن بالترتیب ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں منظر عام پر آئے [illegible] جس [illegible] سے طبع ہو کر شائع ہو۔

پہلے ایڈیشن کی قیمت چالیس پیسے تھی جبکہ دوسرے ایڈیشن میں حضرت [illegible] نے [illegible] کا اضافہ فرمایا۔ اس طرح مجموعی طور پر یہ کتاب ۴۶ [illegible] پر مشتمل ہے۔ کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اسے فتاوی [illegible] میں شامل کیا جا رہا ہے۔

مرتب

کتاب السنۃ والحدیث

رسالہ حدیث الحبیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہر وہ دل جو صدق دل سے یکتا پاک مانتا ہے غیب جانتا ہے کہ اللہ رب العالمین کے بھیجے ہوئے سچے پیارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل اور امر جس کا نام سنت وحدیث ہے ایمانداروں کے لئے قابل ہدایت ہے ورنہ شخص جو اس آفتاب کی نورانی کرنوں سے دور ہوا کبھی راہ راست پر نہیں چل سکتا وہ ایک حقیقت ہے اور بالکل بے غبار ہے۔ اس کا ثبوت تو منضبط ہے کہ کسی دلیل کا محتاج نہیں مگر، اس نازک زمانے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نیک لوگوں کے عین مطابق ہے۔ سنت و بے دینی کی ہر راہ خطرناک نتیجے ...

طرف سے گمراہی کے سیلاب آرہے ہیں حتّٰی کہ یہ خطرناک طوفان بھی آگیا، کہا گیا:
صرف قرآن ہی معتبر ہے، وہی قابلِ قبول و عمل ہے اور حدیث کا کوئی اعتبار نہیں اور
نہ ہی قابلِ قبول و عمل ہے۔ نعوذ باللہ رب العالمین۔ ایسا کہنے والا کوئی
ایک دو نہیں بلکہ باقاعدہ ایک جماعت پیدا ہو گئی ہے جو پوری قوت سے یہ مہم چلا رہی ہے
لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے بھولے بھالے بھائیوں کی حفاظت کریں اور اس
ہیبت ناک طوفان سے بچانے کی کوشش کریں۔ اسی بناء پر یہ فقیر سراپا تقصیر اپنے
پیارے بھائیوں کے لئے قرآنِ پاک کی روشنی میں ہی دلائل سے واضح کرتا ہے کہ
قرآنِ پاک کی طرح حدیثِ پاک بھی معتبر اور قابلِ قبول و عمل ہے۔

دلیل نمبر ا

اللہ رب العالمین جل و علا فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ
اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا
مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ
وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ
وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

ترجمہ: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا
کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں
کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور
کھلی گمراہی میں تھے اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے

ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا
فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔" سورۂ جمعہ پ ۲۸
ان آیتوں سے واضح ہوا کہ تمام امت قرآن پاک سے ناواقف تھی جنہیں پتہ بھی نہ
تھی حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے بتانے اور پڑھانے سے ہی امت نے قرآن کا قرآن ہونا جانا
حالانکہ حضور کا یہ بتانا کہ یہ قرآن ہے، حدیث ہے تو روز روشن کی طرح واضح ہوا حدیث کے
ماننے اور اعتبار سے ہی قرآن کریم کا قرآن ہونا ثابت ہوتا ہے تو جو حدیث کو اعتبار
نہ کرے وہ قرآن کا کبھی اعتبار نہیں کر سکتا اور یہ بھی واضح ہوا کہ حضور پاک قرآن کریم کا علم
عطا کرتے ہیں، اس کی تفسیر اور تشریح کرتے ہیں اور یوں نہیں کہ صرف تلاوت آیات
کر دیں اور سمجھائیں نہ بلکہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے کے بغیر قرآن کریم سمجھا ہی
نہیں جا سکتا، چنانچہ آگے دلیل دوم میں اس کی تفصیل آ رہی ہے اور یہ سمجھانا حضور کے
اپنے پیارے بولوں میں ہے جن کو حدیث کہا جاتا ہے اور جب حدیث کے بغیر
قرآنِ کریم سمجھ نہیں آتا تو اس پر عمل کیسے ہو؛ تو معلوم ہوا کہ حدیث پر عمل کرنے سے ہی قرآن
پر عمل ہو سکتا ہے لہٰذا حدیث بھی معتبر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور امت کو پاک کرتے ہیں
اور یہ پاک کرنا وعظ و نصیحت سے ہے جو صرف تلاوت آیات ہی نہیں بلکہ حضور پاک اپنے
اقوال سے بھی وعظ و نصیحت کرتے تھے ورنہ علیحدہ تزکیہ کا ذکر نہ ہوتا تو ثابت ہو کہ حدیث بھی
معتبر ہے اور پاکیزہ بنانے والی ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ حضور علاوہ قرآن کریم کے علاوہ
حکمت بھی تعلیم فرماتے ہیں اور حکمت حدیث ہی ہے کہ قرآنِ کریم اور حدیث پاک کے علاوہ حضور
نے کوئی اور تعلیم دی ہی نہیں تو بڑی وضاحت سے ثابت ہو کہ قرآن کریم کی طرح حدیث بھی
معتبر ہے ورنہ معاذ اللہ یہ کہنا پڑے گا کہ حضور کی وہ تعلیم جس کے بغیر انسان جاہل ہوتا گمراہی سے
باہر نہیں آ سکتا، اس تعلیم کا کوئی اعتبار نہیں۔ اللہ تعالے پناہ دے۔ اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ

اس کے بعد حضور سے فیضیاب ہو رہی تھی ان کے پیچھے آنے والے قیامت تک سب ہی
حضور سے فیضیاب ہو رہے ہیں تو صاف صاف معلوم ہو کہ جس طرح پہلی امت کے لئے
حدیث کا ماننا ضروری تھا ویسے ہی قیامت تک بعد میں آنے والی امت پر ہر زمانہ میں حدیث
کا ماننا ضروری ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ جس طرح حضور کی تلاوت آیات اور تعلیم کتاب فضل اللہ ہے
اسی طرح حضور کا تزکیہ امت اور تعلیم حکمت جو حدیث ہے بلاشبہ فضل اللہ ہے اور اس فضل سے
وہی قسمت والا نوازا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کی غلامی کیلئے پسند فرما لیا ہے۔
حضرت رب العالمین جل وعلا کے اس احسان عظیم اور حضور پرنور صلی اللہ
علیہ وسلم کی ان اوصاف جلیلہ تلاوت قرآن پاک، تزکیہ امت، تعلیم کتاب وحکمت کا ذکر
دوسری کئی آیتوں میں ہے، دیکھو پارہ ۱ اول رکوع ۱۵ اور پارہ ۲ دوم رکوع ۲ اور پارہ ۴ چہارم رکوع ۸۔

دلیل نمبر ۳۲

پارہ ۲۹ رکوع ۷، آیت ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (ترجمہ) "پھر بے شک

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (البقرہ آیت ۱۲۹) (ترجمہ) "اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول
انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا"

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم
مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (البقرہ آیت ۱۵۱) ——— "جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ
تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔"

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ "بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا
جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

ں کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے"

قرآن کریم پارہ ۵ رکوع ۱۴ میں ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىکَ اللّٰہُ ۔ ترجمہ "اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے۔"

نیز پارہ ۱۴ رکوع ۱۳ میں ہے وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْہِمْ وَلَعَلَّہُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۔ ترجمہ "اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار کتاب پاک اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو ان کی طرف اترا اور کہیں وہ دھیان کریں۔"

پہلی دو آیتوں سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی کتاب پاک کے معنے اور مطلب کھول کر بیان کردئے پھر دوسری اور تیسری آیت سے واضح ہوتا ہے کہ حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ان معنوں اور مطلبوں میں سے جو جو امت کے لئے ضروری ہیں بیان فرماتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کریم کے معنے اور مطلب کس قدر زیادہ ہیں اسکے متعلق خود قرآن کریم سے ہی واضح ہوتا ہے کہ اس میں ذات پاک اور صفات جلال و جمال کا روشن بیان ہے اور تمام مخلوقات کے ذرہ ذرہ کا تفصیل وار پورا پورا علم ہے چنانچہ پارہ ۱۱ رکوع ۹ میں ہے:

وَمَا کَانَ ہٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَتَفْصِیْلَ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

"اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے شک

کے ... ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوحِ محفوظ میں جو کچھ ہے سب کی تفصیل ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے۔

اور پارہ ۱۳ رکوع ۷ میں ہے۔

مَا كَانَ حَدِيثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ

وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔

"یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔"

اور پارہ ۱۴ رکوع ۹ میں ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى

وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۔

"اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت ہے اور بشارت مسلمانوں کو۔"

اب وہ لوگ جو حدیث پاک کا اعتبار نہیں کرتے بتائیں کہ کیا نہیں ہر ہر چیز کا تفصیلی علم قرآن پاک سے اپنے آپ حاصل ہو جاتا ہے؟ کیا وہ حدیث پاک کی مدد کے بغیر کسی گذشتہ چیز کی تفصیل بتا سکتے ہیں یا آئندہ کی یا کسی موجودہ چیز کا بیان کر سکتے ہیں جو پوشیدہ ہے کیا نہیں قرآن کریم کی کسی آیت سے ہوائی جہاز، ریل گاڑی، ایٹم بم وغیرہ وغیرہ نو ایجاد چیزوں کی تفصیل معلوم ہے؟ ہرگز نہیں حالانکہ حدیثوں میں سب چیزوں کا تفصیلی علم ذکر ہو چکا ہے

مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۰ میں حضرت حذیفہ سے ہے

[illegible]

شیئاً یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدّث بہ
حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ

(یعنی حضور پاک نے ایک مقام پہ اس وقت سے قیامت کے قائم ہونے تک تمام چیزوں کا علم بیان کر دیا۔ جسے یاد رہا یاد رہا اور جو بھول گیا بھول گیا۔"

اسی صفحہ کی دوسری روایت ابو زید سے یوں ہے:

صلّی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلّی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلّی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ہو کائن فاعلمنا احفظنا۔

"یعنی ایک دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم نماز فجر پڑھا کر منبر پہ جلوہ گر ہو کر خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت ہوا تو اتر کر ظہر پڑھا کر منبر پر جلوہ گر ہوئے۔ پھر خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہوا تو اتر کر عصر پڑھا کر خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو اس دن حضور نے ہمیں تمام ان چیزوں کی جو ہو چکی ہیں یا آئندہ ہونے والی ہیں، سب کی خبر دے دی تو ہمارا اصحابہ کرام کا، زیادہ علم والا وہ ہے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔"

اور بخاری شریف ج ۱ ص ۴۵۳ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے:

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً فاخبرنا

حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل

النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه

یعنی حضور پاک نے صحابہ کرام میں کھڑے ہو کر ابتدائے خلق سے

لے کر اس وقت تک بیان فرما دیا کہ بہشتی اپنے مکانوں میں داخل ہو جائیں گے

اور دوزخی اپنے مکانوں میں، یہ بہت بڑا بیان یاد رکھا جس نے یاد رکھا

اور بھول گیا جو بھول گیا۔[1]

اس حدیث میں قیامت قائم ہونے سے آئندہ چیزوں کے بیان کا اشارہ بھی ہے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں اپنے اپنے مکانوں میں اختتامِ قیامت کو پہنچیں گے حالانکہ وہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔

حضرتِ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو صرف سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ لاد دوں۔ حضرتِ ابنِ عباس نے فرمایا کہ اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو اسے قرآنِ پاک سے ضرور پا لیتا ہوں۔[2]

اس قسم کے بیانات صحابہ کرام، اولیاءِ عظام اور ائمۂ دین سے بکثرت منقول ہیں مگر ان لوگوں کو جو حدیث کی روشنی سے بے نیاز بنتے ہیں اور چیزوں کا علم تو کیا، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ ارکان و اعمالِ شرعیہ کا علم ہی حاصل نہیں ہو سکتا۔ صلوٰۃ کے لغوی معنے کئی ہیں جن میں سے ایک "دعا" ہے۔ صلوٰۃ کا یہ معنے جسے نماز کہتے ہیں اور رکنِ اسلام ہے وہ صرف لغتِ عرب سے معلوم نہیں ہو سکتا، یونہی زکوٰۃ کا لغوی معنے شرعی معنے کی وضاحت نہیں کر سکتا اور ایسے ہی صوم و حج۔ ان الفاظ کے وہ معنے جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں ان کا پورا پورا بیان اور وضاحت حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی قولی، فعلی اور تقریری حدیثوں ہی سے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ہے ہی نہیں

[1] احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۹۶ / الاتقان ج ۱ ص ۱۸۲ [2] الاتقان ج ۲ ص ۱۲۶

ہے حضرت رب العالمین جل وعلا نے قرآن کا بیان اور تشریح و تفسیر اپنے حبیب پاک کے سپرد فرمائی جس کی وضاحت آیاتِ مذکورہ سے ہو رہی ہے۔

صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج نیز کئی اور کلمے بھی ہیں جن کے معانی حضرت رب العالمین نے خاص خاص مقرر کر دیتے ہیں اور اپنے پیارے حبیب کے لئے ظاہر کر دئیے ہیں کہ وہ امت کو سمجھا دیں تو اگر کوئی حبیبِ پاک سے بے نیاز ہو کر خود سوچنے بیٹھے تو کیا سوچ سکتا ہے اس کی ایک عام مثال ہمارے روزمرہ کے معمولات میں ذکر کی جاتی ہے۔

ایک شخص کو اللہ تعالےٰ نے چار لڑکے عطا فرمائے۔ اس نے غلام رسول، غلام نبی، غلام مصطفےٰ، غلام محمد چار نام مقرر کر لیئے۔ اب دوسرے لوگ اس کے بتائے بغیر یہ تمیز نہیں کر سکتے کہ غلام رسول، غلام نبی وغیرہ کون کون ہیں۔ لغوی معنے کے لحاظ سے تو چاروں لڑکے ہی غلام رسول ہیں اور غلام نبی بھی کہ لغت کے لحاظ سے یہ چاروں نام ہم معنے ہیں اور صرف یہی چار لڑکے نہیں بلکہ سارے مسلمان غلامانِ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ہاں اگر وہ شخص جس نے یہ نام مقرر کئے ہیں خود بتا دے کہ میرا یہ لڑکا غلام رسول اور غلام نبی ہے یا کسی اور شخص کو مقرر کرکے کہے کہ میں نے اس کو تفصیل سے نام بتا دئیے ہیں اور لوگ اس سے دریافت کریں تو اس دوسرے شخص کا فیصلہ ہی قابلِ قبول ہوگا۔ اس صورت میں کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم اسکی ہدایت کے بغیر اپنے آپ ہی لغوی لحاظ سے مقرر کر سکتے ہیں اور یونہی ہنرمند لوگ اپنے اپنے اوزاروں، ہتھیاروں کے نام مقرر کر لیتے ہیں۔ ان کا علم محض در لغت سے نہیں آسکتا۔

اس قسم کی صدہا مثالیں ہیں تو جب انسان اپنے جیسے انسان کے مقرر کردہ الفاظ کے معانی اپنے آپ معلوم نہیں کر سکتا تو حضرت رب العالمین جل وعلا کے مقرر کردہ معانی کیونکر اپنے آپ معلوم کر سکتے ہیں لہٰذا ہم حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں

کہ اللہ رب العالمین نے ہمیں ان کا پاک دین ہی بتایا ہے۔ پھر چونکہ ہم لوگوں نے حضور کا زمانہ نہیں پایا ہے نہ صحابہ کرام اور ائمہ دین اور علمائے اسلام کے بیچ میں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور تعلیم ان واسطوں سے ہم تک پہنچی ہے۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خارجیوں نے بڑا شور برپا کیا تھا اور جس طرح آجکل کے کچھ لوگ قرآن پاک کا بہانہ بنا کر حدیث کو بے اعتبار بتاتے ہیں ویسے ہی وہ خارجی بھی قرآن پاک سے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (نہیں حکم مگر اللہ کے لئے) پڑھ کر صحابہ کرام کے فیصلوں کو بے اعتبار بتانے لگے۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولا علی نے کچھ خارجی جمع کئے کہ قرآن پاک سے ہی فیصلہ کریں۔

آپ نے مجلس کے درمیان میز پر قرآن پاک رکھوا دیا اور بار بار دونوں ہاتھوں سے قرآن پاک کو کہنے لگے کہ اے قرآن فیصلہ کر۔ اے قرآن فیصلہ کر۔ وہ خارجی چیخ کر کہنے لگے حضرت۔ قرآن کہیں بولا نہیں کرتا تو آپ نے فرمایا جو تمہارے ساتھ بولتا نہیں نہ تمہیں اپنے معانی و مطالب سمجھاتا ہے اس کا فیصلہ مانگا کرتے ہو اور جو بولتا ہوا قرآن ہے بول کر فیصلہ سنائے اس کا فیصلہ مانتے نہیں ہو یہی تو عجب نادان ہو۔ علم قرآن پاک کو حسب قاعدہ حضور پاک اور ان سے لے کر صحابہ کرام نے ہی بیان کرنا ہے۔ آخر قرآن پاک نے ہی حکم دیا ہے فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ پ۱۴ ع ۱ (ترجمہ) "تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو"

اس سے صاف صاف ثابت ہوا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے

سورہ نحل آیت ... پارہ ... آیت ...

وہاں علوم شرعیہ صحابہ کرام اور ائمہ دین و علماء مجتہدین کی تشریح و تفسیر کا اعتبار ہے
وہاں قول و اعتبار ہے۔ نہ ہی تو بے عموم کو حکم دیا جاتا ہے۔ عمروں سے پوچھیے
بفضلہ تعالیٰ یہ آیت پاک بھی ایک واضح دلیل ہے قبر سے اعتبار حدیث کی
تو اسے دلیل سوم شمار کیا جائے۔

دلیل نمبر ۴

قرآن کریم میں ہے:

وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ ؕ وَكَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ عَظِيۡمًا ۝

"اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔" پ ۵ ع ۱۴۔

نیز فرمایا:

وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ ۝

"اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔" پ ۳۰ ع ۶۔

نیز فرمایا:

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۝

"بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان رحمت فرمانے والے۔" پ ۱۱ ع ۵۔

نیز فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝

"اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے" پ۱۷ ع۷

نیز فرمایا:

وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ۝

"اور بے شک تم ضرور تم سیدھی راہ بتاتے ہو اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں۔" پ۲۵ ع۶

ان آیات سے ثابت ہوا کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام ظاہر و پوشیدہ علم حاصل ہیں اور ہیں بھی وہ سارے علم صحیح اور پختہ کہ اللہ تعالےٰ کے بڑے فضل سے حاصل ہوئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ان خداداد علموں میں سے امت کو بھی فیض پہنچاتے ہیں اور بخل نہیں کرتے اور وہ ہیں بھی بڑے مہربان، سراپا رحمت، بڑی بھلائی چاہنے والے، ہمارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں ہے تو روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ آپ جن جن چیزوں سے روکتے ہیں، وہ سب چیزیں نقصان رساں ہیں اور ہماری مشقت اور دنیا یا آخرت کی تباہی کا سبب ہیں اور ہر وہ کام جس کے کرنے کا حکم دیتے ہیں یا ہر وہ غیبی خبر جس کی اطلاع دیتے ہیں اس میں ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

اگر معاذ اللہ ان کا علم صحیح نہ ہوتا یا ہماری طرح غیب جانتے تو احتمال تھا

کرشاید غلط بتادیا ہو یا یہ احتمال ہوتا کہ چونکہ غیب کا علم نہیں جانتے لہذا صرف
اس وقت والوں کے لئے ہی حکم دیا ہو اور اگر سراپا رحمت نہ ہوتے تو احتمال ہوتا کہ
شاید کوئی نافع کام نہ بتایا ہو یا کسی نافع کام سے روک دیا ہو مگر جب وہ بفضلہ تعالیٰ
ذرہ ذرہ کا صحیح علم رکھتے ہیں اور علم غیب بھی جانتے ہیں اور ہیں بھی سراپا رحمت ہی
رحمت، بڑی بھلائی چاہنے والے تو ایسا کوئی احتمال قطعاً نہیں ہو سکتا لہذا ان
حدیثوں پر عمل و اعتقاد کرنا فائدہ ہی فائدہ ہے اور صراطِ مستقیم پر چلنا ہے کہ وہ تو
ہدایت ہی صراطِ مستقیم کی کرتے ہیں جو اللہ رب العالمین تک پہنچانے والا راستہ ہے
اس لئے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں روزانہ پنجگانہ فرض، وتر، سنت
نفل میں یہ دعا کیا کریں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہ یا اللہ ہمیں سیدھے
راستے کی ہدایت پر ثابت قدم رکھ کہ وہ ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا
نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بھٹکے ہوؤں کا۔"

تو بڑی وضاحت سے ثابت ہوا کہ قرآنِ کریم اور حدیث پاک پر عمل و اعتقاد
نہایت ضروری اور باعث ہدایت و انعام ہے اور قرآن و حدیث دونوں سے یا صرف
قرآنِ کریم سے یا صرف حدیث شریف سے دور ہو جانا گمراہی و سبب غضب الٰہی ہے
اور دونوں جہانوں کی بربادی اور تباہی ہی ہے۔ اس دعا :

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۙ

کے پڑھنے کا حکم دینا اور ہر مسلمان کا بالاتفاق پڑھنا بجائے خود ایک مستقل دلیل ہے

ﷺ الفاتحہ آیت ۵ تا ۷

حدیث پاک کے معتبر و مقبول ہونے کی لہٰذا اسے دلیل پنجم شمار کیا جائے

تنبیہ

صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کا رستہ بھی ہے جیسے پہلی آیت میں گزرا اور ان لوگوں کا رستہ بھی ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا جیسے اس دعا میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رستہ اس طرح ہے کہ اس کا راہی اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرتا ہے اور اس کی بے شمار نزدیکی سے نوازا جاتا ہے اور انعام یافتہ لوگوں کا راستہ اس طرح ہے کہ وہ اس رستہ پر چلتے ہیں اور اپنے رب جل وعلا کے خصوصی انعامات حاصل کیا کرتے ہیں جیسے خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول بھی ہیں اور ہمارے رسول بھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو بھیجا ہے تو وہ اس کے رسول ہیں اور ہماری طرف بھیجا ہے اور ہمیں ان کی پیروی کا حکم دیا ہے تو وہ ہمارے رسول ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم قدر حسنہ وجمالہ وجودہ ونوالہ۔

دلیل نمبر ۶

ہمارے پیارے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری باتیں اور پیارے پیارے صالح حالات جن کا نام حدیث ہے یقیناً ہماری بھلائی اور بہتری دارین حقیقی رہنمائی پر مشتمل ہیں ان کی خلاف ورزی تباہی و بربادی کا باعث ہے اس مدعا پر حضرت رب العالمین جل مجدہ کا ارشاد پاک ہے:

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ

نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ٥

"اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔"

ان تین آیتوں کا مضمون متعدد اور آیتوں سے بھی ثابت ہے۔ یہ آیتیں کئی وجوہ سے دلیل ہیں :-

① اللہ کے بھیجے ہوئے ہونے کا صاف صاف تقاضا ہے کہ ان کی ہر بات مانی جائے کہ بھیجا ہوا اسی کا ہوتا ہے جو بھیجنے والے کی رضا بتائے۔

② حاضر و ناظر (شاہد) ہونا بھی نبی ہونے کی طرح دلیل ہے کہ آپ اپنی تمام امت کے تمام حالات اور ہر قسم کے نفع نقصان سے پورے پورے باخبر ہیں اور چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں، قیامت تک پیدا ہونے والے لوگ سب آپ کے ہی امتی ہیں اور آپ سب کے لئے نبی اور حاضر و ناظر ہیں تو جو کچھ بھی فرمایا ہمارے تمام حالات دیکھتے ہوئے فرمایا اور جس چیز کا حکم دیا وہ ہمیں مفید اور جس سے منع کیا وہ ہمیں مضر ہے اور اسی پر حضور کی صفات مبشرا (خوشخبری دیتا) و نذیرا (ڈر سناتا) دلالت کرتی ہیں۔

③ مبشرا و نذیرا ہونا چاہتا ہے کہ آپ کی ہر بات بشارت (خوشخبری) کی حامل ہوتی ہے یا انذار (ڈرانے) کی تو لامحالہ اس پر عمل پیرا ہونا فائدہ کی فائدہ ہے۔

سورہ احزاب آیت ۴۵ تا ۴۷

اگر حدیث پر عمل کرتے ہوئے وہ کام کیا جس پر بشارت ملے تو فائدہ ظاہر اور اگر حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس کام سے بچا جس پر اللہ تعالیٰ کی گرفت و عذاب ہوتا ہے تو پھر بھی فائدہ ظاہر کہ عذاب سے بچ جانا بھی بڑا مفید ہے۔

(۴) داعی الی اللہ ہونا واضح طور پر بتاتا ہے کہ حضور کی ہر بات پر عمل کرنے سے آدمی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی حاصل کرتا ہے اور اس بارگاہِ بے کس پناہ کی رسائی ہی اصل مقصود ہے۔

(۵) سراجا منیرا (جگمگا دینے والا آفتاب) ہونے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی محبت بھری تعلیم سے حق و باطل واضح فرما دیا ہے اور حقیقی کامیابی کے تمام سربستہ راز جو جہالت کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں سے چھپے ہوئے تھے، سب ظاہر فرما دئے تو جو اس حقیقی آفتاب کی ہمہ گیر روشنی سے فائدہ اٹھائے وہ کامیاب ہے اور ہر وہ شخص جو اس کی پاک کرنوں (حدیثوں) سے گریز کرے تو اس کے لئے دو جہاں میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے اور اسی لئے تو فرمایا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا۔ (ایمانداروں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے) کہ اس نے انہیں اپنے پیارے حبیب کے نقشِ قدم پر چلنے اور اس حقیقی آفتاب کی ضیا پاشیوں سے بہرہ ور ہونے (حدیثوں پر عمل کرنے) کی توفیق بخشی اور جلیل القدر انعامات کا حقدار بنا دیا ہے۔

(۶) اس سے ثابت ہوا کہ یہ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بھی ایک مستقل دلیل ہے تو اس چھٹی دلیل کے ضمن میں چھ دلیلیں ہیں۔

نوٹ: جس طرح ظاہری آفتاب سے ماہتاب اور ستارے اس وقت روشنی

پھیلا تے ہیں جب سورج پردہ پوش ہو جاتا ہے اسی طرح یہ حقیقی آفتاب رسالتمآب بھی جب پردہ پوش ہوتے تو صحابہ کرام اور تابعین، اماما ن دین اور علماء و اولیاء کرام اسی کا نور پھیلا رہے ہیں اور جیسے کہ چاند اور ستاروں کا رات میں جگمگانا سورج کے وجود اور باقاعدہ زندگی و تابندگی کی دلیل ہے یونہی شریعت حقہ کی روشنی اور علماء و اولیاء و مشائخ کرام کی ضیاء پاشیاں اس آفتاب نبوت کی زندگی و تابندگی کی صریح دلیل ہیں بلکہ ان کے پردہ پوش ہونے کا معنیٰ ہی یہ ہے کہ وہ صرف اہل دنیا اور عوام سے پردہ پوش ہیں نہ یہ کہ بزرگان دین، اولیاء عظام اور جلیل القدر علماء کرام سے بھی پوشیدہ ہیں۔ وہ بزرگان دین تو ہمیشہ ہی ان کی زیارت کرتے اور فیض لیتے ہیں اور لیکر عوام الناس کو بھی فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ ظاہری سورج بھی اہل دنیا ہی کی نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے ورنہ چاند ستارے تو اس کے نظارے کرتے ہی رہتے ہیں اور اس سے روشنی لے کر دنیا والوں کو روشن کرتے رہتے ہیں۔

دلیل نمبر ۷

یہ دلیل مجموعۂ آیات ہے :

① اِتَّبِعْ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ (ترجمہ) "اس کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے" (پ ع ۱۹)

② اور یونہی پ ۱۱ کے رکوع ۱۶،

③ پ ۲۱ کے رکوع ۱۷ میں بھی یہی حکم ہے۔

④ نیز پ ۸ رکوع ۷ میں ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ

وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۰ (ترجمہ) اور یہ برکت والی کتاب (قرآن کریم) ہم نے اتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو۔"

(۵) نیز اسی پارہ کے رکوع ۸ میں ہے اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (ترجمہ) اے لوگو! اس کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اترا۔"

(۶) پ ۹ رکوع ۹ میں ہے فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (ترجمہ) "تو وہ جو اس (رسولِ پاک محمد مصطفیٰ) پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے" اور اپنے پیارے حبیب کو حکم فرمایا کہ فرمائیں،

(۷) اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ (ترجمہ) "میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے وحی آتی ہے" (پ۷ ع۱۱)

(۸) یونہی پ۹ رکوع ۱۴ اور

(۹) پ۱۱ ع ۷ اور

(۱۰) پ۲۶ رکوع ۱ میں بھی ہے۔

(۱۱) پھر اسی طرح پارہ ۹ کے رکوع ۱۰ میں بھی فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۰ (ترجمہ) "فرما دو (یا رسول اللہ) اے لوگو میں تم سب کی طرف

اللہ کا رسول ہوں جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا
کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے
اس رسول غیب بتانے والے (نبی) پر جو اللہ کے سوا کسی سے نہیں پڑھے
وہ جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اس رسول کی پیروی کرو تاکہ
تم ہدایت پاؤ۔

(۱۲) اور یونہی پارہ ۳ رکوع ۱۲ میں بھی حکم اتباع ہے ـہ

اِن آیات کو سرسری نظر سے ہی دیکھا جائے تب بھی مدعا بڑا واضح طور پر
معلوم ہو جاتا ہے۔ آیت نمبر ۱، ۲، ۳ میں اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب پاک
پر لازم کر دیا کہ وہ وحی اور قرآن کریم ہی کی پیروی کریں اور آیت نمبر ۴، ۵، ۶ میں سب کو
حکم دیا کہ قرآنِ کریم کی پیروی کریں تو ثابت ہوا کہ حبیب پاک کی طرح امت پر بھی لازم ہے کہ
قرآن کریم کی پیروی کریں اور آیت نمبر ۷، ۸، ۹، ۱۰ کی شہادت سے ثابت کہ حبیبِ
پاک صرف قرآنِ کریم اور وحی کی ہی پیروی کرتے ہیں۔ ان کا ایک ایک قول اور ایک
ایک کام سب قرآنِ کریم اور وحی کی پیروی ہے اور ان کا کوئی کام اور کوئی قول ایسا نہیں
جو اس پیروی سے باہر ہو تو واضح ہوا کہ قولی و فعلی تمام حدیثیں واجب العمل ہیں اور حدیث
کی پیروی قرآنِ کریم کی ہی پیروی ہے لہٰذا ہم نادانوں کو آیت نمبر ۱۱، ۱۲ میں حکم دیا
کہ حبیب پاک کی پیروی کریں کہ وہ عالمِ قرآن ہیں، واقفِ اسرارِ وحی اور دانائے
رموزِ کنایہ ہیں۔ ہماری پیروی قرآنِ کریم کا طریقہ ہی یہ ہے کہ ہم اس قرآن لانے والے
حبیب پاک کی پیروی کریں۔

ـہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ پ۳

جب کوئی جاہل اور بے علم اپنے استاد کی تعلیم اور راہنمائی کے بغیر قرآن کریم پر عمل نہیں کر سکتا تو استادِ کل امام الرسل ہادی السبل صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی و قولی تعلیم کے بغیر قرآن پر کوئی کس طرح عمل کر سکتا ہے۔ بہر حال حدیث پر عمل قرآن پر عمل ہے اور عمل بالقرآن کی صورت ہی یہی ہے کہ حدیث پر عمل کیا جائے۔ یہی ہدایت یاب ہونے کا طریقہ ہے چنانچہ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ فرمایا۔

تنبیہ

جس طرح قرآن کریم پر عمل حدیث شریف پر عمل کے بغیر نہیں ہو سکتا یونہی حدیث پر عمل صحابہ کرام، ائمہ دین اور فقہاءِ مجتہدین کی ہدایت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہمیں حکم دیا کہ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ[1] (ترجمہ "اس کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع لایا")

ان لوگوں پر افسوس ہے جو حدیث شریف پر عمل کرنا قرآن کریم پر عمل کرنے کے خلاف سمجھتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی افسوس ہے جو فقہ پر عمل عمل بالحدیث کے خلاف سمجھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۸

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ[2]

[2] سورۂ آل عمران آیت ۳۰

(ترجمہ) اے محبوب! فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو
میرے پیروکار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

اس آیتِ پاک سے بھی مدعا نہایت وضاحت سے ثابت ہو رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی حضور کی حدیثوں اور حکموں پر عمل کرنا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اس کا حکم دیتا ہے، اس کو اتنا پسند کرتا ہے کہ اس کے ماسوا اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دعوٰے ہی غلط ہے اور اس سے انسان محبوبِ خدا بن جاتا ہے، گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے مگر افسوس کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ دیتا ہے کہ حدیث کا کوئی اعتبار نہیں، وہ قابلِ عمل نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم قرآن کریم تو حضور کو محبوبیت کے بلند ترین تخت پر جلوہ گر دکھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ ایسے محبوب ہیں جو اُن کے طرزِ عمل کو اپنائے اور ان کے قول و فعل کے مطابق اپنی شکل اور بود و باش بنائے تو وہ بھی محبوبِ خدا بن جاتا ہے کیونکہ یہ حقیقت واضح ہے کہ محبوب کی ہر صفت و عادت اور ہر چیز محبوب ہوتی ہے تو جب وہ صفتیں اور عادتیں قصداً کوئی آدمی اختیار کرے تو وہ ان صفات و عادات کا حامل بن جائے گا جو سب کی سب محبوب ہیں تو لامحالہ وہ بھی محبوب بن جائے گا۔ وہ وہی محبوب تو ہیں جن کے چہرۂ انور کا شوقِ کعبہ میں آسمان کی طرف اٹھ جانا کعبہ کو قیامت تک سب کا قبلہ بنا دیتا ہے۔

قرآن کریم پارہ ۲ رکوع ۱ میں فرمایا قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (ترجمہ) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ہم ضرور پھیر دیں گے تمہیں اس قبلہ کی طرف جس کو تم

پسند کرتے ہو۔"

وہ ایسے محبوب ہیں کہ خود اللہ رب العالمین جل مجدہ ان کا رضا جو ہے جو اس مرتضیٰ تھا اور وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اور بے شک قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے) سے واضح ہے۔ پس جو وہ ایسے اکمل و اجمل و اعلیٰ و اولیٰ ہیں کہ ان کی ایک ایک صفتِ کمال اور شانِ جلال کا تقاضا ہے کہ ان کے کسی اشارۂ ابرو کا بھی خلاف نہ کیا جائے چہ جائیکہ صریح احکام و ہدایات کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا جائے، سچ فرمایا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ (ترجمہ) "جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے اس کے لئے کوئی نور نہیں۔"

دلیل ۹ تا ۱۲

اَلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (ترجمہ) "یہ نبی زیادہ حقدار ہیں ایمانداروں کے ان کی جانوں سے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔"

جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایمانداروں کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ حضور کے برابر کسی مخلوق کا کوئی حق نہیں نہ ماں کا، نہ باپ کا، نہ کسی امیر کا، نہ کسی مشیر کا حتیٰ کہ اپنی جان کا بھی ان کے حکم کے مقابلہ میں قطعاً کوئی حق نہیں۔

سورۃ النور آیت ۴۰

سورۃ الاحزاب آیت ۶

دیکھو خودکشی شرعاً حرام ہے مگر وہ حکم فرمادیں تو حرام کیا اس وقت جان قربان کرنا فرض ہو جاتا ہے جس سے مومن درجۂ شہادت پالیتا ہے، وہ حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا ہے اور وہ زندگانی حاصل ہو جاتی ہے جو فانی نہیں۔

ایمان والو! ایسے سب سے بڑے حکمران کے احکام وہ فرمان جن کا نام حدیث ہے، کیا ان پر عمل کرنا ضروری نہیں؟ ہاں ہاں، اللہ کی قسم اللہ تو ضروری قرار دیتا ہے اور قرآنِ کریم یہی فرماتا ہے اور عاشق جانباز کا تقاضائے دلی و تمنائے ازلی ہی یہی ہے کہ ہمہ تن ہوش و گوش بن کر اسی محبوبِ مطلق اور حاکمِ برحق کے ہر حکم کی تعمیل کرتا رہے اور انہی کی شمعِ ہدایت کے گرد اگرد پروانہ وار رقصاں رہے، اور عشاق کی یہ دلی خواہش خود رب العالمین جل وعلا کے اس ارشادِ پاک کے موافق ہے کہ انہی کے اسوۂ حسنہ کو اپنایا جائے، ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا۔

(ترجمہ) "اللہ کی قسم ضرور ہے واسطے تمہارے اللہ کے اس رسول (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) میں اسوۂ حسنہ (بہترین پیروی) واسطے اس شخص کے جو اللہ اور پچھلے دن (روزِ قیامت) کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہو" پارہ ۲۱ رکوع ۱۹

○ اور یہ دلیل دہم ہے۔

بہرحال ایمانداروں پر ان کا اتنا بڑا حق ہے کہ ان کے کسی فیصلہ یا فرمان کے خلاف کسی ایماندار کا کوئی اختیار نہیں رہتا جیسے خود اللہ تعالےٰ کے فیصلہ یا فرمان کے خلاف کوئی اختیار نہیں، خود اللہ رب العالمین ہی حکم فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۱؎

ترجمہ: اور نہ کسی مومن مرد اور نہ کسی مومن عورت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے اس رسول کا تو وہ بے شک صاف گمراہ ہو گیا۔

یہ درجہ پانزدہم ہے۔

ہاں ہاں صرف یہی نہیں کہ کچھ اختیار نہ رہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے اور شرطِ ایمان ہے کہ دل سے بخوشی مان لے اور کسی قسم کی تنگی دل میں بھی محسوس نہ کرے ورنہ ایمان ہی نہیں۔ قرآن کریم کا واضح صریح ارشاد ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۲؎

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ ایماندار نہ ہوں گے جب تک کہ آپس کے ہر جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے تنگی نہ پائیں اور دل سے اچھی طرح

۱؎ سورہ احزاب آیت ۳۶

۲؎ سورہ نساء آیت ۶۵

من لیں"۔
○ یہ دلیل دوازدہم ہے۔

دلیل ۱۳ تا ۱۵

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۔ [1]

(ترجمہ) "تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو اس رسول کا۔ پھر اگر تم منہ پھیرو تو اس رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا ہے اور اگر اس رسول کی فرمانبرداری کرو تو ہدایت پالو گے اور اس رسول کے ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا"۔

نوٹ: یہ حکم کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک کا حکم مانا جائے، قرآن کریم کی بہت ہی زیادہ آیتوں میں وارد ہوا ہے حتیٰ کہ صاف صاف فرمادیا کہ رسولوں کو بھیجا ہی اس لئے جاتا ہے کہ ان کا حکم مانا جائے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ پ ۵ رکوع ۶
(ترجمہ) اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کا حکم مانا جائے اس کی اطاعت کی جائے تو حدیث کو غیر معتبر کہنا معاذ اللہ! معاذ اللہ۔ حکمتِ بعثت رسل (رسولوں کو بھیجنے کی حکمت) کا انکار ہے اور حضرت رب العالمین جل وعلیٰ کی صریح بے فرمانی ہے۔

[1] النور آیت ۵۴

یہ دلیل چہاردہم ہے۔

بے فرمانوں کو اس وقت پتہ چلے گا جب دوزخ کی سخت ترین آگ میں ان کے چہرے تمے جلینگے اور اس ذلت اور رسوائی کے عذاب میں بڑے پشیمان ہو کر حضور کی فرمانبرداری کی آرزوئیں کریں گے چنانچہ اللہ رب العالمین جل علا نے قرآن کریم میں اس سے خبردار کر دیا ہے تاکہ منکر آج سمجھ جائیں اور بے فرمانی سے باز آجائیں، فرمایا:

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا۔ پ ۲۲ رکوع ۵

(ترجمہ) "جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔"

اور اللہ و رسول کے حکم ماننے کا تقاضا ہے کہ قرآن کی طرح حدیث پاک کو بھی معتبر سمجھا جاتے، یہ دلیل پانزدہم ہے۔

دلیل نمبر ۱۶، ۱۷

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔ پ ۵ رکوع ۱۴

(ترجمہ) "اور جو اس رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل فرمائیں گے اور بری

ہے جگہ پلٹنے کی دوزخ "

کون نہیں جانتا کہ حدیث کا اعتبار نہ کرنا اور اپنی رائے کے پیچھے چلنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرنا ہے اور یونہی یہ بھی واضح کہ ہر زمانہ اور ہر ملک کے مسلمان حضور کی حدیثوں کا اعتبار کرتے ہیں اور ان پر عمل کرنا باعثِ نجات سمجھتے ہیں۔ حدیثوں کو غیر معتبر ماننے والے اشخاص کا فرض ہے کہ اس آیت پاک کو غور سے پڑھیں اور ایسے خطرناک انجام سے بچیں۔

دنیا مقامِ پردہ ہے، موت آتے ہی سب کچھ کھل جاتا ہے مگر اس وقت آدمی کچھ نہیں کر سکتا۔ اب غور کرنا چاہیئے نیز وہ لوگ بھی غور کریں جو آئے دن اہل سنت و الجماعت پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ اور دوسرے امامانِ دین کی تقلید حرام اور شرک ہے اور کہا کرتے ہیں کہ عیدِ میلاد منانا شرک، گیارہویں منانا شرک، یارسول اللہ کہنا شرک، حضور کی خداداد صفات علم غیب اور اختیار و اقتدار ماننا شرک، یہ شرک وہ شرک، بات بات پر شرک کے فتوے لگاتے رہتے ہیں۔ یہ بھی غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ (ایمانداروں کی راہ سے جدا راہ) پر چل رہے ہیں روئے زمین کے مسلمان صدیوں سے حنفی، شافعی، مالکی حنبلی چلے آرہے ہیں عید میلاد منا۔ اور گیارہویں کی خیرات فی سبیل اللہ سعادت سمجھتے ہیں اور حضور کی خداداد شانوں کا ماننا ان کے نزدیک تکمیلِ ایمان ہے اور سچی محبت کا تقاضا ہے جو جذباتی نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت ہے۔

یہ امر واقع ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جاہ و جلال اور شان و شوکت لحظہ بہ لحظہ ترقی در ترقی ہی کر رہے ہیں، قرآنِ کریم کی شہادت ہے۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (پ ۳۰ ع ۱۸) اور بے شک پچھلی آپ کے لیے پہلی سے بہتر ہے"

و کیونکر حضور کیا ب سکتا ہے کہ حضور کی خدا داد صفات یا حکومت میں فرق آجائے
ور آپ کی ن خوت کسی ۔ بعد زمانہ میں لازم نہ رہے ۔ یہ ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا ان کے
سر انور پر ختم نبوت کا چمکتا ہو تاج یہ بتا رہا ہے کہ قیامت کے دن تک انہی کو دور دورے
در نہی کا حکم جاری ہے ۔ ان کا باغی اللہ رب العلمین کا باغی ہے لہٰذا یہ نہیں ہو سکتا کہ
ن کے احکام، قول، ہدایات جن کا نام حدیث ہے اب یا آئندہ کسی زمانہ میں قابل
عتبار نہ رہیں اور دیدہ دانش کی طرح نہ صنع ہوا کہ جس طرح حضور کے زمانہ میں حدیث
قابل عتبار تھی اسی طرح آج بھی قابل اعتبار ہے اور قیامت تک قابلِ اعتبار
رہے گی۔

○ یہ سترھویں دلیل ہے۔

دلیل نمبر ۱۸ تا ۳۵

قرآن کریم پارہ ۲۴ رکوع ۱ میں ہے

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ
إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكٰفِرِينَ ۝ وَالَّذِي جَاءَ
بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝

ترجمہ: تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچ کو
جھٹلائے جب اس کے پاس آئے۔ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں
اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنھوں نے ان کی تصدیق کی
یہی پرہیزگار ہیں۔

سچ لے کر تشریف لانے والی شخصیت جس کا ذکر ان آیتوں میں ہے

کی صداقت بلاشک وشبہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلیل ہے

بڑی وضاحت سے بتا رہی ہے کہ سچ کو جھٹلانے والے سب لوگوں سے زیادہ ظالم ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور دوسری آیت فرما رہی ہے کہ سچ کی تصدیق کرنے والے پرہیزگار ہیں اور پرہیزگار جنتی ہیں تو روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قرآن کریم کی طرح حدیث پاک کا ماننا بھی ضروری ہے کہ دونوں اسی محبوب حق کے لائے ہوئے ہیں اور سچ ہیں کہ وہ سچے نبی سچ ہی لائے ہیں۔ ان کی ایک ایک بات صداقت کے بلند ترین مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی لاتعداد پیشینگوئیاں جن کا ظہور لگاتار ہوتا آرہا ہے اور قیامت کے بعد ابدالآباد تک ہوتا چلا جائے گا ایک ایک ان کی صداقت کی زبردست دلیل ہے اور وہ اس کثرت سے ہیں کہ سب کو جمع کرنا ممکن نہیں لہٰذا ان میں سے صرف چند اور وہ بھی وہ جو حدیث کی مشہور کتابوں البخاری ومسلم وغیرہ کے زمانۂ تصنیف سے بلاشبہ بعد میں ظاہر ہوئیں، ذکر کی جاتی ہیں۔

پیشینگوئی نمبر ۱

صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۴، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۳ میں حضرت ابوہریرہ سے ہے

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرٰى.

(ترجمہ) "بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے سرزمین حجاز سے ایک ایسی آگ نکلے گی جو بصرے میں اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی۔"

اس حدیث پاک کے مطابق وہ زبردست آگ [illegible]

۶۵۴ھ جمعہ کے دن دوپہر سے پہلے حجازِ مقدس میں مدینہ منورہ کی مشرقی جانب بعض کی مسافت پر زمین سے بادل کی طرح گرجتی ہوئی نکلی مسجدِ مدینہ کی مقدار پر پھر اس سے آگ کا ندی جاری ہوا جس کا طول (لمبائی) ۱۲ میل، عرض (چوڑائی) ۴ میل، عمق (گہرائی) آدمی کے ڈیڑھ قد کے برابر، بادل کی گرج اور دریا کے جوش میں رواں دواں تھی. یوں دکھائی دیتی تھی کہ ایک بہت بڑا شہر ہے جس کی شہر پناہ دیوار نے ہر طرف سے احاطہ کیا ہوا ہے اور اس میں بڑے بڑے برج اور مینار ہیں اس آگ کے شرارے بڑے مکانوں کے برابر تھے، پتھروں اور پہاڑوں کو سگے کی طرح پگھلا رہی تھی اور جھاگ نکل رہی تھی. یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس سے سیاہ اور سرخ نہریں نکل رہی ہیں پتھر پگھل کر سرخ ہو جاتے تھے اور یہ نہایت ہی تعجب خیز چیز ہے کہ وہ آگ ہماری دنیاوی آگ کے بالکل برعکس تھی کہ وہ پتھروں کو تو خوب جلا رہی تھی مگر درخت اور خشک و تر لکڑی اس سے محفوظ تھے۔

پہلے پہلے تو اہلِ مدینہ بہت ہی زیادہ پریشان ہوئے اور سخت ترین خوف و خطرہ کا احساس کرتے رہے. توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے اور مسجدِ پاک میں اہلِ اسلام کے حقیقی امن اور سچی جائے پناہ روضۂ اقدس کے ارد گرد تمام امراء، رؤساء اور خواص و عوام حتیٰ کہ خواتین اور بچے بھی جمع ہو گئے اور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں پناہ گزین اور فریادی و طالبِ شفاعت ہوئے تو حضرت رب العالمین نے اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے بہ طفیل اس آگ کا رخ جانبِ شمال پھیر دیا اور پیارے محبوب کے اعزاز و امتیاز کا جلوہ دکھایا. حرارت نہایت ہی سخت تھی اور باوجودیکہ مدینہ پاک کے حرم شریف کے نزدیک پہنچ گئی مگر معجزانہ طور پر مدینہ میں اس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی.

ہاں مؤرخین نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے نکلنے اور جلانے سے تمام گرد و غبار
بھر آکہ آسمان پر موٹے بادل کی طرح چھا گیا اور آفتاب و ماہتاب کی ضیاء پاشیاں بالکل
مدھم پڑ گئیں اور گرہن جیسی حالت دور دور تک نمایاں ہو گئی حتیٰ کہ دمشق میں اس کے
اثرات دیکھے گئے مگر اس آگ کی روشنی کا یہ عالم تھا کہ فضا جگمگا رہی تھی۔ مدینہ طیبہ
کے لوگ رات کو آفتاب جیسی روشنی میں کام کیا کرتے تھے حتیٰ کہ خواتین چرخے کا کر
پوری رات کو سوت کاتا کرتی تھیں۔

اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ سے بھی دیکھی گئی اور بصریٰ کے پہاڑ اس سے
روشن ہو گئے اور بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو بھی حسب تصریح حدیث پاک اس
آگ نے روشن کر دیا حالانکہ بصریٰ دمشق کے قریب اور مدینہ طیبہ سے کافی دور ہے
اور "تیماء" (جو مدینہ طیبہ سے بصریٰ کے مانند بہت دور ہے) میں اس آگ کی روشنی
سے رات کو کتابیں لکھی گئیں۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ وہ آگ پتھروں کو جلاتی ہوئی جب حرم مدینہ (مدینہ طیبہ
اور اردگرد کی پھیلی ہوئی مخصوص اراضی کا مخصوص حصہ) کی حد پر آئی اور ایک بڑا پتھر جس کا نصف
حرم میں تھا اور نصف باہر اس سامنے آیا تو آگ نے اس پتھر کے بیرونی حصہ کو حسب دستور
جلا دیا مگر اندرونی حصہ بالکل محفوظ رہا اور آگ بجھ گئی۔ یہ بھی حضور کا ایک کھلا ہوا معجزہ تھا۔

تواریخ بڑے وثوق سے بیان کرتی ہیں کہ اس آگ کے ظاہر ہونے سے
پہلے مدینہ پاک میں کئی دنوں تک زلزلوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اول اول تو بڑے خفیف
سے جھٹکے محسوس ہوئے مگر ۳ جمادی الآخر سے منگل کے دن بڑے سخت زلزلے شروع
ہو گئے اور بدھ کی رات تو ایسا سخت زلزلہ آیا کہ لوگ ڈر گئے اور دل دہل گئے۔
دیواریں ہلنے لگیں، زمین دھڑک رہی تھی اور ہانڈیاں سے سخت گرجیں آ رہی تھیں پھر

یہ زلزلے جمعہ کے دن تک بار بار آتے رہے حتیٰ کہ ایک دن میں چودہ بار
ہیں کہ اٹھارہ مرتبہ زلزلہ آیا پھر جمعہ کے دن زمین پھٹی اور آگ نکلی۔ وہ خطرناک آگ پہاڑ
کی ہیبت ناک حالت پر جو [illegible] زیادہ تفصیل سے بیان ہوئی، ۲۷ رجب المرجب
۶۵۴ھ اتوار کے دن تک پورے باون روز قائم رہی پھر بجھ گئی مگر لکھتے ہیں کہ
دنوں کے بعد پھر ظاہر ہوئی۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ اس آگ کا یہ سلسلہ (یعنی کبھی بند ہو جانا
اور کبھی نمودار ہو جانا) تین ماہ تک جاری رہا۔

جب اس آگ نے پہاڑوں اور پتھروں کو سکہ کی طرح پگھلا پگھلا کر بہایا تو وادیٔ شظاۃ کے درمیان ایک زبردست بند سدِ سکندری کی طرح کھڑا ہو گیا۔ اس بند سے یہ بہت ہی بڑا فائدہ ہوا کہ اس طرف سے اعرابی قذاق اور مفسد جو آ کر ہمیشہ تنگ کیا کرتے تھے۔ ان کا راستہ بند ہو گیا اور اہلِ مدینہ ان کے شر سے محفوظ ہو گئے۔

یہ مضمون فتح الباری ج ۳ ص ۶۷، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۳۶۶، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۰۳ تا ۳۰۴، جذب القلوب ص ۴۷ تا ۵۰، مرآۃ الزمان (تاریخ دمشق) ج ۴ ص ۱۳۱ تا ۱۳۳، تاریخ الخلفاء ص ۳۲۰، وفاء الوفاء (تاریخ مدینہ منورہ) ج ۱ ص ۹۸ تا ۱۰۶ وغیرہا سے ماخوذ ہے۔

وفاء الوفاء مدینہ منورہ کی نہایت ہی مستند تاریخ ہے [illegible] ص ۱۰۴ میں فرمایا:

وَلَكِنْ مَنْ ذَكَرَهَا [illegible] وَعَجَائِبُ
[illegible] وَعَظَمَهَا يَكُنْ عَنْ وَصْفِ [illegible]
وَتَعْجِزُ عَنْ أَنْ يُحِيْطَ بِشَرْحِهَا الْبَيَانُ وَالْكَلَامُ۔

ترجمہ: "جس مؤرخ نے بھی اس آگ کا ذکر کیا۔ اس نے اپنا کلام اس کے

ختم کیا تو اس آگ کے عجائبات اور اس کی عظمت سے متعلق بہت سی تفصیلیں تھک جاتی ہیں اور اس کی تشریح آسان نہیں کہ ہم اسے احاطہ کر سکیں۔

اور یہ حدیث بخاری و مسلم کے علاوہ بھی بکثرت کتب احادیث میں موجود ہے۔ اس پیشینگوئی کا بکثرت زلزلوں، گرجوں، گونجوں وغیرہ زبردست نشانیوں کے ساتھ یہ واضح ظہور مخالفین کی دہن دوزی کے لیے بڑا کافی ہے۔

بخاری و مسلم تیسری صدی کے وسط میں لکھی گئی ہیں اور یہ ظہور ساتویں صدی کے وسط میں ہوا۔ کیا اب بھی کسی کو یہ کہنے کی جرأت ہو سکتی ہے کہ احادیث شیوخ کی ذہنیت کی پیداوار ہیں؟ والعیاذ باللہ۔ پھر اہلِ مدینہ کا خوف سے رجوع کر کے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہ اتفاق پناہ حاصل کرنا اور شفاعت طلب کرنا پھر اس کے نتائج کا نمایاں طور پر مرتب ہو جانا صاف صاف بتا رہا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدہ زندہ ہیں اور اپنی امت کی نصرت و مدد فرماتے ہیں پھر حد درجہ تیز آگ جو جس پتھر کو جلا رہی تھی۔ اس کے حرم والے حصے کو نہ جلانا پھر سخت ترین حرارت کے باوجود اہلِ مدینہ کی طرف ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور اس طرح کے دوسرے معجزات کا ظاہر ہونا واضح کر رہے ہیں کہ حضرت رب العالمین جل وعلا اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاہ و جلال اور حضور کی شان کا کیسے زبردست معجزات کے ساتھ اظہار فرما رہا ہے اور وہ اظہار بھی یوں نہیں کہ صرف وقتی طور پر ہو بلکہ پورے تین ماہ تک ہوتا رہا جس کے زبردست اثرات متعلقہ ارضی اور تاریخی کتابوں میں بڑی وضاحت سے ثابت ہیں۔

اس عظیم الشان آگ کے فوائد و نتائج کا تفصیلی بیان تقاضا کرتا ہے کہ اس موضوع پر مستقل ضخیم کتاب لکھی جائے مگر بطور تنبیہ اہل سعادت کے لیے یہی کافی ہے۔

پیشینگوئی نمبر۲

صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۱۰، مسلم ج ۲ ص ۳۹۵ وغیرہ کتب حدیث میں حدیث پاک ہے کہ مسلمان قیام قیامت سے پہلے پہلے ترک قوم سے جہاد کریں گے اور پھر اس قوم کا حلیہ بھی بیان فرمایا۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ ہیں۔ یہ پیشینگوئی بھی ساتویں صدی ہجری میں پوری ہوئی۔ بعدازاں ترک اسلام کے حلقہ بگوش بن گئے اور یونہی کئی اور قوموں سے جہاد کی پیشینگوئیاں احادیث کثیرہ میں ہیں جن سے کافی پوری ہو چکی ہیں اور کئی پوری ہونے والی ہیں۔

پیشینگوئی نمبر۳

یہ پیشینگوئی اس آیت پاک کے متعلق ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ ؎

(ترجمہ) اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے

؎ ۵ ۔ انفال آیت ۶۰

تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہ رہو گے ۔

قرآن کریم قیامت تک کے لئے ہادی و رہنما ہے ۔ جتنے بھی سلاطین قیامت تک ہونے والے ہیں سب کے دلوں میں اپنے اپنے زمانے میں اس قوت کے تیار رکھنے سے دھاک بٹھانا لازم ہے ۔ اس قوت کی تفسیر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار خبردار کرتے ہوئے لفظِ 'رمی' کے ساتھ فرمائی چنانچہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۳ پر عقبہ ابن عامر کی روایت میں ہے اَلَا اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ (ترجمہ) "خبردار یہ قوت (جس کا آیتِ پاک میں ذکر ہے) رمی ہی ہے خبردار یہ قوت رمی ہی ہے، خبردار یہ قوت رمی ہی ہے "۔

رمی عربی لفظ ہے اس کا معنے ہے پھینکنا، اس وقت سے قیامت تک جو چیز بھی بطور اوزار جنگ میں استعمال کے قابل ہے اور پھینکی جاتی ہے ۔ ان تمام چیزوں پر یہ لفظِ رمی حاوی اور شامل ہے ۔ لغتِ عرب میں رمی تیر کے ساتھ ہی خاص نہیں قرآن کریم میں ہے مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی [1] حالانکہ حضور نے اس وقت تیر نہیں پھینکا تھا بلکہ مٹی اور سنگریزے پھینکے تھے تو روزِ روشن کی طرح روشن ہو کہ رمی عام ہے ہر پھینکنے کو عربی میں رمی کہا جاتا ہے اور واقعی اس زمانے سے آج تک رمی اوزارِ جنگ میں نمایاں رہی ہے ۔ اس وقت تو تیر، تلوار، نیزے عموماً استعمال ہوتے تھے تلوار کی حیثیت بھی بڑی نمایاں تھی حتیٰ کہ ہمارے پیارے رسول مقبول کا ایک نام صاحب السیف بھی ہے مگر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، رمی زیادہ اہمیت پکڑتی گئی اور آج تو بس رمی پر دارومدار، نیزے یا تلوار کا استعمال تو ملکی جنگوں میں نام کو بھی نہیں رہا ۔

---

[1] انفال آیت ۱۷ (ترجمہ) اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی ۔

بہر حال رمی مارنا ہے تیر کی رمی ہو یا لفظ کی (ایک قسم کا تیل ہے جسے پھینک کر دشمن پر ڈالا جاتا تھا) جس سے آگ لگ جاتی تھی، منجنیق سے پتھر پھینکے جائیں یا بندوق سے گولیاں یا توپ سے گولے برسائے جائیں یا برین گنوں سے حملہ کیا جائے سبھی رمی ہی ہے پھینکا ہوا ہو، ہوائی جہاز سے عام بم ہو یا ایٹم بم، ہائیڈروجن بم یا اس سے بھی کوئی توانا تر بم سب پر رمی سچی ہے۔ میزائلوں سے رمی ہو یا تارپیڈو یا وبائی امراض کے جراثیم پھینکے جائیں یا کوئی پھینکنے کا اوزار ہو یا نیا ایجاد کیا جائے سب پر لفظِ رمی بلا تاویل سچا آ رہا ہے۔

یہ ہے ہمارے پیارے محبوب کی ہمہ دانی اور جامع البیانی کہ ایک ہی لفظ رمی میں وہ سب کچھ جمع فرما دیا جو ہر زمانے میں اس زمانے کے اہم اوزاروں پر سچا آ رہا ہے قربان جائیں اس پیارے کے سامنے زمین و زماں کی وسعتیں اور مکین و مکاں کی سمتیں سب سمٹی ہوئی ہیں، ماضی، حال و استقبال مختلفہ ممالک بحر و بر، عرش و فرش سب کے سب پیشِ نظر ہیں، اقوامِ عالم کیا، سب عالمین کے حاضر و ناظر ہیں کہ وہ تو ہیں ہی وہ جن کے متعلق ان کا رب جو رب العالمین ہے، فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝[1]

وہ وہی تو ہیں جن کو فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۝[2]

ہاں ہاں اللہ کی قسم وہ وہی ہیں جن کی شان میں آیا:

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۝[3]

۱؎ الانبیاء آیت ۱۰۷ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

۲؎ الاحزاب آیت ۴۵ ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

۳؎ الفرقان آیت ۱ ترجمہ: جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

ہے بنہ رسل، استادِ کل، ہادی سبل کی کوئی بات بھی غلط نہیں ہو سکتی دیکھئے حاشیہ تمہید ا

پیشنگوئی نمبر ۴ تا ۸

مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳، ۱۷۴ میں امام بیہقی کی (متوفی ۴۵۸ھ) شعب الایمان (نام کتاب حدیث) سے بروایت حضرت سلمانِ فارسی صحابی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے پچھلے دن میں ہمیں وعظ کیا فرمایا اے لوگو ضرور تمہارے نزدیک آیا ایک ایسا مہینہ جو عظمت والا ہے، ایسا مہینہ جو برکت والا ہے، ایسا مہینہ کہ اس میں ایک ایسی رات (شب قدر) ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے، ایسا مہینہ کہ اللہ نے اس کے روزے کو فرض کیا اور اس کی رات کے قیام (تراویح) کو سنت کیا، جو شخص اس مہینہ میں اللہ کی نزدیکی طلب کرے کسی خصلت کے ساتھ نیکی (نفلی عبادت مالی ہو یا بدنی) سے تو وہ ثواب کے لحاظ سے اس شخص کی طرح ہے جس نے کوئی فرض ادا کیا ہو کسی اور مہینے میں اور جس نے اس مہینے میں کوئی فرض (نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ) ادا کیا تو وہ (از روئے ثواب) اس شخص کی طرح ہے جس نے کسی اور مہینہ میں ستر فرض ادا کئے ہوں اور وہ صبر کا مہینہ ہے حالانکہ صبر کا ثواب جنت ہے اور وہ (فقیروں اور غریبوں کی) غمخواری کا مہینہ ہے ۔ وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایماندار کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے ، جو اس میں روزہ دار کا روزہ افطار کرائے ہوتی ہے واسطے اس کے بخشش اس کے گناہوں کی اور آزادی آگ (دوزخ) سے اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا کہ اس روزہ دار کو ملے گا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی ہو۔ ہم (صحابہ) نے عرض کی یا رسول اللہ ! ہمارا

ہ سورہ نساء آیت ۷۹ (ترجمہ) اور اللہ کافی ہے گواہ ۔

ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص کو عطا فرماتا ہے جو کسی کا روزہ دودھ کی لسّی کے
گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ پر افطار کرائے۔ اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر
کر کھلائے پلائے گا اسے اللہ میرے حوض سے ایسا پلائے گا کہ نہ پیاسا ہوگا یہاں تک
داخل ہوگا بہشت میں اور وہ ایسا مہینہ ہے کہ اول اس کا رحمت ہے درمیان اس کا
بخشش ہے اور آخر اس کا دوزخ سے آزادی ہے اور جو اس مہینہ میں اپنے غلام
سے کام لینے سے تخفیف کرے اللہ اسے بخش دے گا اور دوزخ سے آزاد فرمادیگا۔

یہ جلیل القدر حدیث، یہ پیارا پیارا وعظ، یہ سنہری ہدایات ایک ایماندار
کی نظر میں سرمایۂ حیات ہیں۔ بظاہر اس حدیث پاک میں بائیس پیشگوئیاں ہیں جن سے
بعض کا تعلق آخرت سے ہے اور بعض وہ ہیں جو عوام الناس کی ظاہری آنکھوں سے
نہاں ہیں اور بعض ایسی ہیں جو سب خواص و عوام کے لئے آفتاب کی طرح واضح و
عیاں ہیں۔ سچا ایماندار تو سب کو سچا مانتا ہے اور ظاہر بینوں کو دعوت غور دیتا ہے
کہ جس جس چیز کا تعلق (اگرچہ بہت ہی کم ہو) ظاہر سے ہے تو وہ ایسی ظاہر ہے کہ اس کا انکار
نہیں کیا جاسکتا۔

دیکھئے نمبرات ۱، ۲، ۷، ۸، ۱۰ اس مہینے کی عظمت آج بھی ظاہر ہو رہی ہے
اس کی برکت بالکل واضح ہے۔ اس میں ایماندار کے نیک کام بہت بڑھ جاتے ہیں
مہینہ [illegible] گئے گذرے زمانے میں بھی خوب صبر سے روزے رکھا کرتے ہیں اہل ایمان
[illegible] ہے کہ وہ اس نیک ماہ میں یتیموں، مسکینوں، فقیروں کی غمخواری کریں
[illegible] خوراک و پوشاک کا خیال کیا جاتا ہے اور اہل ثروت ایماندار دوسرے
مہینوں کی بہ نسبت اس میں زیادہ خیرات کیا کرتے ہیں۔ سعادت مندان ازلی کے ظاہری

رزق ہے اس بارے میں یقینی ترمذی باب میں نسبتاً [illegible] ہے [illegible]
بندہ ہو جاتا ہے اور خیرات وصدقات تاوقتیکہ خرچ نہ کرے اور دوسرے [illegible]
دوسرے لوگوں سے زیادہ کیا کرتے ہیں جو عموماً دوسروں کا رزق ہیں۔ رزق حقیقت
یہ ہی وہی جو انسان کے اپنے کام اس جہان میں آئے یا [illegible] اور وہ مال جو
دوسرے کے کام آئے وہ دوسرے کا رزق ہے چنانچہ حدیث پاک میں آیا کہ بندہ
کہتا ہے میرا مال میرا مال حالانکہ بے شک وہ چیزیں جو اس کے مال سے اس کی ہیں
تین ہیں، جو کھا لیا تو فنا کر دیا، یا پہن لیا تو پرانا کر دیا یا دے دیا اللہ کی راہ میں تو ذخیرہ کیا
اور جو ان تین چیزوں کے علاوہ ہے تو وہ جانے والا ہے اور اسے لوگوں کے لیے
چھوڑنے والا ہے (مشکوٰۃ ص ۴۴۰)

بہرحال یہ پانچ پیشگوئیاں وہ ہیں کہ ہر سال ہر ماہ رمضان مبارک
میں ہماری ظاہر بین آنکھوں کے سامنے آفتاب و ماہتاب کی طرح نمایاں و عیاں
ہوتی ہیں تو معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں، اور جو کچھ حضور نے فرمایا
سب سچ ہی سچ ہے کہ ہماری آنکھیں جن جن احادیث کے مضمون کو دیکھ سکتی ہیں وہ سب کے
سب صحیح پا رہی ہیں تو جن [illegible] ہماری آنکھیں ان کے دیکھنے سے عاجز ہیں وہ
بھی صحیح نکلیں اور [illegible] کہ کیا ہی تقاضا ہے کہ بے دیکھے مانا جائے حضرت
رب العالمین جل جلالہ [illegible] ہمیں بخشے اور منکروں سے بچائے۔

پیشگوئی نمبر ۱۰۹

ترمذی جلد ۲ ص ۴۷ وغیرہ میں حضرت عمران بن حصین کی روایت میں
[illegible] مذکور ہے جس سے بڑی وضاحت سے ثابت کر

آخری زمانہ میں گانے والی عورتیں اور گانے کے مزامیر باجے وغیرہ ظاہر ہو جائینگے۔

امام ترمذی نے جو ان حدیثوں کے راوی ہیں ۲۷۹ھ میں وفات پائی حالانکہ

ان کا پھر نیہ ظہور اس چودھویں صدی میں ہو رہا ہے، گانا بجانا دبائی شکل اختیار کر گیا،

سینما بکثرت پھیل گئے ہیں اور ریکارڈ عام ہو گئے ہیں، ریڈیو کی بہتات ہے، ٹیلیویژن چالو ہیں

جن سے گانے والی عورتوں کا ظہور ہو رہا ہے اور مزامیر بھی ظاہر ہو رہے ہیں، چلتی ٹرینوں اور دوڑتی

لاریوں بلکہ سائیکلوں، تانگوں کی سواریاں ریڈیو سنتی جا رہی ہیں، عام راہگیر بھی سنتے جا رہے ہیں

ریڈیو اور ٹیلیویژن کی بے پردگی پر تو کوئی پردہ ہے ہی نہیں۔

بہر حال گانے والیوں کا ظہور اور مزامیر کا ظہور حسب تصریح حدیث سامنے

آچکا ہے، یہ دونوں پیشینگوئیاں صحیح طور پر سچی ہو چکی ہیں، اب اس پر مرتب ہونیوالے

بڑے خطرناک نتائج سے بے فکر رہنا دانا کا کام نہیں۔

پوری حدیث پاک سنئے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَ

قَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَتٰی ذٰلِکَ قَالَ اِذَا ظَھَرَتِ

الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ۔

ترجمہ: بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں خسف (زمین میں دھنسا دینا)

اور مسخ (صورت کا بگاڑ دینا) اور قذف (قوت سے پھینکنا) ہوگا، تو ایک مسلمان نے عرض کی یا رسول اللہ

یہ کب ہوگا؟ فرمایا جب گانے والی عورتیں اور مزامیر (گانے کے ساز) ظاہر ہو جائیں گے اور شرابیں پی جائینگی۔

اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں جن میں اور بھی بہت سی چیزوں کا اضافہ ہے۔ اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ

خسف و مسخ و قذف ہونگے جب گانے والی عورتیں اور مزامیر ظاہر ہو جائینگے اور شرابیں پی جائینگی اور رنگ برنگی شرابیں اور

نذ اور چیزیں تو مدت سے ہی جاری ہیں مگر اب کافی ترقی پر ہیں گانے والی عورتیں وغیرہ کثیر ظہور میں آ رہی ہیں ..... تو
ب ان چیزوں پر مرتب ہونے والے عذاب خسف و مسخ و قذف کا سخت تر ین خطرہ ہے
خسف کا معنٰے ہے زمین میں دھنس جانا یا دھنسا دینا جو زلزلوں کے سبب زمین کے پھٹ جانے سے واقع ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض ملکوں میں سنا گیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان یونہی زمین میں دبا دیا جائے قارون کی طرح۔ خدا بچائے ہمیں
مسخ کا لغوی معنٰے ہے اچھی صورت بگاڑ کر بری بنا دینا جو آجکل کے کافی نوجوانوں پر سچا آ رہا ہے کہ مردانہ شکل جو مرد کے لئے اچھی ہے بگاڑ کر زنانہ شکل اختیار کر رہے ہیں اور یونہی وہ عورتیں جو مردانہ شکل بنا رہی ہیں اور جنس کی تبدیلی بھی کافی وقوع پذیر ہو چکی ہے جو لغوی مسخ کی حامل ہے البتہ کنز العمال کی حدیث مرفوع سے ثابت کہ آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم جو کلمہ گو تو ہو گی مگر گانے کے باجے وغیرہ اور گانے والی عورتوں کے اختیار کرنے اور شرابوں کے پینے کے باعث بندر اور خنزیر بنا دی جائے گی اور یہی شکل ظاہر ہے۔
قذف کا لغوی معنٰے ہے زور سے پھینکنا (نہایہ، مجمع البحار) اور چونکہ یہ قذف بطور سزا گناہ پر مرتب ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی ایسا پھینکنا ہو گا جو باعثِ ہلاکت و رسوائی بنے خواہ آسمان سے پتھر برسائے جائیں یا بمباری کی جائے۔ آگ برسائی جائے یا کوئی اور خطرناک چیز زور سے پھینک کر ہلاک کیا جائے۔ بہر حال قذف رمی کی طرح عام ہے اور پتھر پھینکنے کے ساتھ خاص نہیں، قرآنِ کریم میں ہے يُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ کہ شیطانوں پر آسمان کی ہر سمت سے شہب نار یہ پھینکے جاتے ہیں۔

...ص ۱۹

بالآخر کی غرض یہ قذف بھی بہت پایا جا رہا ہے۔ ابھی زمانہ قریب میں جو جنگ عظیم ہو چکی ہے اور ان دوسرے ملکوں میں بھی آتش باری ہو رہی ہے۔ آتش فشاں کا سلسلہ تو جاری ہے۔ تو واضح ہو کہ یہ پیشینگوئی کہ ایسا ہوا تو قذف ہوگا۔ بعض صاف طور ظاہر ہو چکی ہے وہ اسے گیارہوں نمبر دیا جاتے اور دوسری دوسزاؤں کا ظہور بھی عنقریب ہی پایا جانے والا ہے۔

پیشینگوئی نمبر ۱۲

کنز العمال جلد نمبر ۷ ص ۱۷۸ میں مستدرک حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) اور مسند امام احمد (متوفی ۲۴۱ھ) سے علامات قیامت کی حدیث میں ہے وظہور القلم (اور قلم کا ظہور) اور مسند امام احمد سے عمرو بن تغلب کی حدیث میں ہے و یکثر القلم (اور زیادہ ہو جائے گا قلم) آج یہ دونوں چیزیں یعنی قلم کا ظہور اور کثرت اپنے عروج پر ہے۔ رنگ برنگے مختلف اقسام کے قلم اور نبار ظاہر ہو چکے ہیں، اور کئی عوام الناس جو لکھنے سے بھی عاری ہیں جیبوں میں قلم رکھتے ہیں، اور بکثرت ایسے حضرات بھی ہیں جو کئی کئی قلمیں اپنے پاس رکھا کرتے ہیں، اور قلم کا نمونہ یوں بھی بکثرت ہے کہ کاتب ایک کاپی لکھ دیتا ہے جو پریس میں چھپ کر ایک سے ہزارہا بن جاتی ہے اور کثرت سے ظاہر ہو جاتی ہے بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس پیشینگوئی کا تعلق مختلف اقسام کے مطابع سے بھی ہے کہ مطابع قلم کا کام بحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں اور کثرت سے چیزیں چھپ رہی ہیں جو سب نتائج کے لحاظ سے قلم ہی ہیں۔

پیشینگوئی نمبر ۱۳

کنز العمال جلد نمبر ۷ ص ۱۳۹ میں [illegible] بروایت حضرت حذیفہ [illegible]

[illegible] اختلفت قلوبهم واختلف [illegible]

[illegible] (ترجمہ) نہیں قائم ہوگی قیامت حتیٰ کہ [illegible] دلوں میں [illegible] اور اقوال مختلف ہو جائیں گے اور ایک ماں باپ سے بھائی دین میں الگ الگ ہو جائیں گے۔

آج یہ پیشنگوئی حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے کہ ایک ملک کے باشندے بلکہ ایک شہر کے، صرف ایک شہر ہی نہیں بلکہ ایک ایک محلہ اور ایک ایک گاؤں اور ایک ایک خاندان کے لوگ بلکہ ایک ہی گھر کے ایک دوسرے سے مانوس نہیں۔ ان کے قلوب متحد نہیں، ان کے اقوال میں بھی یکرنگی نہیں اور خیالات کا اختلاف بھی ظاہر ہو گیا ہے حتیٰ کہ حقیقی بھائی بھی الگ الگ دینوں کے پیروکار بن چکے ہیں۔

پیشنگوئی نمبر ۱۴

مشکوٰۃ ص ۴۶۴ و ۴۶۵ میں بحوالہ ابو داؤد و ترمذی (جو میری صحت کی میں لکھی گئی ہیں) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي اُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ترجمہ) جب میری امت میں تلوار رکھی گئی (خانہ جنگی شروع ہو گئی) تو اس سے قیامت تک اٹھائی نہیں جائے گی یعنی قیامت تک امت میں خانہ جنگیاں ہوتی رہیں گی چنانچہ زمین و زمان، سورج اور چاند گواہ ہیں کہ جب سبائی ذہنیت کے شرارتیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے خانہ جنگی کی بنیاد رکھی تو اس وقت سے لے کر آج تک برابر خانہ جنگیاں

ہو چکی ہیں۔ اسی سابقہ ہندوستان کی سرزمین پر کافی خانہ جنگیاں ہوئیں۔ یہی خانہ جنگیاں
تھیں جن کے باعث اسلامی فتوحات کا تیز دھارا بکھر گیا۔ یہی خودکشی ہے جس کے باعث
بنو امیہ کا ستارہ ڈوب گیا اور بعد ازاں بنی عباس کا آفتاب غروب ہو گیا۔ یہی حرب و ضرب
تھی جن سے فرنگی پرچم ہندوستان پر لہرایا۔ یہی آویزشیں ہیں جن سے یہودی ریاست کی بنیاد
رکھی گئی۔ یہی بھوت افغانستان کی حکمران ٹولی کے سر پر سوار ہے کہ پاکستان کی ترقیوں سے
پریشان ہیں۔ اسی پریشان دماغی کا اثر ہے کہ آج سے تقریباً ہزار سال پہلے کی یادگار سومنات
کا وہ تاریخی دروازہ جو سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ ہندوستان سے بطور نشان لائے تھے
ان بہادروں نے وہی دروازہ بطور تحفہ دوبارہ ہندوستان پہنچا کر سومنات میں بحال کرا دیا ہے۔

اللہ اسلام دشمنی سے پناہ دے۔

پیشینگوئی نمبر ۱۵، ۱۶

اسی حدیث مندرجہ بالا میں یہ بھی ہے وَاِنَّہٗ سَیَکُوْنُ کَذَّابُوْنَ
ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیُّ اللّٰہِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ
لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ترجمہ) اور بے شک قریب ہے کہ ہوں گے تیس بڑے جھوٹے، ان کا
ہر ایک کہے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے پیچھے کوئی نبی نہیں

سے ور ب سی خانہ جنگی سے پاکستان کا نصف کٹ گیا اور باقی ماندہ بھی خطرات میں گھرا ہوا ہے ۱۲
منہ غفرلہ

اسی مضمون کی حدیثیں بخاری و مسلم وغیرہما کتب حدیث میں بکثرت ہیں۔ دونوں پیشنگوئیاں! کہ امت میں نبوت کے جھوٹے مدعی ہوں گے اور حضور کے پیچھے کوئی نبی نہیں، آج تک برابر ظاہر ہو رہی ہیں، کتنے ہی جھوٹے نبوت کا دعوے کر چکے ہیں جتنے کہ سابقہ پنجاب میں بھی ایسے دعوے کئے گئے اور یہ حقیقت بھی آفتاب و ماہتاب سے زیادہ چمک رہی ہے کہ واقعی حضور کے پیچھے کوئی نبی نہیں۔ ہاں اِس حدیثِ پاک سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ خاتم النبیین کا یہی معنے ہے کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میرے پیچھے کوئی نبی نہیں۔ اِس حدیث پاک میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ تیس سے زائد نہیں ہوں گے تو دو چار زائد کی نفی ہرگز ہرگز نہیں، پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کاذبون ثلثون نہیں فرمایا جس کے معنے ہیں جھوٹے تیس بلکہ فرمایا کذابون ثلثون جس کا معنے ہے بڑے جھوٹے تیس اور بخاری مسلم وغیرہ کی روایت میں دجالون کا اضافہ بھی ہے کہ وہ بڑے جھوٹے، بڑے فریبی ملمع ساز ہوں گے۔ دجال وکذاب مبالغہ کے صیغے ہیں، یہ ان جھوٹوں پر صادق ہیں جو بڑے جھوٹے اور بڑے فریبی ملمع ساز ہوں اور ہر ایک مدعیٔ نبوت پر صادق نہیں کہ کئی بیچارے صرف ایک دو مرتبہ ہی یہ جھوٹا دعوے کر سکے اور زیادہ دیر تک زیادہ جھوٹ نہ بک سکے اور یونہی کئی بالکل کم عقل تھے یا ہوشیار نہیں تھے تو فریب نہ دے سکے یا کسی ایک آدھ کو فریب دے دیا مگر کسی جماعتِ کثیرہ کو فریب نہ دے سکے تو وہ دجّال کیسے بنے؟

بہرحال یہ مخفی نہیں کہ کذاب و دجال وہ ہیں جن کے جھوٹ اور فریب کا جال بڑا وسیع ہو جو طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے اپنے مشن کی پوری پوری سرگرمی سے تبلیغ کریں اور بڑے بڑے چست وچالاک مدعیانِ علم وعقل کو بھی اپنے دامِ تزویر میں پھنسا لیں، والعیاذ باللہ!

حضور نے خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرما کر ایسے فریبوں کے پردے تار تار کر دیئے ہیں سبحان اللہ! قربان جائیں کیسی بہترین وضاحت ہے سب [illegible] کو مستغرق

[illegible] ہر قسم کے نئے نبی کی نفی کرتے ہیں عام [illegible] قریب [illegible]

بنے ہیں [illegible] مجھ میں ۔ مدعی دجال و کذاب ہوں گے ، کاذب [illegible]

احادیث نے قرآن کریم کی طرح کسی بھی نئے نبی کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تو جو بھی نبوت کا

دعوے کرنے جھوٹا ہے اور ان تمام جھوٹوں سے بچائے ۔

پیشگوئی نمبر ۱۷

یہ فتنہ انکار حدیث کی نشاندہی ہے جو اس صدی میں ہمارے سامنے ظاہر ہو گیا ہے

ابو داؤد [illegible] میں حضرت مقدام بن معدیکرب سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

الا انی اوتیت القرآن ومثله معه الا یوشک رجل شبعان

علی اریکته یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من

حلال فاحلوه وما وجدتم فیه من حرام فحرموه الا لا یحل

لکم الحمار الاهلی ولا کل ذی ناب ۔

ترجمہ : خبردار مجھے دیا گیا ہوں میں قرآن اور اس کے ساتھ اس کی مانند ، خبردار رہو عنقریب ایک سیر پیٹ شخص اپنے اریکہ تخت ، کرسی ، کوچ وغیرہ جو بڑا آراستہ ہو بیٹھ کر کہے گا کہ قرآن کو لازم پکڑو تو جو کچھ اس میں حلال پاؤ اس کو حلال جانو اور جو حرام پاؤ حرام جانو (یعنی حدیث کی ضرورت نہیں) خبردار تمہارے لئے حلال نہیں پالتو گدھا اور حلال نہیں ہر کچلی والا درندہ جانور ۔

حضور نے [illegible] بار بار فرما کر تین مرتبہ تنبیہ فرمایا ۔ حدیث کی اہمیت بیان فرمائی کہ وہ قرآن کی تشریح ہے اور وہ چیزیں بہت سی ہیں جن کا حرام ہونا بظاہر قرآن سے نہیں ملتا حالانکہ وہ حدیث سے ثابت ہیں [illegible] گدھا اور درندے جانور وغیرہ اور یہ بھی فرما دیا کہ ایک شخص پیٹ بھر فارغ البال [illegible]

آپ کو یہ باقیمتی کرسی پر بیٹھا علماء [illegible] سے بے نیاز ہو کر کہے گا کہ [illegible] قرآن پڑھو [illegible]
معتقد ہو گا کہ حدیث پڑھنی کی ضرورت نہیں کیونکہ حدیث بھی شے نہیں قرآن ہے ورنہ گدھا وغیرہ بہت چیزیں ایسی ہیں جن کی حرمت بظاہر قرآن کریم سے نہیں ملتی۔

اس مضمون کی حدیثیں حدیث کی مستند کتابوں میں بکثرت ہیں جن کی تدوین کئی صدیاں قبل کی ہے۔ بہرکیف یہ پیشینگوئی بھی پوری ہوئی اور دنیا نے دیکھا کہ ایک ایسے فرد نمودار ہو اور اس نے باقاعدہ تحریک چلائی کہ حدیث قابل اعتبار نہیں، اس پڑھنے کی ضرورت نہیں، اب ہمارا فرض ہے کہ ہم حضور کے خبردار کرنے سے خبردار رہیں اور کسی ایسی آواز پہ ہرگز ہرگز کان نہ دھریں جو ہمیں حضور کی ہدایت سے دور کرے اور گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈالے۔

چند پیشینگوئیوں کی بجائے پوری سترہ لکھی گئی ہیں کہ لکھتے وقت دماغ کشاں کشاں آگے ہی نکلتا گیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بھی ایک بحر ناپیدا کنار ہے تعجب ہے کہ ایسے سچے رسول برحق کی حدیث پاک کے متعلق شکوک و شبہات پھیلائے جاتے ہیں جن کی کوئی بات غلط ہوئی ہی نہیں۔

چونکہ ایک ایک پیشگوئی کا ظہور بھی مستقل دلیل ہے لہذا یہ سترہ دلیلیں ہیں اور یہ اٹھارہ دلیلیں پہلے لکھی جا چکی ہیں تو وہ کل دلیلیں جو حدیث الحبیب کے نمبرات میں ذکر ہو چکی ہیں ۳۵ ہیں۔

دلیل نمبر ۳۶

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب تک نہ ختم ہو جانے والا ہے۔

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھیں تو حدیث پاک کے ہوتے ہوتے ہمیں یہ گنجائش قطعاً نہیں کہ حدیث کا اعتبار نہ کریں اور اپنی مرضی یا کسی اور کی مرضی پر چلیں ورنہ یہ وہی آگے بڑھنا بن جائے گا جس سے ہمیں قرآن کریم میں منع کیا گیا ہے اور ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اور لَا تُقَدِّمُوْا کا دوسرا معنیٰ ہے آگے نہ کرو کیونکہ تقدیم جو اس کی مصدر ہے اس کے دو معنے ہیں لازم آگے ہونا اور متعدی آگے کرنا۔ اس صورت میں مطلب صاف ثابت ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کے آگے کسی چیز (انسان، جن، فرشتہ، قول، فعل وغیرہ) کو نہیں کر سکتے تو فیصلہ ہو گیا کہ حدیث پاک کے ہوتے ہوئے کسی کے قول یا رائے پر عمل نہیں ہو سکتا ورنہ وہی تقدیم (آگے کرنا) لازم آئے گی جس سے منع کیا گیا ہے۔

دلیل نمبر ۳۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ
لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ ۲۶ رکوع ۱۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

جب اس پیارے نبی کی یہ شان ہے کہ ان کی آواز پر کوئی اپنی آواز بلند

نہیں کر سکتا، اور اگر ایسا کرے تو بے خبری سے کافر بن جانے کا خطرہ سب کئے عمل غارت ہوتے ہیں تو ایسے بڑی شان والے نبی کی حدیث ثابت پر کوئی اپنی بات کس طرح بلند ہو سکتی ہے حالانکہ آواز بات کی کیفیت اور صفت ہی ہے۔ جب صفت پر بلندی نہیں ہو سکتی تو موصوف پر بلندی کیسے؟ یہ بات بالکل واضح ہے جسے کم عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حبیب کے سامنے کوئی اونچا نہیں بول سکتا ورنہ اندیشہ کفر ہے تو ایسے بڑی شان والے کا کلام کتنا بڑا ہوگا، بڑوں کا کلام بھی بڑا اور معتبر ہوتا ہے تو وہ جو ساری خدائی سے بڑے ہیں ان کا کلام ساری خدائی کے کلاموں سے بڑا ہوگا اور سب سے زیادہ قابل اعتبار ہوگا تو ثابت ہوا کہ حدیث قابلِ اعتبار ہے اور تمام مخلوق کے کلاموں سے زیادہ قابلِ اعتبار ہے۔

دلیل نمبر ۳۸

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (پ۹ ع۱۷)

(ترجمہ) اے ایمان والو! حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا جب یہ رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے۔

حکم دینا اور بلانا کلام سے ہوتا ہے تو واضح ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا کلام ماننا ضروری ہے اسی طرح محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی جو کہ حدیث ہے، ماننا ضروری ہے۔

دلیل نمبر ۳۹

اللہ رب العالمین نے ایماندار جنوں (جو تازہ اسلام لائے اور اپنی قوم کو نصیحت...

جسے اللہ نے پسند کیا کہ قرآن کریم میں ذکر فرمایا:

یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۞ وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءُ ۭ اُولٰٓىِٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۞ (پ ۲۶ ع ۱۴)

ترجمہ: "اے ہماری قوم اللہ کے منادی (محمد مصطفیٰ) کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں، وہ کھلی گمراہی میں ہے۔"

سورج سے بھی زیادہ چمکتی ہوئی بات ہے کہ حدیثِ پاک اللہ تعالیٰ کے منادی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بات ہے اور قرآنِ کریم بتاتا ہے کہ ان کی بات ماننے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور سخت عذاب سے بچاؤ ہوتا ہے اور جو ان کی بات نہ مانے وہ خدائی حکومت کا ایسا باغی ہے جو کبھی بچ نہیں سکتا اور اس کا کوئی مددگار نہیں اور وہ کھلا گمراہ ہے تو ثابت ہوا کہ حدیث کا ماننا ضروری ہے اور نہ ماننا بغاوت ہے، گمراہی ہے اور گمراہی بھی وہ جو بالکل ظاہر ہے۔ ہمارے جن بھائیوں کا ایمان و اعتقاد ہے جسے اللہ نے پسند فرمایا اور قرآن کریم میں ہماری ہدایت کے لئے ذکر فرمایا تاکہ ہم بھی یہی اعتقاد رکھیں۔

دلیل نمبر ۴۲

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۞ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۞

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۞ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۞

(پ ۲۷ ع ۵)

(ترجمہ) اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے
تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے
نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

دیکھئے اللہ رب العالمین جل وعلا صاف یہ فرماتا ہے کہ حضور کی کوئی بات اپنی
خواہش سے نہیں بلکہ وحی ہی ہے تو روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حدیثِ پاک
بھی قابلِ اعتبار ہے اور یہی مدعا ہے۔

دلیل نمبر ۱۴

قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي
مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ
ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ
صَادِقِينَ ۞ (پ ۲۶ ع ۱)

(ترجمہ) تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے
زمین کا کونسا ذرہ بنایا یا آسمان میں ان کا کوئی حصہ ہے۔ میرے پاس لاؤ
اس سے پہلی کوئی کتاب یا کوئی بچا کھچا علم کسی نبی کے علم سے اگر سچے ہو۔

یعنی اے کافرو! اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ خداوند تعالیٰ کے شریک
ہیں تو کوئی عقلی یا نقلی دلیل لاؤ۔ عقلی یہ کہ انہوں نے زمین کا کوئی حصہ بنایا ہو یا آسمانوں میں
حصہ دار ہوں اور نقلی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں سے کسی کتاب کا حوالہ دیا ہو جیسے

سابقین میں کسی بھی کا ایسا قول یا فعل پیش کریں جو کتاب اللہ کے علاوہ ہو تو اس سے روز روشن کی طرح واضح ہو کہ جیسے اللہ رب العالمین کی سب کتابیں دلیل ہیں ایسے ہی سابقین کے سب پیغمبروں کے قول و فعل دلیلِ حق ہیں تب ہی تو یہ مطالبہ فرمایا گیا کہ سچے ہو تو اپنے صداقت پر یہ دلیل (یعنی نبی کا قول جو اسکی کتاب کے علاوہ ہو اور صحیح طور پر ثابت ہو کہ نبی کا قول ہے) بھی پیش کرو تو صاف معلوم ہوا کہ ہر نبی کا قول و فعل کتاب اللہ کی طرح شرعی دلیل ہے جو بنیادی مسئلہ توحید میں بھی قابلِ قبول ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ انبیاء سابقین کے قول و فعل قابل قبول ہیں تو ہمارے نبی پاک جو سید الانبیاء ہیں ان کے قول و فعل کیونکر قابل قبول نہ ہوں گے اور قول و فعل کا نام حدیث ہے تو ثابت ہوا کہ حدیث دلیل حق ہے۔

دلیل نمبر ۴۲

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ
دِيْنَ الْحَقِّ (پ ۱۰ رکوع ۱۰)

"لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے"

تو اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جس چیز کو رسول اللہ حرام کریں اس کو حرام نہ ماننا کفر ہے اور کافروں کی صفت ہے اور ایسے لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم ہے ثابت ہوا کہ رسول اللہ کا حرام کرنا ان کے اپنے قول سے ہے جس کا نام حدیث ہے

جس طرح کہ دوسری آیت میں رسول اللہ کی صفت حلال کرنا بھی ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (پ۹ ع۹)

(ترجمہ) وہ جو غلامی کریں گے اِس رسول غیب کی خبریں دینے والے اُمّی کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں وہ رسول انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔"

یہ ارشاد اللہ رب العالمین نے موسٰے علیہ السلام کو فرمایا تھا اور یہ یعنی حلال کرنا اور حرام کرنا حضور محبوب پاک کی ایسی صفت ہے جو موسٰے علیہ السلام کو بھی بتائی گئی حالانکہ حضور کا حلال کرنا اور حرام کرنا اپنے قول سے ہی ہے جس کا نام حدیث ہے۔ تو ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور کے کلام اور ارشادات (حدیث) کا ماننا اللہ رب العالمین کی رحمت کا سبب ہے اور نہ ماننا سزا کا باعث ہے تو ثابت ہوا کہ حدیث شریف قابلِ اعتبار اور معتبر ہے۔

دلیل نمبر ۴۳ تا ۴۵

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (پ۱ ع۱)

(ترجمہ) وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ایسے ڈر والوں کے لئے جو بے دیکھے مانتے ہیں۔"

جیسے اللہ رب العالمین کو دنیا میں کسی نے نہیں دیکھا اور یونہی بہت سی
اور دوسرے، فرشتے عوام الناس کی نظر سے پوشیدہ ہیں، وحی اترتی ہوئی نہ دیکھی نہ
سنتے ہیں، بہشت دوزخ وغیرہ صدہا چیزیں ہیں جو ہماری دنیاوی نظر سے غائب ہیں مگر
پیارے مصطفیٰ علیہ وسلم کے بتلانے سے ہی ہم نے یہ سب چیزیں مانی ہیں تو قرآن کریم کا
قرآن ماننا بھی اللہ رب العالمین کے محبوب کے بتانے سے ہے۔ ہم میں سے کسی نے
اللہ رب العالمین کا کلام براہ راست نہیں سنا اور نہ ہی جبریل امین کو دیکھا اور جب قرآن کریم کا
ماننا ہی حدیث پاک سے ثابت ہوا تو یہ کہنا کہ قرآن مانو اور حدیث نہ مانو، بالکل باطل ہو گیا اگر
حدیث نہ مانی جائے تو قرآن کریم کا ماننا ثابت ہی نہیں ہو سکتا اور یہ فتنہ یعنی حدیث کا انکار پرانا
مرض ہے جو یہودیوں کی عادت بد ہے، قرآن کریم میں ہے :

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ
جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (پ۱ ع۶)

(ترجمہ) اور جب تم نے (اے بنی اسرائیل) کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تم پر ایمان
نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے پکڑ لیا حالانکہ
تم دیکھ رہے تھے "

ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بات یعنی ان کی حدیث نہ مانی تو ان پر اللہ
رب العالمین کا عذاب نازل ہوا تو جو محمد مصطفےٰ کی حدیث نہ مانے وہ کیسے عذاب سے بچ سکتا ہے؟
سچ فرمایا محبوب پیارے صلی اللہ علیہ وسلم نے :

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا

بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ

"یعنی اے امتِ محمدؐ تم میں سے کئی شخص پہلے لوگوں کے طریقوں پر پڑیں گے بالشت ساتھ بالشت کے اور گز ساتھ گز کے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ یہود اور نصاریٰ؟ تو فرمایا پس کون؟"

یہ ایسی پیشینگوئی ہے جو واقعات سے حرف بحرف ثابت ہو چکی ہے تو یہ آیت اور یہ حدیث دو مستقل چہل و چہارم[44] اور چہل و پنجم[45] دلیلیں ہیں۔ پھر اس آیتِ پاک سے صاف صاف ثابت ہو رہا ہے کہ حدیث کا انکار کتاب اللہ کا انکار ہے چنانچہ یہودیوں نے یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً (یعنی اے موسیٰ! ہم تمہارے کہنے سے نہیں مانیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو علانیہ نہ دیکھ لیں۔) اس وقت کہا تھا جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا کلام سنا دیا تھا مگر پھر بھی نہ مانے تو یہ حدیث کے انکار کا نتیجہ ہے کہ جو حدیث کو نہ مانے وہ اللہ کا کلام براہِ راست سن کر بھی نہیں مانتا چہ جائیکہ صرف روایات سے ملے جیسے ہمیں قرآنِ کریم راویوں کے ذریعے ملا ہے جبکہ بنی اسرائیل نے اللہ کا کلام سن کر بھی انکار کر دیا اللہ تعالیٰ کا تو منشا ہی یہی ہے کہ مجھے اور میری کتابوں کو اور احکامات وغیرہ کو میرے رسولوں سے سنکر مانا جائے جس کا بیان اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ[1] وغیرہ آیات میں ہے۔

دلیل نمبر ۴۶

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ

---

[1] البقرہ، آیت ۳۔

وَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پ۲۸ ع۴)

ترجمہ: "جو کچھ تمہیں رسول اللہ عطا فرمائیں وہ لو اور جس چیز سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔"

رسول اللہ کے ارشادات جن کا نام حدیث ہے وہ سب اِس میں داخل ہیں جس جس چیز کا حکم فرمائیں اس کا کرنا لازم ہے اور جن جن چیزوں سے منع فرمائیں ان سے بچنا ضروری ہے۔

دلیل نمبر ۴۷

جو حقیقۃً ایک نہیں بلکہ کثیر التعداد دلیلیں ہیں وہ یہ کہ اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں محبوب پیارے صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے اقوال کے فرمانے کا حکم دیا جن کا ماننا منکرین حدیث کے نزدیک بھی لازم ہے حالانکہ جب حضور پر نور سیّد عالم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے ان قولوں کو فرماتے ہیں تو وہ حضور کے اپنے قول ہوتے ہیں اور حضور کا ہر قول حدیث ہے تو ثابت ہوا کہ حدیثوں کا ماننا نہایت ہی ضروری ہے چنانچہ پارہ ۹ رکوع ۱۰ میں ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاِۨ

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

ترجمہ: "تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی ہے۔"

اس آیت پاک میں اللہ رب العالمین نے محبوب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ فرمائیں:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

زیر کلماتِ مبارکہ اس آیت میں اللہ رب العالمین کے کلمات ہیں جن کے فرمانے کا حکم دیا گیا ہے مگر جب حضور پاک اس حکم کی بجاآوری میں تحت سے یہ کلمات فرماتے ہیں تو پھر یہ کلمات حضور کے اپنے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کلمات نہیں اور یہ حقیقت ان کا لفظی ترجمہ ہی بتا رہا ہے کیونکہ اللہ رب العالمین کا یہ شان نہیں کہ فرمائے بیشک میں اللہ کا رسول ہوں

جیسے کہ قرآن کریم میں دوسرے انبیاء کرام کے مقولوں کا بھی ذکر فرمایا ہے تو مقولے حکایت کے لحاظ سے اللہ رب العالمین کے کلمات ہیں مگر اصل میں انبیاء کرام کے مقولے ہیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام سے ذکر فرمایا کہ آپ نے فرمایا مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ "ترجمہ: کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں"

یہ عیسیٰ علیہ السلام کے کلمات ہیں، قرآن کریم نے صاف بتایا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے کلمات ہیں اور جب اللہ رب العالمین نے بطور حکایت نقل فرمائے تو کلمات اللہ بن گئے۔

بہرحال یہ حقیقت چمکتے سورج سے بھی زیادہ واضح ہے کہ ایسے مقامات میں ایسے کلمات کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں تو "قُلْ" کے ماتحت وہ کلمات جن کے فرمانے کا حضور کو حکم دیا گیا جب حضور اس پر عمل کرتے ہوئے وہ کلمات ادا فرمائیں تو اس صورت میں وہ کلمات حضور کے ہی ہو گئے جن کو حدیث کہا جاتا ہے حالانکہ ان کا ماننا بالاتفاق ضروری ہے جو انکار کرے دائرہ اسلام سے خارج ہے تو نہایت وضاحت سے ثابت ہوا کہ حدیث شریف مقبول اور معتبر ہے ورنہ ان کلمات کا اعتبار نہ ہوتا کہ یہ حدیث ہی تو ہیں پھر اس قسم کے کلمات جن کے ادا کرنے کا اللہ رب العالمین نے قرآنِ کریم میں حضور کو حکم دیا ہے وہ بہت ہی زیادہ ہیں، وہ تین سو کے قریب

ہیں تو یہ یک دلیل تقریباً دو سو تا نوے دلیلیں بنیں گی۔
میرے بھولے بھالے پیارے بھائیو ذرا غور سے کام لیں تو روز روشن کی طرح
یہ دلیل ذہن نشین ہو جائے گی اور سب شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

دلیل نمبر ۴۸

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ اِنَّهٗ لَقَوْلُ

رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۔ (پ ۲۹ ع ۶)

(ترجمہ) تو مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں
کی جنہیں تم نہیں دیکھتے۔ بیشک یہ قرآن ایک معزز رسول کا قول ہے۔

اس آیت پاک میں اللہ رب العالمین نے قرآن کریم کو قولِ رسول کریم فرمایا
حالانکہ ہے قول اللہ تو اللہ رب العالمین نے اپنے قول کو قولِ رسول فرمایا جیسے کہ قرآنِ
کریم میں رسول اللہ کی رمی کو اپنی رمی فرمایا۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ (پ ۹ ع ۱۶)

(ترجمہ) اور اے محبوب۔ وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ
نے پھینکی۔

بہرحال یہ کمال اختصاص اور اعلیٰ درجہ کا اعزاز ہے کہ اللہ رب العالمین نے محبوب
پاک کے کلام کو اپنا کلام فرمایا اور اپنے کلام کو محبوب پیارے کا کلام فرمایا قولِ رسول کریم فرمایا اور
تلاوت رسول کریم یا قرأت رسول کریم نہ فرمایا حالانکہ قرآن کریم کی تلاوت اور قرأۃ بھی حضور فرماتے ہیں
قرآن کریم سے ہی فرمایا

اِنَّ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ (پ ۲۰ ع ...)

(ترجمہ: پڑھو اے محبوب! جو تمہاری طرف وحی کی گئی۔)

اور فرمایا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ؕ

(ترجمہ: پڑھو اے محبوب اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا فرمایا۔)

اور یونہی حضور کی تلاوت اور قراءۃ کا کافی آیتوں میں ذکر ہے مگر آیت مندرجہ بالا میں قول رسول فرمایا اور تلاوت یا قراءت نہیں فرمایا۔ یہ قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ اس نے فتنے انکار حدیث کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کو رد کر دیا کہ اللہ رب العالمین کے نزدیک اس کے محبوب کا قول ایسا محبوب اور مقبول ہے کہ وہ اپنے قول کا نام بھی قول رسول رکھتا ہے۔ اور پھر اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی بڑی قسم کے ساتھ تاکید بیان فرمایا کہ مجھے ہر اس چیز کی قسم ہے جسے تم دیکھتے ہو اور جسے تم نہیں دیکھتے ہو تو اس میں سب کچھ آ گیا کیونکہ چیزیں دو ہی قسم کی ہیں، ایک وہ جو نظر آتی ہیں اور ایک وہ جو نظر نہیں آتیں، دنیا کی ہوں یا آخرت کی بلکہ اللہ رب العالمین کی پاک ذات اور تمام صفات بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ بھی ہماری نظروں سے بالا ہیں۔

بہرحال اپنی ذات و صفات اور تمام مخلوقات کی قسم اٹھا کر اپنے کلام اور قرآن کو رسول اللہ کا کلام اور قول فرمایا۔ غرض حال اتنی بڑی اور عظیم الشان قسم غالباً قرآن کریم میں یہی ہے تو معلوم ہوا کہ قول رسول یعنی حدیث پاک مقبول اور معتبر ہے ورنہ اللہ رب العالمین اپنے قول کو ہم قول رسول کریم نہ رکھتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اللہ رب العالمین چشم بینا عطا فرمائے اور اس پیارے محبوب جو خالق و مخلوق کے محبوب اعظم ہیں ان کے ماننے کی توفیق عطا فرمائے اور کفر و جہالت کی تاریکیوں سے بچائے آمین۔

ف: حدیث تین قسم ہے قولی، فعلی، تقریری۔

قولی حضور کے کلام کا نام ہے۔

فعلی وہ ہے جس میں حضور کے کام کا ذکر ہو اور

تقریری یہ کہ کسی کے کلام یا کام پر مطلع ہو کر سکوت فرمائیں اور حقیقۃً یہ بھی فعلی حدیث ہے کہ سکوت بھی فعل ہے۔

والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد رحمۃ للعلمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۳ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ / ۱۳ اگست ۱۹۷۲ء

الاستفتاء

از حضرت مولانا ابو الفتح غلام محمود، عیدگاہ جہلم

ضلع گجرات میں دیوبندیوں کے ساتھ مناظرہ ہو رہا ہے اور مسئلہ زیرِ بحث حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا پیشاب مبارک پئے جانے کا ثبوت ہے۔ مخالفین اس روایت کی سند پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ بوجہ ابو مالک عبد الملک بن حسین نخعی کے ضعیف ہے جس کے بارے حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں قال البخاری لیس بشیئ وقال ابن معین متروک۔ اس کا جواب میری سمجھ میں تو یہ آیا ہے کہ دارقطنی نے اس حدیث کو حسن صحیح تسلیم کیا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کے اسناد متعدد ہیں چنانچہ اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں لکھا ہے ولہ طریق اٰخر اور دارقطنی ہی کا علل میں اس کے بارے میں یہ کہنا کہ مضطرب ہے، بھی حسن صحیح کے پیشِ نظر بلحاظ تعددِ اسناد مضر نہیں ہے۔

اب مجھ سے مناظرہ تقریر اور اس میں تالیف کے لئے کہا گیا ہے۔ کتاب الشفاء للقاضی عیاض المالکی اور اس کی شرح لملا علی حنفی قاری اور شرح المواہب للعلامہ عبد الباقی الزرقانی اور اشعۃ اللمعات جلد اول و رابع اور مدارج شریف وغیرہا زیرِ نظر ہیں۔

حضور سے گذارش ہے کہ حدیث کے مخارج اور اسناد متعددہ سنن بیہقی اور کنز العمال سے (کیونکہ ہر جلد یہاں موجود نہیں) اور سوال مذکور کا اور کوئی معقول جواب جو اضطراب فی روایۃ الحدیث والے سوال کو بھی رفع کرے نظر شریف میں آئے تو وہ بھی ورگرفی وقت یہ نہ ہو سکے تو فوری طور پر از راہِ کرم دارقطنی میں جس محل پر یہ روایت لکھی ہے وہ موقع محل

بی نوز نکمہ بھیجے۔

سیدکر تکلیف گوارہ فرمائیں گے۔

دعاجو : ابو الفتح غلام محمود، کان اللہ لہٗ از عیدگاہ جہلم ۱۹؍جون ۱۹۷۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : مزاجِ گرامی!

مدت کے بعد یادآوری کا شکریہ. کیا عرض کروں اِرسال واپسی مدینہ منورہ کے بعد

صحت مخدوش سی ہے. اب تو لکھنے کے بھی پورا قابل نہیں مگر معاملہ کی اہمیت کے پیشِ نظر

چند کلمات غیر مرتب حاضر ہیں، امید ہے کہ مفید ہوں گے۔

شرح خفاجی علی الشفاء ج ۱ ص ۲۴۰ میں ہے قال النووی رحمہ

اللہ تعالیٰ حدیث شرب البول صحیح حسن وذٰلک کاف فی الاحتجاج

اذ لم ینکر علیہا ولا امرہا بغسل فمہا ولا نہاہا عن العود لمثلہ وقال

نفاضی حسین الاصح القول بطہارۃ الجمیع واختارہ کثیر من

المتأخرین. پھر ص ۲۴۱ میں ہے ثم وقع فی فقہ الشافعیۃ ایضا ان

حکم جسم فضلات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کذٰلک طاہرۃ

لحدیث عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا. پھر ج ۱ ص ۲۵۱ میں ہے قال ابن دحیۃ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہما قصتان لامرأتین وبرکۃ ام یوسف غیر ام
ایمن. جب قصے ہی دو ہوں اور ہر ایک کے لئے کئی طریق ہو سکتے ہیں تو تصحیح علماء و محدثین
کا کیوں نہ اعتبار کیا جائے؟

سنن بیہقی ج ۷ ص ۶۷ میں ہے خبرنا ابو نصر عمر بن عبد العزیز
بن عمر بن قتادۃ حدثنا ابو الحسن محمد بن حمد بن حامد
العطار حدثنا احمد بن الحسن بن عبد الجبار حدثنا یحیی بن
معین حدثنا حجاج عن ابن جریج قال اخبرتنی حکیمۃ بنت امیمۃ عن امیمۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یبول فی قدح الحدیث.

اس سند میں ابو مالک نخعی نہیں۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے جامع صغیر ج ۲ ص ۳۰۵
میں اس حدیث شرب البول مبارک کے آخر میں علامت تصحیح صح لکھی ہے اور اس کی شرح
فیض القدیر للمناوی ج ۵ ص ۱۷۷ میں ہے تمامہ کما عند الطبرانی بسند قال الہیثمی
رجالہ رجال الصحیح. مجمع الزوائد للہیثمی ج ۸ ص ۲۷۱ میں اس حدیث امیمہ کے متعلق لکھتے ہیں
رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح غیر عبد اللہ بن احمد بن
حنبل وحکیمۃ وکلاہما ثقۃ. بعد ازاں دوسری حدیث ام ایمن لکھنے کے بعد فرمایا رواہ
الطبرانی وفیہ ابو مالک النخعی وھو ضعیف. مستدرک حاکم ج ۴ ص ۶۳ میں
اس ابو مالک کی سند سے یہ حدیث ہے جس کو ذہبی نے بھی برقرار رکھا ہے۔

عینی علی البخاری ج ۱ ص ۸۲۹ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے متعلق لکھا ہے وھو یقول بطہارۃ بول وسائر فضلاتہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم. فتح الباری علی البخاری ج ۱ ص ۲۱۸ میں ہے وقد تکاثرت
الادلۃ علی طہارۃ فضلاتہ وعد الائمۃ ذلک فی خصائصہ صلی

الله عليه وسلم۔ شامی ج ا ص ۲۹۳ باب الانجاس میں ہے و صحح بعض ائمة

الشافعية طهارة فضلات رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وسائر فضلاته

وبه قال ابو حنيفة رضى الله تعالى عنه ثم

کنز العمال اور دار قطنی میں یہ حدیث عاجلانہ نظر سے نہیں مل سکی واللہ اعلم

[illegible]

حضرت، میری صحت کے لیے ہر روز دعائیں فرمائیں تو بڑا کرم ہوگا۔ میں آپ سب

حضرت کا خادم ہوں کسی بڑے عہدے جمعیت کا قطعاً امین نہیں کہ کچھ بھی نہیں ہوں۔ والسلام

دعاگو و دعاجو :

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۳-۶-۶

الاستفتاء

بخدمت محدثین قدوۃ الاعلام حضرت الحاج مولانا محمد نور اللہ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ کریم حضرت والا کو صحت کاملہ سے رکھے۔ آمین

مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے اپنی کتاب ہدیۃ المہدی کے ص ۸۹ پر رؤیۃ باری

... النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صورۃ ...

سے دل و فسرہ۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ "یہ ذکر رؤیۃ فی صورۃ شاب امرد" حدیث شریف کی کس کتاب میں ہے۔ حوالہ مطلوب ہے حضرت کی وسعت نظر میں یہ بات ہوگی۔ کرم فرمائیں۔

خادم مہر علی مسجد نوری منڈی چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی نوراً و صواب

محقق بن محقق فاضل نوجوان حضرت مولانا خادم مہر علی صاحب زید مجدکم

سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بعد از دعوات عافیت دارین آنکہ مرسلہ عنایت نامہ وصول ہوا مگر چونکہ میں کچھ معذور ہو چکا ہوں لہذا ضرورت ہے کہ مجھے کوئی صاحب کتابیں نکال دے اور پھر جو لکھنا ہے وہ بھی لکھے اس وجہ کچھ دیر ہو گئی۔ بہرحال حدیث کے یہ الفاظ سارے تو نہیں البتہ کچھ مل گئے ہیں مشکوٰۃ شریف کے باب المساجد کے فصل ثانی اور ثالث میں فی احسن صورۃ کے کلمات ہیں اور ترمذی شریف سورت صاد کی تفسیر میں اور مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۳۶۸ و جلد ۵ ص ۳۷۸ میں بھی ہے مگر وہ کلمات نہیں ہیں۔ البتہ فیض القدیر شرح جامع صغیر ج ۴ ص ۶ میں ہے و حدیث فی بعض المرو یات المطعون فیہا رأیت ربی فی صورۃ شاب مگر یہ روایت مطعون بتائی اور کہیں اور نشان نہیں ملا۔ اگر کہیں مل جائے تو اطلاع دیں البتہ مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد سابع میں علامہ ہیثمی نے ایک حدیث ذکر کی ہے جو بالکل اس کے موافق ہے جس کا آپ نے ذکر کیا ہے

ج ٧ ص ١٧٩ رأيت ربي في المنام في صورة شاب موفر في خضر عليه نعلان
من ذهب على وجهه فراش من ذهب قال الحديث رواه الطبراني وفي
ابن حبان انه حديث منكر لان عمارة بن عامر بن حزم الانصاري
لم يسمع من ام الطفيل ذكره في ترجمة عمارة۔

نوٹ: یہ عید سے پہلے لکھا تھا مگر کاغذات میں پڑا رہا اور آج روانہ کر رہے ہیں۔

فقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

١٣-٨-٨١

فتاویٰ نوریہ

جلد ششم

فهرست

فہرست مسائل فتاوٰی نوریہ

جلد ششم

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	کتاب الطہارۃ	۳۱۵
	باب الوضوء	۳۱۹
۱	وضو میں پاؤں دھونا لازم ہے	۳۱۹
۲	اَرْجُلَکُمْ میں دو متواتر قرأتیں لام کی زبر اور زیر۔	۳۱۹
۳	دونوں قرارتوں میں عطف وُجُوْھَکُمْ پر ہے۔	۳۱۹
۴	دوسری قرارت میں ارجلکم محض مجاورت اور قرب کی وجہ سے مجرور ہے۔	۳۱۹
۵	وُجُوْھَکُمْ پر عطف ہونے کی صورت میں اثباتِ غسل رجلین ہے۔	۳۱۹
۶	رؤسکم پر عطف ہونے کی صورت میں جوازِ مسح علی الخفین ہے۔	۳۱۹
۷	قرآن کریم کا کوئی ایک حکم کسی دوسرے حکم کے مخالف نہیں ہوسکتا۔	۳۱۹
۸	تین تین مرتبہ اعضاءِ وضو دھونے کا ثبوت	۳۲۰
۹	موزوں کی صورت میں مسح ورنہ پاؤں کا دھونا ہے۔	۳۲۰

صفحہ	مضامین	مسئلہ نمبر
۲۲۳	کتاب المساجد	
۲۲۸	مسجد کو پاک رکھنے اور پاک کرنے کا حکم ہے۔	۱۰
۲۲۸	حائض اور جنبی کو مسجد میں جانا منع ہے۔	۱۱
۲۲۸	بچوں اور دیوانوں کو مساجد سے دور رکھا جائے۔	۱۲
۲۲۸	سقف مسجد کے لیے مسجد ہی کا حکم ہے۔	۱۳
۲۲۹	جنبی اور حائض ونفساء کو مسجد کی چھت پر کھڑا ہونا جائز نہیں۔	۱۴
۲۳۲	مسجد کی جمع شدہ رقم سے امام وخادم مسجد کو تنخواہ دینا جائز ہے۔	۱۵
۲۳۳	مکان کی چھت کو جائے نماز کے طور پر مخصوص کرنا حکماً مسجد نہیں۔	۱۶
۲۳۳	ایسی جگہ کے بیچنے کا حکم۔	۱۷
۲۳۴	مسجد کے صحن میں ٹیوب ویل کے لیے کنواں کھودنے کی ممانعت۔	۱۸
۲۳۴	مسجد کے کسی حصہ کو شہید کرنا جائز نہیں۔	۱۹
۲۳۵	مسجد تحت الثریٰ سے لے کر آسمان تک مسجد ہے۔	۲۰
۲۳۶	مسجد کو بے رونق یا ویران کرنا جائز نہیں	۲۱
۲۳۶	مسجد میں کوئی حق نہیں، سب مسلمانوں کا برابر حق ہے۔	۲۲
۲۴۰	تعظیم مسجد کے بارے میں کینیڈا سے آمدہ ایک استفتاء۔	۲۳
۲۴۴، ۲۴۹	مساجد کی تعظیم و احترام کا حکم ہے۔	۲۴
۲۴۵	مساجد کے متعلق بعض بیہودہ خیالات کی تردید۔	۲۵
۲۴۵	قرآن حکیم سے تعظیم مساجد کا ثبوت۔	۲۶

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	حدیث پاک سے تنظیم مساجد کا ثبوت	۳۴۴
۲۷	مساجد میں خرید و فروخت منع ہے۔	۳۴۶
۲۸	مساجد کو کن کن چیزوں یا کاموں سے بچانا واجب ہے۔	۳۴۹
۲۹	مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنے والے کو بد دعا دی جائے کہ خدا کرے	
۳۰	تیری یہ چیز نہ ملے۔	۳۴۶
۳۱	کون کون سی چیز کھا کر مسجد میں جانا منع ہے۔	۳۴۶
۳۲	مسجد کے تہہ خانہ میں ہر قسم کا کھیل منع ہے۔	۳۴۹
۳۳	عورتوں اور مردوں کا مسجد کے تہہ خانے میں اکٹھا مل کر کھانا یا میٹنگ کرنا جائز	
۳۴	نہیں۔	۳۴۹
۳۵	عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع اور مل کر کھانا کھانا خرابی کا سبب ہے۔	۳۵۰
۳۶	زکوٰۃ و صدقات کا استعمال مساجد پر جائز نہیں۔	۳۵۰
۳۷	"لعب الحبشۃ فی المسجد" کے قابل استدلال نہ ہونے کا بیان۔	۳۵۱
۳۸	امام مسجد کے مکان کا وہ حصہ جو مسجد سے خارج ہے اس میں پرائمری سکول	
	برائے طالبات بنانے کا بیان۔	۳۵۲
۳۹	واقف دار العلوم کے غیر متصل رقبہ کے عوض متصل رقبہ خرید کر دے سکتا ہے	۳۵۹
۴۰	مسجد اور ٹوٹیوں پر مال زکوٰۃ خرچ نہیں ہو سکتا۔	
۴۱	مسجد کو بدلا نہیں جا سکتا۔	
۴۲	مسجد کا مستعمل سامان حاکم اسلام یا متولی کی اجازت سے فروخت کیا جا سکتا ہے	۳۵۵

صفحہ	مضامین	سلسلہ نمبر
۲۵۵	ں سلسلے میں قدیمی درختوں دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔	۴۳
۲۵۶	نیز بدوں اذن کی مسجد کا سامان حاکم شرع کی اجازت سے فروخت کرنا اور اس رقم کو اس مسجد یا کسی اور مسجد میں لگانا جائز ہے۔	۴۴
۲۵۸	قربانی کی کھال کو مسجد پر صرف کرنا جائز ہے۔	۴۵
۲۵۶	غیر مصرف میں صرف محتاج دلیل ہے۔	۴۶
۲۳۷	فی بیوت اذن اللہ ان ترفع میں بیوت سے مراد جمیع مساجد ہیں۔	۴۷
۲۳۸	آیۂ مذکورہ میں رفع سے مراد رفع بنا ہے یا مع تعظیم۔	۴۸
۲۳۸	ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ میں حکم اظلمیت جمیع مساجد کے تمام مخربین ومعطلین کو عام ہے۔	۴۹
۲۳۹	سیدنا فاروق اعظم کا فتویٰ کہ ایک شہر میں دو مسجدیں بنانے سے احتراز کیا جائے	۵۰
۲۳۹	خزنی اسلم سے کیا مراد ہے۔	۵۱
۲۶۵	**کتاب الصلوٰۃ — باب الاوقات —**	
۲۶۵	نماز عصر میں تنی تاخیر مستحب ہے کہ آفتاب زرد ہونے سے پہلے نماز ادا ہو جائے۔	۵۲
۲۶۷	بعد از نماز تنا وقت ہو کہ مسبوق اپنی نماز کراہت وقت سے قبل ادا کر سکے۔	۵۳
۲۶۸	بادل گھرے ہوں تو نماز عصر میں تعجیل مستحب ہے۔	۵۴
۲۷۰، ۲۷۲، ۲۷۴	آیت میں صلوٰۃ وسلام کا حکم مطلق ہے	۵۵
۲۷۲	مطلق یجری علی اطلاقہ تو اس اطلاق میں قبل اذان کھڑے ہو کر دونوں تو ز سے پڑھنا بھی داخل ہے۔	۵۶

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۵۷	صلوٰۃ وسلام پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ جبکہ آپ کی تعظیم کا صریح حکم مطلق ہے۔	۳۷۲
۵۸	حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ دعا قبل از اذان پڑھتے تھے۔	۳۷۴
۵۹	دعا کے اوّل و آخر درود پاک پڑھنا سُنّت ہے۔	۳۷۵
	بابُ الامامت	
۶۰	امام مسجد بھنگ پینے کے بعد توبہ کرکے امامت کرواسکتا ہے۔	۳۷۸
۶۱	ایسے فاسق ومُبتدع امام کی اقتداء میں نماز درست ہے جس کا کفر ثابت نہ ہو اور ہو بھی حالتِ مجبوری۔	۳۸۱
۶۲	کسی ایسے آدمی کو انفرادی یا اجتماعی اختیار سے امام بنانا مکروہ ہے۔	۳۹۳
۶۳	ایسے شخص کے بغیر کسی اور کی اقتداء ممکن ہو تو افضل ہے ورنہ تنہا پڑھنے سے اقتداء اولیٰ ہے۔	۳۹۳
		۳۹۳
۶۴	تقدیم میں دو کراہتیں ہیں۔	۴۰۳
۶۵	تقدیم میں ایک کراہت ہے۔	۳۹۳
۶۶	حدیث پاک "صلوا خلف کل بر و فاجر" قابل استدلال ہے۔	۳۴۴
۶۷	امام پر فضول اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔	۴۴۲
۶۸	داڑھی کترانے والے کو عارضی امام بھی نہ بنایا جائے۔	
۶۹	داڑھی کترانے یا منڈانے والے کو کسی باریش زیادہ دینی علم رکھنے والے پرہیزگار کی موجودگی میں استحقاقِ امامت نہیں۔	۳۵۱

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۰۰	صلوٰۃ وسلام کو، جائز اور بدعت کہنے یا عقیدہ رکھنے والا صدق دل سے توبہ کرے ورنہ قابل امامت نہیں۔	۳۹۱
۰۱	اہل سنت وجماعت کا امام بھی سُنی ہو۔	۳۹۱
۰۲	قسمیں کھاکر وعدہ پورا نہ کرنے والا مقام احترام اور امامت کے قابل نہیں۔	۳۹۲
۰۳	قرآن پاک کی موجودہ ترتیب کو غلط کہنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔	۳۹۳
۰۴	نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال جائز ہے۔	۳۹۸، ۳۹۶
۰۵	تقریباً تمام اسلامیان عالم عملی طور پر لاؤڈ سپیکر استعمال کر رہے ہیں۔	۳۹۷
۰۶	قائلین عدم جواز کا فتویٰ نہ ماننے والے کو یہ کہنا کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، سراسر جہالت ہے۔	۳۹۷
۰۷	لاؤڈ سپیکر کا استعمال یوں نہ ہو کہ قریبی مساجد یا متصلہ مکانات کے نمازی تکالیف اٹھائیں۔	۳۹۸
۰۸	نماز مغرب میں جماعت کے ساتھ تیسری رکعت میں شامل ہونے کے بعد پہلی دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ	۴۰۰

باب ما تبطل بہ الصلوٰۃ وما لا تبطل

یک عربی فتویٰ

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۰۹	مسبوق اگر بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دے اور کسی کے یاد دلانے پر نماز پوری کرے تو نماز جائز ہے۔	۴۰۱، ۴۰۲
۱۰	مسافر امام سلام پھیرنے کے بعد مقیم مقتدیوں کو مخاطب کرکے کہے کہ اپنی نماز	

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
	پوری کرلیں۔ ہم مسافر لوگ ہیں۔	۴۰۲
۸۱	قرأت سے متعلق بہت سے جزئیات جن میں نماز کے فساد اور عدم فساد کا ذکر موجود ہے۔	۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷
۸۲	موضوعاتِ مختلفہ پر جزئیاتِ کثیرہ سے استدلال جن میں عمل قلیل اور کام کے درمیان فرق واضح کیا گیا ہے۔	۴۰۷، ۴۰۶، ۴۰۵، ۴۰۴، ۴۰۳
۸۳	اُردو ترجمہ فتوٰی مذکورہ	۴۰۹ تا ۴۱۶
	بابُ التطوّع	
۸۴	رسالہ "قضائے سنتِ فجر"	۴۲۱ تا ۴۳۰
۸۵	رکعتین فجر بدون فرض رہ جانے کی صورت میں امام اعظم کے نزدیک مطلقاً قضا نہیں۔	۴۲۱
۸۶	فجر کی سنتوں کی قضا صرف تبعاً للفریضہ ہی دی جاسکتی ہے۔	۴۲۶
۸۷	امام محمد کا قول اس بات کا مقتضی کہ بعد طلوعِ فجر جو دو رکعتیں پڑھتا ہے۔ وہ سنتیں بنیں گی۔	۴۲۷
۸۸	شیخین کے قول کا مقتضی یہ ہے کہ وہ سنت نہ بنیں۔	۴۲۷
۸۹	امام محمد کے نزدیک قضا لازم نہیں اور شیخین کے نزدیک ہو ہی نہیں سکتی۔	۴۲۸
۹۰	نفل نماز کی جماعت جائز ہے جبکہ محذوراتِ شرعیہ سے مبرا ہو۔	۴۳۱
۹۱	تداعی سے ہو تو مکروہ ہے۔	۴۳۲
۹۲	تداعی سے مراد جماعت کثیرہ ہے۔	۴۳۲

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۴۲۲	مکروہ ہونے سے مراد مکروہ تنزیہی ہے۔	۹۳
۴۲۲	تنہائی کی صورت میں جماعت صرف اس صورت میں مکروہ ہے جبکہ دوامًا ہو۔	۹۴
۴۲۲	کراہت کا سبب کیا ہے؟	۹۵
۴۲۴	قاعدہ مسنون ٹھاکر رکوع یوں کرے کہ سر اور پیٹھ ہموار رہوں	۹۶
۴۲۴	نوافل وغیرہ میں قعود قیام کی مانند ہے۔	۹۷
۴۲۷	نماز تسبیح کے دونوں طریقے احادیث سے ثابت ہیں۔	۹۸
۴۲۸	دونوں طریقے جائز ہیں۔	۹۹
۴۲۸	بعض نے دوسرے طریقے کو پسند کیا ہے۔	۱۰۰
	باب الجمعة والعیدین	
۴۴۲	نماز جمعہ عید کے دن بھی لازم ہے۔	۱۰۱
۴۴۲	بعض کا شبہ محض بے اصل ہے۔	۱۰۲
۴۴۲	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہر سے آنے والے دیہاتیوں کو بعد از نماز عید جمعہ ادا کرنے کا اختیار دیا۔	۱۰۳
۴۴۳	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیہات والوں کو بعد از نماز عید واپس جانے کی اجازت دی۔	۱۰۴
۴۴۴	الجمعة فرض وبعيده تطوع والتطوع لا يسقط الفرض	۱۰۵
۴۴۵	مسجد کے علاوہ جمعہ ادا کرنا جائز ہے۔	۱۰۶
۴۴۶	جمعہ کو اس لیے جمعہ کہا جاتا ہے کہ سب جماعتوں کو جمع کرنے والا ہے۔	۱۰۷

نمبر	مضامین	صفحہ
۱۰۸	جمعہ کے روز حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا قبل از جمعہ افضل ہے۔	۲۱۳
۱۰۹	امام اعظم کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق جمعہ شہر کی کن جگہوں میں جائز ہے	۲۲۲
	بابُ الجنائز	
۱۱۰	نمازیں مطلقاً مل کر صفوں میں کھڑا ہونے کا حکم ہے۔	۲۴۹
۱۱۱	نمازِ جنازہ میں بھی یہی حکم ہے۔	۲۵۰
۱۱۲	نمازِ جنازہ میں جگہ چھوڑنا شیطان کے لیے ہے۔	۲۵۱
۱۱۳	دعا بعد از نمازِ جنازہ کا جواز	۲۵۲
۱۱۴	جنازہ کے سر والی جانب قبرستان کی طرف ہو۔	۲۵۴
۱۱۵	میت کو قبر سے نکالنا جائز نہیں۔	۲۵۵
۱۱۶	میت کے غسل دینے کو معیوب نہ سمجھا جائے۔	۳۱۲
۱۱۷	اصل یہ ہے کہ میت کو اس کے وارث غسل دیں۔	۳۱۶
۱۱۸	مسجد میں جنازہ رکھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔	۳۳۲
	کتابُ الزکوٰۃ	۴۵۰
۱۱۹	زکوٰۃ وصول کرنے والے زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے وکیل ہو سکتے ہیں۔	۴۲۳
۱۲۰	دینی مدارس کے طلباء فی سبیل اللہ میں داخل ہیں۔	۴۲۵
۱۲۱	مدرسین وغیرہ کو مالِ زکوٰۃ دینا طلبہ کو ہی دینا ہے۔	۴۲۶
۱۲۲	اگر چاہی زمین بارش سے سیراب ہو تو چاہی کا حکم نہیں رہتا۔	۴۲۷
۱۲۳	حدیثِ پاک اور ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔	۴۲۸

۱۲۴ [illegible] کا عشر سوال حصہ ہوتا ہے۔ ۴۶۹

۱۲۵ [illegible] کا عشر بیسواں حصہ ہوتا ہے ۴۶۹

کتاب الصوم ۴۷۱

باب رؤیۃ الھلال ۴۷۳

۱۲۶ روزے اور عید کا دار و مدار رؤیت ہلال پر ہے ۴۷۵

۱۲۷ [illegible] یا غیر مسلم ریڈیو وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں ۴۷۵

۱۲۸ نجومیوں اور حساب دانوں کے کہنے کا کوئی اعتبار نہیں۔ ۴۷۵

۱۲۹ اسلامی حکومت کی طرف سے باقاعدہ شرعی طریقے پر رؤیت ہلال کا اعلان معتبر ہے۔ ۴۷۵

۱۳۰ ریڈیو کی خبر صراحۃً اعلان و منادی بحکم حاکم اسلام ہے جو مقبول ہے، اگرچہ فاسق ہی کرے۔ ۴۷۷

۱۳۱ انگریزی دور حکومت اور پاکستان کے ابتدائی ایام میں عدم اعتماد کا فتویٰ تھا۔ ۴۷۷

۱۳۲ خبر تار اور ٹیلی فون وغیرہ کا اعتبار نہیں۔ ۴۷۸

باب الاعتکاف

۱۳۳ معتکف کو غسل فرض کے علاوہ غسل کے لیے معتکف سے نکلنا جائز نہیں۔ ۴۲۳

کتاب الحج ۴۷۹

باب الحج ۴۸۳

۱۳۴ بدنی طاقت [illegible] سے پہلے حج نہیں ہو سکتی۔ ۴۸۴

سنمبر	مضامین	صفحہ
	كتاب النكاح	۴۸۸
۱۳۵	نکاح کے رکن ایجاب وقبول ہی ہیں۔	۴۹۳
۱۳۶	نکاح کے خطبہ کی رکنیت ثابت نہیں۔	۴۹۳
۱۳۷	نکاح کا خطبہ مستحب ہے یا سنت۔	۴۹۴
۱۳۸	بغیر خطبہ کے نکاح پڑھانا احادیث سے ثابت ہے۔	۴۹۴
۱۳۹	تمام فقہاء کے نزدیک ثبوتِ نکاح وجودِ خطبہ کے ساتھ مشروط نہیں۔	۴۹۵
۱۴۰	داؤد کا قول وجوب بلا دلیل، معتبر نہیں۔	۴۹۵
۱۴۱	زبردستی صرف انگوٹھے لگوانے سے نکاح نہیں۔	۴۹۶
۱۴۲	بالغہ عورت کی اجازت ورضا کے بغیر نکاح نافذ ولازم نہیں۔	۴۹۹
۱۴۳	اہلِ حدیث زمانہ کی لڑکی سے نکاح کا حکم۔	۵۰۱
۱۴۴	حق مہر کم ازکم دس درہم ہے۔	۵۰۲
۱۴۵	دس درہم کی تشریح (حاشیہ)	۵۰۳
	بابُ المحرّمات	
۱۴۶	زید کے والد کے وصال کے بعد اس کی والدہ نے جس سے نکاح کیا، اس کے پہلی بیوی سے لڑکے ہیں تو ان کے نکاح میں زید کی لڑکیاں آسکتی ہیں۔	۵۰۴
۱۴۷	منکوحۃ الاب کی لڑکی جو پہلے خاوند سے ہے، اس کے لڑکے کے لیے حلال ہے	۵۰۴
۱۴۸	آدمی نے جس عورت سے جماع کیا، اس کی لڑکی اس آدمی کے نکاح میں نہیں آسکتی۔	۵۰۵
۱۴۹	متوفی بیوی کی بہن، بھتیجی یا بھانجی سے نکاح ہوسکتا ہے۔	۵۰۹

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۵۰	بیوی کو طلاق دے کر عدت پوری ہونے سے پہلے اس کی بہن سے نکاح کرنا صحیح نہیں	۵۰۹
۱۵۱	ایسی صورت میں جماع کرنے سے متارکہ بالقول ضروری ہے۔	۵۰۹
۱۵۲	ایسی صورت میں عدت گزارنے کے بعد اور جگہ نکاح کر سکتی ہے۔	۵۰۹
۱۵۳	نکاح اول کے ہوتے ہوئے کسی عورت کا دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا۔	۵۲۷

باب المصاہرۃ

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۵۴	بہو کے ساتھ بدکاری کرنے سے لڑکے کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔	۵۱۲
۱۵۵	وطی کی طرح بوس وکنار سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔	۵۱۲
۱۵۶	سالی کے ساتھ زنا سے بیوی کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔	۵۱۳

باب نکاح المعتدات والحوامل

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۵۷	غیر حاملہ عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔	۴۸۴
۱۵۸	حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔	۴۸۴
۱۵۹	مطلقہ کا نکاح عدت پوری ہونے پر ہو سکتا ہے۔	۵۱۷
۱۶۰	عدت کے دوران بغیر نکاح کے مجامعت زنا ہے۔	۵۱۷
۱۶۱	کنواری لڑکی کے نکاح کے بعد پانچ ماہ سے پہلے ہی بچہ پیدا ہو تو یہ نکاح عند الطرفین صحیح ہے۔	۵۱۸
۱۶۲	کنواری لڑکی کو زنا کا حمل ہو تو اس کا نکاح شرعی جائز ہے۔	۵۲۰
۱۶۳	وضع حمل کے بعد اس سے وطی کی جائے۔	۵۲۰
۱۶۴	منکوحہ زانیہ کا نکاح قائم رہتا ہے	۵۲۰

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۶۵	عورت، خلوت یا دخول کی صورت میں پورا اور نہ نصف حق مہر وصول کر سکتی ہے	۵۲۰
۱۶۶	حمل زنا غیر ثابت النسب مانع نکاح نہیں۔	۶۱۱
۱۶۷	عدت کے اندر نکاح جائز نہیں۔	۴۹۳
۱۶۸	کوئی شخص حلال جانتے ہوئے عدت کے اندر نکاح پڑھے وہ اسلام سے خارج ہے، نیز اس کا اپنا نکاح ٹوٹ جائے گا۔	۴۹۴

باب الرضاع

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۶۹	رضاعت میں پابند شریعت دو نیک مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ہی قبول ہے۔	۵۲۵
۱۷۰	خاوند کا دل مان جائے کہ عورت نے واقعی دودھ پلایا ہے اور تصدیق کردے تو نکاح فاسد ہو جائے گا۔	۵۲۷
۱۷۱	بچے کے منہ میں پستان دینا حرام نہیں کرتا جب تک کہ پیٹ میں دودھ جانے کا علم نہ ہو۔	۵۲۹
۱۷۲	رضاعی بہن بھائی کا نکاح حرام ہے۔	۵۳۰
۱۷۳	اگر نکاح خواں اور گواہوں کو رضاعی بہن بھائی کا علم تھا اور حلال سمجھا تو از سر نو کلمہ پڑھیں اور از سر نو اپنے نکاح کریں۔	۵۳

باب الولی

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۷۴	نابالغہ کا نکاح باپ دادا کردے تو اس کو توڑنے کا کوئی اختیار نہیں۔	۵۳۴
۱۷۵	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا۔	۵۳۴

۱۷۶	نابالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر باپ دادا بھی کر دے تو فسخ ہو سکتا ہے۔	۵۲۵
۱۷۷	فسخ مسترد کہ بحکم قضا ہے	۵۲۰
۱۷۸	ایک فتویٰ کا رد۔	۵۲۸
۱۷۹	اگر گھر کے سب افراد رضامند نہ ہوں تو ضد ترک کر دینی چاہیے۔	۵۲۹
	باب الکفو	
۱۸۰	ہم کفو سمجھ کر نکاح کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ کفو نہیں اور سامان وغیرہ بھی واپس کر دیا تو نکاح نہیں رہا۔	۵۴۲، ۵۴۲
	کتاب الطلاق	۵۴۵
۱۸۱	صرف ایک طلاق دینے پر نکاح ہو سکتا ہے۔	۵۴۹
۱۸۲	غصے میں اگر طلاق دینا کوئی عذر نہیں۔	۵۵۱
۱۸۳	تین طلاقیں دینے پر مغلظہ ہو گئی جو بلا حلالہ جائز نہیں	۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۶، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۲، ۵۶۸، ۵۷۰
۱۸۴	"میں نے طلاق دے دی، طلاق طلاق" سے تین طلاقیں ہوں گی	۵۵۲
۱۸۵	عورت ناراض ہو کر والدین کے پاس چلی جائے تو نکاح موجود رہتا ہے	۵۵۴
۱۸۶	عورت اپنے آپ خلع نہیں کر سکتی۔	۵۵۴
۱۸۷	جھوٹے اقرار پر طلاق پڑ جاتی ہے۔	۵۵۶
۱۸۸	ایک یا دو طلاقوں کا اقرار کرنے کے بعد عورت خاوند کے گھر آباد ہی ہے تو رجعت ہو گئی۔	۵۵۶

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۸۹	تین طلاق کا اقرار کرنے سے بائنہ مغلظہ بذریعہ خط طلاق واقع ہو جاتی ہے۔	۵۵۶
۱۹۰	اہل محلہ بائیکاٹ کریں تاکہ لڑکا لڑکی مجبور ہو کر حرام کاری سے بچیں۔	۵۵۹
۱۹۱	خاوند طلاق کا اقرار کرے تو یہ کہنا کہ مجھے علم ہے یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ مغلظہ	۵۶۳
۱۹۲	نابالغ لڑکے کی طلاق معتبر نہیں۔	۵۶۵
۱۹۳		۵۶۶
	کتاب الحظر والاباحۃ	۵۶۳
۱۹۴	بچیوں کی تعلیم احتیاط کے ساتھ جائز ہے۔	۳۵۴
۱۹۵	قبروں پر حفاظ کو قرآن کریم پڑھنے کے لیے بٹھانا اور اُجرت دینا ناجائز ہے۔	۵۵۷
۱۹۶	اُجرت سے قرآن کریم پڑھنے کا ثواب نہ قاری کو ملتا ہے نہ میت کو۔	۵۵۷
۱۹۷	کوئی اپنی طرف سے قرآن کریم قبر پر ختم کر کے ثواب بخش دے تو بہت اچھا ہے	۵۵۷
۱۹۸	شیرے کے بھرے ہوئے دو ڈرموں سے دو مردہ چوہے نکلنے پر اس کو پاک کرنے کی دو صورتیں۔	۵۶۴
۱۹۹	بعض محافل کے بارے میں کہ ایسی محافل قدسیہ غنیمت ہیں۔	۵۷۸
۲۰۰	بے خودی میں آکر رقص یا تالیاں بجانے پر گرفت نہیں۔	۵۷۸
۲۰۱	مرد کے لیے ریشم اور سونا چاندی استعمال کرنا حرام ہے۔	۵۷۸
۲۰۲	دنیا میں ریشم پہننے والا آخرت میں محروم رہے گا۔	۵۷۹
۲۰۳	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا پکڑ کر ارشاد فرمایا یہ دونوں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں	۵۸۰

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۰۴	عمر فاروق، معاویہ، عقبہ بن عامر، اُم ہانی، انس، حذیفہ، عبد اللہ بن عمرو اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ریشم اور سونے کی حرمت پر روایات آئی ہیں۔	۵۹۱
۲۰۵	سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال مرد و عورت کے لیے ناجائز ہے۔	۵۹۱
۲۰۶	عورتوں کے لیے صرف بطور زیور سونے چاندی کا استعمال جائز ہے۔	۵۹۲
۲۰۷	مرد کے لیے ریشم پہننا حرام ہے اگرچہ بدن اور ریشم کے درمیان کوئی چیز حائل ہو۔	۵۹۲
۲۰۸	ریشم کے چھوٹے سے ٹکڑے پر تعویذ لکھ کر بازو یا گردن میں باندھنا ممنوع ہے۔	۵۹۳
۲۰۹	ریشم کا ٹکڑا اگر جیب میں رکھے تو کوئی حرج نہیں۔	۵۹۳
۲۱۰	ریشمی کپڑے یا ڈورے میں تعویذ باندھ کر گلے میں لٹکانا منع ہے۔	۵۹۳
۲۱۱	گلے میں تعویذ باندھنا یا لٹکانا پہننے کے مشابہ ہے۔	۵۹۳
۲۱۲	ریشمی بٹوہ جیب میں رکھنا ممنوع نہیں۔	۵۹۳
۲۱۳	ریشمی جائے نماز پر نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔	۵۹۳
۲۱۴	ریشم کا صرف پہننا حرام ہے دیگر طریقوں پر استعمال جائز ہے۔	۵۹۳
۲۱۵	حضرت عبد الرحمن اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو ریشمی لباس کی اجازت،	۵۹۳
	دلیل جواز نہیں۔	۵۹۳
۲۱۶	ان حضرات کے لیے رخصت کی حکمت و توجیہ	۵۹۴
۲۱۷	بستر، گدے، دامن یا کوٹ کے شانوں پر چار انگل سے کم عرض کا ریشمی حاشیہ لگانا جائز ہے۔	۵۹۴
۲۱۸	بٹوہ ریشمی ٹکڑوں پر اگر تعویذ لکھا ہو تو بول و براز کے وقت اتارنا ضروری ہے۔	۵۹۴

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۱۹	مرد کے لیے سونے کی تختی، جیب، بازو یا گلے میں رکھنا جائز نہیں۔	۵۸۵
۲۲۰	دراہم و دنانیر یا سیم و زر کی ڈلی اپنے پاس بغرض حفاظت رکھ سکتا ہے۔	۵۸۵
۲۲۱	زیور کے علاوہ سونے کا استعمال عورت کے لیے بھی حرام ہے۔	۵۸۵
۲۲۲	کسی عامل کا کہنا کہ تعویذ کی تاثیر ریشم یا سونے چاندی پر موقوف ہے۔ سبب اباحت نہیں۔	۵۸۶
۲۲۳	تعویذ دوا کے مشابہ ہے کہ دونوں عند الضرورۃ استعمال کیے جاتے ہیں۔	۵۸۶
۲۲۴	ریشم، سونے اور چاندی میں مردوں کی طرح نابالغ بچوں کے لیے بھی حرمت کا حکم ہے۔	۵۸۷
۲۲۵	بچے کو ریشم یا سونا چاندی استعمال کرانے والا گنہگار ہوگا۔	۵۸۷
۲۲۶	مرد کا نامحرم عورت سے مصافحہ کرنا ناجائز ہے۔	۳۸۶
۲۲۷	تداوی بالمحرم امام اعظم کے نزدیک جائز نہیں۔	۵۸۶
۲۲۸	کسی حرام چیز کا باعث شفا ہونا متعین ہو جائے تو عند الضرورۃ حلت کا حکم ہے۔	۵۸۶
۲۲۹	غیر مسلموں کو قربانی کے گوشت دینے کا کیا حکم ہے۔	۴۳۲

فوائد اصول فقہ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۳۰	العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص السبب	۳۲۸، ۴۶۶، ۴۳۱
۲۳۱	العمل بالمصدق یقتضی الاصدق۔	۳۷۰
۲۳۲	مطلق کا اطلاق پر زور دلیل ہے۔	۳۷۰
۲۳۳	فقہ خلاصہ حادیث ہے۔	۴۳۵

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۳۴	عموم الالفاظ لا یخصہ خصوص السبب	۳۹۶
۲۳۵	الاطلاق بمنزلۃ النص	۳۹۶
۲۳۶	تحری سے غلبۃ الظن اور غلبۃ الظن سے وجوب واجبات ثابت ہوجایا کرتے ہیں۔	۴۷۶
۲۳۷	عموم واطلاق سے استدلال آج تک شائع وذائع ہے۔	۴۷۰
۲۳۸	لوگوں کے عرف سے احکام شرعیہ نہیں بدل سکتے۔	۴۷۸
۲۳۹	قول فقہاء قرآن وحدیث کا حکم ہے۔	۵۶۳
۲۴۰	مفاهيم الكتب حجة	۴۵۶
۲۴۱	محرمات کے باب میں شبہ یقین کا درجہ رکھتا ہے۔	۵۹۳
۲۴۲	يفتى بقول الامام على الاطلاق	۴۲۲، ۴۲۱، ۵۸۶
۲۴۳	يجب الافتاء بقول الامام وان لم نعلم من اين قال	۴۲۲، ۵۸۶
۲۴۴	اليقين لا يرتفع بالشك	۵۸۶
۲۴۵	فتوی امام صاحب کے قول پر ہی ہے اگرچہ مشائخ نے تصریح فرمائی ہو کہ فتوی صاحبین کے قول پر ہے۔	۴۲۲
۲۴۶	عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ امام اعظم کے فتوی پر اعتماد کیا جائے۔	
۲۴۷	اگر کسی مسئلہ پر امام اعظم کا کوئی نقل نہ ہو تو فتوی امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔	۴۲۳
۲۴۸	عموماً متون میں قول شیخین کے ذکر پر اقتصار ہے۔	۴۲۳
۲۴۹	المتون موضوعة لنقل المذهب	۴۲۳
۲۵۰	اعتماد صاحب المتن على شئ ترجيح له	۴۲۳

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۲۵۱	جو مسئلہ متون کے خلاف ہے وہ مذہب کے خلاف ہے، اس پر عمل و فتویٰ جائز نہیں	۴۲۳
۲۵۲	کتاب اللہ کے سوا ہر کتاب میں غلطی کا امکان ہے۔	۶۱۲
۲۵۳	متون کا اتنا اعتبار کہ اگر ان کے خلاف فتویٰ میں ہو تو بھی متون کو ترجیح ہے بلکہ شروح پر بھی ترجیح ہے۔	۴۲۴
۲۵۴	الفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع	۴۲۴
۲۵۵	قول مرجوح سے کیا مراد ہے۔	۴۲۴
۲۵۶	"لا باس" اور "خلاف اولیٰ" متساوی الاقدام ہیں۔	۴۲۶
۲۵۷	قِیْلَ صیغۂ تمریض وتضعیف ہے۔	۴۲۷
۲۵۸	مقلد کی رائے مخالف کا کوئی اعتبار نہیں۔	۴۲۸
۲۵۹	وان کان المفتی مقلدا یقلد الامام نص امامہ وان کان	
۲۶۰	اجتہادیا فی حقہ کالدلیل القطعی	۴۲۹
۲۶۱	التخصیص نسخ	۴۳۲
۲۶۲	النسخ لا یجوز فی القطعی بخبر الواحد ولا لقیاس	۴۳۳
	متفرقات	۵۸۹
۲۶۳	مسح کا لغوی معنی دھونا ہے۔	۳۲۱
۲۶۴	اگر پیر عالم فاضل، سنی صحیح العقیدہ ہو تو فتویٰ کے قابل ہے ورنہ نہیں۔	۳۹۰
۲۶	قرآن کریم کی موجودہ ترتیب کے متعلق کہ عند اللہ اور لوح محفوظ پر یہی ہے۔	۳۹۴
۲۶	حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترتیب باتفاق صحابہ کرام ہے۔	۳۹۴

مسئلہ نمبر	مضامین	صفحہ
۱۹۷	قرآن کریم کی اس ترتیب پر ساری امت کا اتفاق ہے۔	۴۹۳
۱۹۸	محصن زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے۔	۵۱۴
۱۹۹	غیر محصن ہو تو سو کوڑے سزا ہے۔	۵۱۴
۲۰۰	کوئی شخص لڑکی یا لڑکے سے اپنی جائیداد موہوبہ واپس نہیں لے سکتا۔	۵۵۷
۲۰۱	مردہ بیل کی کھال اتارنا جائز ہے	۵۹۶
۲۰۲	ایسی کھال فروخت کرنا جائز نہیں	۵۹۶
۲۰۳	ایسی کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے۔	۵۹۶
۲۰۴	ایسی کھال فروخت کرنے پر طعن و تشنیع یا بائیکاٹ حرام ہے	۵۹۷
۲۰۵	حیوان مفعول بہ فعل بد کی وجہ سے حرام نہیں ہوتا۔	۶۰۵
۲۰۶	حدیث "فاقتلوہ واقتلوا البھیمۃ" سے حجت ثابتہ بالقرآن کی تخصیص یا نسخ نہیں ہو سکتا۔	۶۰۵
۲۰۸	"اقتلوا البھیمۃ" سے تحریم بہیمہ سمجھنا نہایت ہی بعید ہے۔	۶۰۶
۲۰۹	سداً لذریعۃ الفتنۃ اس کا ذبح مستحسن و مندوب ہے۔	۶۰۶
۲۰۹	وہ غیر ماکول ہو تو احراق کا حکم ہے ورنہ کھایا جائے۔	۶۰۶
۲۱۰	فاعل کو تعزیر زد و کوب کیا جائے۔	۶۰۷
۲۱۱	بعد طلوع فجر سنتوں کے ماسوا نفل [illegible] ادا کرنا جائز نہیں۔	۵۹۸
۲۱۲	بکری، بھیڑ، دنبہ قربانی کے لیے سال کے ہوں۔	۵۹۸
۲۱۳	بکرا موٹا تازہ ہونے کی صورت میں سال سے کم عمر کا صرف دنبہ جائز ہے	۵۹۰، ۶۱۴، ۵

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۸۴	حلال جانور ذبیحہ کا پھیپھڑا جائز و حلال ہے۔	۵۹۸
۲۸۵	کپورے ناجائز اور مکروہ تحریمی ہیں	۵۹۹
۲۸۶	صرف کلمہ شریف پڑھنے پر کفارہ نہیں۔	۶۰۳
۲۸۷	کلمہ شریف بارادہ قسم پڑھا جائے تو خلاف ورزی کی صورت میں کفارہ واجب ہوگا۔	۶۰۳
۲۸۸	کفارہ گناہ پر ہوتا ہے اور قسم توڑنا بھی گناہ ہے۔	۶۰۳
۲۸۹	بوقت ضرورت لڑکے یا لڑکی کا مال استعمال کیا جا سکتا ہے۔	۵۵۷
۲۹۰	تین بھائی، ایک بہن اور دو بھتیجوں میں تقسیم ترکہ۔	۶۰۱
۲۹۱	کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کفار کے ساتھ خاص ہیں۔	۴۳۰
۲۹۲	اس موضوع پر حضرت ابن عمر سے مروی ایک حدیث	۴۳۰
۲۹۳	وكل آية وردت في الكفار فانها تجر ذيلها على عصاة المسلمين	۴۳۹
۲۹۴	ایسے درخت جو قبرستان میں وقف اراضی کے بعد پیدا ہوں اور لگانے والا معلوم نہ ہو وہ وقف مطلق کا حکم رکھتے ہیں	۶۰۲
۲۹۵	ان من جملة طرق الاعتناء القرائن	۴۷۷
۲۹۶	حمل امر المسلم على الصلاح واجب	۵۲۵
۲۹۷	نماز عشاء بغیر جماعت کے ادا کرنے والا وتر با جماعت ادا کر سکتا ہے۔	۶۱۴
۲۹۸	بہار شریعت پر تبصرہ	۶۱۲

اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ

پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

فتاوٰی نوریہ

مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ
وَلٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ (المائدہ: ۶)

"اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی کرے بلکہ وہ تو تمہیں صاف ستھرا
کرنا چاہتا ہے۔"

کِتَابُ الطَّہَارَۃ

وضو میں پاؤں دھونا لازم ہے

درج ذیل فتوے کا سوال قلمی نسخہ میں درج نہیں ہے (مرتب)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا وَّ صَوَابًا

بروئے قرآن کریم و حدیث شریف و فقہ حنفی وضو میں پاؤں کا دھونا لازم ہے۔
قرآن کریم میں آیتِ وضو میں ہے وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ اور اَرْجُلَکُمْ میں دو متواتر
قرأتیں ہیں لام کی زبر اور لام کی زیر۔ دونوں صورتوں میں معنی ایک ہے۔ زبر کی صورت
میں تو ظاہر ہے کہ اَرْجُلَکُمْ وُجُوْہَکُمْ پر معطوف ہے اور زیر کی صورت میں بھی اس کا عطف وُجُوْہَکُمْ

[illegible] ہے مگر [illegible] کے پڑوس کی وجہ سے زیر آئی جیسے جرِ جوار کہا جاتا ہے۔ بہر
قرآنِ کریم اور اشعار و محاورات عرب سے ثابت ہے کہ قرآن کریم کا کوئی ایک حکم کسی دوسرے
حکم کے خلاف نہیں ہو سکتا اور یہاں مسح کا معنی مسح کا بھی آتا ہے مگر اس کی صورت یہ ہے
کہ پاؤں میں موزے ہوں تو موزوں پر مسح ہے۔ پاؤں کی دو ہی صورتیں ہیں یا ننگا ہوتا
ہے یا موزوں میں ہوتا ہے۔ ننگا ہو تو دھونا اور موزوں میں ہو تو مسح قرآن کریم کے یہ معنی
مفسرین کرام نے بڑی وضاحت سے تحریر فرماتے ہیں چنانچہ تفسیر جلالین اور اس کی شرح صاوی
ج ص ۲۳۵ و جمل علی الجلالین ج۱ ص ۴۷۰ اور تفسیر خازن ج۲ ص ۱۶ اور تفسیر معالم التنزیل ج۲
ص ۰، تفسیر روح معانی ج ص ۷۵، تفسیر روح البیان ج۲ ص ۳۵۱، تفسیرات احمدیہ ص ۳۲۵ و
ص ۳۲۹ اور تفسیر کشاف ج۱ ص ۴۰۶، تفسیر ارشاد العقل السلیم مع الکبیر ج۳ ص ۹۰، تفسیر بیضاوی
ج۱ ص ۷، تفسیر کبیر پ۶ ص ۱۶۳، شہاب علی البیضاوی ج۳ ص ۲۲۰ و ۲۲۱، تفسیر قرطبی ج۶ ص ۹۶، تفسیر فتح القدیر
ج۲ ص ۷، تفسیر نسفی البیان ج۲ ص ۴۵۶، تفسیر ابن جریر طبری ج۶ ص ۸۱، تفسیر ابن کثیر ج۲ ص ۲۵
تفسیر مراح لبید ج ص ۳۵۹، تفسیر البحر المحیط ج۳ ص ۴۳۷، تفسیر حسینی ج۱ ص ۱۵۱، تفسیر احکام القرآن للجصاص
ج۲ ص ۴۲۳ و ۴۲۵، منیۃ المصلی ص ۵، قدوری ص ۶۸، شرح الوقایہ ج۱ ص ۵۵، ہدایہ ج۱ ص ۱۶
فتح القدیر ج۱ ص ۹، تنویر الابصار، در المختار، رد المحتار للشامی ج۱ ص ۹۱، طحطاوی علی الدر ج۱ ص ۶۳
تبیین الحقائق ج ص ۳، بحر الرائق ج۱ ص ۱۴، الجوہرۃ النیرہ ج۱ ص ۴، کنز الدقائق ص ۴، مبسوط ج۱
ص ۹، فتاوی عالمگیری ج۱ ص ۵، فتاوی سراجیہ ص ۲، نور الایضاح، مراقی الفلاح، طحطاوی علی
مراقی ص ۲، ملتقی، بحر مع النہر المنتقی ج۱ ص ۱، فقہ حنبلی المغنی ج۱ ص ۱۲۰ تا ۱۲۵، الشرح الکبیر ج۱ ص ۱۲۲
فقہ شافعی کشاف القناع ج۱ ص ۱۰۱ اور احادیث شریفہ بھی بکثرت ہیں جن میں دونوں پاؤں دھونے
دیئے ہیں سب

صحیح بخاری ج۱ ص ۲۹، صحیح مسلم ج۱ ص ۱۲۴ و ۱۲۵، سنن نسائی ج۱ ص ۳۰، سنن ابو داؤد

ج ۱ ص ۱۶، سنن ترمذی ج ۱ ص ۱۲، سنن دارمی ج ۱ ص ۹۵، سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۵ تا ۵۰، ایسے
ہی حدیث کی کافی کتابوں میں تین تین مرتبہ پاؤں دھونے کا ثبوت ہے بلکہ حضرت مولیٰ علی
کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی ثابت ہے کہ دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھو کر فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کا وضو یوں ہے۔

سنن ابوداؤد ص ۱۶ میں ہے ثم غسل رجلیہ الی الکعبین ثم
قال انما احببت ان اریکم طہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور یونہی ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۵۵ میں ہے اور سنن ترمذی ج ۱ ص ۱۲ میں ہے اور جو ارجلکم
زیر کی صورت میں شبہ کیا گیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ یہ زیر صرف پڑوس کی وجہ سے ہے اور یہ
بھی فرمایا گیا ہے کہ مسح کا معنے بھی لغتِ عرب میں دھونے کا ہے چنانچہ لغتِ عرب کی مستند کتاب
لسان العرب ج ۲ ص ۵۹۳، تاج العروس ص ۲۲۳، کتاب الافعال ج ۳ ص ۱۸۴، مجمع البحار ج ۳
ص ۲۹۶، نہایہ ج ۴ ص ۹۹ میں ہے۔

بہرحال یہ چیز قطعی ہے کہ پاؤں کا دھونا وضو میں ضروری قطعی ہے جبکہ پاؤں ننگے ہوں
اور موزوں کی صورت میں مسح ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ
وصحبہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ مارچ ۷۹ء

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا (مسلم)

مسجدیں اللہ کے ہاں زمین کے سب حصوں سے بہتر ہیں

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى
الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ (التوبہ ۱۰)

"اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے
اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے
نہیں ڈرتے۔"

کتاب المساجد

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ مسجد کی چھت کو
بطور یک گھر کے صحن کے استعمال کرنا اور بیوی بچوں سمیت مسجد کی چھت پر رات کو سونا نیز جنبی و
ناپاکی والی عورت مسجد کی چھت پر جا سکتی ہے یا نہیں آیا جائز یا حرام؟ فقط والسلام

سائل سیکرٹری جامع مسجد ساہیوال، ساہیوال

محمد بخش ۸.۹.۷.۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

مسجد خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، قرآن کریم کا ارشاد ہے ان المسجد للہ اور اس کے پاک رکھنے اور پاک کرنے کا حکم ہے. قرآن کریم فرماتا ہے طہر بیتی تبیین الحقائق ج۱ ص۱۰۸ میں ہے ان تطہیرہ ای المسجد من النجس واجب لقولہ تعالیٰ وطہر بیتی الآیۃ والعبرۃ لعموم اللفظ لا بخصوص السبب قاعدہ مقررہ ہے اور پھر حدیث شریف ہے لا احل المسجد لحائض ولا جنب کہ میں حائض اور جنبی کے لئے مسجد حلال نہیں کرتا اور فرمایا جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم (ابن ماجہ ص۵۵) یعنی اپنے بچوں اور دیوانوں کو مسجدوں سے دور رکھو اور حکم دیا کہ مسجدیں صاف کر کے ان کو پاک رکھا جائے اور خوشبودار رکھا جائے (ابن ماجہ ص۵۵) اور فتاویٰ عالمگیری ج۵ ص۳۲۰ بزازیہ ج۶ ص۳۴۲ میں ہے سطح المسجد لہ حکم المسجد کہ مسجد کی چھت کا بھی حکم یہی ہے. تبیین الحقائق ج۱ ص۱۶۸ شامی ج۱ ص۶۴۴ میں ہے ان الصعود علی سطح المسجد للجنب والحائض والنفساء ... کہ جنبی اور حائض و نفسا کو بھی اس پر چڑھنا حلال نہیں۔

الحاصل قرآن کریم و احادیث پاک اور فقہ حنفی سے مذکورہ بالا شکل کی حرمت ثابت ہے کہ امور بالا حلال اور جائز نہیں بلکہ حرام ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر فرد ایسی چیزوں سے بچائیں

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وآلہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

حررہ مفتی ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۹ رجب المرجب ...ھ

الاستفتاء

بخدمت جناب مفتی اعظم پاکستان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسائل کہ

۱۔ جو رقم مسجد کے لئے حاصل ہوتی ہے یا لوگ خود بخود دے جاتے ہیں یا غلہ مسجد میں جمع ہو اس میں سے مسجد کے امام یا خطیب یا خادم کو تنخواہ دے سکتے ہیں یا نہیں جبکہ مسجد کی تعمیر مکمل ہو چکی ہو

۲۔ مسجد میں کچھ جگہ ایسی ہے جو عرصہ دراز سے نماز کے لئے استعمال نہیں کی گئی ہے

پھوڑی وغیرہ یا جوتیاں رکھی جاتی تھیں مگر عرصہ تیس چالیس سال کے بعد پختہ فرش لگا دیا گیا اور تھوڑی سی جگہ جیسے کہ نقشہ میں دی گئی ہے خالی چھوڑ دی گئی جس پر صرف اینٹیں لگا دی گئیں۔ نئی فرش شدہ زمین پر عرصہ ڈیڑھ سال تک کوئی جماعت وغیرہ نہیں ہوئی۔ اب اس زمین پر جوتیاں رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج ڈیڑھ سال سے پہلے اور بعد بھی کوئی جماعت نہیں ہوئی ڈیڑھ سال تو فرش لگے کو ہوا ہے۔

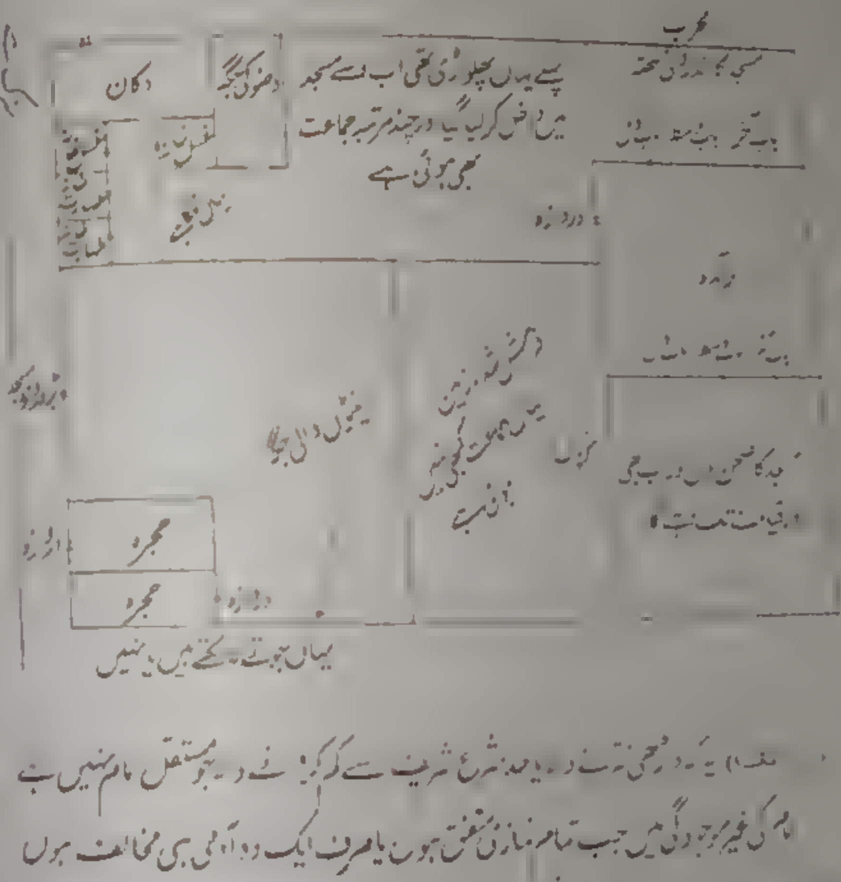

(سوال) ایک داڑھی کترانے والا جو حد شرع شریف سے کم کرانے والا ہو جو مستقل امام نہیں ہے امام کی غیر موجودگی میں جب تمام نمازی متفق ہوں یا صرف ایک دو آدمی ہی مخالف ہوں ایسی صورت میں داڑھی کترانے والا شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں جبکہ جماعت کی اکثریت بھی زیادہ ہے پڑھنے والوں کی داڑھیاں بھی ایک دو کے سوا حد شرع شریف سے کم ہیں۔

۱۔ یہ کہ حافظِ قرآن ہو مگر داڑھی کترا تا ہو تو ایسی صورت میں وہ پڑھا سکتا ہے یا کہ نہیں ؟

۴۔ مسجد کے صحن میں یا جہاں مستقل نماز باجماعت ہوتی ہو جنازہ رکھ کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

نوٹ : حضور آپ مہربانی فرما کر ہمیں جلدی جواب عنایت فرمائیں اور مہریں بھی ثبت فرمائیں نیز مولوی محمد نور انسپکٹر آپ حضور کی خدمت عالیہ میں نہایت ہی ادب سے سلام عرض کرتا ہے۔

السائل

خاکپائے اہلسنت وجماعت سید محمد بشیر احمد شاہ خادم جامع مسجد غوثیہ محمد شفیع نمبردار و دیگر اہالیان چک ۹۰/۶ شاہ مراد ضلع ساہیوال ۶-۲-۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی نورا والصواب

۱۔ مسجد کے لئے جو رقم جمع کی جاتی ہے وہ تعمیرات و دیگر ضروریات مسجد کے لئے ہی ہوتی تب ہے اور جبکہ امام و خادم بھی مسجد کے لئے نہایت ضروری ہیں تو ان کی تنخواہیں بھی اس رقم سے دینی جائز ہیں جب کہ تعمیرات بھی مکمل ہو گئی ہیں۔

۲۔ اس مسجد کی والی زمین پر جب باقاعدہ فرش لگایا گیا تو کس نیت سے ؟ اگر متولی وغیرہ منتظم حضرات نے مسجد کی نیت سے لگوایا کہ یہ باقاعدہ مسجد میں شامل کیا جائے تو پھر جوتیاں رکھنی غیر مناسب ہیں اور اگر صرف آرائش کے لئے اور نمازیوں کے آرام کرنے کے لئے لگوایا

دنیاوی باتیں کرنی ہوں تو مسجد میں نہ کریں اور یہاں بیٹھ کر کر لیں تو پھر جوتیوں کے لیے وہ فرش، ستون ہو سکتا ہے۔

۳۔ ایسے شخص کو عارضی امام بھی نہ بنایا جائے۔

۴۔ اگر حافظ داڑھی کٹوا کر مشت بھر سے کم کراتا ہے تو وہ نہیں پڑھا سکتا ہے۔ قرآن کریم کا حافظ ہو کر بے عملی کرے تو اور برا ہے۔

۵۔ مسجد میں جہاں نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہاں جنازہ رکھ کر پڑھنا ہمارے مذہب میں مکروہ ہے جیسے کہ تمام کتب فقہ حنفی میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاعظم وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

نوٹ: کئی دن ہوئے آپ کا لفافہ ملا مگر مجھے فرصت نہیں ملتی کہ جواب جلدی دوں خصوصاً جبکہ سوالات کی فہرست ہو تو اور مشکل ہوتی ہے، ہمیشہ صرف ایک ہی سوال ہونا چاہیے۔ مولوی نور نبی صاحب سے سلام شفقت اور دعا۔ والسلام

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۲ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۹۶ھ ۱۳۔۶۔۷۶

الاستفتاء

حضرت صاحب!

گذارش ہے کہ ہمارے مکان کی چھت پر بطور جائے نماز مسجد بنائی گئی تھی اور اب وہ مسجد کے نیچے والا مکان ٹوٹ گیا ہے اور ساتھ ہی مسجد بھی گر گئی ہے مکان تعمیر ہو سکتا ہے واضح رہے کہ مسجد کے نیچے والا مکان ذاتی تصرف میں رہا ہے اور مسجد میں بھی گھر کے فرد ہی نماز ادا کرتے رہے ہیں لہٰذا اب اس مسجد کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے اگر دوبارہ مسجد نہ بنائی جائے تو اس کا ملبہ ذاتی تصرف میں آسکتا ہے یا نہیں؟ براہ مہربانی اس مسئلہ کو واضح فرمادیں۔

سائل: مستری محمد علی ولد میاں امام دین، دیپالپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

وہ مسجد نہیں بلکہ صرف جائے نماز ہے، دوبارہ نہیں بن سکتی ہے تو کوئی حرج نہیں نماز کسی اور جگہ پڑھتے رہیں اور ملبہ کے متعلق یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے نام پر لگایا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہی لگایا جائے: کوئی مسجد بن رہی ہو تو دے دیں کہ اس میں لگ جائے یا فروخت کر کے قیمت مسجد میں لگا دیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

بانی دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور ضلع ساہیوال

۲۸ جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ ۲۳-۴-۱۹۸۳

الاستفتاء

بخدمت جناب مولانا نور اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ:

قبلہ! سنی رضوی جامع مسجد تاندلیانوالہ میں جگہ کی تنگی کے باعث مسجد کے صحن میں ایک عدد ٹیوب ویل کے لئے کنواں بنایا گیا ہے جس کے اوپر چھت ڈالی جائے گی اور نماز پڑھنے کے لئے اسی طرح صفیں ڈالی جائیں گی جیسے کہ کنواں میں کھدائی اور ٹیوب ویل نصب کرنے سے قبل ادا کی جاتی تھیں، نماز پڑھنے کی جگہ میں کوئی کمی نہیں آتی، کنوئیں کے اوپر کنکریٹ کی پوری چھت ہے۔

دستخط: محمد اسلم جاوید، صدر انجمن غوثیہ

سنی رضوی جامع مسجد تاندلیانوالہ ۲۵.۳.۸۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

قرآن کریم میں ہے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا الآیۃ بہر حال مسجد کا کوئی حصہ بھی شہید کرنا جائز نہیں او

فقہائے کرام فرماتے ہیں مسجد ثریٰ سے لے کر آسمان کی چوٹی تک مسجد ہے اگر چھت ڈھ کر جگہ پوری کر لی جائے تب بھی مسجد کا ادب و احترام لیا کرنے سے ... ہے

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ ... وآلہ وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہ

۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ ۲۵-۳-۸۳

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بیچ موضع بھونڈی کھوکے جس کو آباد ہوئے تین سو سال ہو چکے ہیں اس وقت موضع مذکور میں مسجد تعمیر کی گئی تھی وہاں دو پتیاں تھیں، مشترکہ جگہ پر گاؤں تعمیر کیا گیا، بعد میں اس کو تقسیم کر کے دو گاؤں کے حصے بنا دئیے گئے مگر مسجد مشترکہ ہی رہی۔ مسجد کچی تھی، اس کو پختہ بنانے کے لئے ہر دو پتی والوں نے مشترکہ چندہ اکٹھا کیا مگر بعد میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اب ایک فریق کہتا ہے چونکہ اب مسجد آپ کے رقبہ میں آچکی ہے اس لئے ہم اپنے رقبہ میں اپنی مسجد علیحدہ تعمیر کریں گے ہمیں جمع شدہ اور سامان مسجد وغیرہ میں سے ہمارا حصہ دے دیں، دوسرا فریق کہتا ہے چونکہ چندہ اسی مسجد کے لئے اکٹھا کیا گیا ہے لہذا اسی مسجد پر خرچ ہوگا۔

شرعی لحاظ سے وضاحت فرمائی جائے کہ ہر دو فریق میں سے کون حق پر ہے

ورنہ یہ مسئلہ کیسے حل ہونا چاہیے۔

محمد عاشق ولد نور محمد قوم ڈوسو موضع بھونڈی شیکھو کے
تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللهم اجعل لي النور والصواب

مسجد کا بڑا ادب ہے اور مسجد کو ویران یا بے رونق کرنا جائز نہیں، قرآن کریم کا ارشاد ہے ومن اظلم ممن منع الآیۃ (پہلا پارہ) حالانکہ گاؤں چھوٹا ہے سائل نے زبانی بیان کیا کہ وہ گاؤں پچیس یا پچپن گھروں کا ہے تو اگر دو مسجدیں بنائی گئیں تو آباد کون کریگا، پہلی بھی غیر آباد ہو جائیگی اور دوسری بھی لہٰذا وہ پہلی ہی آباد کریں اور مسجد میں کوئی پتی نہیں بلکہ وہ تو خانۂ خدا ہے، سب مسلمانوں کا برابر ہے خاص کر جبکہ وہ جنکے حصہ میں ہے لکھ دینے کو تیار ہیں کہ یہ مسجد مشترکہ رہے گی جیسے کہ سائل نے زبانی بیان کیا تو ایک ہی رہنے دیں اور اتفاق سے آباد کریں جبکہ ایک ہی گاؤں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ
۱۰ ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ
10-9-81

مندرجہ ذیل فتویٰ چونکہ فتاوے نوریہ کے قلمی نسخہ میں نامکمل درج تھا اس لئے مطبوعہ فتاوی نوریہ جلد اول کی کتاب الوقف میں بھی نامکمل ہی طبع ہوا۔ اب اس فتویٰ کا مکمل مسودہ پرانے کاغذات سے دستیاب ہوا ہے جو نذرِ قارئین ہے۔

(مرتب)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ ایک مسجد جو ۶۰/۷۰ سال سے آباد چلی آتی تھی، سیلاب کی وجہ سے اس کا مکان منہدم ہو گیا اور اسی طرح گاؤں کے بھی کئی مکان منہدم ہو گئے، اپنے اپنے مکان تو لوگوں نے بنا لئے اور گاؤں کو آباد رکھا مگر مسجد کو اسی حال پر چھوڑ دیا اور اس کے قریب ایک نئی مسجد بنانی شروع کر دی حالانکہ گاؤں چھوٹا ہے، ایک مسجد بھی اچھی طرح آباد نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ دونوں، خصوصاً وہ پرانی مسجد جو شکستہ و خستہ چھوڑ دی ہے اور اس کے لئے کوئی امام اور پانی وغیرہ کا انتظام نہ ہوگا تو وہ نئی مسجد (جس میں ہر طرح کا انتظام ہوگا) کے بن جانے سے آباد نہ ہو سکے گی بلکہ ویران رہے گی۔ تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

سائل: سبحان الدین از کوٹھی نور شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

قرآنِ کریم سورۂ نور کا نورانی ارشاد ہے فی بیوت اذن اللہ ان ترفع (آیت ۳۶)

زیادہ محتمل یہ ہے کہ من بیوت سے مراد جمیع مساجد ہیں۔ لباب التاویل، خازن، معالم التنزیل وغیرہا تفاسیر معتبرہ میں ہے و النظم للسید ابی السعود والمراد من البیوت المساجد کلها. دراں رفع سے مراد رفع بنا ہے یا تعظیم۔ ارشاد العقل، لباب التاویل، معالم التنزیل، جمل، عن الکرخی، وغیرہا میں ہے والنظم من الارشاد والمراد بالاذن فی رفعها الامر ببنائها رفیعة لا کسائر البیوت وقیل هو الامر بتعظیمها عن ... رشد۔

بہرحال اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ مسجد مذکور کو بنا کیا جائے اور اس کی عظمت کو بپا کیا جائے خصوصاً ایسی حالت میں کہ لوگوں نے اپنے اپنے گھر درست کر لئے اور خانۂ خدا یونہی ویران و برباد چھوڑ دیا اور اگر نئی مسجد علیحدہ بنائیں تو اس سے پہلی مسجد کا حق ادا نہیں ہو سکتا حالانکہ وہ مسجد قیام قیامت تک مسجد ہی ہے کما فی جمیع معتبرات المذهب المنیف بلکہ اس نئی مسجد کے بن جانے سے وہ محض ویران و معطل پڑی رہے گی تو اندریں حالات نئی مسجد بنانا کریمۂ ومن اظلم ممن منع مسٰجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعٰی فی خرابها (البقرۃ آیت ۱۱۴) کا مصداق بننا ہے۔

جلالین، بیضاوی، ارشاد العقل وغیرہا میں ہے و النظم لمولٰنا الجلال علیه الرحمه وسعٰی فی خرابها بالهدم او التعطیل دریں حکم اظلمیت حکماً ولفظاً جمیع مساجد کے تمام مخربین و معطلین کے لئے عام ہے۔ ارشاد العقل، طبری، کبیر، نیشاپوری، خازن، بیضاوی، صاوی، روح البیان

سے تصنیف مولی سلیمان بن عمر وجمل شافعی ۱۲ مرتب

والظلم من الحق عليه الرحمة وصبغة لجسم يكون

حكم الاية عاما لكل من فعل ذلك فى اى مسجد كان.

صاوی میں تفصیلاً فرمایا کان مسلما او کافرا۔ اور حضرت سیدنا فاروق اعظم کے فتویٰ کا بھی یہی حکم و تقاضا ہے کہ اس نئی مسجد کے بنانے سے لوٹا بالکل گریز کیا جائے کہ شانِ ضرارت سے پرہیز ہو۔

تفسیراتِ احمدیہ میں مسجد ضرار کے بیان میں ہے و عن عطاء لما فتح الله الامصار على عمر رضى الله تعالىٰ عنه امر المسلمين ان يبنوا المساجد وان لا يتخذوا فى مدينة مسجدين يضار احدهما صاحبه۔ لہٰذا اس پہلی مسجد کو آباد کیا جائے اور اس نئی کے بہانے سے پرانی کی خرابی و ویرانی سے اجتناب کیا جائے کہ ویرانی دنیا و آخرت سے نجات اور آبادی ابدیہ کے ثمرات حاصل ہوں۔

تفسیر صاوی میں ہے لهم فى الدنيا خزى ولهم فى الاخرة عذاب عظيم کی تفسیر میں فخزى المسلم فى الدنيا بالمصائب والفقر والعمى والموت على غير حالة مرضية الى ان قال اعنى سببيه التطهير ان مات مسلما فان العبرة لعموم اللفظ لا بخصوص السبب وكل اية وردت فى الكفار فانها تجر ذيلها على عصاة المسلمين۔

تفسیر عزیزی میں آیت ومن اظلم ممن منع الاية کی تفسیر میں ہے ہر مسلمان را ازیں امر احتراز تام باید نمود و از مقدمات و دواعی و اسباب قریبہ و بعیدہ ایں کار احتیاط تمام باید کرد۔

والله تعالى سبحانه وتعالى اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم وصلى
الله تعالى على حبيبه وآله وصحبه وبارك وسلم.

منها الفقیر ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہ البصیر پوری

۵ رذی القعدۃ المبارکہ ۱۳۶۸ھ

الاستفتاء

کینیڈا سے آمدہ درج ذیل سوال کافی مفصل اور طویل تھا، اختصار کے پیش نظر منکورہ عبارتیں حذف کردی گئی ہیں تاہم کوشش یہ کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ سائل کی اصل عبارت اس کے اپنے الفاظ میں آجائے نیز سوال کی اصل روح بھی برقرار رہے اور وہاں کے حالات کی منظر کشی بھی ہوجائے۔ (مرتب)

سلام مسنون۔

ایک نہایت ہی ضروری کام کے لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں، آپ کے ذریعے ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ حل ہوجائے گا اور کینیڈا میں مقیم مسلمان آرام وسکون کا سانس لینے کے ساتھ ساتھ آپ کے ممنون ہوں گے۔

اوٹاوا، کینیڈا کا دارالحکومت ہے، اس کی آبادی تقریباً چار لاکھ کے قریب ہے،

یہاں اکتوبر سے لے کر مارچ تک متواتر برف باری ہوتی رہتی ہے۔ دارالحکومت ہونے کے باعث یہاں اسلامی حکومتوں کے سفارت خانے بھی ہیں۔ ان کے عطیات کے ذریعے یہاں ایک مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ مسجد کی تعمیر کے لئے ۱۹۷۰ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے ایک لاکھ ڈالر کا عطیہ دیا گیا، دوسری حکومتوں کے عطیات کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ روپیہ زیادہ ہونے کے باعث بنک میں جمع کرا دیا گیا اور اس پر سود لینا شروع کر دیا۔ مسجد کا فی الحال مستقل امام کوئی نہیں ہے۔ ایک ایسوسی ایشن بنی ہوئی ہے جو مختلف آدمیوں کو امامت کے فرائض کے لئے نامزد کرتی رہتی ہے۔ جمعہ کی نماز مسجد میں اہتمام سے ہوتی ہے پھر جمعہ کو مغرب اور عشاء کی نماز اور ہفتہ کے روز کی تمام نمازیں اگر نمازی اکٹھے ہو جائیں تو ہو جاتی ہیں ورنہ مسجد بند رہتی ہے۔ ہفتہ کے روز فجر کی نماز کے بعد کچھ تعلیم ہوتی ہے۔ اس کے بعد لوگ اپنے ہمراہ کھانا لے کر آجاتے ہیں اور مسجد کے تہ خانہ میں کھانا کھایا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ ظہر تک جاری رہتا ہے۔

مسجد کا طول ۷۵ × ۷۵ ہے۔ مسجد کے تہ خانہ کی بنیادیں زمین کی کھدائی کر کے اٹھائی گئی ہیں، اسی بنیاد پر ہی مسجد کی دوسری چھت ڈالی گئی ہے جہاں نمازیں ادا کی جاتی ہیں، اس کے اوپر تیسری منزل گیلری کی صورت میں ہے تاکہ عورتیں وہاں پر نماز ادا کر سکیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ ہفتہ کے دن لوگ تہ خانے میں اکٹھے ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔ یہاں کے ماحول کو مدِنظر رکھئے کہ عورت اور آدمی میں کوئی فرق خیال نہیں کرتے۔ بچوں کے والدین بھی ساتھ ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے تبادلۂ خیال کیا جاتا ہے۔ یہاں پاکستان، ہندوستان، لبنان، ترکی، اردن، فرانس، ملائشیا، کینیڈا اور قاہرہ کے لوگ ہوتے ہیں، یہاں فیشن زدہ عرب لوگ بھی ہوتے ہیں

(میں عرب کی برائی نہیں کرنا چاہتا بلکہ آپ کو تمام حالات سے روشناس کرانا چاہتا ہوں)
گوچہ تمام کھٹے ہونے والے لوگ مسلمان ہی ہیں لیکن میل ملاقات کا تمام تر کام اس
مسجد کے تہ خانہ میں ہوتا ہے۔

(آپ سے گزارش ہے کہ یہاں کے مغربی طرز کے ماحول کو نگاہ میں رکھیں
کیونکہ یہاں کے عیسائی اور غیر مسلم لوگ آدمی اور عورت کے سرِ عام ملنے کو بالکل معیوب
نہیں سمجھتے بلکہ فخر محسوس کرتے ہیں کہ میری بیوی کے اتنے بوائے فرینڈز یا
دوست ہیں)

اب یہاں چند لوگوں نے اس تہ خانہ میں ٹیبل ٹینس (TABLE TENNIS)
لاکر رکھ دی اور کھیلنا شروع کر دیا۔ جب دیندار لوگوں نے یہ حال دیکھا تو انہوں نے
منع کر دیا، معاملہ بورڈ میں گیا اور اکثریت نے نہ کھیلنے کے حق میں ووٹ دیا۔ اس طرح
یہ مصیبت وقتی طور پر ٹل گئی۔ یہ واقعہ ۱۹۷۶ء کا ہے۔

پچھلے سال ۱۹۷۷ء میں بورڈ کا دوبارہ الیکشن ہوا اور اظہر علی خان جس کا تعلق
بھی پاکستان سے ہے، ایسوسی ایشن کا صدر منتخب ہوا۔ اب پھر الیکشن ہونے والے ہیں چنانچہ
اس نے اپنے دماغ سے سپورٹروں کے کہنے پر ایک میز کی بجائے دو عدد نئے ٹیبل ٹینس
لاکر رکھ دئے اور نوٹس بورڈ پر کھیل کے اوقات تحریر کر دئیے۔ جب یہ بات خوددار مسلمان
کے نوٹس میں آئی تو وہ دونوں میزوں کی دو عدد ٹانگیں مع بیچ وغیرہ کے اٹھا کر گھر لے آیا
اور صدر صاحب کو ٹیلی فون پر تمام صورتِ حال سے آگاہ کر دیا کہ آپ مسجد میں نہیں کھیل سکتے
اور کھیل کا نوٹس بھی بورڈ سے اتار لایا۔

صدر صاحب نے اپنی مرضی کے ممبروں کی ہنگامی میٹنگ منعقد کی اور کھیلنے کا
فیصلہ پاس کر دیا

تمام تر صورت حال تفصیل کے ساتھ میں نے تحریر کردی ہے۔ کھیلنے والے بھی مسلمان ہیں اور رد کرنے والے بھی مسلمان، اب میں بالکل ایک غیر جانبدار ہونے کے باعث آپ کو دونوں گروپوں کے نقطۂ نگاہ سے آگاہ کرتا ہوں۔

کھیلنے والوں کا دعویٰ

۱۔ یہاں کا ماحول گندا ہے اس لئے ہم اپنے بچوں کو مسجد کے ماحول میں لانے کیلئے تھوڑی سی رغبت دلاتے ہیں اور اس کے لئے کھیل کا ہونا ضروری ہے۔

۲۔ جب مسجد کا تہ خانہ کھانے میل ملاقات اور بچوں کی تعلیم کے لئے استعمال ہو سکتا ہے تو پھر ٹیبل ٹینس کے لئے کیوں استعمال نہیں ہو سکتا؟ (واضح رہے کہ یہاں پر عورت اور آدمی بلا امتیاز آپس میں گپیں لگاتے ہیں)

۳۔ ان کا خیال ہے کہ مسجد صرف دوسری منزل پر واقع ہے جہاں نماز باجماعت ہوتی ہے تہ خانہ مسجد نہیں ہے لہٰذا اسے کھیل کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ ایسوسی ایشن نے اٹاوہ سے ۱۲ سو میل دور کینیڈا ہی میں ایک جگہ (HALIFAX) سے ایک عرب مسجد کے امام کو بلایا جس نے کہا کہ تم مسجد کے تہ خانہ کو بطور کھیل استعمال کر سکتے ہو کیونکہ یہ مسجد نہیں ہے مزید اس نے ایک حدیث نقل کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں حبشہ سے چند آدمی آئے تھے جنہوں نے مسجد میں گتکے کے ذریعے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ جب رسول خدا کی موجودگی میں ایسا ہو سکتا ہے تو اب کیوں نہیں ہو سکتا؟

۵۔ واشنگٹن (امریکہ) کے ایک امام مسجد ڈاکٹر عبدالرؤف نے تحریری طور پر مسجد کے تہ خانے کو ٹیبل ٹینس کے لئے استعمال میں لانے کی رائے ظاہر کی ہے۔ (واضح رہے کہ کینیڈا اور امریکہ میں TABLE TENNIS کو PING PONG کہتے ہیں۔

دوسرے گروپ کا دعوے

۱. مسجد میں ٹی وی بالکل جائز ہے جب یہ رغبت دلانے کے لئے ہو۔

۲. مسجد کا حصہ خاص مسجد ہونا چاہئے، اس میں عورتوں مردوں کے آزادانہ میل

وقت اور نمود و نمائش کی پابندی ہونی چاہئے۔

۳. مسجد کا تہ خانہ ہو یا بالا خانہ بنیاد سے لے کر آسمان تک تمام جگہ مسجد ہے جس کا

احترام ضروری ہے۔

۴. ڈاکٹر عبد الرؤف کوئی مفتی نہیں ہے جو فتوے دے سکے۔

مسجد کے حالات کے ساتھ ساتھ دونوں گروپوں کے خیالات اور دلائل سے بھی آپ کو اپنی سمجھ کے مطابق بندہ نے آگاہ کر دیا ہے لہٰذا آپ کی خدمتِ عالیہ میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ ہمیں اس بارے میں آگاہ فرمائیں تاکہ مزید کسی قسم کا نقصان ہونے سے پیشتر ہی مسئلہ اچھے طریقے سے حل کیا جاسکے۔ ہمیں اس بارے میں فتویٰ چاہئے۔

(اس کے بعد مختصر سوالات جو تقریباً وہی ہیں جو اس سے اگلے استفتاء میں درج ہیں اس لئے یہاں نقل نہیں کئے جارہے) (مرتب)

آپ اتنا لمبا خط پڑھ کر شاید اکتا گئے ہوں لیکن تمام حالات کا عرض کرنا بھی ضروری تھا۔

والسلام

افتخار احمد، اٹاوہ (کینیڈا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، شعائر اسلام ہیں، قرآن کریم اور احادیث شریفہ

نے بڑی اہمیت دی ہے۔

وہ لوگ بالکل سادہ لوح اور شرعیات سے بہرہ ہیں جو مسجد کے عشق سے خیانت رکھتے ہیں، پہلے پارہ میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۱۴ میں ہے و من اظلم ممن منع مسجد اللہ الایۃ[1] اور سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۸ پارہ دسویں کا ارشاد ہے انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوۃ[2] اور اٹھارہویں پارہ سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۶ ہے فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہ الایۃ[3] اور پارہ انتیسواں سورۃ الجن کی آیت نمبر ۱۸ نے فرمایا وان المسجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً[4]

ان چار آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کی تعظیم و ادب کا ذکر فرمایا ہے اور ادب کا ذکر فرمایا ہے اور ان میں اپنے ہی ذکر کی اہمیت پر زور دیا ہے اور یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں اور یونہی ان کی تفصیل احادیث پاک میں ہے ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۴۷ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

---

[1] اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے، ان کو لائق نہ تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

[2] اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

[3] ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح و شام۔

[4] اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔

کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی جن چیزوں سے منع فرمایا۔ ان میں خرید و فروخت کی ممانعت بھی ہے اور اسی صفحہ میں واثلہ بن اسقع سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراءکم وبیعکم و خصومتکم ورفع اصواتکم واقامۃ حدودکم وسل سیوفکم یعنی "اپنی مسجدوں کو دور رکھو اپنے بچوں سے اور دیوانوں سے اور خرید و فروخت سے اور اپنے جھگڑوں سے اور آواز بلند کرنے سے اور حدیں قائم کرنے اور تلواریں کھینچنے سے" اور یونہی گم شدہ چیز کے متعلق مسجد میں دریافت کرنے سے منع فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ دریافت کرنے والے کو کہا جائے لا ادّاھا اللہ الیک فان المساجد لم تبن لھذا یعنی "اللہ تعالیٰ تمہاری وہ چیز واپس نہ فرمائے کیونکہ مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئیں" رواہ ابو داؤد ج ۱ ص ۶۸ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یونہی ترمذی ج ۱ ص ۴۳ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث مرفوع میں خرید و فروخت وغیرہ سے ممانعت ہے اور حضرت ابو ہریرہ سے مسلم شریف ج ۱ ص ۲۱۰ میں بکثرت حدیثوں میں ہے کہ گم شدہ چیز کو مسجد میں دریافت کرنے والے کو وہی دعا دی جائے کہ چیز نہ ملے کیونکہ مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئیں وہ تو اسی کام کے لئے ہیں جس کے لئے بنائی گئی ہیں اور یونہی مسند امام احمد بن حنبل اور سنن بیہقی وغیرہ میں بکثرت حدیثیں ہیں اور بکثرت حدیثوں میں کچے پیاز، لہسن وغیرہ بدبودار چیز کھا کر داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ مسلم شریف ج ۱ ص ۲۰۹ اور ۲۱۰ وغیرہا کتب حدیث میں بکثرت حدیثیں ہیں۔

نوٹ: حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز یہ فتویٰ مفصل تحریر فرمانا چاہتے تھے، یہاں تک مسودہ کی شکل میں لکھا تھا کہ بعض انتہائی اہم مصروفیات کے باعث یہ سلسلہ موقوف رہا تا آنکہ سائل مذکور نے اسی مسئلہ پر بطور یاددہانی مورخہ ۲۳/۷/۷۱ کو مختصر سوال مکرر دوبارہ لکھا جو مورخہ ۲۹ اگست ۷۱ء کو

یہ دن وصول ہوا جب حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال کا
کو پیش تھے۔ صرف ۱۱ دن گزرے تھے۔ شدید صدمہ اور تعزیت کے لئے آنے والوں کے
ہجوم کے باوجود حضرتِ فقیہِ اعظم قدس سرہ العزیز نے ۳۱ اگست کو اس کا مختصر جواب تحریر فرمایا
جو اگلے صفحہ پر درج کیا جا رہا ہے (مرتب)

الاستفتاء

یہ سوال دوبارہ مورخہ ۳۰.۷.۷۸ کا لکھا ہوا مختصر آیا مورخہ ۲۹-۸-۷۸ کو تو یہ جواب لکھا گیا۔

ابوالخیر البنعیمی غفرلہٗ ۳۱-۸-۷۸

فتوٰے کے بارے میں ہمیں از حد ضرورت ہے اس لئے آپ وقت نکال کر اپنی اولین فرصت میں اپنے تعاون سے مستفید فرمائیں۔ بندہ دوبارہ جن امور میں فتوٰے چاہتا ہے عرض کئے دیتا ہوں:-

۱. آیا مسجد کے تہہ خانہ میں ٹیبل ٹینس (TABLE TENNIS) یا دیگر کسی قسم کی کھیل وغیرہ کا شغل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

۲. مسجد کی تعمیر پر صدقات زکوٰۃ وغیرہ کا روپیہ استعمال ہو سکتا ہے یا نہیں؟

۳. نماز میں ایک بارِیش دینی علم رکھنے والے ظاہری طور پر پرہیزگار (کیونکہ باطن کو تو اللہ تعالٰی ہی جانتا ہے) کی موجودگی میں بغیر داڑھی کے آدمی جماعت کرا سکتا ہے یا نہیں؟

۴. عورتیں اور مرد مسجد کے تہہ خانہ میں اکٹھے مل کر کھانا وغیرہ یا میٹنگ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

ہندوستان یہاں کے مسلمانوں کے لئے آپس میں کافی رنجش کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ ہمیں آپ دونوں پر بھی عالم ہونے کے ساتھ اس بات کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ اپنی دینی خدمات اور علم کے ذریعہ امتِ محمدیہ کو راہِ راست پر لانے کے لئے اپنی ذمہ داری سر انجام دیں۔

ایک ہفتہ کے بعد رمضان المبارک شروع ہو رہا ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک مہینہ کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

افتخار
اٹاوہ، کینیڈا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

آپ کے سوالات چار ہیں، پہلے اور چوتھے نمبر کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ سب چیزیں مسجد میں ناجائز ہیں کیونکہ مسجدیں اللہ رب العالمین کے خاص گھر ہیں جیسا کہ خود اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (سورۃ الجن پ [illegible]، ع [illegible]) (ترجمہ) اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ اور کسی گھر کی قدر و منزلت گھر والے کی شان سے ہی مستفاد ہوتی ہے۔ دنیا کے کسی شہنشاہ یا بادشاہ یا صاحبِ اختیار حاکم کے موجود ہوتے ہوئے جبکہ وہ جاگتا اور دیکھتا سنتا ہو اس کے گھر کے

نہ زیادہ اوپر نیچے ایسی حرکتیں نہیں ہو سکتیں تو اللہ رب العالمین جو ہمیشہ ہمیشہ زندہ و پائندہ ہے اس کے اپنے خاص گھروں میں ایسی حرکتیں کیونکر روا ہو سکتی ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ گھر کا احترام گھر کے اوپر نیچے گھر والے کی حدِ ملکیت تک ہوتا ہے۔

دیکھیے کوئی کسی کے گھر کے نیچے یا اوپر اخلاقاً اور قانوناً عمارت نہیں بنا سکتا تو وہ اللہ جو زمین کی نچلی تہہ تک اور آسمان کے اوپر تک کا مالک ہے۔ اس کے گھروں کا احترام بھی اس کی حدِ ملکیت تک لازم ہے چنانچہ فقہ حنفی کی نہایت مستند اور معتمد کتاب در المختار اور اس کے نہایت معتبر حاشیہ رد المحتار ج ا ص ۶۱۴ میں ہے در مختار کے لفظ ہیں ان مسجد الی عنان السماء کہ وہ آسمان کے اوپر تک مسجد ہے اور شامی نے فرمایا و کذا الی تحت الثری یعنی جیسے کہ آسمانوں کے اوپر تک مسجد ہوتی ہے یونہی زمین کی تہہ والی نمناک مٹی کے نیچے تک مسجد ہوتی ہے بلکہ مسجد مسجد ہی تب بنتی ہے کہ اس کی نیچی تہہ تک اور اوپر تک سب مسجد ہو۔

شامی ج ۳ میں ۵۱۲ میں ہے ان شرط کونہ مسجدا ان یکون سفلہ وعلوہ مسجدا اور بالخصوص مساجد کی تعظیم اور احترام کا حکم بھی فرمایا گیا چنانچہ ارشاد فرمایا فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (سورۃ النور آیت ۳۶، ۳۷ پ ۱۸) ترجمہ: ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے۔ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح و شام، وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت، اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل

در ...نتھیں۔

ن گھروں سے مراد مفسرین کرام کے نزدیک مسجدیں ہی ہیں اور بلند کرنے سے
مراد تعظیم و احترام ہے۔ اور احادیث طیبہ بھی بکثرت ہیں جو مساجد کی تعظیم کا حکم فرماتی ہیں ترمذی
نمبر ... اور نمبر ۲ دو کی طرح واضح ہوا کہ مسجد کے اندر یا بالاخانہ یا تہہ خانہ میں یہ حرکات نازیبا اور
ناروا ہیں نیز عورتوں اور مردوں کا کسی اجتماع میں اکٹھے کھانا یا میٹنگ کرنے میں عموماً یہ ہوتا
ہے کہ غیر محرم بھی شامل ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں اور زیادہ خرابی ہے۔ قرآن کریم نے
تو پردے کا حکم دیا ہے تو اس کی بھی خلاف ورزی ہے لہٰذا شرعاً ایسے اجتماعات سے
پرہیز بڑی ضروری ہے۔

سوال ۲ کا جواب بھی قرآن مجید میں واضح موجود ہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے اِنَّمَا
الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ
وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ
اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (سورۃ التوبۃ آیت ۶۰ پ ۱۰ ع ۱۴) (ترجمہ) صدقات انہی لوگوں
کے لئے ہیں جو محتاج اور نرے نادار ہوں اور جو اسے وصول کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو
اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور
مسافر کو۔ یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

یہ زکوٰۃ و صدقات کے خرچ کرنے کی جگہیں ہیں جن میں مساجد داخل نہیں ہیں
فی سبیل اللہ سے مراد غازی وغیرہ ہیں تو واضح ہوا کہ مساجد پر ان کا استعمال جائز نہیں۔

سوال نمبر ۳ کا یہ جواب ہے کہ بغیر داڑھی کے آدمی دو قسم ہیں، ایک وہ جن کی داڑھی
تری ہی نہیں یا ہیں ہی کھودے یا کترانے یا منڈانے کے بعد توبہ کر لی تو وہ امام بن سکتے ہیں
اور دوسرا قسم جو منڈاتے ہیں یا کترا کر شرعی حد سے کم رکھتے ہیں تو اس دوسری قسم کا آدمی کسی

بارش زیادہ دینی علم رکھنے والے پرہیزگار کے ہوتے ہوئے مستحقِ امامت نہیں رکھتا. قرآن پاک میں مقتدی کو امام کی معیت کا حکم دیا گیا ہے. فرمایا وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ سورۃ البقرۃ آیت ۴۳ پ ۱ ع ۵) راکعین کا اصل امام ہی ہوتا ہے حالانکہ قرآن کریم ہی میں حکم دیا گیا ہے کہ پرہیزگار اور صدق والوں کے ایماندار ساتھی بنیں. ارشاد ہوتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۃ التوبۃ آیت ۹ پ ۱۱ ع ۴. (ترجمہ) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھی ہو۔ اور احادیثِ مبارکہ میں بڑی وضاحت سے حضور پُرنور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اجعلوا ائمتکم خیارکم فانہم وفدکم فی ما بینکم وبین اللہ عز وجل (ترجمہ) اپنے نیکوں کو اپنے امام بناؤ اس لئے کہ تمہارے وفد ہیں تمہارے اور اللہ عزوجل کے درمیان (رواہ الدارقطنی ص ۹۷ و البیہقی فی سننہ ج ۳ ص ۹۰ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) اور فقہاءِ کرام نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

نوٹ: بعض لوگ اس حدیث شریف سے استدلال کرتے ہیں کہ مسجدِ قدس میں حبشیوں نے کھیل کیا. یہ قابلِ استدلال نہیں کیونکہ اولاً تو وہ کھیل کھیل ہی نہیں تھا بلکہ جہاد کی مشق تھی، ثانیاً شارحینِ حدیث نے فرمایا کہ وہ مسجد کے اندر نہیں تھا بلکہ مسجد کے نزدیک تھا تو مجازاً مسجد فرمایا گیا چنانچہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے ج ۳ ص ۴۹ یعنی در رحبہ مسجد کہ جائے بود متصل مسجد' اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے ای فی رحبۃ المسجد المتصلۃ بہ (ج ۶ ص ۲۶۵) یعنی وہ کھیل مسجد کے رحبہ میں تھا جو مسجد کے متصل تھا، اور انڈیا کے مشہور مدرسہ دیوبند کے شیخ الحدیث نے شرح بخاری فیض الباری ج ۲ ص ۵۵ میں بڑے زور سے کہا کہ وہ کھیل مسجد سے باہر تھی اور یہ حضرت امامِ مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، اس کے لفظ یہ ہیں وثبت عندی عن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ

ان کان حاجۃ المسجد لا دخلہ تو ایسی محتمل حدیث سے قرآن کریم کی واضح آیات
اور احادیث کے مقابلہ میں استدلال نہیں کیا سکتا بلکہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۰
ص ۴۳۶ اور عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۴ ص ۲۲۰ میں فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے
یعنی یہ ایک دفعہ ہوا اور پھر جواز اٹھ گیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں ان اللعب فی المسجد
منسوخ بالقرآن والسنۃ اما القرآن فقولہ تعالیٰ فی بیوت اذن
اللہ ان ترفع الخ تو اس وشمس کی طرح نمایاں ہوا کہ اس حدیث سے استدلال نہیں ہو سکتا
واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد
وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ
۲۵ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ ۳۰۔۸۔۷۸

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ وکعبہ جناب مفتی اعظم پاکستان فقیہ اعظم حضرت مولانا نور اللہ صاحب زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : امابعد
عرض یہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں مسجد سے ملحق امام مسجد صاحب کا مکان تھا پھر
وہ مکان گرا کر کچھ حصہ مسجد کے ساتھ ملحق کر دیا گیا، باقیماندہ حصے پر بچیوں کے لئے سکول بنانے
کے لئے کچھ لوگوں نے تجویز پیش کی۔ زید نے کہا کہ بچیوں کو دینی تعلیم مثلاً قرآن وحدیث پڑھانے

میں کوئی حرج نہیں بلکہ ضروری ہے مگر سکول کی موجودہ تعلیم بالخصوص بچیوں کے ہاتھ قلم دینا باعث
فتنہ اور منع ہے۔ اندریں حالات مندرجہ ذیل مسائل دریافت طلب ہیں:
۱۔ کیا بچیوں کو مروجہ سکولوں کالجوں میں تعلیم دلانا از روئے شرع شریف جائز ہے؟
۲۔ کیا امام مسجد کے مکان کا وہ حصہ جو مسجد میں داخل نہیں کیا گیا اس پر دکانیں برائے
مہمات بنانا جائز ہے؟ بینوا توجروا

محمد عبد الشکور نقشبندی قادری تعلقوی نائب خطیب جامع مسجد مدینہ منڈی آباد
ضلع گوجرانوالہ ۲۶ نومبر ۱۹۵۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب
بمنہ جل مجدہ الصدق والصواب

۱۔ اگر چھوٹی بچی ہو تو احتیاط کے ساتھ کوئی حرج نہیں اور بڑی ہو تو مخلوط تعلیم نہ ہو یعنی لڑکے ساتھ نہ ہوں تو احتیاط کے ساتھ جائز ہے قلم ہاتھ میں دینے سے بھی حرج نہیں قلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس سے بچیوں کو نفع اٹھانا جائز ہے البتہ مخرب اخلاق و حیاسوز تعلیم سے پرہیز ضروری ہے۔ بچیوں کو کتابت سکھنے کی تفصیل فتاویٰ نوریہ میں بڑے دلائل کے ساتھ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد کے مکان کا بچا ہوا حصہ امام مسجد کی ملکیت ہو تو اس سے خرید کر یا بخشش اجازت دے تو جائز ہے اور اگر وہ زمین وقف ہے تو واقف کی شرائط کے خلاف جائز نہیں اور

ث وات دیہ کی زمین ملوکہ زمینداران ہے تو زمیندار اپنی رضا سے بدل سکتے ہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و
علیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۳۰ ر ذی الحجۃ المبارک ۱۳۹۸ھ

۲۰۱۲۰۷۸

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں کہ مسجد کے شہتیر کڑی اینٹیں جو مسجد پر صرف نہ ہو سکتے ہوں۔ ان کو بیچ کر ثمن اسی مسجد کی عمارت کے لئے رکھنا یا اس کی عمارت میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ضائع ہونے کا خوف غالب ہو بلکہ بعض ضائع ہو چکے ہوں۔ لوگوں نے اپنے تصرفِ ذاتی میں استعمال کر لئے ہوں۔ ایک فاضل فرماتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے بلکہ ان اشیاء سے حجرہ بنایا جائے یا پانی گرم کرنے میں صرف کریں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: خوشی محمد، واسو سالم کا ضلع منٹگمری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

بلاشک وشبہہ اشیائے مذکورہ کی بیع قاضی شرع ومتولی کرسکتے ہیں۔ وقایہ، ہدایہ، فتح القدیر، بحرالرائق میں ہے والنظم من تبحر ...ن فی المذ... تعذر اعادۃ عینہ الی موضعہ بیع وصرف ثمنہ الی مرمتہ صرف البدل الی مصرف المبدل اھ وایضًا فیہ ... المتولی والحاکم فی الاجارۃ والتعمیر ... بین القاضی والمتولی فی الحاوی انتہی ... النسویۃ فقط ایضًا۔

اور جب ضائع ہو رہی ہوں تو بیع بطریق اولٰی جائز ہے کہ خوفِ ضیاع مجوز مستقل ہے حتی کہ صالح الصرف کی بیع کو بھی جائز بنا دیتا ہے چہ جائیکہ بوجہ عدمِ صلاحیت پہلے سے ہی جائز ہو اور ہلاک ہو رہی ہوں نہ کہ صرف خوفِ ہلاکت ہو ... و للفظ من الدر اذا خافا ... فیبیعہ ... ثمنہ ...

سلہ ج۵ ص ۲۰۰

سلہ ج۵ ص ۲۱۵

...

ولو ... مسجد محل ... شخص في موضع مسجد
عوده مسجدا ... بلکہ شامی میں ہے ثم رأيت الآن في الذخيرة
و في ... سئل شيخ الاسلام عن أهل قرية رحلوا وتداعى
مسجدها إلى الخراب وبعض المتغلبة يستولون على خشبه
وينقلونه إلى دورهم هل لواحد لأهل المحلة أن يبيع الخشب
بأمر القاضي ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هذا
المسجد قال نعم الخ بلکہ اس میں یہ بھی ہے والذی ینبغی متابعة المشائخ
المذكورين في جواز النقل بلا فرق بين مسجد أو حوض كما أفتى به
الإمام أبو شجاع والإمام الحلواني وكفى بهما قدوة لاسيما في زماننا الخ

پس اس روشن شمس کی طرح واضح ولائح ہوا کہ اشیاء مذکورہ کی بیع بطریق مذکور جائز ہے،
حجرے اور پانی کے گرم کرنے میں صرف نہیں کر سکتے کہ مفاهيم الكتب حجة، نیز
غیر عرف میں صرف محتاج دلیل ہے فاذا انعدم انعدم الجواز فعلى الفاضل المانع
المحرر للاسم الصادق فيما قلت والمراجعة الى الكتب فان يجد خلاف ما حررت
يكتب برهانه حتى ارجع الى الصواب والا فليصدق الجواب۔ والله تعالى اعلم
وعلمه اتم واحكم وصلى الله على المحبوب وآله وصحبه وسلم۔

حرره الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ الحنفی القادری النعیمی نوره اللہ ربه وقواه القوی

فرید پور جاگیر

۲۲ ربیع الثانی شریف ۱۳۶۰ھ

الاستفتاء

مکرم و محترم حضرت مولانا مفتی اعظم محمد نور اللہ صاحب خدا آپ کا سایہ قائم رکھے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض خدمت اقدس میں یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں مسجد میں صرف کی جاسکتی ہیں یا نہیں مسجد زیر تعمیر ہو۔ ویسے مسجد کا کام تو ختم ہو سکتا ہی نہیں ہمارے گاؤں میں ایک حافظ صاحب رونق علی صاحب اور ایک مولوی خلیق صاحب نے یہ مسئلہ بتایا کہ قربانی کی کھالیں مسجد میں لگ سکتی ہیں اس نے گاؤں سے تمام کھالیں جمع کر کے مسجد میں دے دی ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق تفصیل سے آگاہ کریں حضور کی عین نوازش ہوگی۔

نیز مسجد کے ملحقہ مزار شریف ہے کیا قربانی کی کھالیں مزار شریف کے برآمدے بر ساتھ کے حجرے پر صرف کی جاسکتی ہیں اس کے متعلق ارشاد گرامی فرماویں حضور کی بندہ پروری ہوگی۔

فقط والسلام

آپکی دعاؤں کا طالب حاجی انتظار محمد خان

مورخہ ۱۱/۱۰/۷۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللہم اجعل لی النور والصواب

قرآن کریم سورۃ التوبہ میں ہے انما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ الآیۃ یعنی اللہ کی مسجدوں کو صرف ایماندار ہی آباد کرتے ہیں۔ بہرحال یہ ایمانداروں کا کام بہت اچھا ہے اور سراسر خیر ہے۔ نیز قرآن کریم سورۃ الحج کے آخری رکوع میں ہے وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون کہ اچھے کام کرو تاکہ تم فلاح پاؤ تو قربانی کا کام بھی اچھا کام اور مسجد کی امداد بھی اچھا کام ہے تو قربانی کا چمڑا مسجد میں بلاشبہ جائز ہوا اور ابوداؤد صفحہ ۳۲ جلد ۲ کی مرفوع حدیث حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ میں ہے فکلوا وادخروا واتجروا کہ کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور ثواب حاصل کرو۔ کہ قربانی سے ثواب کماؤ تو اس سے بھی جائز ہوا اور کسی فقیہ نے اس سے منع نہیں کیا تو بہرحال بلاشک وشبہ جائز ہے اور اصل اشیاء میں اباحت ہے حضرت مجدد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور دیگر اکابر فقہاء ومشائخ نے بھی جواز کا فتویٰ دیا ہے اور حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہم نے بھی جواز کی تصدیق فرمائی ہے اور یوں ہی ملحقہ مزار شریف کا حجرہ پر خرچ کرنا بھی جائز ہے کہ وہ بھی کار خیر ہے۔

واللہ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ وآلہ وسلم

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

یکم جمادی الاخری ١٤٠٢ھ

٢/٣

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اندریں مسئلہ کہ کسی شخص نے یک دینی درس گاہ کو تین کنال انیس مرلہ رقبہ وقف کیا، اتفاقاً اس رقبہ میں سے چودہ مرلہ رقبہ غیر متصل الاٹ ہو گیا جس کے درمیان شارع عام ہے اور اس رقبہ چودہ مرلہ پر مہاجرین قابض ہو بیٹھے ہیں جن کے بے دخل کرنے سے حرج عظیم لازم آتا ہے نیز اس رقبہ چودہ مرلہ سے مدرسہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ متولی رقبہ مدرسہ، مدرسہ کے مفاد اور ہمدردی غریبوں کے لئے اس رقبہ چودہ مرلہ کو فروخت کر کے اس کے عوض اس رقم سے اسی ایکڑ زمین میں سے متصل رقبہ خرید کر محض دینی درس گاہ کے مفاد کے پیشِ نظر شامل کرنا چاہتا ہے۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ صورتِ مسئولہ میں متولی رقبہ مذکورہ کو فروخت کر کے اس کے عوض اتنا ہی رقبہ خرید کر وقف کر دے تو جائز ہے یا نہ؟ بینوا توجروا۔

سائل: شیخ محمد صدیق ساکن بہادل نگر

نوٹ: یہ سوال مئی ١٩٨٠ء کے اواسط میں آیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

ہاں اندریں حالات واقف کو اختیار ہے کہ اس چودہ مرلہ غیر متصل رقبہ کو فروخت

کرکے حاصل شدہ رقم دار العلوم کے لئے اتنی اراضی یا زیادہ خرید کر متصل رقبہ خرید کر دیں

مگر فروخت شدہ کی رقم میں سے اپنے لئے کچھ نہ رکھے، جو خرید سے بچے وہ رقم بھی دار العلوم

کو دیدے کیونکہ وہ رقبہ دار العلوم کا ہی ہے۔ فتح القدیر ج ۵ ص ۴۴۰، بحر الرائق ج ۵ ص ۲۲۲،

عقود الدریہ ج ص ، شامی ج ۳ ص ۵۳۹ میں بالفاظ متقاربہ ہے [illegible]

[illegible] عن شرط الاستبدال [illegible] شرط ذلک

[illegible] موقوف [illegible]

[illegible] بھی یہی فرمایا ہے [illegible] توقف [illegible]

[illegible] بحر الرائق ج ۵ ص ۲۲۲ میں ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] تعالی علی حبیبہ خلقہ محمد و

[illegible] وصحبہ اجمعین وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۲۰ جمادی الاخری سنہ ۱۴۰۰ھ ۱۰-۵-۲۰

نماز

اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
مِنْ عَمَلِہٖ صَلٰوتُہٗ۔ (ترمذی)

"بے شک قیامت کے روز بندے کے عمل میں سے سب سے پہلے
جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔"

اِنَّ الصَّلٰوۃَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

(نساء)

بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے پانچ مقرر وقت پر

كتاب الصلوٰة

باب الاوقات

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ حنفی مذہب میں نمازِ عصر اول وقت یا اوسط میں پڑھنی مستحب ہے یا اتنی تاخیر اولیٰ و مستحب ہے کہ مکروہ وقت سے اتنی پہلے مکمل ہو جائے کہ دوبارہ باجماعت ادا کرنے کی صورت میں مکروہ وقت کا شبہ نہ ہو۔ فقہ حنفی کی کتب معتبرہ کے حوالہ جات سے تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

منجانب: نمازیان جامع مسجد پیر اسلام حکیم حاجی غلام محمد ولی حرمی لکھا تحصیل دیپالپور

ضلع ساہیوال ٥-١٠-٧٧

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

بلا شک و شبہ و ریب مذہب مہذب حنفی کی جلیل القدر کتب معتبرہ متون و شروح و فتاوے میں روز روشن سے بھی زیادہ روشن ہے کہ نمازِ عصر کی ادا کا وقت مستحب جبکہ بادل نہ ہو، ہر موسم میں یہ ہے کہ سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے یعنی جب تک کہ نظر اس پر نہ ٹھہر سکے نماز پوری ادا ہو جائے چنانچہ قدوری ص ۲۱، کنز الدقائق ص ۱۷، وقایہ متن شرح الوقایہ ص ۱۴۸، ہدایہ ص ۸۰، مبسوطِ سرخسی ج ۱ ص ۱۴۷، بدائع صنائع ج ۱ ص ۱۲۵، تنویر الابصار، در المختار، شامی ج ۱ ص ۲۴۱، ملتقی الابحر ص ۱۷، شرح الکنز زیلعی ص ۸۳، عینی ص ۱۹، بحر الرائق ج ۱ ص ۲۴۷، فتح القدیر ص ۱۹۹، عنایہ ص ۱۹۹ میں ہے والنظم من المبسوط فاما العصر فالمستحب تاخیرھا فی الصیف والشتاء عندنا بعد ان یؤدیھا والشمس بیضاء نقیۃ لم یدخلھا تغیر یعنی عصر کی نماز کے لئے یہ مستحب ہے کہ اتنی مؤخر کی جائے گرمیوں اور سردیوں میں کہ سورج سفید اور صاف ہونے کے وقت میں جب کہ اس کی ٹکیہ بدلی نہ ہو ادا ہو جائے۔ اور اس بدلنے سے مراد یہ ہے کہ سورج کی ٹکیہ پر نظر جم جائے اور پریشان نہ ہو، یہی تفسیر صحیح ہے۔

فتاوے عالمگیر ج ۱ ص ۵۲، فتاوے قاضی خان مطبوعہ مع الہندیہ ج ۱ ص ۲، منیۃ المصلی ص ۱۰۸، مجمع الانہر ص ۱۷، جوہرہ نیرہ ص ۵۰، عینی علی الکنز ص ۱۹، بحر الرائق ج ۱ ص ۲۴۷، تبیین الحقائق ص ۸۳، عینی علی الہدایہ ج ۱ ص ۵۰۵، ہدایہ ص ۸۲، در المختار

تنویر الابصار رد المحتار ج۱ ص۳۴۱، مراقی الفلاح ص۱۰۸ وغیرہا میں ہے واللفظ من
الہندیۃ والعبرۃ لتغیر القرص لا لتغیر الضوء فمتی صار القرص بحیث
لا تحار فیہ العین فقد تغیرت والا لا کذا فی الکافی وھو الصحیح کذا
فی النہایۃ اور یہی حدیث مرفوع سنن ابی داؤد ج۱ ص۵۹ کا تقاضا ہے جو حضرت علی بن شیبان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قدمنا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
فکان یؤخر العصر ما دامت الشمس بیضاء نقیۃ یعنی ہم مدینہ منورہ حضور کی
خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور عصر کی نماز مؤخر فرماتے تھے جب تک سورج سفید اور صاف
رہتا تھا بلکہ نماز عصر کا نام عصر رکھا ہی اس لئے گیا کہ مؤخر کی جاتی ہے، عربی زبان میں عصر کا
معنے نچوڑنا ہے چنانچہ مبسوط سرخسی ج۱ ص۱۴۷، بدائع صنائع ج۱ ص۱۲۴ میں ہے وقیل
سمیت العصر لانہا تعصر ای تؤخر سنن دارقطنی ج۱ ص۲۵۹ میں حضرت ابو قلابہ
وغیرہ سے باسناد روایات میں آیا ہے واللفظ لہ انما سمیت العصر لتعصر
پھر یہ حدیث مرفوع صحیح کا فیصلہ ہے کہ نماز عصر کے بعد کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے کما فی
الصحیحین البخاری ومسلم وغیرہما صراحۃ اور یہی سب اسفار فقہ حنفی میں
مبین ہے لہٰذا نماز عصر دیر سے پڑھی جائے کہ نوافل کا وقت بند نہ ہو جائے کہ خود ہی
بعد از نماز سورج کے زرد ہونے کے ساتھ بند ہو جائے کما فی الاحادیث المبارکۃ
واسفار الفقہ الحنفی۔

باقی سائلین حضرات کا استفتاء میں یہ کہنا کہ اتنا وقت بعد از نماز باقی ہو کہ دوبارہ جماعت
ادا کی جا سکے مکروہ ہونے سے پہلے پہلے تو یہ شرط کتب متداولہ سے مجھے کہیں نظر نہیں آئی؛
ہاں یہ نظر آیا کہ مقتدی مسبوق اپنی باقیماندہ نماز کراہت وقت سے پہلے ادا کر سکے چنانچہ شامی
ج۱ ص۲۴۱ میں ہے وینبغی ان لا یؤخر تاخیرا لا یمکن المسبوق

... صاحب ترتیب چونکہ قعدہ میں بھی شامل ہو سکتا ہے لہذا چار رکعت کی نیت
کی ہونا چاہیے مگر یہ بھی کسی امام یا شیخ متقدم کا قول نہیں بلکہ متاخرین میں سے کسی صاحب کی بحث
میں یہ خیال ہے جو وجیہ ہے کہ جماعت میں شامل ہونا بلاشبہ جائز ہے اور مقتدی کا دیا ...
بھی بہتر ہے مگر دوبارہ جماعت کی قید نہیں ہونی چاہیے کہ اس کی بنا محض ... پر ہے
کہ شاید نماز فاسد ہو جائے تو دوبارہ کر لی جائے جس کا وجود محض وہم ہی وہم ہے
... اگر وہاں گھر سے ہوں تو نماز جلدی پڑھنی مستحب ہے کما فی
عامة کتب معتبرة

واللہ تعالی اعلم وصلی اللہ علی حبیبه الاعظم واله
وصحبه وبارک وسلم

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲ ذی القعدۃ ۱۳۹۷ھ ۲۶-۱۰-۷۷

بابُ الاذان

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبلہ حضرت مولانا محمد نور اللہ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : مزاج گرامی !

ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ درود شریف ہر وقت پڑھنا چاہیے لیکن اذان سے قبل پڑھنا بدعت ہے۔ امید کہ آپ وضاحت فرمائیں گے۔ والسلام

رحمت علی ۲۰۲ ڈ بیر غنی ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم ہدایۃ الحق والصواب

کسی مولوی صاحب کا بلا دلیل کچھ کہہ دینا اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی حکم کو بدل نہیں سکتا جب کہ صاف صاف حکم ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یہ حکم مطلق ہے اور عموم واطلاق سے استدلال زمانہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آج تک علماء میں شائع وذائع ہے یعنی جب ایک بات کو شرع نے محمود فرمایا تو جہاں جس وقت اور جس طرح واقع ہوگی ہمیشہ محمود رہے گی تاوقتیکہ کسی صورت خاص کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے مثلاً مطلق ذکرِ الٰہی کی خوبی قرآن وحدیث سے ثابت ہوئی تو جب کبھی کہیں کسی طور پر خدا کی یاد کی جائے گی بہتری ہوگی۔ ہر ہر صورت کا ثبوت ضروری نہیں مگر پاخانہ میں بیٹھ کر زبان سے یادِ الٰہی کرنا ممنوع کہ اس خاص صورت کی برائی شرع سے ثابت۔ غرض جس مطلق کی خوبی معلوم اس کی خاص خاص صورتوں کی جدا جدا خوبی ثابت کرنا ضرور نہیں کہ آخر وہ صورتیں اسی مطلق کی تو ہیں جس کی بھلائی ثابت ہو چکی بلکہ کسی خصوصیت کی برائی ماننا یہ محتاجِ دلیل ہے، مسلم الثبوت میں ہے شاع وذاع احتجاجھم سلفاً وخلفاً بالعمومات من غیر نکیر، اسی میں ہے العمل بالمطلق یقتضی الاطلاق، تحریر امام ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے [illegible] علیہ [illegible] درود شریف ہر وقت پڑھنا چاہئے جب کسی خاص جگہ پڑھنے کی ممانعت نہ آئے تو مولوی صاحب اذان سے پہلے پڑھنے کی ممانعت کسی آیت یا حدیث سے لاتے تو منع ہوتا صرف

ان کے کہنے سے منع نہیں ہو سکتا للہذا اگر کوئی پڑھے تو اسے منع نہیں کرنا چاہئے
واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ الہ و
اصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ
۱۸ر شوال المکرم ۱۳۹۴ھ ۲۰۔۱۰۔۷۴

الاستفتاء

بخدمت مخدومی ومتاعی فقیہ اعظم دامت برکاتہم العالیہ:

سلام مسنون! دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضور علیہ الصلوٰۃ کے صدقہ جلیلہ میں جناب کا سایۂ عاطفت ہم جل سنت پر تا ابد قائم رکھے۔ آمین۔

عالی جناب حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا (جو کہ اب اہلِ سنت کا شعار بن چکا ہے) از روئے شرع متین جائز ہے، مستحب ہے، سنت ہے، فرض ہے اور دلائلِ شرعیہ کیا ہیں؟

---

[1] ص ۴۵

[2] مسلم ثبوت ص ۲۴۲

[3] ج ۱ ص ۳۳

قبل ازیں بھی ایک عریضہ حاضر خدمت کر چکا ہوں لیکن تا حال حضور کا جواب نہیں آیا ہے، امید ہے کہ حضور اولین فرصت میں جواب سے نوازیں گے۔

فقط والسلام

حضور کا خادم سید فیض الحسن شاہ تنویر قادری
فیض العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی انورا والصواب

صلوٰۃ وسلام کا پڑھنا قبل اذان بھی بلا شک وشبہ وریب جائز ہے کیونکہ سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶ میں اللہ رب العالمین جل وعلا کے دونوں حکم یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا مطلق ہیں اور اصول فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے المطلق یجری علی اطلاقہ۔ اور اس اطلاق میں قبل اذان بھی داخل ہے اور یونہی کھڑے ہو کر اور بلند آواز سے پڑھنا بھی داخل ہے تو یہ حکم رب العالمین کی تعمیل ہوئی تو ناجائز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا حضور پرنور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور قرآن کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کا صریح حکم مطلق دیتا ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۵۷ کے آخر میں ہے فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا

النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون۔ سورۃ الفتح شریف
کی آیت ۹ میں ہے لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ
وغیرہ اور بھی متعدد آیات سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر تعظیم کی اہمیت [illegible]
مہر نیمروز سے بھی زیادہ نمایاں وعیاں ہے لہٰذا اس کے جواز واستحباب میں ذرہ بھر بھی
شک وشبہ نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا
محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیہ ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۹ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ ۷۶۔۷۔۷

[illegible]

[illegible]

الاستفتاء

بحضور سیدی وسندی فقیہ اعظم قبلہ شیخ الحدیث بانی دار العلوم حنفیہ فریدیہ
بصیر پور شریف دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔

امید ہے حضور والا مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات فرما کر حوصلہ افزائی کریں گے۔

ہمارے محلہ کی مسجد میں صلوٰۃ وسلام کے بارے میں جھگڑا ہوا ہے اور دیوبندی حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان سے قبل کچھ نہیں پڑھا۔ آپ اس کے بارے میں ثبوت دیں کہ حضرت بلال اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام یا کوئی دعا پڑھتے تھے؟ نہیں؟ اور وہ کہتے ہیں حضرت بلال کا صلوٰۃ وسلام پڑھنا ثبوت ہو جائے تو ہم خود صلوٰۃ و سلام پڑھیں گے۔

عرضی

حافظ جان محمد قادری امام مسجد محلہ این بلاک عارفوالہ تحصیل پاکپتن شریف ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

قرآن کریم کا ارشاد ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ یہ حکم مطلق ہے کوئی دیوبندی کوئی آیت یا حدیث سے تخصیص نہیں کر سکتا باقی رہے حضرت بلال تو وہ ہمیشہ دعا قبل از اذان پڑھتے تھے۔ دیکھو ابوداؤد ج ۱ ص ۷۷، سنن بیہقی ج ۱ ص ۴۲۵۔ یہ حدیث حسن ہے۔ حافظ حدیث حضرت ابوالفضل ابن حجر علیہ الرحمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۱ میں فرماتے ہیں اسنادہ حسن پھر ابوداؤد کی شرح عون المعبود جو ایک غیر مقلد کی شرح ہے اس کے ج ۱ ص ۲۰۴ میں بھی اس حدیث کی

شرح میں کوئی اعتراض نہیں اور یونہی اس کی شرح بذل المجہود جس ۲۵۰ یا اس کو نقل کیا۔ اس حدیث شریف کے کلمات یہ ہیں عن عروۃ بن الزبیر عن

امرأۃ من بنی النجار قالت کان بیتی من اطول بیت حول المسجد فکان بلال یؤذن علیہ الفجر فیأتی بسحر فیجلس علی البیت ینظر الی الفجر فاذا رآہ تمطی ثم قال اللہم انی احمدک واستعینک علی قریش ان یقیموا دینک قالت ثم یؤذن قالت واللہ ما علمتہ کان ترکہا لیلۃ واحدۃ

هذه الكلمات۔

(ترجمہ) عروہ بن زبیر سے روایت ہے بنی نجار کی ایک خاتون سے (جو صحابیہ ہیں) فرماتی ہیں کہ ہمارا گھر بڑا اونچا سب کے آس پاس والے گھروں سے اور تھے حضرت بلال اس پر فجر کی اذان دیتے۔ پس آتے سحری کے وقت پس بیٹھ جاتے اس مکان پر نظر کرتے ہوتے طرف فجر کی، جب دیکھتے فجر انگڑائی لیتے پھر یہ دعا کرتے اللہم انی احمدک واستعینک علی قریش ان یقیموا دینک پھر اذان دیتے فرمایا مائی صاحبہ نے اور اللہ کی قسم نہیں جانتی میں ان کو کہ چھوڑا ہو کسی ایک رات بھی ان کلمات کو۔

تو اس حدیث شریف سے روز روشن کی طرح واضح ہو کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اور دعا کی سنتوں میں اول آخر درود شریف پڑھنا بھی داخل سنت ہے تو درود شریف بھی ثابت ہوا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی خود اس دعا کو سن کر منع نہیں فرمایا ورنہ رک جاتے اور ہمیشہ نہ کہتے تو یہ حدیث تقریری بنی، تو مرفوع حدیث سے ثبوت ہو گیا جبکہ قرآن حکیم

کے مطلق حکم سے بھی ثابت ہے اور یہ تو خوب ظاہر ہے کہ مطلق کا اطلاق بھی پر ہوتا ہے جیسے کہ کتب اصولِ فقہ سے واضح ہے تو آپ کے محلہ والے دیوبندی صاحب دندہ کے پکے ہیں تو صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کر دیں ورنہ آپ تو پڑھتے ہیں کسی کے شبہ ڈالنے سے شک میں نہ پڑیں۔ یہ لوگ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام جس طرح پڑھ نہیں سکتے یونہی سن بھی نہیں سکتے تو آپ ان کی باتوں میں نہ آئیں۔

واللہ الہادی

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ ۱۰۔۹۔۲۰۰۰

بَابُ الإمَامَة

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کہ زید ایک مدرس ہے۔ اس نے عمداً بھنگ پی لیا اور بعد میں توبہ بھی کرلی۔ کیا امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسماعیل

قلعہ حاجی محمد یوسف بھٹی تحصیل دیپالپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

بعون الملک الوہاب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

زید نے بڑی سخت غلطی کی کہ امام ہو کر بھنگ پی لی حالانکہ نشہ آور چیز حرام ہے مگر چونکہ ابھی تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا لہٰذا توبہ کے بعد امامت کرا سکتا ہے، حدیث شریف سے ثابت ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ[1] کہ گناہ سے توبہ کرنے والا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کا کوئی گناہ ہی نہیں اور حافظ صاحب توبہ کے ساتھ ایک دیگ خیرات کرنے کا عہد بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتے۔ حدیث شریف میں ہے ان الصدقۃ لتطفئ غضب الرب[2] والحمد للہ تعالیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ ۲۳-۴-۸۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو لوگ حج کرنے جاتے ہیں تو حرمین

---

[1] ابن ماجہ ص ۳۲۳

[2] ترمذی ج ۱ ص ۱۴۰

طیبین میں صحیح العقیدہ سنی امام کے پیچھے نماز ادا کرنا سخت دشوار ہوتا ہے کیونکہ حرمین طیبین میں فی زمانہ نجدیوں کی حکومت ہے بدیں وجہ حرمین شریفین میں ائمہ مساجد حکومت کی طرف سے مقرر کردہ امام ہیں اور وہ غالباً نجدی ہیں اور اگر کوئی شخص علیحدہ جماعت کرلے تو حکومت کی طرف سے یہ ممنوع ہے، اسے فساد کہہ کر منع کیا جاتا ہے تو ایسے حالات میں مقرر شدہ ائمہ مساجد کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اگر پڑھی جائے تو جماعت کی فضیلت حاصل ہوگی یا نہیں؟

زید کا قول ہے کہ مجبوری کی حالت میں حکومت کے مقرر کردہ امام کے پیچھے نماز پڑھ لینا جائز ہے اور ایسا کرنے سے جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ فتح قدیر میں ہے وفی الدرایۃ قال اصحابنا لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق الا فی الجمعۃ لان فی غیرھا یجد اماما غیرہ نیز اسی میں ہے لو صلی خلف فاسق او مبتدع احرز ثواب الجماعۃ لکن لا یحرز ثواب المصلی خلف تقی اور اسی میں ہے یرید بالمبتدع من لم یکفر۔

زید کا قول ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت قدس سرہ نے جو ہندوستان کے وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے سختی سے منع فرمایا ہے تو تحذیر و تنفیر للعوام ہے کیونکہ ان دیار میں کوئی مجبوری نہیں ہے پھر سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حکم شرعی کے مطابق اسی بد مذہب کی تکفیر کی جو ضروریات دین کے منکر ہیں جو شان نبوت و رسالت میں توہین و گستاخی کے مرتکب ہوئے یا ایسا ارتکاب کرنے والوں کو دیدہ دانستہ حق پر جانتے ہیں لیکن ان کے ماسوا عوام کی تکفیر نہیں کی جاسکتی لہٰذا امام اہلسنت رضی اللہ عنہ کا

ذرتے یمویہ سپارہ میں وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت میں اسی روایت کو دلیل
بنایا ہے روی محمد عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ
ان الصلوٰۃ خلف اہل الاہواء لا تجوز اگر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بالائے
پوشتی کا فرمانے تو بجائے اس روایت کے یہ قول مفتی نقل فرماتے وان انکر بعض
ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا کقولہ ان اللہ جسم کالاجسام
وانکارہ صحبۃ الصدیق فلا یصح الاقتداء بہ اصلا (در المختار)

پھر جو قول مفتی امام اہل سنت مجدد دین و ملت قدس سرہ نے اہل الاہواء کے پیچھے
نماز کی ممانعت میں نقل فرمایا اس کے متعلق مختار کا قول ہے روی محمد عن ابی حنیفۃ
وابی یوسف ان الصلوٰۃ خلف اہل الاہواء لا تجوز والصحیح انہا
تصح مع الکراہۃ خلف من لا تکفرہ بدعتہ (مراقی الفلاح)

زید کا نظریہ یہ ہے کہ ہر نجدی کی تکفیر نہیں کی جا سکتی، جب تک ضروریات دین
میں سے کسی دینی ضروری امر کا انکار نہ کرے اور نجدی حکومت کے منظور شدہ ائمہ مساجد اعتقادیات
سے زیادہ واقف نہیں ہوتے بلکہ اگر ان کے سامنے ان کے کسی بڑے کی کوئی گستاخی کی بات
بیان کی جائے تو وہ کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں، توبہ توبہ کرتے ہیں بدیں وجہ عوام نجدیوں کو مبتدع
ہی کہا جائے گا اور بغیر دلیل کے تکفیر نہیں کی جا سکتی اور بحالتِ مجبوری ان کی اقتداء میں نماز
پڑھ لینے سے جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

مراقی الفلاح میں ہے واذا صلی خلف فاسق او مبتدع یکون
محرز اثواب الجماعۃ لکن لا ینال ثواب من یصلی خلف امام تقی

طحطاوی علی المراقی میں ہے قال نبدر العینی یجوز الاقتداء بلسما العمو
بی بر و فاجر ما لم یکن مبتدعا ببدعة یکفر بہا۔ ہاں اگر بغیر نجی ہو تو
زکسی مبتدع کی اقتداء میں نماز ہرگز ہرگز نہ پڑھی جائے جیسے کہ ان دیار میں دو بیہ دیوبندیہ غیر مقلدین
وغیرہم ہیں لہٰذا بیان فرمایا جائے کہ زید کا قول درست ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو دلائل سے تردید
کی جائے۔ بینوا توجروا۔

نوٹ : یہ بھی واضح فرمائیں کہ نجدی امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا افضل ہے یا تنہا افضل ہے؟

والسلام

محمد کریم متعلم دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

زید کا یہ کہنا کہ عوام نجدیوں کو مبتدع ہی کہا جائے گا اور بغیر دلیل کے تکفیر نہیں
کی جا سکتی الخ مجھے درست معلوم ہوتا ہے اور کسی ایسے فاسق و مبتدع امام کی اقتداء میں جس کا کفر
ثابت نہ ہو اور ہو بھی مجبوری کی حالت تو نماز درست ہے، اس کی تصدیق زید کے حوالوں کے
علاوہ حوالہ جاتِ ذیل سے بھی ہوتی ہے۔

فتاویٰ قاضی خان ص ۴۳ میں ہے من شرط لسنة و لجماعة
ان یری الصلوٰۃ خلف کل بر و فاجر . عقائد اور شرح عقائد ص ۱۰۵ میں ہے

وتجوز الصلوٰة خلف كل بر و فاجر لقوله صلى الله عليه وسلم

صلوا خلف كل بر و فاجر و لان علماء الامة كانوا يصلون خلف

الفسقة و اهل الاهواء و البدع من غير نكير و ما نقل عن بعض

السلف من المنع عن الصلوٰة خلف المبتدع فمحمول على الكراهة

اذ لا كلام في كراهة الصلوٰة خلف الفاسق والمبتدع هذا اذا لم يؤد

الفسق و البدعة الى حد الكفر اما اذا ادى اليه فلا كلام في عدم جواز

الصلوٰة خلفه۔

پھر شرح العقائد ص ۱۱۶ میں اس مسئلہ کو اہل سنت کا مابہ الامتیاز قرار دیا، فرمایا

من المسائل التي يتميز بها اهل السنة عن غيرهم اور یہ مسئلہ فتاویٰ

قاضی خان ج ا ص ۹۱، خلاصۃ الفتاوے ج ا ص ۱۵۰، تنویر الابصار، در المختار شامی ج ا ص ۲۵۵،

طحاوی علی الدر ج ا ص ۲۴۳، فتح القدیر ج ا ص ۳۰۴، کفایہ ج ا ص ۳۰۵، البحر الملتقیٰ اور اس کی

شرح در المنتقیٰ اور مجمع الانہر ج ا ص ۱۰۸، زاد الفقیر ص ۵۵، عینی علی الکنز ص ۳۲، عینی علی الہدایہ

ج ص ۷۲۲، غرر درر ج ا ص ۸۵، بدائع صنائع ج ا ص ۱۵۷، بحر الرائق ج ا ص ۳۴۹، تبیین

الحقائق ج ا ص ۱۳۴، فتاوٰے ہندیہ ج ا ص ۸۴ میں ہے و النظم من الهندية

ان كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلوٰة خلفه مع الكراهة

و الا فلا هكذا في التبيين و الخلاصة و هو الصحيح هكذا في

البدائع۔ نیز ہندیہ اور عینی علے الہدایہ وغیرہما میں بکلمات متقاربہ ہے و لو صلى

خلف مبتدع او فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لا ينال

ے سنن ابو داؤد ص ۔ سنن بیہقی ص ۲۴ وغیرہ

مثل من ینال حلف نبی کذا فی الخلاصۃ اور جوہرہ جمعہ میں ہے کما مرۃ السلس) جب وہ دوسری نماز والوں میں بھی پا جائے تو ان کو بھی وہی حکم ہونا چاہیے
چنانچہ بحر الرائق ج ا ص ۳۴۹ میں ہے ومن ینبغی ان یکون محل کراھۃ التقدیم عند وجود غیرھم والا فلا کراھۃ کما لا یخفی یہ تقدیم و تقدیم کا فرق ہے یعنی انفرادی یا اجتماعی اختیار سے کسی ایسے کی تقدیم یعنی امام بنانا مکروہ ہے اور کسی ایسے کا اپنی انفرادی یا اجتماعی طاقت سے تقدم یعنی امام بن جانا بے حاقت افراد پر اثر انداز نہیں ہوتا اور پہلے قسم کی طرح کراہت نہیں ہو گی۔

قدوری اور اس کی شرح جوہرہ نیرہ ج ا ص ۷۰ اور ہدایہ، فتح القدیر، کفایہ، عنایہ ص ۳۰۲ وغیرہا میں ہے والنظم من القدوری ویکرہ تقدیم العبد (الی ان قال) فان تقدموا جاز۔ اس جاز کا تقاضائے ظاہر تقابل کے اعتبار سے عدم الکراہۃ ہے مگر غرر درر ج ا ص ۸۶ اور غنیۃ المستملی ص ۳۵۱ میں بکلمات متقاربہ جاز مع الکراھۃ اور یہ کراہت تنزیہیہ ہی ہو سکتی ہے۔

بحر الرائق ج ا ص ۳۴۹ اور حاشیۂ درر، غنیہ ذوی الاحکام ج ا ص ۸۲ میں ہے والنظم منہا اقول الکراھۃ تنزیھیۃ کما فی البحر اور بحر میں اتنا اضافہ اور بھی فرمایا فان امکن الصلوٰۃ خلف غیرھم فھو افضل والا فالاقتداء اولیٰ من الانفراد اور یہ فرق بھی ہو سکتا ہے کہ تقدیم میں دو کراہتیں ہوں، نفسِ تقدیم اور صلوٰۃ خلفھم اور تقدم کی صورت میں صرف صلوٰۃ خلفھم کی کراہت ہو۔

تنبیہ : حدیث شریف صلوا خلف کل بر و فاجر بلا شبہ قابل استدلال ہے۔ فتح القدیر ج ا ص ۳۰۵ میں ہے بیر تقی فی درجۃ الحسن

عند المحققین وھو الصواب. کبیری ص ۲۷۹ میں فرمایا وحاصله
ان مرسل وھو حجة عند ابی حنیفة ومالك وجمھور الفقھاء فیکون
حجة (الی ان قال) یرتقی الی درجة الحسن عند المحققین

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ ص ۵۲۵ میں اس حدیث
کے متعلق فرماتے ہیں "وعلماء اہل سنت وسنت بر آں اجماع کردہ ودر کتب عقائد آنرا
ذکر کردہ وآنرا از علامات سنت وجماعت داشتہ اند (الی ان قال) وبالجملہ وے از حیثیت
حدیث خفی ست واز حیثیت اجماع قطعی" لہٰذا ہمارے مشائخ کرام نے اس سے استدلال
فرمایا کما مر ھذا۔

البتہ زید کا اول سوال میں یہ کہنا کہ حرمین طیبین میں صحیح العقیدہ سنی امام کے
پیچھے نماز ادا کرنا الخ محلِ نظر ہے۔ اگر باقاعدہ محتاط ہو کر ادا کریں تو ہو سکتا ہے بلکہ آسانی
سے ہو جاتا ہے کما جربناہ فی الحجات المتعددۃ وللہ الحمد
والمنة۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا
سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارك وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۸ رشعبان المعظم ۱۳۹۴ھ

۲۶-۸-۷۴

الاستفتاء

از کندھ کوٹ ۷ر رجب المرجب سنہ ۱۴۰۰ھ

بخدمت اقدس استاذ العلماء مخدوم الفقراء والفقہاء حضرت علامہ صاحب

السلام علیکم: بعد از ہدیہ مسنون کے معروض خدمت ہوں، خیریت ہے۔ امید ہے آپ بھی بخیریت ہوں گے۔ مندرجہ ذیل مسائل کا جواب باصواب ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔

۱۔ ایک امام مسجد میت کو غسل بھی دیتا ہے اور مستقل امامت بھی کراتا ہے۔ اس کو غسل دینا معاوضہ مطلوب ہوتا ہے تو اس صورت میں اس کی مستقل امامت جائز بلکہ بلا کراہت ہے یا کہ ناجائز یا مکروہ ہے، جب عوام اس کام کو حقیر جانتے ہیں ور غسال کو بھی ادنیٰ نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور غسل دینا امام کے لئے ایک امامت کے لوازم میں شمار کرتے ہیں، مفصل بیان لکھیں۔

۲۔ بعض علاقوں میں مرد عورتوں کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں اور یہ بات ایک ضروری سمجھی جاتی ہے، غیر محرم عورت کو بھی مصافحہ کرتے ہیں تو یہ جائز ہے یا ناجائز؟

۳۔ مسجد کے باہر وضو کے لئے لوٹیاں، ٹینکی، نلکا وغیرہ پہ زکوٰۃ کا مال لگ سکتا ہے یا نہیں؟ فقط والسلام

بشیر احمد معرفت حاجی ولی محمد دوکاندار،

کندھ کوٹ ضلع جیکب آباد سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

[illegible] والجواب

۱. میت کو غسل دینا ضروری ہے۔ اس کو حقیر کیوں سمجھا جاتا ہے؟ اصل تو یہ ہے
میت کے وارث گھر والے غسل دیں مگر ڈرنے چھپانے میں لوگ [illegible]
فریضہ دینی ادا کرنا پسند ہے۔ ہم کو کیوں مجبور کرتے ہیں کہ غسل دے۔ اور جب
دیتا ہے تو نکتہ چینیاں شروع کر دیتے ہیں اور معاوضہ مال خود دیتے ہیں۔ اور
فضول اعتراض نہیں کرنا چاہیے بلکہ فضول سے ہمیشہ بچنا چاہیے فتاوی عالمگیری
ص ۱۶۲ میں ہے [illegible]
[illegible]
بہتر ہے [illegible] اعتراض فضول ہے۔ الافضل [illegible]
[illegible]

۲. [illegible] کا غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا ناجائز ہے۔ ہماری پیاری ام المومنین صدیقہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] کہ آپ سب امت کے باپ ہیں تو اور کس کو جائز ہو۔ جو لوگ
جائز کہتے ہیں [illegible] ضروری سمجھتے ہیں، جائز نہیں ناجائز ہے۔ دیکھو
درمختار شامی ج ۵ ص ۲۲۵، ۲۲۶۔

زکوٰۃ کے مال میں مالک بنانا ضروری ہے لہٰذا مسجد و ٹونٹیوں پر زکوٰۃ کا مال خرچ نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۷ میں ہے لا یجوز ان یبنی بالزکوٰۃ المسجد وکذا القناطر والسقایات الخ۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاکرم وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

۲۹ ۵ ۸۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام مسجد مولوی صاحب فریضہ امامت ادا کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھے اذان پڑھنے سے پہلے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا قطعی بدعت ہے۔ شرعاً جائز نہیں ہے اور اس کا کوئی ثواب بھی نہیں ہے۔ کیا بحکم شریعت ایسے امام کے پیچھے نماز کے ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟ مدلل و مفصل جواب عطا فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

میاں نور محمد ولد امیر قوم سندھیلا چک [illegible] ساہیوال

حاجی محمد یوسف مہتمم مدرسہ جامعہ غوثیہ حضرت خواجہ محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

قرآن کریم میں ہے اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا لہٰذا صلوٰۃ وسلام جس وقت اور جس جگہ بھی پڑھا جائے جائز ہے اور اس حکم پاک کی تعمیل ہے، اس کو بدعت کہنے یا عقیدہ کرنے والا سخت ترین غلطی پر ہے۔ اس پر فرض ہے کہ صدقِ دل سے توبہ کرے ورنہ امامت کے قابل نہیں۔ امامت کے لئے ضروری ہے کہ حضور امام الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اچھا عقیدہ رکھے اور ان پر صلوٰۃ وسلام جو خاص اعزاز واکرام ہے اس کو جائز اور باعثِ ثواب ونجات دارین جانے اور کسی آیت یا حدیث کے حکم خاص سے جب تک ممانعت ثابت نہ ہو مثلاً پاخانہ کے وقت یا بیت الخلاء میں نہ پڑھے، ناجائز و بدعت نہ کہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

۱۸-۹-۷۶

الاستفتاء

جناب محترم ومکرم مولانا مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔

عرض احوال یہ ہے کہ چند روز ہوئے ہمارے گاؤں میں محمد شکیل نام کا ایک مولوی بطور امیدوار امام مسجد آیا۔ جمعہ کے دن اس نے دورانِ تقریر اولیاء اللہ کے حالات وحکایات بھی بیان کیے، علم غیب کی باتوں کو علم غیب نہیں مانا بلکہ کہا کہ اولیاء اللہ کو علم غیب نہیں ہوتا بلکہ وہ لوگ اپنی نورانیت سے بھانپ لیا کرتے ہیں: بعد نماز جمعہ اس نے کتاب سے دیکھ کر سلام بھی پڑھا۔

ہم نے اس سے پوچھا کہ آپ نے تعلیم کہاں سے حاصل کی ہے؟ اس نے بتایا کہ مدرسہ خیر المدارس ملتان سے تعلیم حاصل کی ہے، دیگر ذرائع سے ہمیں معلوم ہوا کہ وہ. اس کا باپ اور اس کے رشتے دار پکے دیوبندی ہیں۔ ہمیں اس کے صحیح بریلوی مسلک ہونے میں شک ہوا لہٰذا راقم نے ایک سوال مولوی مذکور کو مسجد میں لکھ کر بھیجا کہ آپ علی الاعلان بتائیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی مصنف بہشتی زیور کافر ہے یا مسلمان؟

مولوی مذکور نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا فقط یہ کہا کہ ہم کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر نہیں کہتے اور کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے۔ جواب سنکر ہم نے بر سرِ عام اعلان کیا کہ ہم اس مولوی کو امام رکھنے میں رضامند نہیں ہیں لیکن لوگوں نے اپنی مرضی سے ہم رکھ لیا

اکثریت ان پڑھ لوگوں کی ہے، اور تصدیق کے لئے صاحبزادہ عبدالسلام ولد عبدالصمد صاحب عرف حضور جی جو کہ رینالہ خورد ضلع ساہیوال میں ایک گدی نشین پیر ہیں، ان سے رجوع کیا کیونکہ اس گاؤں کے چند افراد اور مولوی مذکور ان کا مرید ہے (صاحبزادہ عبدالسلام صاحب کے دیوبندی بھی بہت سے مرید ہیں) انہوں نے یعنی صاحبزادہ عبدالسلام صاحب نے کہا کہ یہ مولوی مذکور پہلے دیوبندی تھا اب ٹھیک ہے، دوسرے یہ کہ ہم کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر نہیں کہتے۔

اب اس صورت میں دو سوال آپ کے سامنے پیش ہیں :-

۱۔ یہ کہ مولوی مذکور کے پیچھے صحیح سنی بریلوی کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر مولوی صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے لیکن مولوی اشرف علی تھانوی کا معتقد ہے۔

۲۔ یہ کہ کسی پیر کی دلیل کو بطور فتویٰ کے شرعی مسائل میں مانا جائے یا نہیں؟

جواب جلدی فرما کر شکر گذاری کا موقع بخشیں۔ فقط والسلام

صوفی عبدالعزیز نقشبندی مجددی

معرفت

قمرالدین کریانہ مرچنٹ نزد چکی عبداللہ

کلب روڈ ڈہاڑی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

اہلسنت وجماعت کا امام بھی سنی ہو، گول مول امام نہیں ہو سکتا۔ پیر اگر عالم فاضل

اور سنی صحیح العقیدہ تو فتویٰ کے قابل ہے ورنہ نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ

واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیہ ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ امام مسجد ہے دوسرے دو اشخاص جو کہ مولوی نہیں ہیں کہا کہ تم میرے ساتھ فلاں مسئلہ پر بحث مباحثہ کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ ہمارا ملازمت کا معاملہ ہے لہذا ہم آپ سے کھلم کھلا بات نہیں کر سکتے تو امام مسجد صاحب نے کہا مجھے خدا کی قسم اور قرآن کی قسم اگر میں آپ کے بارے میں یا آپ کا نام لیکر کسی کو بتاؤں، بات ختم ہوگئی۔

ٹھیک دو دن کے بعد جمعہ کے روز عوام الناس کے سامنے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کر دیا اور نام لیکر کہا کہ میں افسرانِ بالا کو اپیل کرتا ہوں کہ آپ فلاں فلاں مولوی صاحبان کو یہاں آنے سے روک دیں کیونکہ یہاں آکر ایٹم بم گراتے ہیں اور غالباً جمعہ کے بعد یا پہلے ان کے افسروں کو ٹیلی فون پر بتا دیا جس کو ٹیلی فون کیا تھا اس نے خود بتایا ہے کہ مجھے فلاں آدمی نے ٹیلی فون کیا ہے لہذا آپ شریعت کی رو سے فرمائیں ایسی جھوٹی قسمیں کھانے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ مسئلہ کی صحیح وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سمو و نوجرد

المستفتیان

سیف اللہ حسن دین بقلم خود احمد یار محمد شفیع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

گر سوال صحیح اور حقیقتِ واقعی ہے کہ امام مسجد نے قسمیں اٹھا کر وعدہ کیا اور پھر پورا نہ کیا اس نے بڑا جرم کیا۔ قرآنِ کریم اور حدیث پاک میں ایفائے عہد کا حکم ہے لہٰذا ایسا شخص مقام احترام در امامت کے لائق نہیں۔ فتاوٰی عالمگیری، شامی، غنیۃ المستملی وغیرہ میں فاسق کی امامت مکروہ لکھی ہے مکروہ بھی تحریمی ہے لہٰذا اس شخص کو مصلّے سے دور کرنا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحٰبہ وبارك وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ ۸۰۔۹۔۸

الاستفتاء

بخدمت قدس قبلہ وکعبہ سیدی وسندی غوثی وغیاثی مفتی اعظم پاکستان محدث عرب و عجم

شیخ الحدیث والتفسیر قبلہ الحاج اباجان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:-

۱۔ شرعِ متین علماء دین اس مسئلہ میں کیا فرماتی ہے کہ ایک مولانا صاحب نے عدت میں نکاح پڑھادیا ہے حالانکہ اس بات کا مولانا صاحب کو پورا پورا علم تھا کہ ابھی تک عدت ختم نہیں ہوئی۔ کیا نفس نکاح ہو گیا یا نہیں؟ نیز نکاح خوان پر شرعی حکم کیا سزا جزء ہے یا کہ نہیں؟

۲۔ اور مولانا صاحب نے دورانِ جماعت قرآنِ پاک کی ترتیب غلط پڑھی اور مقتدیوں نے بعدِ جماعت مولانا صاحب سے پوچھا کہ آپ نے سورتوں کی ترتیب توڑ دی ہے تو مولانا صاحب نے جواب دیا کہ موجودہ قرآنِ پاک کی ترتیب حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے دی ہے، غلط ہے۔ کیا بقول مولانا صاحب کے غلط ہے یا کہ نہیں؟ شرعی سزا جزا حکم ہے؟

براہِ کرم ان دونوں مسائل کا جلدی اور مدلل بحوالہ جواب سے نوازیں تاکہ ان مسائل کی وجہ سے شبہات دور ہو جائیں۔ فقط والسلام

آپ حضور کا ادنیٰ خادم: محمد عبد الغفور نوری

امام مسجد چک دربار پیر شاہ شریف ضلع ہکا سندھ تحصیل پاکپتن شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

۱۔ عدت کے اندر نکاح نہیں ہو سکتا۔ تمام کتب فقہ حنفی کا متفقہ مسئلہ ہے اور

جس نے بدون فسخ نکاح پڑھایا اس نے بڑا ظلم کیا، حرام کا مرتکب ہوا اگر حلال جانا تو یہ
سے بھی خارج ہو گیا اس کا اپنا نکاح بھی ٹوٹ گیا، نئے سرے سے اسلام لائے اور دوبارہ
اپنا نکاح بھی کرے۔ باقی سزا و جزا کا مسئلہ تو وہ حکومت کا کام ہے، اس کی سزا سزائے
موت ہے اور جزا کچھ بھی نہیں جزا تو نیک کام پر ہوتی ہے۔ برے کام پر سزا ہوتی ہے

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیہ وسلم

۲۰. قرآن پاک کی ترتیب کسی کی خودساختہ نہیں بلکہ عند اللہ یہی ہے اور لوح محفوظ پر بھی
یونہی ہے، جو خودساختہ بتائے جاہل یا بدمذہب ہے۔ اس کا کہنا غلط ہے اس کی کوئی تعبیر
خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ
لَحٰفِظُوْنَ پ سورۃ حجر آیت ۹۔ نیز ارشاد فرمایا لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ
بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ پارہ ۲۴ سورۃ
سجدہ آیت ۴۲

ان آیات سے روز روشن کی طرح ثابت ہو رہا ہے کہ قرآن کریم تغیر و تبدل سے
محفوظ ہے۔ تمام علماء وضاحت سے بیان کرتے ہیں قرآن کریم کی ترتیب صحابہ کرام نے
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے فرمائی ہے جو ہدایت رب العالمین
سے ہے۔ دنیا بھر میں قرآن کریم کے کروڑوں نسخے ہر ملک میں اسی ترتیب سے ہیں جاہل ملا
یہ غلطی نہیں تسلیم کرتا بلکہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ پر تہمت لگاتا ہے حالانکہ ان کی
ترتیب باتفاق صحابہ کرام ہے دیکھو تفسیر اتقان ج ص ۱۵۰ اور اس کے آگے نیز بالاتفاق آیات
قرآن کریم کی ترتیب یہی ہے۔ اس پر ساری امت کا اتفاق ہے تفسیر اتقان ج ۱ ص ۶۰
اور یونہی فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۴، ج ۹ ص ۳۲ اور قسطلانی ج ۲ ص ۱۰
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۰۰ وغیرہ کتب کثیرہ میں ہے اور اسی سے ترتیب موجودہ بھی ثابت

ہوتی ہے، جاہل لوگ یونہی کوئی بے سر کی بات بانک دیتے ہیں اور لوگ شبہ میں پڑ جاتے ہیں،
قرآن کریم کا شان لاریب فیہ۔ لہٰذا شبہات سے بچنا ضروری ہے۔ چہ جائیکہ جواب کا تقاضا کرتے کیونکہ
جاہل ان دلائل سمجھنے کی لیاقت ہی نہیں۔

بہر حال یہ نہایت مدلل مختصر فتویٰ لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ شبہات سے بچائے
اور بے دینوں سے پناہ دے۔ قرآن کریم پر اعتبار نہ ہو تو ایمان ہی نہیں۔ ایسے کے پیچھے نماز
جائز ہی نہیں، توبہ کریں اور آئندہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں یہ تمام کتب فقہ میں صاف صاف
لکھا ہے، دلائل کا مطالعہ کرتے نہیں اور علم نہیں پڑھتے تو کیا سمجھیں گے؟

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاعظم وآلہ

واصحابہ وبارک وسلم۔

محررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۴ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ ۱۶۔۸۔۸۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارہ میں
نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال جب کہ امام کے سامنے کھڑا ہو کیسا ہے اور مکبر کے
سامنے کھڑا ہو تو کیسا ہے۔ جو آدمی یہ کہے کہ عدم جواز کے علماء کے فتوے کو جو نہیں مانتا
وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے اس کے پیچھے امامت نہیں ہوتی۔ مذکورہ شخص کے

...ہے میں شرع شریف کیا حکم صادر فرماتی ہے تفصیل سے ذرا جواب ارقام فرمائیں

بینوا و توجروا

سائل: ابو الاعجاز قادری امتیاز حسین نقشبندی
مدرس دار العلوم جامعہ قادریہ رضویہ مصطفیٰ آباد
سرگودھا روڈ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

نماز شروع کرنے سے قبل امام کے پاس سپیکر لگا رہا اور چالو کیا جائے۔ امام کی آواز دور تک پہنچا دے تو شرعاً جائز ہے کیونکہ اباحت اصلیہ کا یہی تقاضا ہے۔ جس کی حرمت یا عدم جواز قرآن کریم اور حدیث پاک سے ثابت نہ ہو وہ مباح ہے۔ وما کان ربک نسیا۔ اللہ تعالیٰ بھول سے پاک ہے۔

دین کامل ہو چکا اب یہ دین میں پیوند کاری کرنے والے کون ہیں۔ ان میں پیش پیش مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب رضائے مصطفیٰ والے ہیں مگر آج تک انہوں نے بھی کوئی آیت یا حدیث حرمت و عدم جواز کے لئے نہیں لکھی۔ اس کی تفصیل فتاویٰ نوریہ رسالہ مکبر الصوت میں ہے من شاء فلیطالع۔

عدم جواز کے قائلین آج تک کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے اور تقریباً [illegible]

بالعمل طور پر استعمال کر رہے ہیں صرف ہندوستان اور پاکستان کے بعض حضرات ہی بلا دلیل عدم جواز پر زور دیتے ہیں۔

رہ دو حکم جبری کہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں دوسرا یہ جہالت ہے عدم جواز کے قائلین بھی یوں ہرگز ہرگز نہیں کہتے۔ ایسا کہنے والے فوراً توبہ کریں اور احادیث صحیحہ مسند بخاری سے ڈرے اور فقہ پر غور کرے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاعظم وآلہ وصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ مفتیہ ابو محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۲ رجب ۱۴۲۰ھ ۱۰-۴-۲۰۰۰ء

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فرض نماز اور وتر، تراویح، عیدین، جمعہ مبارک لاؤڈ سپیکر میں جائز ہے یا نہیں بشبینہ در تراویح در جمعہ مبارک کے موقع پر اکثر مقامات پر لاؤڈ سپیکر استعمال کیا جاتا ہے آیا یہ جائز ہے یا نہیں تفصیلی طور پر

علامہ مولانا فضیلۃ الشیخ محمد ضیاء الدین صاحب مدنی دامت برکاتہم العالیہ نے تحقیق بیان کیا جسے میں نے سند سے فرمایا اپنے کانوں سے سنا، حضرت موصوف ہم جنت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے بعد ... رضی اللہ عنہ

دیئے شرعی جواب سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط

محتاج الدعاء، الفقیر محمد بشیر چشتی غفرلہ ۱۹۸۲-۰۷-۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

نماز فرض وغیرہ یوں ادا کرنی کہ امام کے پاس پہلے سے چالو سپیکر رکھا جائے کہ امام کی قرارت اور تکبیراتِ انتقالیہ مقتدی بہ آسانی سن سکیں جائز ہے جس کا جواز آفتابِ نصف النہار اور ماہِ نیم ماہ سے زیادہ نمایاں اور بفضلہٖ تعالیٰ ثابت کیا گیا ہے۔ فقیر نے مختلف سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔ رسالہ مکبر الصوت کئی مرتبہ چھپ چکا ہے اور اب وہ الگ تو نایاب ہے البتہ فتاویٰ نوریہ میں آپ دیکھ سکتے ہیں جو بآسانی مل سکتا ہے، جلد اول میں رسالہ بالاستیعاب آگیا ہے وہی منگوا لیں، اب ضخیم کتاب لکھنی تو مشکل ہے ہاں یہ چیز ذہن نشین رہے کہ یوں استعمال نہ ہو کہ قریب مساجد کے نمازی تکلیف اٹھائیں یا متصلہ مکانوں کے نماز پڑھنے والوں کو تکلیف ہو ورنہ قاعدۂ فقہیہ الضرر یزال کے لحاظ سے قابلِ احتراز ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الانور وآلہ الاطہر۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ ۸۲-۰۸-۱

الاستفتاء

قبلہ وکعبہ آداب نیاز۔

جناب قبلہ استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث فقیہ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نوراللہ صاحب
نعیمی قادری

جنابِ عالی! السلام علیکم کے بعد مزاجِ اقدس۔
گزارش ہے کہ بندہ شعبۂ تبلیغ کا ممبر ہوں ۱۹۷۵ء۔ گزارش ہے کہ ایک مسئلہ درپیش ہے۔ مقتدی نے مغرب کی نماز میں جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور لقایا اکیلا دو رکعت کس طرح پڑھے؟ ایک پڑھ کر التحیات پر بیٹھے یا کہ دونوں پڑھ کر بیٹھ جائے؟
برائے کرم مسئلہ لکھ کر بھیج دیں۔

خادم: حاجی محمد شریف ولد رحیم بخش غوثیہ فریدیہ مکینیکل ورکشاپ
فتاوے نوریہ کی قیمت آپ کے ہاں کیا ہے اور مل سکتی ہے اور ہم پڑھ سکتے ہیں۔ برائے کرم نگاہِ کرم کیا کرو (آمین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

پڑھے کہ ایک رکعت بعد ... تنہا پڑھ کر التحیات اور پھر دوسری رکعت کے آخر میں تشہد پڑھ کر
سلام پھیرے مگر ان دونوں رکعتوں میں قراءت سورہ اور فاتحہ پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری ج۱ ص۹۱
طبع جدید حتی لو ادرک رکعة من المغرب قضی رکعتین وفصل
بقعدة فتکون بثلاث قعدات وقرأ فی کل رکعة فاتحة وسورة
اور یہی دوسری کتب فقہ حنفی میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وآلہ
وصحبہ وبارک وسلم

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ ۶۔۸۔۸۰

فتاویٰ نوریہ مکمل مل سکتا ہے۔ قیمت جلد اول پچیس ۲۵ روپے اور جلد ثانی
بائیس ۲۲ روپے اگر یہ جواب پڑھ لیں تو پھر وہ پڑھ لیں گے انشاء اللہ تعالیٰ

اس وقت فتاویٰ نوریہ کی قیمت جو اوپر درج ہے اب کاغذ وغیرہ کی گرانی کی وجہ سے جلدوں کی قیمت
تبدیل ہو چکی ہے۔ مرتب

بَابُ مَا تَبْطُلُ بِهِ الصَّلٰوةُ وَمَا لَا تَبْطُلُ

الاستفتاء

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب

اللهم اجعل لي النور والصواب

ينبغي ان تجوز صلوته لان الفقهاء صرحوا قاطبة بان الامام اذا سلم يستحب له ان يقول اتموا صلوتكم فانا قوم سفر اخذوا ذلك من الحديث حيث قال في الهداية لانه عليه السلام قال حين صلى باهل مكة وهو مسافر قال في الفتح رواه ابو داود والترمذي عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال غزوت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وشهدت معه الفتح فاقام بمكة ثمان عشرة ليلة لا يصلي الا ركعتين يقول يا اهل مكة صلوا اربعا فانا قوم سفر صححه الترمذي وعلله بعض بانه لاحتمال ان يكون خلفه من لا يعرف حاله ولا يتيسر له الاجتماع بالامام قبل ذهابه فيحكم حينئذ بفساد صلوة نفسه بناء على ظن اقامة الامام ثم افساده بسلامه على ركعتين كما في الفتح والبحر والمقيم المقتدي كالمسبوق لانه في الهداية ثم البحر فينفرد في الباقي كالمسبوق وفي الهندية وصاروا منفردين كالمسبوق لا انهم لا يقرؤن في الاصح كذا في التبيين فهذا كالنص في المسئلة لان الامام كالمدرك والمقيم كالمسبوق وسلامه لا يخرج

من الصلوة كما نصوا عليه قاطبة فيجب ان يجوز صلوته ومن

مسئلة الفساد باخذ الفتح عن غير مقتدبه مختص عن القرءة

فيما ارى لوجوه.

اما اولا فلانهم ذكروا في تفاصيل مسائل الفتح

القراءة فقط فهذا تدل على الاختصاص لانهم ينصون عن حق المسائل

ففي الهندية مثلا ولو فتح على غير امامه تفسد الا اذا عنى به التلاوة

دون التعليم وايضا فيها ثم قيل ينوى الفتح على امامه التلاوة

والصحيح ان ينوى الفتح على امامه دون القراءة هذا اذا ارتج عليه

قبل ان يقرأ قدر ما تجوز به الصلوة او بعد ما قرأ ولم يتحول

الى اية اخرى واما اذا قرأ او تحول ففتح عليه تفسد صلوة الفاتح

والصحيح انها لا تفسد صلوة الفاتح بكل حال ولا صلوة الامام

لو اخذ منه على الصحيح هكذا في الكافي ويكره للمقتدى ان يفتح على

امامه من ساعته لجواز ان يتذكر من ساعته فيصير قارئا خلف

الامام من غير حاجة كذا في محيط السرخسي ولا ينبغي للامام

ان يلجئهم الى الفتح لانه يلجئهم الى القراءة خلفه وانه مكروه

بل يركع ان قرء قدر ما تجوز به الصلوة والا ينتقل الى اية

اخرى كذا في الكافي وتفسير الالجاء ان يردد الاية او يقف ساكتا

له باخذ الكلام قرانا كان او غيره عن غير مقتدبه كه حقيقه حق تحقيق بعضله وكرمه

تعالى في مكبر الصوت فانظر تجد عجبه بو لحمه ..... غفرله ..... اكرم ١٢

كما فى الهداية ولو فتح على الامام فهتح عليه من ليس فى صلوته وتذكر
فان اخذ فى التلاوة قبل تمام الفتح لم تفسد والا تفسد لان تذكره
مضاف الى الفتح ويفتح المراهق كالبالغ ولو سمعه المؤتم
ممن ليس فى الصلوة ففتحه على امامه يجب ان تبطل صلوة الكل
لان التلقين من خارج كذا فى البحر الرائق ناقلا عن القنية انتهى
ومما صرح الفقهاء بانه كلام ففى الهداية لانه تعليم وتعلم
فكان من كلام الناس ثم شرط التكرار فى الاصل لانه ليس من
اعمال الصلوة فيعفى القليل منه ولم يشترط فى الجامع الصغير
لان الكلام بنفسه قاطع وان قل وهكذا فى الفتح والغنية والبحر
ويستفيد من هذا ان غير الكلام لا يدخل فى الفتح خصوصا اذا ذكروا
التسبيح لعروض شيئ آخر للامام.

واما ثانيا فلما سمعت من نص الصريح انتم اصلوتكم
فان قوما سفرى وبصلا اذا كان يصلى الى غير القبلة خطأ فاخبره رجل
ان القبلة الى هذه الجهة فتوجه اليه تجوز ففى الغنية والبحر و
رد المحتار والهداية والنظم للامام البرهان وان علم ذلك فى الصلوة
استدار الى القبلة وبنى عليه لان اهل قباء لما سمعوا بتحول القبلة
استداروا كهيئتهم فى الصلوة واستحسنه النبى عليه السلام
وفى الغنية ولدر والنظم للعلاء ولو اعمى فسواه رجل بنى
وشرر دشامى عليه الرحمة فهذه النصوص تنص على ان
سمع على نظر فى ايصالا فارق بين هذه الحر ثابت والمسئلة

مسئولہ واللہ الموفق، وفی الدر والبحر وحاشیۃ الشامی
والہندیۃ والنظم منہا مصل اقتدی عند نفسہ انسان فجذبہ ذاہبا
من رکوع او سجود یجذبہ إذ الصحیح الابہہ کذا فی القنیۃ
لکن فی البحر والدر ینبغی ان یجزیہ واقرہ الشامی وفی الخلاصۃ
لوکان المقتدی عن یمین الامام فجاء ثالث وجذب المؤتم بنفسہ
بعد تکبیر الثالث او قبلہ لاتفسد صلوتہ وہکذا فی الدر ورد المحتار
وفیہما لو جذبہ قبل التکبیر لایضرہ وفی البحر والاصح عن نفسہ
صلوتہ وفی البحر الرائق" وفی فتح القدیر وروی ابوداؤد والامام
احمد عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقیموا
الصفوف وحاذوا بین المناکب وسدوا الخلل ولینوا بایدی
اخوانکم لاتذروا فرجات للشیطان من وصل صفا وصلہ اللہ
ومن قطع صفا قطعہ اللہ وروی البزار باسناد حسن عنہ صلی
اللہ علیہ وسلم من سد فرجۃ فی الصف غفر لہ وفی ابی داؤد عنہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال خیارکم الینکم مناکب فی الصلوۃ وبہذا یعلم جہل
من یستمسک عند دخول داخل بجنبہ فی الصف ویظن ان فسحہ لہ
ریاء بسبب انہ یتحرک لاجلہ بل ذلک اعانۃ لہ علی ادراک
الفضیلۃ واقامۃ لسد الفرجات المامور بہا فی الصف والاحادیث
فی ہذا کثیرۃ شہیرۃ" اھ وکذا فی الفتح وہکذا فی الدر المختار

سہ بحرالرائق میں یوں ہی ہے جب کہ سنن ابوداؤد میں بایدیکم ہے ۲ (مرتب)

النصوص هو ... التعلم ليس على الاطلاق بل فيه فرق بين هذه
النصوص و المسئول عنه

اذ ليس فيها تعلق الفساد باخذ الفتح غير المقتدى من
غيره كما في الهندية و المنية و رد المحتار و فتاوى الامام قاضيخان
و غيرها فالتعلم المسئول عنه فاقول ان التعلم مطلقا ليس
بمفسد بل بعد الكلام و القول به مفسد كما تدل عليه النصوص
المذكورة و في فتاوى الامام قاضيخان من انه لو طلب من المصلي
انسان شيئا فاوما المصلي برأسه بنعم او اراه انسان درهما و قال
اجيد هو فاوما برأسه بنعم لا تفسد صلوته و في البحر و لو طلب
انسان من المصلي شيئا فاوما برأسه او قيل له اجيد هذا فاوما برأسه
بلا و بنعم لا تفسد صلوته اه من الفتاوى الظهيرية و الخلاصة
و غيرهما و في الهندية طلب من المصلي شيئا فاشار بيده او برأسه
بنعم او بلا لا تفسد صلوته هكذا في التبيين و في المنية و شرحه
للحلبي طلب منه شيئا فاوما برأسه او عينيه او حاجبيه اي
قال نعم او لا فان صلوته لا تفسد بذلك و كذا لو اراه انسان
درهما و قال اجيد هو فاوما بنعم او لا لعدم عمل الكثير في
جميع ذلك و في الذخيرة و لا بأس بان يتكلم الرجل مع المصلي
قال الله تعالى فنادته الملائكة و هو قائم يصلي في المحراب الاية
و في حكاية لفتوى الحلواني و لا بأس للمصلي ان يجيب برأسه ذكره
الرشدي في البحر و الهندية و الدر المختار و رد المحتار و الطحطاوي

من البحر الرائق الشمس فى الفتاوى الظهيرية والخلاصة وغيرهما [illegible]

[illegible] على المصلى فاشار فى رد السلام برأسه او بيده او باصبعه

لا تفسد صلوته وكذا فى المنية فجميع النصوص تدل على [illegible]

يعلم فقط اى التفهم مع الجواب لعدم [illegible] غير مفسدة [illegible]

من التعلم فى التعليل التلقن والقول به كما فى [illegible]

المصحف احد وجهى الفساد هذا حيث قال فى البحر [illegible]

من المصحف فصار كما اذا تلقن من غيره [illegible]

الهندية والغنية والهداية والفتح وشرح [illegible] هو الصحيح

فى الهندية والغنية والبحر والشامى ونصه وصحح [illegible]

الكافى تبعا لتصحيح السرخسى [illegible] والقول [illegible] موضوع

المسئلة القراءة من المصحف والقراءة هو [illegible] صرح

بانه لو نظر الى مكتوب مستفهما لا تفسد صلوته فى البحر و

الهداية والعناية والكفاية والفتح والغنية والدر المختار و

رد المحتار والنظم منه قوله ولو مستفهما [illegible]

انه لو مستفهما تفسد عند محمد قال فى البحر و تصحيح

عدمه اتفاقا لعدم الفعل [illegible]

صرح به فى الفتح حيث قال وقولهم لانه تلقن غلط [illegible]

وهو منتف والله الموفق وهو اعلم والحمد لله اولا واخرا ظاهرا وباطنا وصلى الله تعالى

على المحبوب الاعلى.

حرره الفقير ابو الخير محمد نور الله النعيمى غفرله

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں حضرات احناف اس مسئلہ میں کہ مسبوق[1] اگر بھول کر امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے، پھر کسی مدرک (اول رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پوری نماز میں شریک رہنے والا) کے یاد دلانے پر وہ بقیہ نماز ادا کرلے تو کیا اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

وضاحت کے ساتھ جواب سے سرفراز فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہمیشہ بخیریت اور ہر ضرر سے محفوظ رکھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

اس کی نماز ہوجانی چاہیے کیونکہ تمام فقہاء کرام نے اس امر کی صراحت فرمائی ہے کہ مسافر امام جب سلام پھیرے تو اسے یہ کہنا مستحب ہے کہ لوگو! اپنی نماز پوری کرلو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔

---

[1] مسبوق وہ شخص ہے جس کی کوئی رکعت جماعت سے رہ گئی ہو جسے وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرے گا

فقہاء نے یہ مسئلہ حدیث پاک سے اخذ کیا ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے اس کی علت بیان
کرتے ہوئے فرمایا، اس لئے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحالت سفر مکہ والوں کو نماز
پڑھا کر یہی ارشاد فرمایا تھا۔

شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں اس حدیث کو ابو داؤد و ترمذی کی سند سے
عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
معیتِ مبارکہ میں غزوہ کیا اور فتح مکہ کے موقع پر آپ کے ساتھ حاضر تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
اٹھارہ راتیں مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے۔ اس دوران آپ صرف دو رکعت نماز ادا کرتے۔
فرماتے کہ اے مکہ والو تم چار رکعت نماز پڑھو ہم تو مسافر لوگ ہیں، اسے ترمذی نے صحیح کہا

نیز فقہاءِ کرام نے اس مسئلہ کی یہ بھی علت بیان کی ہے کہ امام مسافر کا بعد از سلام
اتموا صلوتکم کہنا اس احتمال کی وجہ سے ہے کہ ممکن ہے کہ امام کے پیچھے کوئی ایسا شخص
بھی ہو جسے نہ تو اس امام کا حال معلوم ہو اور نہ ہی امام کے وہاں سے چلے جانے سے پہلے امام سے
اس کی ملاقات ہو سکے، پس اندریں صورت وہ اس گمان کی بنا پر اپنی نماز کے ٹوٹنے کا حکم لگا دے
کہ شاید امام مقیم تھا اور اس نے کسی عذر کے باعث دو رکعتوں پر سلام پھیر کر اپنی نماز کو فاسد
کر لیا ہے۔ (فتح القدیر، بحر الرائق)

اور مقیم مقتدی اپنے مسافر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ نماز میں
مسبوق کی طرح ہے۔ (ہدایہ: بحر)

ہندیہ میں ہے "مقیم مقتدی مسبوق کی طرح منفرد ہو گئے مگر صحیح قول میں یہ
فرق ہے کہ یہ لوگ قرآن نہیں پڑھیں گے، بلکہ اندازے سے قراءت کی مقدار خاموش
کھڑے رہیں گے، اسی طرح تبیین میں ہے تو یہ بات مسئلہ مسبوقہ میں لاحق کی طرح ہو گئی

کیونکہ اس صورت میں مسافر امام (مسئلہ مذکورہ کے) مدرک کی طرح ہے (یعنی دونوں نماز سے فارغ ہو چکے ہیں) اور مقیم مقتدی مسبوق کی طرح ہیں (یعنی جیسا کہ اس صورت میں مدرک کے سہو صوتکم کہنے سے مقتدیوں کی نماز نہیں ٹوٹتی) ایسے ہی مدرک کے کہنے سے بھی مسبوق کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔

اور امام کا سلام مسبوق کو نماز سے باہر نہیں لاتا جیسا کہ سب فقہاء کرام نے اس پر نص فرمائی ہے لہٰذا واجب ہے کہ اس کی نماز جائز ہو۔

باقی رہا اپنے مقتدی کے علاوہ کسی اور سے لقمہ لینے کی صورت میں نماز کے فاسد ہو جانے کا مسئلہ تو میری رائے میں کئی وجوہ کی بنا پر یہ فساد قرات کے لقمہ کے ساتھ مختص ہے۔

اولاً تو اس لئے کہ فقہاء کرام نے لقموں کے مسائل کی تفاصیل میں صرف قرات کا ذکر کیا ہے تو یہ چیز اختصاص مذکور پر دلالت کرتی ہے کیونکہ وہ تمام ضروری جزئیات پر نص کرتے ہیں، لقموں کے مسائل میں صرف قرات کے ذکر کی چند مثالیں (مثلاً ہندیہ میں ہے) اور اگر اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دے تو اس کی اپنی نماز فاسد ہو جائے گی مگر جب لقمہ کے الفاظ سے تلاوت کی نیت کی تو نماز فاسد نہ ہو گی اور اگر بہ نیت تعلیم لقمہ دیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

نیز اسی میں ہے: پھر کہا گیا ہے کہ لقمہ دینے والا اپنے امام کو لقمہ دیتے وقت

سے اپنے مقتدی کے علاوہ کسی اور سے کلام اخذ کرنے کے ساتھ مختص ہے خواہ وہ کلام قرآن ہو یا غیر قرآن جیسا کہ میں نے "نجم ... ت" میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی تحقیق کا حق ادا کر دیا ہوں جس کا مطالعہ بہت خوشی کن ہوا۔

... فقیر ... غفرلہ ۵ شوال المکرم ۱۳۰۷ھ

تلاوت کی نیت کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ تلاوت کی نہیں اپنے امام کو لقمہ دینے کی نیت کرے
بعض فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ لقمہ دینے سے اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی جب کہ
نماز کے لئے بقدرِ ضرورت قراءت نہ کر چکا ہو یا اتنی مقدار پڑھ چکا ہو لیکن دوسری آیت
کی طرف منتقل نہ ہوا ہو بہرحال اگر بقدرِ ضرورت قراءت کر چکا ہو یا کسی دوسری آیت کی طرف
منتقل بھی ہو چکا ہو تو ایسی صورت میں اسے لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن
صحیح یہ ہے کہ لقمہ دینے والے کی نماز کسی حال میں بھی فاسد نہیں ہوتی اور نہ ہی لقمہ لینے سے
امام کی نماز فاسد ہوتی ہے (کافی میں اسی طرح ہے) اور مقتدی کے لئے فوری طور پر لقمہ
دینا مکروہ ہے۔ ممکن ہے امام کو اسی لمحے یاد آ جائے اور وہ خود بخود تصحیح کر لے سو ایسی صورت میں
مقتدی کا لقمہ دینا امام کے پیچھے بلا ضرورت پڑھنے کے مترادف ہوگا (اسی طرح محیط سرخسی میں ہے)
اور امام کے لئے بھی یہ بات نامناسب ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے کیونکہ اس طرح گویا وہ
انہیں قراءت کرنے پر مجبور کرے گا حالانکہ قراءت خلف الامام مکروہ ہے بلکہ ایسی صورت میں امام کو
چاہئے کہ وہ رکوع میں چلا جائے اگر اتنی مقدار پڑھ چکا ہے جس سے نماز ہو جاتی ہے ورنہ کسی
دوسری آیت کی طرف منتقل ہو جائے۔ کافی میں یونہی ہے اور "مجبور" کرنے کا مطلب یہ ہے کہ امام
ایک آیت کو بار بار پڑھے یا چپ کر کے کھڑا ہو جائے (اسی طرح نہایہ میں ہے) امام پر اشتباہ پڑا
اور کسی ایسے شخص نے لقمہ دے دیا جو اس کا مقتدی نہیں ہے اور اسے یاد آ گیا تو اگر لقمہ
مکمل ہونے سے قبل اس نے تلاوت شروع کر دی تو نماز فاسد نہ ہوئی ورنہ ٹوٹ جائے گی
کیونکہ اس صورتِ متاخرہ میں اسے یاد آنا لقمہ کی طرف منسوب ہوگا اور مراہق کا لقمہ بالغ کے لقمہ
کی مانند ہے اور اگر مقتدی نے کسی ایسے شخص سے سن کر اپنے امام کو لقمہ دیا جو کہ اس کے ساتھ
نماز میں شریک نہیں تھا تو لازم ہے کہ سب کی نماز باطل ہو جائے کیونکہ یہ نماز میں شریک
نہ ہونے والے کی تلقین ہے۔ اسی طرح البحر الرائق میں القنیہ سے نقل کرتے ہوئے

لکھ گیا ہے۔

نیز فقہائے کرام نے صراحت فرمائی ہے کہ لقمہ کلام ہے۔

ہدایہ میں ہے اس لئے کہ یہ تعلیم و تعلم ہے لہٰذا لوگوں کی کلام کی جنس سے ہوا۔ امام محمد علیہ الرحمہ نے مبسوط میں تکرار کی شرط لگائی ہے (یعنی بتلانے میں تکرار ہو) کا مہے۔ اگر ایک دفعہ بتایا تو فاسد نہ ہوگی، اس لئے کہ یہ عمل افعالِ نماز میں سے نہیں ہے لہٰذا اس کا قلیل ساحصہ قابلِ معافی ہوگا اور جامع صغیر میں تکرار کی بھی شرط نہیں لگائی کیونکہ کلام بذاتِ خود قاطع نماز ہے اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح فتح، غنیہ اور بحر میں بھی ہے۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ غیر کلام لقمہ میں داخل نہیں ہے خصوصاً جب امام کو کسی شے کے عارض ہونے کی وجہ سے لوگ متنبہ کرنے کے لئے "سبحان اللہ" کہیں۔

ثانیاً: مقتدی کے علاوہ کسی دوسرے سے لقمہ لینے کی صورت میں فسادِ نماز صرف قرأت کے لقمہ سے مختص ہونے پر دوسری دلیل، نصِ صریح "اتموا صلوتکم فانا قوم سفر" کی وجہ سے جس کا پہلے بیان ہو چکا (یعنی امام سلام پھیر کر یہ تلقین کرے تو مقیم مقتدیوں کی نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا کیونکہ امام کی اس ہدایت کا لقمہ قرأت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔)

تیسری دلیل) نیز جب کوئی شخص بھول کر غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی آدمی اسے خبر دے کہ قبلہ تو اس طرف ہے اور وہ ادھر رخ کرے تو اس کی نماز جائز ہے پس غنیہ، بحر، ردالمحتار اور ہدایہ میں ہے چنانچہ امام برہان الدین رقمطراز ہیں اگر دوران نماز سمتِ قبلہ کا علم ہو جائے تو قبلہ کی طرف رخ کر لے اور نماز کا جو حصہ ادا کر چکا ہے اسی پہ بنا کرتے ہوئے بقیہ نماز دوسری طرف منہ کر کے پوری کر لے اس لئے کہ اہل قبا نے جب نماز کی حالت میں تبدیلی قبلہ کا حکم سنا تو اسی حالت میں کعبہ کی طرف گھوم گئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے اس بات کو بہت پسند فرمایا اور غنیہ اور ذخیرہ میں ہے جبکہ عبارت تتارخانیہ میں ہے
کہ اگر کوئی نابینا نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی آدمی اس کا رخ درست کر دے تو وہ اس پر بنا کرے
اور شامی علیہ الرحمہ نے اس مسئلہ کو ثابت رکھا۔

پس یہ ساری نصوص ناطق ہیں کہ لقمہ علی الاطلاق مفسد نہیں ہے بلکہ شرط کے
ساتھ مختص اور مقید ہے۔

نیز ان جزئیات اور مسئلہ مسئولہ کے درمیان کوئی فارق نہیں ہے اور اللہ
تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

ہندیہ میں ہے کوئی نماز پڑھنے والا اپنے پاس کسی ایسے آدمی کو بٹھائے جو اسے
بھول چوک کے وقت رکوع اور سجدہ بتاتا جائے تو یہ نماز اسے کافی ہے جب کہ اس کے بغیر نماز پڑھنا
ممکن نہ ہو۔ اسی طرح قنیہ میں ہے (نیز بحر اور در میں بھی بالفاظ متقاربہ یہی مضمون ہے)
اور خلاصہ میں ہے اگر مقتدی امام کے دائیں طرف ہو پس تیسرا آدمی آجائے اور وہ تکبیر افتتاح
کہہ لینے سے پہلے یا اس کے بعد اس مقتدی کو پیچھے اپنی طرف کھینچے تو اس کی نماز فاسد
نہیں ہوگی" اور اسی طرح فتح اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر تکبیر تحریمہ سے پہلے سے کھینچے
تو امام کے ساتھ کھڑے ہونے شخص کی نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوگا اور بحر میں ہے
کہ صحیح یہ ہے کہ اسکی نماز فاسد نہیں ہوگی یعنی نمازی کو کھینچنے والا شخص اگرچہ بھی نماز میں شامل
نہیں ہوا مگر اس کی ہدایت پر عمل کر کے پیچھے ہٹنے والے شخص کی نماز میں کوئی حرج واقع
نہیں ہوتا، اسی طرح مدرک کا مسبوق کو نماز پوری کرنے کے بارے میں کہنا اور مسبوق کا
اس پر عمل کرنا مفسدِ نماز نہیں،

البحرالرائق میں ہے اور فتح القدیر میں ابوداؤد اور امام احمد کے حوالے سے عبداللہ بن عمر کی
روایت مذکور ہے کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفیں سیدھی کیا کرو، کندھے برابر رکھو

ان جنہیں پُر کیا کرو اور اپنے (مسلمان) بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو اور شیطان کے لئے خلا نہ چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ اسے ملائے اور جس نے صف کو توڑا خدا اسے توڑے۔

بزار نے ایک سند حسن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے صف میں خالی جگہ کو پُر کیا اس کی مغفرت کر دی جائیگی۔

ابو داؤد میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرمایا تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو نماز کے دوران اپنے کندھے بہت نرم رکھتے ہیں۔

ان احادیث کی رو سے اس شخص کی بہتات معلوم ہو جاتی ہے جو صف میں اپنے ہم پہلو در آنے والے آدمی کے داخل ہونے پر یہ سمجھ کر اسی جگہ جمارہے کہ اس کے لئے گنجائش اور وسعت پیدا کرنا کہیں ریاکاری نہ بن جائے حالانکہ صف میں گنجائش پیدا کرنے کے لئے اس کا حرکت کرنا ریاکاری نہیں بلکہ فضیلتِ مخصوصہ کے پانے اور صف میں خالی جگہیں پُر کرنے کے مامور بہا فعل پر اس کی اعانت ہوگی۔ اس باب میں بہت زیادہ مشہور احادیث مبارکہ وارد ہیں "فتح القدیر اور درِمختار میں بھی یونہی ہے۔

سو ان نصوص سے یہ امر طے پا گیا کہ لقمہ علی الاطلاق مفسدِ صلوٰۃ نہیں ہے نیز ان نصوص در مسئلہ مسئولہ کے مابین کوئی فارق نہیں ہے۔

پس اگر تو کہے کہ انہوں نے غیر مقتدی سے لقمہ لینے کے سبب نماز فاسد ہونے کی علت بیان کی ہے ان۔ تعلم (یعنی چونکہ اس نے سمجھ اور جان لیا ہے لہٰذا التعلم و تفہم مفسد صلوٰۃ ہو) جیسا کہ ہدایہ، غنیہ، ردالمحتار اور فتاوٰی امام قاضی خان میں ہے اور اس تعلم و تفہم کا تعلق مسئلہ مسئول عنہا کو بھی شامل ہے تو اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ مطلقاً تعلم مفسد صلوٰۃ نہیں ہے بلکہ کلام کے تعلم و تفہم کے ساتھ ساتھ اسے بولنا اور پڑھنا مفسد ہے

جیسا کہ نصوص مذکورہ اس پر دلالت کر رہی ہیں۔

اور یونہی فتاوی امام قاضی خان میں ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے والے سے کچھ طلب کرے پس وہ نمازی سر سے اشارہ کر دے "ہاں" یا کوئی انسان اسے درہم دکھائے اور پوچھے کہ یہ کھرا ہے؟ جواباً یہ اپنے سر سے "ہاں" کا اشارہ کر دے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔

اور بحر الرائق میں فتاوٰے ظہیریہ اور خلاصہ وغیرہ سے ہے کہ اگر کوئی انسان نمازی سے کچھ طلب کرے پس وہ سر سے اشارہ کر دے یا اس سے پوچھا کہ یہ کھرا ہے؟ اور وہ اپنے سر سے نہ یا ہاں کا اشارہ کر دے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔

اور ہندیہ میں ہے کہ نماز پڑھنے والے سے کسی نے کچھ مانگا پس اس نے اپنے ہاتھ یا سر سے ہاں یا نہ کا اشارہ کر دیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ تبیین الحقائق میں بھی یونہی ہے۔

منیہ اور اس کی شرح غنیہ میں ہے کسی نے نمازی سے کچھ مانگا تو اس نے اپنے سر، آنکھ یا ابرو سے اثبات یا نفی کا اشارہ کر دیا تو اس سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، اسی طرح اگر کوئی انسان اسے درہم دکھلائے اور پوچھے کیا یہ کھرا ہے؟ پس وہ ہاں یا نہ کا اشارہ کر دے تو نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ ان ساری صورتوں میں عمل کثیر نہیں پایا گیا۔

ذخیرہ میں ہے کہ کوئی آدمی نماز پڑھنے والے سے بات کرے تو کوئی حرج نہیں یعنی نمازی کی نماز درست رہے گی بشرطیکہ وہ بدستور خاموشی سے نماز میں مشغول رہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تو فرشتوں نے انہیں (زکریا علیہ السلام کو) ندا کی جب کہ وہ محراب میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے" الآیہ (آل عمران، آیت ۳۹) اور جصاص کی کتاب احکام القرآن میں ہے کہ

نہ پڑھے رہا ہو اگر سر سے جواب دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اسے زاہدی نے
ذکر کیا ہے:

ہندیہ، در مختار اور رد المحتار میں اجمالاً اور بحر الرائق میں فتاوی ظہیریہ اور خلاصہ وغیرہما کے حوالے سے تفصیلاً مذکور کہ "اگر کوئی شخص نماز پڑھنے والے کو سلام کہے اور وہ اپنے سر، ہاتھ یا انگلی سے اس کے سلام کا جواب دے دے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی اور اسی طرح منیہ میں بھی ہے۔

یہ ساری نصوص اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ محض تعلم و تفہم یعنی کسی بات کو سمجھ کر عمل قلیل سے جواب دینے کی صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی لہٰذا افسادِ صلوٰۃ کی اس تعلیلِ مذکور میں تعلم سے محض تعلم مراد نہیں بلکہ تلقن مع القول یعنی سمجھ کر اسے بولنا مراد ہے جیسا کہ مصحف پر سے دیکھ کر پڑھنے کی صورت میں، فسادِ صلوٰۃ کی دو وجوہ میں سے ایک وجہ یہی ہے جیسا کہ بحر رائق میں ہے:

"دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ مصحف سے متلقن و متفہم ہوا ہے تو وہ ایسے ہو گیا جیسے اپنے غیر سے تلقن ہوا ہو" اور یونہی رد المحتار، ہندیہ، غنیہ، ہدایہ اور فتح القدیر میں بھی ہے اور صحیح وجہ یہی ہے جیسا کہ ہندیہ، غنیہ، بحر اور شامی میں صراحۃً مذکور ہے نیز کافی میں بھی سرخسی کی تبعیت کرتے ہوئے اسی دوسری وجہ کو صحیح کہا گیا ہے۔

...نے تعلیلِ مذکور میں تعلم کے ساتھ "والقول به" کا اضافہ اس لئے کیا ہے کہ موضوعِ مسئلہ قراءۃ عن المصحف ہے اور قراءت قول ہی ہے نیز اس لئے بھی کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ نماز پڑھنے والا اگر لکھے ہوئے پر نظر کر کے سمجھ بھی لے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی جیسا کہ بحر، ہدایہ، عنایہ، کفایہ، فتح، ہندیہ، در المختار اور رد المحتار میں ہے اور عبارتِ شامی یہ ہے: "قوله: ولو مستفهما" یعنی کہ اگر اس قول کے بطلان کی طرف

نہ رہ کیا ہے وہ جو کہا گیا ہے اگر مصحف پر نظر کرکے سمجھ لے تو امام محمد کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

بحر میں فرمایا اور صحیح یہ ہے کہ بالاتفاق نماز باطل نہیں ہوتی کیونکہ اس سے نماز کے منافی کوئی فعل سرزد نہیں ہوا، پس یہ لفظ دلالت کررہے ہیں کہ صرف تلقن و تفہم یعنی نماز میں شریک نہ ہونے والے کی ہدایت کو سمجھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا مفسد نماز نہیں چنانچہ فتح القدیر میں صراحۃً مذکور ہے اور ان کا یہ کہنا غلط ہے کہ نماز تلقن کی وجہ سے باطل ہوتی ہے کیونکہ مفسد ایسا تلقن ہے جو سمجھے ہوئے کو بولنے کے ساتھ ملا ہوا ہو اور ایسا تلقن یہاں مفقود ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا اور بہتر جاننے والا ہے اور اول و آخر ظاہر و باطن سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بلند و بالا محبوب پر درود بھیجے۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

نوٹ: اس ترجمہ کا عربی متن فتاوٰے نوریہ (قلمی نسخہ) کی پہلی جلد سے لیا گیا ہے جس پر کوئی تاریخ و سن درج نہیں ہے، سیاق و سباق سے البتہ اندازہ ہے کہ یہ ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء کی تحریر ہے ——— اس عربی فتوے کا یہ اردو ترجمہ مولانا حافظ محمد اسد اللہ نوری (مدرس دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور) نے کیا ہے۔

(مرتب)

بابُ التطوّع

تعارف رسالہ ”قضائے سنتِ فجر“

مسئلہ یہ ہے کہ فجر کی نماز اگر رہ جائے اور زوال سے پہلے اس کی قضائی دی جائے تو فرضوں کی سنتیں بھی پڑھی جائیں لیکن اگر صرف سنتیں رہ جائیں تو شیخین (سیدنا امام اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما) کے نزدیک ان کی قضا لازم نہیں ہے۔

رسالہ ہذا میں اسی مسئلے کی توضیح ہے ـــــ اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کسی صاحب نے فجر کی سنتوں کی قضا لازم ہونے کا فتویٰ تحریر کر کے حضرت فقیہِ اعظم علیہ الرحمہ کی طرف بھیجا، جس کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ فتویٰ بھیجنے والے صاحب کا نام اور رسالہ ہذا کا سنِ تحریر معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ اس کے آخر میں حضرت فقیہِ اعظم علیہ الرحمہ نے جو دستخط ثبت فرمائے ہیں، ان سے واضح ہے کہ یہ ”فرید پور جاگیر“ کے زمانۂ قیام (۱۹۳۸ تا ۱۹۴۵ء) میں

تحریر کیا گیا۔

یہ تحریر فتاویٰ نوریہ کے قلمی نسخے میں درج نہیں ہے۔ البتہ حضرت کے اپنے قلم سے تحریر کردہ اس کا مسودہ بصورتِ رسالہ کاغذات سے ملا ہے جس پر کوئی عنوان درج نہیں ہے۔

اس رسالہ کو "قضائے سنتِ فجر" کے عنوان سے فتاویٰ نوریہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔

(مرتب)

قضائے سنت فجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

جناب مولانا صاحب زید مجدکم   السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا فتویٰ ہدایت ملفوفہ ہوا۔ رکعتین فجر اگر بدون الفرض رہ جائیں تو ان کی قضا
قبل طلوع و عند طلوع تو آپ کے نزدیک بھی ممنوع ہے اور بعد طلوع میں اختلاف ہے۔ ا
مام علیہ الرحمہ کا مذہب یہ کہ بعد طلوع بھی قضا نہیں، و امام ابو یوسف علیہ الرحمہ
معہ۔ چنانچہ وقایہ، شرح وقایہ، در مختار، رد المحتار، کنز الدقائق، بحر الرائق، نور الایضاح، غنیۃ المستملی
وغیرہا میں ہے۔ [illegible]
[illegible] امام محمد علیہ الرحمہ کے
نزدیک قضا بہتر اور [illegible] کا قاعدہ مقرر کرتے ہیں۔ [illegible] علیہ الرحمہ کے قول پر [illegible]
رد المحتار میں ہے [illegible]
[illegible]

فهو المقدم قول الامام عليه الرحمة.

(قوله) هذا اذا صحح القولان [illegible] يعني قول تعارض
التصحيحان [illegible] لانه فكيف اذا لم يصحح. بحرالرائق
[illegible] بمعجمه من [illegible] واما اذا ما يخالفه نص
[illegible] خصوص مخالف للنص الصريح اگرچہ امام مقدم تنہا ہی ایک جانب ہوں
در مختار، رد محتار، خزانة المفتين، فتاوی سراجیہ، فتاوے ہندیہ، بحرالرائق میں ہے والنظم
للمرتب عليه الرحمة وصحح في السراجية ان المفتي يفتي بقول
ابی حنيفة عليه الرحمة على الاطلاق. اگرچہ مشائخ نے تصریح فرمائی ہو کہ صاحبین
علیہما الرحمہ کے قول پر فتوے ہے۔ رد المحتار میں فتاوے خیریہ اور بحرالرائق سے ہے بل في
شهادات الفتاوى الخيرية المقرر عندنا انه لا يفتى و يعمل
الا بقول الامام الاعظم ولا يعدل عنه الى قولهما او قول احدهما
او غيرهما الا لضرورة كمسألة المزارعة وان صرح المشائخ بان
الفتوى على قولهما لانه صاحب المذهب والامام المقدم اه ومثله
في البحر عند الكلام على اوقات الصلوة وفيه من كتاب القضاء يحل
الافتاء بقول الامام بل يجب وان لم نعلم من اين قال انتهى مافي
رد المحتار.

فتاوے عالمگیر، فتاوی قاضی خان، رد المحتار میں ہے واللفظ من الصدقة
[illegible] بقول ابی حنيفة عليه الرحمة لانه
كان [illegible] في الفتوى كذا في محيط السرخسي
غنية المستملي، رد محتار میں ہے کہ عبادات میں مطلقا قول امام علیہ الرحمہ پر فتوے ہے [illegible]

ہے کہ جب الرحمۃ قد جعل العلماء الفتوی علی قولہما فی

ذی ... بعصمۃ وھو نمو شرط الشعراء ھالم یکن عن روایۃ

بمعونہ خصوصاً جبکہ احد الصاحبین ساتھ ہوں۔ فتاوی قاضی خزانۃ المفتین میں ہے

ومن ... الآخر وان کان مع ابی حنیفۃ علیہ الرحمۃ احد صاحبیہ

یاخذ بقولہما لوفور الشرائط واستجماع ادلۃ الصواب فیہما

بخصوص جب ابو یوسف علیہ الرحمۃ ہوں ثم بقولہ من تقدیم قولہما علی قول

محمد علیہم الرحمۃ۔ بلکہ اگر بالفرض امام مقدام علیہ الرحمۃ کا اس مسئلہ کے متعلق کوئی قول نہ ہوتا

اور صاحبین علیہ الرحمۃ کا آپس میں اختلاف ہوتا تب بھی امام ابو یوسف ہی کا قول مفتی بہ ہوتا۔ الدر المختار

رد المحتار، خزانۃ المفتین، سراجیہ، ہندیہ، بحر میں ہے ان المفتی یفتی بقول ابی حنیفۃ

علی الاطلاق ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم علیہم الرحمۃ

نیز عموماً متون میں قولِ شیخین علیہما الرحمۃ پر اقتصار ہے چنانچہ وقایہ، تنویر الابصار، کنز الدقائق، نور الایضاح

وغیرہا میں ہے واللفظ من النور ولم تقض سنۃ الفجر الا اذا فاتت مع الفرض

اور متون نقلِ مذہب کے لئے موضوع۔

منحۃ الخالق علی البحر الرائق کے ج ۲ ص ۵۵ پر شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ان

المتون موضوعۃ لنقل المذہب نیز اسی کے ج ۱ ص ۲۰۲ پر ہے واعتمد

اصحاب المتون علی شیئ ترجیح لہ تو جو مسئلہ متون کے مخالف وہ مذہب کے

خلاف ہے لہٰذا اس پر عمل وفتویٰ نہیں جائز۔ رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۸ کتاب الکراہیۃ فصل فی

البیع تحت قولہ قال فی القنیۃ میں ہے قال فی الخیریۃ و حیث

کان مخالفا لما فی المتون الموضوعۃ لنقل المذہب فلا یجوز العمل

والفتوی بہ۔ بحر الرائق ج ۱ ص ۷۶ پر ہے یحمل ... من المذہب متون کا

نا معتبر کہ اگر ان کے مخالف فتاوے ہیں، ہو تو متون کو ترجیح ہے۔ در المختار، رد المحتار، بحر، نہر وغیرہ میں ہے و نظمہ للمذہب علیہ الرحمۃ والعمل علی ما فی المتون بلکہ شرح کو بھی فتاویٰ پر ترجیح ہے لما سمعت وصرح بہ فی الدر المختار اور جب ان دلائل قطعیہ سے ثابت ہو کہ عدم القضاء ہی راجح و مفتی بہ ہے تو اس کے خلاف پر فتوے دینے کا حکم در المختار سے سنئے والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع۔ رد المحتار میں ہے قولہ بالقول المرجوح کقول محمد مع وجود قول ابی یوسف اذا لم یصحح او یقو وجہہ۔ اور یہاں تو قول شیخین ہے لہٰذا اشد جہلاً و خرقاً ہوگا۔

اب اس دشمس کی طرح واضح و لائح ہوا کہ فتوائے شیخین علیہما الرحمہ کے قول پر ہی باصرار آئے تو ثابت ہوا کہ اس مسئلہ میں بھی ان کے قول پر فتوا ہے، والحمد للہ علی ذلک۔

جب اثبات مدعٰی سے فراغت پائی تو عنان سمند قلم بسوئے رد فتوے اٹھائی فالق السمع وہو شہید۔

آپ کا ارشاد کہ شیخین علیہما الرحمہ کے نزدیک قضاء لازم نہیں، اس کا مفہوم مخالف یہ کہ ان کے نزدیک بہتر ہے اور یہی امام محمد علیہ الرحمہ کا قول تو اختلاف کہاں رہا جس کے مقر آپ بھی تھے۔ "قضاء لازم نہیں" یہ کس لفظ سے مفہوم ہے؟ جناب من! لاباس تو خلاف اولی پر دلالت کرتا ہے۔ رد المحتار، بحر، غنیہ، منحہ علی البحر ج ا ص ۳۲۲ واللفظ للشامی علیہ الرحمہ فی المنحۃ وترکہ یوجب خلاف الاولی وہو مرجع

له شامی ج ا ص ۷۰ ہے اوینبغی تقیید التخییر بما اذا لم یکن احد القولین فی المتون لما قدمناه انفا عن شرح ... فی قضاء الفوائت من البحر انہ اذا اختلف التصحیح والفتوی فالعمل بما وافق المتون اولی اھ ... وکذا فی شرح والخیر فی الفتاوی لما صرحوا بہ من ان ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح وما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی لکن ہذا عند التصریح بتصحیح کل من القولین او عدم التصریح اصلا ... منہ غفر عنہ

ربأس به في أغلب استعمالهم الى ان ... [illegible]

كلا بأس الى التنزيه۔ اور لازم نہیں استحباب پر دال ہو ... [illegible]

بوجود الآخر، یہ کیسے متعین ہوا کہ وإن قضى فلا بأس به کو شنیدنی ... [illegible]

ہے جس پر آپ کے دعوے کی بنیاد ہے، دلیل سے کیوں نہ ثابت کیا ... [illegible]

صراحۃً دال کہ منقولہ موافق سے ہے۔ اماین جلیلین کا شانِ والا اس سے رفیع و علی ہے کہ

شے کی نفی کر کے فرمائیں لا بأس بہ کہ منفی کا وجود ہی نہیں پھر ارتکاب کس کا جس پر لا بأس

فرمایا جائے۔

آپ نے ردالمحتار کی پوری عبارت[1] کیوں نہ نقل کی کہ آپ کے اس پیچ و تاب کی بیخ و

بنیاد ہی اکھڑ جاتی۔ صد افسوس! علماء کا یہ شان نہیں مگر اس ہشیاری سے تو کام نہیں چلتا، کیا

ہمارے ہاں ردالمحتار نہیں یا ہم ردالمحتار کی عبارت نکال نہیں سکتے یا سمجھنے سے قاصر ہیں:

مولوی صاحب! جب آپ کی منقولہ عبارت کے صدر میں ہے وأما بعد

طلوع الشمس فكذلك عندهما اس "كذلك" کا مشار الیہ کیا ہے؟ یہی مذکور

الصدر "فلا تنقضي قبل طلوع الشمس" میں "تنقضي" پس اگر "لا تنقضي" کا معنے

اس جگہ بھی یہی ہے کہ قضاء لازم نہیں تو صاف ثابت ہوا کہ ہو سکتی ہے جبکہ خلافِ مفہوم

مخالف مستحبیت ثابت ہوئی حالانکہ آپ بھی مقر ہیں کہ اس وقت قضاء نہیں، اور اگر "لا تنقضي"

کا معنے "قضاء نہیں کی جا سکتی" کریں تو یہ لزوم والی قید کو بارانِ حاذق تو وہاں بھی یہ قید

---

[1] پوری عبارت یہ ہے وأما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما وقال محمد ... [illegible]

كما في النهر وقيل هذا قريب من الاتفاق لان قوله احب إلى ... لو بعض ... [illegible]

وإن قضى فلا بأس به كذا في الخبازية ... [illegible]

خط کشیدہ عبارت کو مولوی صاحب نے ملا کر لکھا اور اول و آخر کو کاٹ دیا، بظاہر اس وجہ سے ... [illegible]

وبعرف ما قبله ... [illegible]

... [illegible]

نہیں لگ سکتے۔

نیز عموماً متون میں اس مسئلہ کو نفی و استثناء کے ایسے پیرایہ میں بیان فرمایا کہ ماذیین کی تمام تاویلات ان کے آگے خام، تنویر الابصار، وقایہ، کنز الدقائق، نور الایضاح وغیرہا میں ہے ولیس بواجب لکنہ ولم ینقض الاستثناء پس اس نفی میں تمام صور قضاء سنن الفجر قضاء فائتہ بدون الفرض قبل الطلوع بعد الطلوع او قضاء فائتہ مع الفرض عند الطلوع بعد الطلوع بعد الزوال وغیرہا، تمام صور داخل، الا سے قضاء فائتہ مع الفرض قبل الزوال کو استثناء کیا، باقی تمام صورتیں داخل رہیں ایک ہی سلک میں منسلک ہیں، ایک نفی سے منتفی اور ایک ہی التواء میں ملتوی، پس اگر بدون الفرض کی قضا بعد الطلوع کے جواز بلکہ استحباب کے حامل ہوں تو باقی میں بھی یہی کہنا پڑے گا و لا قائل بہ۔

آگے چلئے: آپ کی منقولہ عبارت کے وسط سے یہ عبارت رہی ہوئی ہے قیل ھذا قریب من الاتفاق لان قولہ احب الی دلیل علی انہ لو لم یفعل لا لوم علیہ۔ آگے آپ کی منقولہ عبارت کا دوسرا حصہ آگیا اعنی وقالا لا یقضی وان قضی فلا باس بہ کذا فی الخبازیۃ۔

اس عبارت سے ثابت کہ یہ اختلاف ہے مگر اتفاق کے قریب اور اگر لا یقضی کا معنے "لازم نہیں" کریں جس کا مفہوم مخالف یہ کہ قضاء بہتر ہے اور یہی امام محمد علیہ الرحمہ کا قول تو قریب من الاتفاق نہ رہا بلکہ عین الاتفاق ہوا، اگر ذرہ بھر تدبر سے کام لیتے تو لا باس بہ کو شیخین علیہما الرحمہ کے مقولہ سے نہ فرماتے کہ قضاء لا باس بہ ہو ہی نہیں سکتی، وجہ سنئے کہ قضاء اگر لا باس بہ ہو تو خلاف اولیٰ ضرور ہوگی کہ لا باس بہ اور خلاف اولیٰ متساوی ہیں تو ہم کہا جانا کہ قضاء نائب و مثل ادا ہے اور ادا مؤکد و بجا ہے تو قضاء کیسے خلاف اولیٰ ہے

والحمد للہ فی الآخرۃ والاولیٰ اور خود شامی علیہ الرحمہ بھی اس مسئلہ کو ترتیب کے ساتھ بیان اور مضعف ہیں کہ قیل[1] صیغہ تمریض وتضعیف سے بیان فرمایا۔

ردالمحتار کی کتاب القضاء میں تحت قولہ والفاسق لا یصلح مفتیا وقیل نعم وبہ جزم فی الکنز ہے، قولہ وبہ جزم فی الکنز حیث قال والفاسق یصلح مفتیا وقیل لا فنجزم بالاول ونسب الثانی الی قائلہ بصیغۃ التمریض فافہم۔ ایضاً کتاب القضاء کے فصل فی الحبس ج ۴ ص ۳۰۷ کے اوائل میں ہے ان التعبیر بقیل یفید الضعف آگے جو آپ نے شامی سے نقل کیا ومنہم من حقق الخلاف وقال الخلاف فی انہ لو قضی کان نفلا مبتدأ او سنۃ کذا فی العنایۃ یعنی نفلا عندہما سنۃ عند کما ذکرہ فی الکافی اسماعیل بس یہی خلاف محقق ہے کہ امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یقضیہا اور قضاء سنت کا قائل ہونا سنیت ماصلّٰی کا قائل ہونا اور شیخین علیہما الرحمہ لا یقضیہا اور عدم قضاء کا قائل ہونا عدم سنیت ماصلّٰی کا قائل ہونا ہے۔ غنیۃ المستملی، بحر الرائق، ردالمحتار میں فتح القدیر سے ہے والمنقول من الغنیۃ فالذی لایشک فیہ انہم اذا قالوا لو قضی اولا معناہ انہا تفعل بعد ذلک الوقت وتقع سنۃ ثم فی ذلک لو لا تقع سنۃ بلکہ غنیہ میں فتح القدیر سے اسی جزئیہ کی تصریح موجود حیث قال الا تری انہم لما اختلفوا فی سنۃ الفجر ہل تقع بعد الشمس سنۃ او نفلا مبتدأ حکوا الخلاف فی انہا تقضی او لا۔

---

[1] و فی البحر ج ۱ ص ۲۳۲ و قد نقلوا ہذا التصحیح بہذا الصیغۃ التمریض ما اشعر

سوء علمی عفیہ

[illegible] وجہ کی طرف کر [illegible] ہے اور اسی وجہ کی طرف کرخیتی [illegible]

[illegible] وسلم [illegible] فی ذلک [illegible] اور شامی علیہ الرحمہ نے [illegible]

[illegible] کو [illegible] سے بیان فرمایا کہ منقول ہے نہ قیل سے کہ مخذول ہے اور امام محمد

جو قضا کو [illegible] فرمایا [illegible] اشارہ ہے کہ آپ نے احتیاطاً قضا کا ارشاد فرمایا ورنہ حب

فرماتے کہ [illegible] کے تارک کو ملامت نہیں کر سکتے اور سنتِ مؤکدہ کے تارک کو ملامت کر سکتے ہیں

تو ثابت ہو کہ امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک قضا لازم نہیں اور شیخین علیہما الرحمہ کے نزدیک ہو ہی نہیں سکتی

کہ لا تقضی فرما کر نفی کر دی۔

آپ نے جو یہ فرمایا کہ فقیر کے نزدیک بھی نہ قضا دینے سے قضا دینی بہت بہتر ہے

اس کے متعلق یہی کافی کہ آپ مقلد ہیں اور مقلد کی رائے مخالف کا اعتبار نہیں۔ بحر الرائق میں ہے

[illegible] مقلد لابی حنیفۃ فلا عبرۃ برأیہ المخالف لمذہب امامہ۔

آپ کی دلیل کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنتِ فجر کی بہت تاکید فرمائی ہے اور

حدیث رکعتا الفجر [illegible] آئی۔ اس کا جواب اوّلاً یہ کہ یہ تاکید وحدیثیں سنتِ فجر

کے متعلق [illegible] بعد الطلوع سنت ہی نہیں تو تاکید بھی نہ رہی کہ وجود مؤکد بدون المؤکد غیر موجود۔

ثانیاً یہ کہ یہ تاکید وحدیثیں شیخین علیہما الرحمہ جیسے زبردست ائمہ وعلماء کو بھی معلوم تھیں یا نہیں نہیں

کی طرف تو راہ ہی نہیں تو ضرور معلوم تھیں اور جب شیخین علیہما الرحمہ باوجود علم واجتہاد واحتیاط

[illegible] ارشاد فرمائیں کہ "لا تقضی" تو آپ کو اس میں کیا تأمل ہے حالانکہ بحر الرائق میں ہے

[illegible]

والمعنى المفيد [illegible] [illegible]

[illegible] كالدليل لفظي

آپ نے جو فرمایا کہ شیخین کی تقریر کی بھی جوازت ہوئی [illegible] کا جواب [illegible] نہیں [illegible]

جواب ہے کہ وہ اصل و یہ فرع اور میں نہایت ہی متعجب ہوں کہ اگر قضا ہوتی تو جوازت نہ ہوتی [illegible]

ضروری ارشاد ہوتا کہ قضا مثل ادا اور ادا ضروری تو قضا کیوں غیر ضروری بلکہ مطلقاً منع ہوئی [illegible]

بیۃ التعریس کے دو جواب تو وہی ہیں جو پہلی حدیثوں کے جواب ہیں اور ایک دو جواب [illegible]

وغیرہا میں ہے واللفظ لابراهيم عليه الرحمة [illegible] [illegible] [illegible]

بالواجبات الامام [illegible] شرع والشرع [illegible] ورد [illegible] [illegible]

عند فوتها مع الفرض قبل الزوال [illegible] [illegible] [illegible]

في قضائها اذا فاتت وحدها [illegible] ايضا قول [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] بين الاداء في الوقت [illegible] الفرض [illegible] الزوال [illegible] [illegible]

الفرض وانت في ذاتي نظر [illegible] التبعية [illegible] مع الفرض [illegible] [illegible]

[illegible] مقتضى قبل الزوال [illegible] [illegible] الفرض [illegible] [illegible]

الفرض [illegible] الامر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] الفرق والله [illegible] [illegible] [illegible]

اور لفظوں سے کون منع کرتا ہے، میں نے وہاں کیا نہیں کہا تھا کہ اگر بہ نیت نفل پڑھے میں تب بھی منع نہیں کرتا ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ سنتیں فجر جو بدون الفرض فوت ہوں ان کی قضا نہیں ہے۔

باقی رہا آپ کا جبر دستی حکم کہ قضا سنت فجر سے منع نہ کیا جاوے ورنہ مناع الخیر میں داخل ہوگا، اس کی کیا دلیل؟ جب قضا ہو ہی نہیں سکتی تو نفی منفی، مناع الخیر میں کیونکر

ص ہوگا در گردعل ہوگا تو آپ بھی ضرور داخل ہیں کہ جمعہ فی القریٰ کی نفی جس طرح میں
کرتا ہوں ویسے ہی آپ بھی کرتے ہیں حالانکہ فضائل و تاکید جمعہ میں بھی بہت حدیثیں وارد
ہیں تو یہی کہوں گا کہ فضائل و تاکید بھی اس کے متعلق نہ ہوتے تو نفی منفی میں کوئی حرج نہیں ہے
مولوی صاحب! صدہا افسوس کہ آپ نے جھٹ کہہ دیا کہ مناع للخیر میں داخل ہوگا
مگر یہ نہ سوچا کہ مناع للخیر کن کے حق میں وارد اور اس کا معنے کن لوگوں کے ساتھ مختص یقیناً
کفار کے حق میں وارد اور اس کا معنے کفار سے مختص مگر آپ اہل علم ہو کر اہل علم کے حق میں
پڑھتے ہیں حالانکہ نافی اپنی طرف سے نافی نہیں بلکہ باتباع شیخین و مشائخ علیہما و علیہم الرحمۃ
نافی ہے تو آپ کا یہ جبروتی حکم کہاں تک پہنچا؟

اگر اس کے ورود و اختصاص میں شک ہو تو تفاسیر معالم التنزیل ولباب التاویل
و مفاتیح الغیب و ارشاد العقل و حسینی وغیرہا کو دیکھیں اور ورود تو نص قرآنی کے سیاق سے اظہر من
الشمس ہے۔ نیز مفسرین کرام نے مناع للخیر کے دو معنے بیان فرمائے، دونوں کو اس سے تعلق ہی نہیں ہے
مگر آپ اہل ایمان کے متعلق پڑھ رہے ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کان ابن عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہما یراہم شرار خلق اللہ وقال انہم انطلقوا الی آیات
نزلت فی الکفار فجعلوہا علی المؤمنین کیا اگر میں جواباً کریمہ والذین
یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا
و اثما مبینا تحریر کروں تو نہیں کر سکتا؟ مگر میں مناسب نہیں سمجھتا واللہ المتعال العالم۔

یہ ہے آپ کی تحریر کا جواب بے نقاب جو دلائل قاہرہ باہرہ پر منطوی، باقی جواب آئندہ پر
ملتوی، اگر یہ جواب در نظر جناب صواب سے بہرہ ور نہ ہو تو مطلع فرمائیں مگر اسی پر اکتفا نہ فرمائیں کہ مطرود
مردود ہے بلکہ بیان دلائل و نقص ادلائل فرداً فرداً ہی سود ہے کہ سخن معقول و مسموع ہو ورنہ عند العقلاء
مخدوش و مردود۔ والسلام۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی المحبوب الذی ھو محبوب و مطلوب لکل محب
فی کل آن و حین وعلی آلہ الکرام وصحبہ العظام اجمعین والحمد
للہ رب العلمین۔

نور عفی عنہ، فرید پور جاگیر

الاستفتاء

اس فتوے کا مسودہ استفتاء کے بغیر پرانے کاغذات میں سے ملا ہے جس میں مندرجہ ذیل تین سوالوں کے جوابات دیئے گئے ہیں:

۱۔ نفلی نماز کی جماعت کا حکم؟

۲۔ غیر مسلموں پر قربانی کا گوشت صدقہ کرنے کا حکم؟

۳۔ اعتکاف میں غسل کا حکم؟

(مرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

۱۔ ہاں یقیناً جائز ہے جبکہ محذوراتِ شرعیہ سے مبرا ہو: قرآنِ کریم کا ارشادِ مبین ہے
وارکعوا مع الراکعین [illegible]

د ۔ رقدر و سمر لہ لنص و تخصیص سمر زیحور فی
معنی محبر نوحد و لا لقیاس و داجبں لعلم و لنص
حدثمۃ لنا حی یستدل عی مسئلۃ لنز و یم فیقول لا
حمعہم مسر وعۃ ۔ لدحول فیھم مع ہم لعدم المحذور
ود ظہرحد۔

در احادیثِ کثیرہ صحاح سے بھی ثابت ہے جس کے ثبوت میں اصلاً کوئی شک و
شبہ نہیں اور یہی ہمارے ائمہ و مشائخ احناف کے کلماتِ متظاہرہ اور تصریحاتِ وافرہ سے
ثابت ہے البتہ اگر تداعی سے ہو جو دوسرے لفظوں میں جماعتِ کثیرہ ہے تو ہمارے
فقہائے کرام نے اسے مکروہ فرمایا ہے کہ یہ متوارث کے خلاف ہے مگر اس مکروہ سے
مراد مکروہ تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے۔ منحۃ الخالق علی البحر الرائق ج۱ ص ۳۴۵ میں ہے دان
ذکرھنا کراھۃ سرب اور شامی ج۱ ص ۶۶۴، منحۃ الخالق ج ۲ ص ۷ میں ہے
وھو کالصریح فی انہا کراھۃ تنزیہ۔ اور یہ بھی تب جب دوام ہو اور احیاناً
یہ بھی نہیں چنانچہ حضرتِ فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جماعتِ کثیرہ کے ساتھ وتر
ادا کرنے سے ثابت ہے۔

شامی ج ص ۶۰۳ میں ہے ثم ان کان ذلک احیاناً کما فعل
عمر کان مستحباً غیر مکروہ وان کان علی سبیل المواظبۃ کان
بدعۃ مکروھۃ لانہ خلاف المتوارث اور اس میں نکتہ یہ ہے کہ مواظبت
کے ساتھ یہ تشبہ النفل بالفرض بنے گا اور وہ بعض کے نزدیک مکروہ ہے کما قالوا
فی التعریف۔

۲۔ اگر ضحیہ دینا تبرع ہے یا تصدق اور غیر مسلم پر تبرع اور تصدق کی بہترین تفصیل وہ ہے

جواب اہل سنت و جماعت نے "حجۃ مؤتمنۃ" میں فرمائی۔

۲۔ معتکف کو غیر فرض غسل کے لئے معتکف یعنی کی مسجد سے نکلنا جس میں معتکف ہے جائز نہیں جبکہ اعتکاف واجب یا سنت ہو۔

(مسودہ یہاں تک دستیاب ہے)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اندریں مسئلہ کہ نوافل جب بیٹھ کر پڑھے جائیں تو رکوع کرتے وقت سرین اور پنڈلیاں جدا کرنی ضروری ہیں یا کہ نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں اس طرح سجدہ ہو جاتا ہے لہذا منع ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

نیاز مند: سردار احمد بقلم خود

خطیب وحدت کالونی وقاری گورنمنٹ کالج ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

فرزندِ باتمیز سلمہ ربہ العزیز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ بعد از دعوات عافیت دارین آنکہ چند ایام ہوئے

آپ کا گرامی نامہ آیا جس میں بخیریت تین بجے ملتان پہنچنے کا ذکر تھا اور گھر کی خیریت بھی۔ مسرور ہوا اور ایک استفسار نوافل میں قعود کی صورت میں رکوع کس طرح کیا جائے اور کچھ خلافِ مصلین کا ذکر بھی تھا جو پورا یاد نہیں رہا کیونکہ وہ لفافہ گم ہو گیا ہے جس کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ اگر لفافہ سامنے ہوتا تو انشاء اللہ خوب رد کرتا مگر مقصود اصل مسئلہ ہے جو خوب منقح کر کے لکھ دیتا ہوں۔

عزیزا! نفل یا سنت پڑھنے میں رکوع کی اصل صورت یہ ہے سرین اٹھا کر رکوع یوں کیے کہ سر اور پیٹھ ہموار ہو جیسے کہ قیام کی حالت میں رکوع میں ہوتا ہے جو سب کتبِ فقہ میں مذکور ہے کیونکہ مطلق رکوع کا ذکر ہے کہ سر اور پیٹھ ہموار کرے جس میں بیٹھنے والے کا رکوع بھی داخل ہے کیونکہ اطلاق کا یہی تقاضا ہے اور پھر فقہاء کرام نے تصریح فرمائی کہ بیٹھنا قیام کے عوض ہے تو احکام قیام جو قیام کے علاوہ ہیں اس میں بھی جاری ہوں گے شامی ج ۱ ص ۴۵۵ میں درالمختار کے قول ثم رأیت فی مجمع الانہر المراد من القیام ماھو لاعم لان القاعد یفعل کذلک کے تحت فرمایا ای من القیام الحقیقی والحکمی فان القعود فی النافلۃ وفی الفریضۃ و ما الحق بہ لعذر کالقیام بلکہ نور الایضاح رکوع کے بیان میں مصنف علیہ الرحمہ نے ان کی شرح مراقی الفلاح میں کل مصل فرمایا یعنی یہ حکم ہر نمازی کا ہے جس میں قاعد بھی داخل ہے۔

شرح المراقی کے حاشیہ طحاوی ص ۱۶۹ نصہ (ثم کبر) کل مصل کعام الی ان قال (مستویا رأسہ بعجزہ) الخ اور درالمختار میں فرمایا ویسوی

[illegible] کے ساتھ [illegible] استفسار درج کر دیا گیا ہے۔ (مرتب)

ظهره بعجنه، حاشیہ شامی ج ا ص ۱۹۲۔ اب غور کریں رد نہ بروشن سے بھی یہ ثابت کہ جب سر بیٹھ اور سرین برابر ہوں تو قاعد کے سرین رانوں سے ضرور اٹھے ہوں گے تو مسئلہ بالکل واضح ہوگیا وللہ تعالی الحمد۔

تنبیہ

عجز کا معنے کتب لغت میں سرین لکھا ہے چنانچہ غیاث اللغات منتہی الارب، صراح منتخب اللغات میں ہے وھو الظاهر من لسان العرب وتاج العروس والنهاية و مجمع البحار وغيرهما من كتب اللغة ور شامی علیہ الرحمہ نے تو یہ جزئیہ بالکل واضح کردیا ہے۔ ج ا ص ۲۱۶ میں فرمایا ولو كان يصلى قاعدا ينبغى ان يحاذى جبهته قدام ركبتيه ليحصل الركوع قلت لعله محمول على تمام الركوع والا فقد علمت حصوله باصل طاطئة الرأس۔

جب ماتھا زانوؤں کے اگلے حصوں کے سامنے ہو اور سر بیٹھ، سرین برابر ہوں تو لامحالہ سرین رانوں سے اٹھے ہوں گے اور یہ کہنا کہ اس طرح سجدہ ہو جاتا ہے بالکل لغو ہے اور غلط ہے کیونکہ یہ بالفعل رکوع و سجود ہے نہ کہ اشارۂ رکوع و سجود۔

واللہ تعالی اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وعلی الہ واصحابہ و بارك وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

جمادی الآخرہ ۱۴۰۰ھ

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ الحاج فقیہ اعظم پاکستان مدظلہ العالی بانی و مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : بعد ازیں عرض ہے کہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اندریں مسئلہ کہ نماز تسبیح کا کیا طریقہ ہے ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ مشکوٰۃ شریف میں یوں ہے ان تصلی اربع رکعات تقرء فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وسورۃ فاذا فرغت من القراءۃ فی اول رکعۃ وانت قائم قلت سبحان اللہ والحمد للہ الخ خمس عشرۃ ثم ترکع فتقولها وانت راکع عشرا ثم ترفع رأسک من الرکوع فتقولها عشرا ثم تهوی ساجدا فتقولها وانت ساجد عشرا ثم ترفع رأسک من السجود فتقولها عشرا ثم تسجد فتقولها عشرا ثم ترفع رأسک فتقولها عشرا فذلک خمس وسبعون فی کل رکعۃ۔

نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ طریقہ بتایا تو اب ہمیں بھی اس طرح پڑھنا چاہیے۔ میں نے کہا کہ رسالہ رکن دین و دیگر رسائلِ انجمن حزب الرحمن میں ہے کہ بعد از ثناء ۱۵ بار اور قبل از رکوع ۱۰ بار باقی ہر مقام میں دس دس بار لہٰذا یہ طریقہ بہتر ہے کیونکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بعد از سجود سوا التحیات کے بیٹھنا صحیح نہیں تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد ہونے والا تو اسی طرح پڑھے گا

تو مولوی صاحب نے کہا کہ جب اصل حدیث سے ثابت ہے تو فقہ کی کیا ضرورت!
اب آپ حضور اس کے متعلق باتحقیق و باحوالہ تحریر فرمائیں۔ مہربانی ہوگی۔

السائل

آپ حضور کا خادم الحقیر عبد الرسول محمد نور نبی شمس نوری عفی اللہ عنہ ۲۲ رمضان المبارک ۹۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

نمازِ تسبیح کے یہ دونوں طریقے احادیث شریفہ سے ثابت ہیں۔ پہلے طریقہ کی حدیث تو سائل نے لکھ ہی دی ہے اور دوسرا طریقہ سنن ترمذی شریف میں ہے جو حضرت عبد اللہ بن مبارک حضرتِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردِ رشید سے ثابت ہے۔ سنن ترمذی ج ۱ ص ۶۴ میں ہے سألت عبد اللہ بن المبارک عن الصلوۃ التی یسبح فیھا قال یکبر ثم یقول سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک ثم یقول خمس عشرۃ مرۃ سبحٰن اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ثم یتعوذ ویقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وفاتحۃ الکتاب وسورۃ ثم یقول عشر مرات سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ثم یرکع فیقولھا عشرا ثم یرفع رأسہ فیقولھا عشرا ثم یسجد فیقولھا عشرا ثم یرفع رأسہ فیقولھا عشرا ثم یسجد الثانیۃ

"فيقولها عشرا يصلي اربع ركعات على هذا فذلك خمس وسبعون
تسبيحة في كل ركعة يبدأ في كل ركعة بخمس عشرة تسبيحة ثم يقرأ
ثم يسبح عشرا" اور یہ دونوں طریقے جائز ہیں چنانچہ شامی ج ا ص ۴۴۳ میں ہے
"والذي يسبح قبل القراءة هو المختار" طحطاوی علی الدر ج ا ص ۲۹۰ میں ہے
"وظاهره [illegible] جلسة الاستراحة [illegible]" اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ
سے اس کے متعلق کوئی روایت نظر نہیں آئی البتہ بعض مشائخ نے صرف اس لحاظ کے جلسہ استراحت
چونکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک مکروہ ہے اور پہلی ترکیب پر وہ جلسہ کرنا پڑتا ہے
لہٰذا دوسری ترکیب کو ان بعض مشائخ نے پسند فرمایا ہے چنانچہ شامی ج ا ص ۴۴۳ میں ہے
"في شرح المنية لكنه لما كان [illegible] في الركعة [illegible]
في مختصر البحر وعلى هذه الرواية [illegible] بعد الرفع من السجدة الثانية
جلسة الاستراحة وهي مكروهة عندنا"
یہ صرف بعض حضرات کا خیال ہے ورنہ نماز تسبیح کے متعلق ہمارے امام اعظم
رضی اللہ عنہ کی کسی کوئی نص نہیں اور جب پہلے طریقے کی حدیث بھی ثابت ہے تو ہمارے نزدیک
بھی کوئی حرج نہیں چنانچہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "لكن علمت ان ثبوت حديثها
يثبتها وان كان فيها ذلك" البتہ دوسرے طریقے کو ہمارے فقہائے کرام کے علاوہ
دوسرے کئی حضرات نے بھی پسند فرمایا ہے چنانچہ حضرت امام ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ
قوت القلوب شریف کے ج ا ص ۴۷ میں فرماتے ہیں "هذه الرواية احب الوجهين
الي وهو اختيار عبد الله بن المبارك"
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم شریف کے ج ا ص ۲۱۴ میں فرماتے ہیں
"هذه هي الحسن وهو اختيار ابن المبارك"

بہر حال یہ دونوں طریقے بلاشبہ جائز ہیں اور حسب تقاضائے شامی لائق یہ ہے کہ کبھی
یوں پڑھے کبھی یوں پڑھے۔

رہا مولوی صاحب کا کہنا کہ پھر فقہ کی کیا ضرورت؟ یہ محض تعصب ہے، جس کی بنیاد
اس پر ہے کہ فقہ اور حدیث کی مخالفت ہے، حالانکہ یوں ہرگز نہیں، بلکہ فقہ خلاصۂ احادیث ہے
[illegible] في تعصبهم [illegible]

والله تعالى أعلم وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وعلى
آله وصحبه وبارك وسلم.

حررہ فقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ
۲۴ شوال [illegible]

باب الجمعۃ والعیدین

الاستفتاء

بگرامی خدمت عظیم المرتبت جناب حضرت علامہ الحاج صوفی محمد اللہ دتہ صاحب نعیمی زید مجدکم العالیہ

السلام علیکم! مزاج گرامی.

دیگر احوال یہ ہے کہ ہمارے علاقہ تحصیل چونیاں ضلع قصور میں مسئلہ جمعۃ المبارک اور عیدین کا ہے، کشیدگی اختیار کر چکا ہے۔ بعض علمائے کرام کا یہ قول ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن اگر عید ہو تو صرف عید ہی کا خطبہ ہو سکتا ہے جمعۃ المبارک کا خطبہ نہیں ہونا چاہیے آپ ہمیں باحوالہ طور پر ارشاد فرمائیں کہ احادیث کے لحاظ سے ہمیں دونوں خطبوں کو ادا کرنا چاہیے یا کہ نہیں۔ جمعۃ المبارک و عید کا تو ہمارا جھگڑا ہی نہیں جس مقام پر جمعۃ المبارک فرض ہو

در جمعہ والے دن ہی عید ہو تو تحریر فرما دیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہماری آواز کو بے صدا نہیں ہونے دیں گے۔ والسلام

خیر اندیش: غلام نبی خطیب جامع مسجد نظام پورہ ۲ تحصیل چونیاں ضلع قصور

محمد حنیف پی ٹی سی گورنمنٹ مڈل سکول نظام پورہ، عبدالعزیز ایم اے بی ایڈ گورنمنٹ نظام پورہ تحصیل چونیاں ضلع قصور   محمد اکرم   عبدالجبار بقلم خود

مولوی غفور احمد   محمد اسحاق بقلم خود

کبر علی چوہدری (ہیڈ ماسٹر) گورنمنٹ مڈل سکول نظام پورہ ۲ ضلع قصور

سردار علی بقلم خود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

صورت مسئلہ نماز کا ہے، اگر جمعہ کے دن عید آئے تو آیا جمعہ کی نماز بھی لازم ہے یا نہیں، اگر نماز لازم ہے تو خطبہ بھی ہو گا۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے نماز جمعہ عید کے دن بھی لازم ہے لاطلاق الاحکام اور بعض کو جو شبہ ہوا ہے تو وہ محض بادر ہوا ہے چنانچہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید جمعہ کے دن آئی تو حضور نے عید پڑھا کر فرمایا کہ جو چاہے جمعہ کی نماز کے لئے آئے اور جو نہ چاہے نہ آئے رواہ احمد فی مسندہ ج ۴ ص ۳۷۲ والطحاوی فی مشکل الآثار ج ۲ ص ۵۳ و ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۳ والنسائی ج ۱ ص

وابن ماجۃ ص ۹۴ والبیہقی فی السنن ج ۳ ص ... واللفظ عن زید
قال صلی العید ثم رخص فی الجمعۃ قال من شاء ان یصلی فلیصل۔

پھر ابوداؤد نے حضرت ابی ہریرہ کی حدیث مرفوع روایت کی جس کے آخر میں فرمایا وانا مجمعون اور یونہی مشکل الآثار جلد ۲ ص ۵۶ میں حضرت ذکوان کی حدیث مرفوع کے آخر میں ہے وانا مجمعون یعنی اور ہم جمعہ ادا کرنے والے ہیں تو اس "ہم" سے مراد کیا ہے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مدینہ منورہ مراد ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ اجازت دیہات والوں کیلئے تھی جو باہر سے آکر عید و جمعہ مدینہ منورہ میں ادا کرتے تھے کیونکہ عید کا دن کھانے پینے اور خوشی کا دن ہے تو اگر یہاں جمعہ ادا کرنے تک رہیں تو مشکل ہے اور اگر جا کر دوبارہ آئیں تو یہ بھی مشکل ہے لہذا اجازت دے دی مگر اہل مدینہ کے لئے کوئی مشکل نہیں لہذا فرمادیا انا مجمعون یعنی ہم جمعہ ادا کرنے والے ہیں اور اس کی وضاحت حضرت سیدنا ذی النورین رضی اللہ عنہ نے فرمادی چنانچہ مشکل الآثار ج ۲ ص ۵۶ اور صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۵ اور موطا امام مالک ص ۶۵ اور موطا امام محمد ص ۱۳۹ اور کتاب الام حضرت امام شافعی ج ۱ ص ۲۳۹ میں ہے کہ ابو عبید کہتے ہیں

شہدت العید مع عثمان بن عفان فجاء فصلی ثم انصرف فخطب
فقال انہ قد اجتمع لکم فی یومکم ھذا عیدان فمن احب من
اھل العالیۃ ان ینتظر الصلوۃ فلینتظرھا ومن احب ان یرجع
فلیرجع فقد اذنت لہ۔

یعنی حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ میں عید کے دن حاضر ہوا تو آپ نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا تو فرمایا کہ آج کے دن دو عیدیں اکٹھی آگئی ہیں تو جو چاہے دیہات والوں سے کہ نماز جمعہ کا انتظار کرے تو کرلے اور جو واپس جانا چاہے تو چلا جائے۔ میں نے اجازت دے دی۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہ اجازت باہر سے آنے والوں کے لئے ہے
در شہر والوں کے لئے نہیں۔ ایسا ہی طحاوی فرماتے ہیں اور ہمارے محرر مذہب حنفی کے
امام حضرت امام محمد بھی یونہی فرماتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے بعد ص ۱۴۰ میں ہے قال

محمد و بھذا ناخذ و انما رخص عثمان فی الجمعۃ لاھل العالیۃ لانھم لیسوا من اھل المصر و ھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

پھر ہماری کتب فقہیہ حنفیہ کی جامع صغیر ص ۲۰: درالمختار اور طحطاوی علی الدر ج ۱
ص ۳۵۱ اور شامی علی الدر ج ۱ ص ۷۷۳ میں ہے والنظم للشامی قال فی الھدایۃ
ناقلا عن الجامع الصغیر عیدان اجتمعا فی یوم واحد فالاول سنۃ والثانی فریضۃ ولا یترک واحد منھما۔ پھر فرمایا عن علی
ان ذلک فی اھل البادیۃ ومن لا تجب علیھم الجمعۃ۔

پھر غیر مقلدین کی مایہ ناز کتاب المحلی کے ج ۵ ص ۸۹ میں ہے اذا اجتمع عید
فی یوم جمعۃ صلی للعید ثم للجمعۃ ولا بد ولا یصح اثر
بخلاف ذلک اور آخر میں کہا الجمعۃ فرض والعید تطوع والتطوع
لا یسقط الفرض۔

یہ جملہ حضرت امام محمد علیہ الرحمہ کے ارشاد سے ہی ہے۔ بہر حال اگر جمعہ کے دن
عید ہو تو جن پر پہلے جمعہ فرض ہے ان پر فرض ہی ہے اور جن پر فرض نہیں مثلاً دیہات والے
تو ان کے لئے اجازت ہے کہ عید پڑھ کر گھر چلے جائیں اور پھر جمعہ کے لئے آئیں تو آئیں اور
نہ آئیں تو اجازت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ

الاعظم و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم

نوٹ: یہ آپ کا استفتاء شاید ماہِ رمضان المبارک ۹۸ھ میں آیا جبکہ میرا نورِ نظر لختِ جگر مولانا محمد نصر اللہ نوری علیہ الرحمہ مرض الموت میں لاہور شفاخانہ میں تھے اور میں مدینہ منورہ میں تھا تو مجھے اب یہ لفافہ اتفاقیہ ایک کتاب میں مل گیا تو جواب لکھ رہا ہوں۔ والسلام

حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ ۲۲۔۳۔۷۹ء

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین کہ کیا نماز جمعۃ المبارک مسجد کے باہر ہوتی ہے جب کہ امام بھی مسجد میں نہ ہو نہ اذان نہ خطبہ اور جگہ بھی ایسی ہو جہاں ہفتہ بھر جانور لید گوبر غلاظت پیشاب وغیرہ پھیلاتے رہیں اس جگہ ہفتہ بھر نجاستِ غلیظہ موجود رہے صرف جمعہ کے روز اس کو تھوڑا سا صاف کر کے دریاں وغیرہ بچھا کر جمعہ کی نماز ادا کر لی جائے جبکہ اردگرد شہر میں بالکل قریب اور بھی اسی مسلک کی جامع مساجد موجود ہوں۔ کیا نماز جمعہ وہاں ہو جاتی ہے۔ اگر نہیں تو پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ کیا ضروری ہے؟ تفصیل کے ساتھ مسلکِ امامِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق جواب عنایت فرمائیں۔

سائل: محمد امین خاں دولتانہ

تحصیل بازار بہاد نگر

[illegible]

الجواب

[illegible] الحق والصواب

ایسی جگہ میں جمعہ ادا کرنا جائز ضرور ہے مگر بالکل غیر مناسب ہے جب [illegible]

ایک مسجد کے [illegible] میں مگر عجب ہے یہاں تو یہ کیوں ہے شاید کسی جانب کوئی غرض فاسد

اور گناہ اس پر ہے جس کی غرض فاسد ہے جبکہ یہی خیال ہوتا ہے کہ شاید کسی جھگڑے کی وجہ سے

یہ تفریق و فساد ہے اللہ تعالیٰ ہر شر پسند اس کے شر سے بچائے

یہاں جائز کیوں لکھا ہے اس لئے کہ جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں اور کسی بھی

کتاب میں کوئی ایسی شرط لگائی گئی ہے بلکہ سب سے پہلا جمعہ جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ادا فرمایا تھا وہ جنگل میں تھا مدینہ منورہ کے قریب تھا جہاں آج کل [illegible]

مسجد یادگار بنی ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تفریق و فساد دشمنانہ بہت بری چیز

جمعہ کو جمعہ اسی لئے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو جمع کرنے والا ہے

شامی جلد اول [illegible] میں ہے ویؤدی فی مصر واحد بمواضع

[illegible] حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے ایک قول میں شہر کی ایک

مسجد یا ایک جگہ ہی ہو سکتا ہے اور فتویٰ دوسرے قول پر ہے کہ کئی مساجد یا مواضع میں

جائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول [illegible] میں ہے وتؤدی الجمعة فی مصر

واحد [illegible] کثیرة وهو قول ابی حنیفة و محمد وهو

[illegible] ص [illegible] میں ہے [illegible]

بَابُ الجَنَائِز

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کہ نماز جنازہ میں مل کر
کھڑے ہونے کا حکم ہے یا درمیان میں ایک ایک کی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہونا چاہیے۔ بعض
لوگ اس پر عمل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ درمیان میں فرشتوں کے کھڑے ہونے کی جگہ
چھوڑنی چاہیے۔ کیا ان کا یہ عمل و قول صحیح ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز میں مطلقاً مل کر صفوں میں کھڑے ہونے کا حکم ہے حضرت انس رضی اللہ

[illegible] سے عنہ سے بخاری ج ص [illegible] نسائی ج ا ص ۱۳۱ روای کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ

وسلم نے فرمایا اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور خوب مل کر کھڑے ہو کہ بیشک میں تمہیں پیٹھ

پیچھے دیکھتا ہوں [illegible]

[illegible]

صحیح مسلم ج ا ص ۱۸۱ سنن نسائی ج ا ص [illegible] سنن ابن ماجہ ص [illegible] حضرت

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

کیا تم فرشتوں کی طرح صفیں نہیں بناتے، عرض کی گئی فرشتے کس طرح صفیں بناتے ہیں؟

فرمایا پہلے صفوں کو پورا کرتے ہیں اور خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلے اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خوب ملاؤ صفوں کو اور نزدیک کرو ان کے درمیان [illegible]

[illegible] کہ [illegible] شیطان [illegible]

سوراخ صف میں [illegible] ایک قسم کی چھوٹی بکری کی طرح

در مختار [illegible]

[illegible] متعلق نماز جنازہ میں بھی یہ احکام [illegible]

کہ متعلق نماز [illegible] کرتے ہیں [illegible]

تو بعض لوگوں کا دستور [illegible] نہیں [illegible] حدیث شریف سے [illegible] پہنچ [illegible] نصیحت [illegible]
بیان [illegible] جاتا ہے تو فرشتوں [illegible] [illegible] بکنسیق [illegible]۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

[illegible]

[illegible]

الاستفتاء

مشکوٰۃ شریف میں کتاب الجنائز میں دو حدیثیں ہیں۔ ایک [illegible]
علی [illegible] فاخلصوا له الدعاء۔ دوسرے کی راوی سے مروی ہے [illegible]
هو على [illegible] اللهم اغفر [illegible] دوسری حدیث میں
[illegible] ہے کہ کسی مرد [illegible]
[illegible] بعض لوگوں نے اس حدیث سے دعا بعد الجنازہ کا استنباط کیا ہے
کیا یہ استدلال درست ہے جبکہ مشکوٰۃ شریف ص [illegible] حاشیہ نمبر [illegible] میں ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] آپ کے خیال میں صلوٰۃ جنازہ [illegible] اگر کوئی قول فقہی
یا حدیث صحیح مخصص دعا بعد جنازہ کی ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الاستفتاء

[illegible]

سائل: [illegible]

الجواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے

قبرستان لے جاتے وقت سر والی طرف قبرستان کی طرف ہو اور جب قبر کے نزدیک [illegible] کی طرف ہو تو بظاہر پاؤں کعبہ کی طرف ہوں گے مگر در باطن منہ [illegible]

میت اور مریض کے قبلہ رخ ہونے کی ایک یہ بھی صورت ہے۔ اگر میت یا مریض [illegible] اٹھایا جائے تو رخ ظاہر میں بھی قبلہ کو ہو جاتا ہے جو مریض نماز کے وقت [illegible] پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے۔ اگر میت کو غسل کے وقت [illegible] کی جائے [illegible] جنازہ لے جانے کا یہ طریقہ حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سے صاف صاف ثابت ہے

[illegible]

[illegible]

حررہ [illegible] محمد [illegible] غفرلہ

[illegible]

مسئلہ

کسی [illegible] میت کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنے کا مسئلہ دریافت کیا کہ جائز ہے یا نہیں؟

تو اس کا **جواب** یہ ہے کہ شریعت میں قبر سے نکالنا جائز نہیں چنانچہ [illegible] کتب [illegible] حنفی میں تحریر ہے۔

زکوٰۃ

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ

وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ

[illegible]

[illegible]

کتاب الزکوٰۃ

الاستفتاء

[illegible]

کی جاتی ہے، اسی طرح مدرسین اور مدارس کے ملازمین کو اس مال سے تنخواہ بھی دی جاتی ہے؛ دلائل سے واضح فرماکر عند اللہ ماجور ہوں۔

مستفتی: محمد حسن، از کراچی

۱۳؍رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ
۱۶۰۷۰۸۱

الجواب

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اللھم اھدنی الی الصواب انک انت اعلم بالصواب والی الیک انیب والیک المآب۔

زکوٰۃ وصول کرنے والے سفیر اگرچہ فقراء اور طلباء کی طرف سے جاتے ہیں لیکن انہیں فقراء وغیرہ کا وکیل نہیں بنانا چاہیے کیونکہ اس صورت میں طلباء وغیرہ کی تملیک ضروری ہوتی ہے پھر بعد از تملیک ان سے مال واپس لینا بھی ناپسندیدگی سے خالی نہیں اور یہی کہ تملیک شاذ و نادر کوئی ادارہ کراتا ہوگا لہٰذا اس پیچیدگی سے بچنے کے پیشِ نظر سفراء وغیرہ کو اہلِ زکوٰۃ کا وکیل بنانا بہتر ہے تاکہ عدمِ تملیک کی خرابی لازم نہ آئے اور اداروں کے منتظمین حضرات سفیروں سے زکوٰۃ وصول کرکے مالداروں کی طرف سے بحیثیتِ وکیل اس مال کو مصارف حقہ میں خرچ کرتے رہیں اور شرعاً مالی عبادت میں نیابت جائز اور درست بھی ہے۔ رہا مدرسین وغیرہ کو اس مال سے بطور اجرت تنخواہ دینے کا سوال

تو جس طرح فقراء اور طلبہ کو یہ مال دیا جاتا ہے اور بہت زکوٰۃ سے بہت بہت ہی تنخواہ

اور بڑھ کر یہ کہ اگر عامل مالدار ہو تو بھی اسے اس زکوٰۃ سے تنخواہ دینا جائز ہے بایں

کہ اس نے اپنا وقت نکال کر یہ کام کیا۔

صاحب روح المعانی زیر آیہ والعاملین علیہا لکھتے ہیں وانما

حلت للغنی مع حرمة الصدقة علیه لانه فرغ نفسه لهذا

العمل فیحتاج الی الکفایة والغنی لا یمنع من تناولها عند

الحاجة کابن السبیل کذا فی البدائع والتحقیق ان فی ذلک

شبها بالاجرة وشبها بالصدقة فبالاعتبار الاول حلت للغنی

روح المعانی ج١٠ ص١٢١ بعینہ یہی عبارت بحر الرائق میں موجود ہے ج٢ ص ٢٥٩ وفی حاشیة

الشفاء بعد ذکره ما مر عن البدائع من تعلیل حل الصدقة

للعامل الغنی بانه فرغ نفسه لهذا العمل فیحتاج الی

الکفایة الخ قال وبهذا التعلیل یقوی ما نسب الی بعض

الفتاوی ان طالب العلم یجوز له اخذ الزکوٰة ولو کان

غنیا اذا فرغ نفسه لافادة العلم واستفادته لعجزه عن

الکسب والحاجة داعیة الی ما لا بد منه وشککه انه لم

موثوق وعزاه الی الواقعات الخ

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ مدرسین حضرات کو تعلیم و تدریس کی اجرت اور تنخواہ

زکوٰۃ کے مال سے دینا جائز ہے اگرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں اور کسی کی صفت تعلیم و تدریس

کے لئے اپنے کو وقف کر دینا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وھو ولی الاجر والثواب۔

حسب حکم العلماء والفقراء ابو الطاہر محمد رمضان خادم الحدیث بدار العلوم الحنفیہ العزیزیہ

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ ۱۶۔۷۔۸۱ بیوم الخمیس

تحریر ... عبد ... موصوف نے یہ فتوے تقریظ کے لئے حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کی طرف بھیجا، اس پر حضرت

... مکتوب اور جواب لکھ کر تحریر فرمایا۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا صاحب مدظلہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ؛ حسب الحکم یہ مختصر عریضہ قلت فرصت اور مشاغل کثیرہ میں

تحریر کیا جا سکا ہے میری صحت بھی یونہی ہے اس پر نظر تحقیق فرمائیں، اگر پسند آئے تو اطلاع دیں

ورنہ جو چیز خلاف نظر ہو تو اس سے مطلع فرمائیں۔ والسلام مع الاکرام

الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللّٰہم اجعل لی النور والصواب

زکوۃ وصول کرنے والے زکوۃ ادا کرنے والوں کے وکیل ہو سکتے ہیں کیونکہ فقراء

کے لئے وکیل بننے میں بڑی خرابی ہے۔ دیکھئے فتاوے عالمگیر طبع مجیدی کانپور ج ۲ ص ۳۵۲

... علی ہذا امثال ابتلی بہا اھل العلم والصلحاء

... فقراء ... اختلط بعضہا ببعض یصیر

... ملکہ ... الخ

پھر ان سفراء و مدرسین وغیرہم کو جو لغوی عامل تو ضرور ہیں نگران کو زکوٰۃ کے عامل قرار دینا تو مشکل ہے کیونکہ وہ تو حسب نصِ قرآنِ کریم والعاملین علیہا نہیں اور مدرسین اور دوسرا عملہ تنخواہ خوار عاملین علیہا میں داخل ہی نہیں تو یہ فوت تقریباً اساتذہ ہو جاتا ہے ہاں اس کی ایک اور شرعی صورت ہے وہ یہ کہ دینی مدارس کے طلباء فی سبیل میں داخل ہیں اور ان کے ضروریات خوراک اور رہائش، روشنی تعلیم وغیرہ پر خرچ کرنا بھی طلباء پر ہی خرچ کرنا ہے اور اس کی دلیل کہ طلباءِ علومِ دینیہ فی سبیل اللہ میں داخل ہیں فی سبیل اللہ کا اطلاق ہی ہے۔

بدائع صنائع ج ۲ ص ۴۵ طبع مصر میں ہے واما قوله تعالیٰ وفی سبیل الله عبارة عن جميع القرب فيدخل فيه كل من سعى فى طاعة الله وسبيل الخيرات اذا كان محتاجا اور در المختار علیٰ حاشیۃ الشامی ج ۲ ص ۸۳ میں اسے مقرر رکھا اور علامہ شامی علیہ الرحمہ نے بھی مقرر رکھا بلکہ اس کی تائید فتاویٰ ظہیریہ اور مرغینانی سے نقل کی اور علامہ شلبی علیہ الرحمہ نے بھی تبیین الحقائق ج ۱ ص ۲۹۸ میں نقل فرمایا اور طحطاوی علیہ الرحمہ نے در المختار کی شرح ج ۱ ص ۴۲۴ اور ۴۲۵ میں نقل فرمایا و بحر رائق ج ۲ ص ۲۴۲ میں بھی نقل فرمایا اور اس تفصیل کو پسند فرمایا اور الاکلیل علی المدارک ج ۴ ص ۲۶۰ میں بھی جواز کی تصریح فرمائی طلباء کے لئے اور تفسیر مظہری سورہ التوبہ مطبع فاروقی ص ۲۳۹ میں ہے فالذی ان لا يخص فى سبيل الله بالحج ولا بالغزو بل يترك على عمومه ومن سائر ابواب الخير ومن انفق ماله فى طلبة العلم صدق انه انفق فى سبيل الله اور تفسیر کبیر ج ۱۶ ص ۱۱۳ میں ہے وفی سبیل الله لا يوجب القصر على كل الغزاة۔

نیز یہ قاعدہ کہ عموم الالفاظ لا بخصوص السبب اور

العبرۃ لعموم الالفاظ بلکہ اصول کا قاعدہ مسلمہ یہ ہے کہ الاطلاق ینصرف الی
النص لہٰذا طلباء یقیناً اس اطلاق میں داخل ہیں اور سروجی کا یہ اعتراض جو علامہ شامی اور
طحطاوی نے نقل کیا وہ علامہ شرنبلالی نے نقل کیا تو اس کا جواب علامہ شامی اور ملا خسرو حنفی مسلمہ الاحکام
ج۲ ص۱۸۹ میں دیا وفی الشامی قال فی الظہیریۃ فی سبیل اللہ
قیل طلبۃ العلم وکذا فی المرغینانی واستبعدہ السروجی فقال بعید فان الآیۃ نزلت
ولیس هناک قوم یقال لھم طلبۃ العلم قال الشرنبلالی واستبعادہ بعید لان طلب العلم لیس
الا استفادۃ الاحکام وھل یبلغ طالب علم رتبۃ من لازم صحبۃ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتلقی الاحکام عنہ کاصحاب الصفۃ فالتفسیر بطالب
العلم وجیہ خصوصاً وقد قال فی البدائع ثم فی سبیل اللہ جمیع
القرب فیدخل فیہ کل من سعی فی طاعۃ اللہ وسبیل الخیرات
اذا کان محتاجاً اھ شامی ج۲ ص۱۹۱ اور التکملۃ ج۲ ص۲۰۰ میں ہے قلت
ورأیت فی جامع الفتاوی وعزاہ الی المبسوط لا یجوز دفع
الزکوٰۃ الی من یملک نصاباً الا الی طالب العلم والغازی ومنقطع
الحج لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یجوز دفع الزکوٰۃ لطالب
العلم وان کان لہ نفقۃ اربعین سنۃ اور شامی میں ہے قولہ لان طالب العلم
ای الشرعی تو ثابت ہوا کہ مدرسین وغیرہ تنخواہ دار عملہ کو تو طالبان علم کے لئے ہی ہیں
مال زکوٰۃ دینا طلباء کو ہی دینا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ

وعلیٰ آلہ واصحبہ اجمعین۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۲ شوال المکرم سنہ ۱۳۷۲ھ ۱۰۔۹۔

ذیل کا فتوے بصورت مسودہ کاغذات سے ملا جس پر مستفتی کا نام نہیں ہے،
یہ فتوے فتاوی نوریہ کے قلمی نسخے میں نہیں ہے ۱۲۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللہم اجعل لی النور والصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چند لوگوں اور پٹواری سے پتہ کرنے پر معلوم ہو گیا ہے کہ رقبہ جو بارش سے سیراب ہو اور فصل تیار ہو جائے تو وہ چاہی شمار نہیں ہوتا۔ اس رواج یہی ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی یہی ہے اس پر کہ مالک زمین کو نہری کی طرح خوش حیثیتی مالیانہ پڑ جاتی ہے البتہ گورنمنٹ کے حساب بٹائی میں چاہی کی طرح چوتھائی درج ہے اور زمیندار بھی اگر چاہے تو مزارع کا لحاظ کرے تو چوتھائی وصول کر لیتا ہے۔

بہرحال خوش حیثیتی کا بوجھ بھی یہی چاہتا ہے کہ زمیندار کو نہری کی طرح زیادہ حصہ ملنا چاہئے اور مزارع کا بھی اس میں نقصان نہیں کہ چاہی پانی کے بوجھ سے زائد ہوتا ہے

بلکہ نہری کے دو حصے زیادہ دینا ہیں۔ بنا ہے کہ آبیانہ نہری کا مزارع کو پڑتا ہے اور زمین
صرف خوش حیثیتی کا امر در ہوتا ہے اور حدیث پاک اور چاروں اماموں کے مذہب میں
بارش سے تیار شدہ فصل چاہی کا حکم نہیں رکھتا بلکہ بارش والے غلہ کا عشر ادا کرنا ہوتا
حصہ ہوتا ہے اور چاہی کا عشر اس کا نصف کہ اس کا بوجھ پانی دینے کا زیادہ پڑتا ہے
بناءً علیہ بارش سے تیار شدہ فصل چاہی شمار نہیں ہوتا۔

[illegible]

[illegible]

حررہ المفتقر الی ... غفرلہ

۱۰ ذی قعدہ ... ۱۳۰۹ھ

۲۵۹۵

روزه

صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ بحديثه

[illegible]

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ بقرہ ۵۰

"سو تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ پائے تو وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔"

کتاب الصوم

باب رؤية الهلال

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ برطانیہ میں آباد مسلمان ہر ماہ چاند کی تاریخ کا تعین کس طرح کریں کیونکہ یہاں اکثر و بیشتر مطلع ابر آلود رہتا ہے۔ چند تو چاند کیا کئی کئی ہفتے سورج بھی نظر نہیں آتا۔ خاص کر رمضان اور عیدین کے موقع پر تو بہت مشکل بن جاتی ہے۔ بعض لوگ سعودی عرب کی پیروی کرتے ہیں بعض پاکستان و ہندوستان کی اور بعض مراکش کی۔ اس دفعہ ایک بڑی اکثریت نے مراکش کی پیروی اختیار کی کیونکہ یہ ملک یورپ کے نزدیک تر ہے۔ مگر ساتھ یہ سوال پیدا ہوا کہ خبر کے ذرائع جو اختیار کئے گئے ہیں وہ شرعاً معتبر ہیں یا نہیں مثلاً ٹیلیفون

اور اخبار، ٹی وی وغیرہ اور اگر حدیث شریف کے مطابق تیس پورے کیے جائیں تو اس کی ابتداء کا تعین کیسے ہوگا اور ہر ماہ تیس دن پورے نہیں کیے جاسکتے۔

غیر مقلدین سورج کے طلوع و غروب اور نمازوں کے اوقات کے تعین کے لئے آبزرویٹری سے کام لیتے ہیں اور چاند کے بارے میں بھی اس پر بھروسہ کرتے ہیں حالانکہ گذشتہ بار ثابت ہوگیا کہ آبزرویٹری کے مطابق چاند طلوع نہ ہوا۔ اس کے باوجود بعض لوگ اصرار کرتے ہیں کہ آبزرویٹری کو اپنا لیا جائے تاکہ ہمیں وقت سے پہلے معلوم ہو جائے کہ عید کب ہوگی اور چھٹیاں لیکر نمازِ عید میں شامل ہوسکیں جیسے سعودی عرب میں لہٰذا اسلامی کیلنڈر اسی آبزرویٹری (تجربہ گاہ برائے سیارگان) کے مطابق تیار کیا جاتا ہے اور اس پر پورا نظامِ حکومت چل رہا ہے وہاں انگریزی کیلنڈر نہیں ہوتا۔ وہاں روزہ عید اور حج وغیرہ کا بہت پہلے اعلان کر دیا جاتا ہے جس سے پبلک بہت سکھی ہے۔ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں۔

نوٹ: استفتا ہذا لندن سے بواسطہ حضرت مولانا علامہ پیر کرم شاہ صاحب مدظلہم بھیرہ شریف مورخہ ۸۰-۵-۲۲ کو موصول ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰهم اجعل لی النور والصواب

اللہ رب العالمین جل و علا نے ارشاد فرمایا وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ سورۃ حج آیت ۷۸، اور فرمایا يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ

تحسبون (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵) لہٰذا چاند کے بارے میں بھی کوئی شکل نہیں بلکہ مدار

رؤیت یعنی دیکھنے پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ

فَلْيَصُمْهُ (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵) اور صحیح حدیث شریف میں بھی ہے صوموا لرؤیتہ

وافطروا لرؤیتہ (صحاح ستہ وغیرہ)

بہرحال شرعاً روزہ اور عید کا دارومدار دیکھنے پر ہے علم نجوم، کیلنڈر وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ ہمارے علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے اور صدہا بار تجربوں سے ثابت ہو کہ ان تجربہ گاہوں کے مقرر کردہ اوقات غلط ثابت ہوتے اور سعودی عرب میں بھی پورے سال کا کیلنڈر سال کا ہوتا ہے مگر اس پر دارومدار نہیں چنانچہ کئی مرتبہ مجھے حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی اور تجربہ ہوا تو دو مرتبہ نمازِ عشاء اور تراویح بھی حرم شریف کے اندر پڑھنے کے بعد میں عید کا اعلان ہوا کسی اور ملک سے ریاض میں چاند کی خبر آگئی اور ایک مرتبہ چاند دیکھنے کے بعد حج کا دن مقرر کر کے اعلان بھی کیا گیا مگر چند دنوں کے بعد خبر آئی کہ حج اس دن نہیں۔

بہرحال قرآن کریم اور حدیث شریف سے صاف صاف ثابت ہے کہ روزہ چاند دیکھنے پر ہے بکثرت صحیح حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہے لہٰذا ہمارے فقہائے کرام نے یہی حکم لگایا ہے کہ نجومیوں اور حساب والوں کے کہنے کا اعتبار نہیں۔

رہا لندن کا معاملہ تو اس میں بھی کوئی مشکل نہیں کہ دوسرے ملکوں میں چاند نظر آجاتا ہے اور ممالکِ اسلامیہ میں ریڈیو پر اعلان کر دیا جاتا ہے تو جس ملک میں اسلامی حکومت کی طرف سے باقاعدہ شرعی طریقے پر وقت ہونے کا اعلان کیا جائے جیسے کہ پاکستان میں بھی سالہا سال سے ہو رہا ہے تو اس اعلان پر رمضان شریف کا روزہ اور عید بھی کرسکتے ہیں کیونکہ قولِ محقق مفتی بہ یہ ہے کہ جب رؤیت ہلال شرعی طور پر ایک جگہ

ثابت ہو جائے تو وہ روز دیکھ کے تمام مسلمانوں پر عمل لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ ایسے ثبوت مذکورہ [illegible] ضروری نہیں کہ ہر ایک مکلف کو اس کا علم شہادت شرعیہ یا حاکم شرع سے [illegible] بواسطہ شاہدین یا خبر مستفیض حاصل ہو تو لزوم ورنہ نہیں۔

فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۰، شامی ج ۲ ص ۱۲۵، ثلثین ج ۱ ص ۲۴۷ میں ہے

وسطه من بهنده وذکر شمس الائمة الحلوانی الظاهر [illegible] صحیح [illegible] رحمهم الله تعالی فی ظاهر الروایة [illegible] لانه [illegible] التحری کما فی المحیط اور یہ جواز وجوب پر کبھی سابق کی تحری سے غلبۃ الظن اور غلبۃ الظن سے وجوب واجبات ثابت ہو جایا کرتا ہے شامی نے [illegible] التحری بمعنی غلبة الظن وهی کالیقین کما تقدم اور ایسے ہی [illegible] ج ۲ ص ۱۰۲ میں ہے ان غالب الرأی حجة موجبة للعمل [illegible] بمنزلة الیقین اور ایسے ہی ہدایہ وغیرہا معتمدات میں ہے بنا بریں شامی علیہ الرحمہ نے توپوں کے فائر وغیرہا علامات بینہ کو باعث لزوم قرار دیا۔

منحۃ الخالق ج ۲ ص ۲۷۰، رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۵ میں ہے لانه علامة ظاهرة تفید غلبة الظن وغلبة الظن حجة موجبة للعمل کما صرحوا به حتی کہ فائر کنندہ وغیرہ کی عدالت بھی شرط نہیں۔ رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۵ میں فرماتے ہیں [illegible] لان [illegible] فی زماننا [illegible] غلبة الظن [illegible]

[illegible] سنت علی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ تحقیق مذکور کو برقرار رکھتے ہوئے [illegible] طرق اثبات ہلال ص ۲۲ میں فرماتے ہیں: "حاکم شرع کے حضور شہادتیں گزریں۔ انکا

[illegible]

نا پہ حکم نافذ کر یا ہر شخص کہاں دیکھتا سنتا ہے بلکہ جاکر ... بنسبت ... یہاں تک
علامت معہودہ معروفہ قائم کی جاتی ہے جیسے توپوں کے فیر ... وغیرہ ... ہو
نہ صرف علامت ہی نہیں بلکہ صریح اعلان و منادی حکم حاکم ... ہوتا ہے جو مقبول ہے
اگرچہ فاسق ہی کرے۔ فتاویٰ عالمگیر ج ۴ ص ۹۰ میں ہے ...
مقبول عدلا کان او فاسقا بلکہ اخبارات وغیرہ بذریعہ ... رویت ... کہ
اعلام جس کے ارکان علمائے کرام ہیں اور حکام ... کے بعد ثبوت شرعی
بذریعہ ریڈیو اعلان عام کر دیا جائے گا پہلے ہی مشہور ہو جاتا ... نشریات ... جارت
خامہ پہ ہی ہوا کرتے ہیں جو حکام و عوام سے نہاں نہیں رہتے۔

یہ ایسے قرائن و مقدمات ہیں جن سے عالم تو ... خبر واحد ... مفید یقین
بن جاتی ہے۔ شمنّی ج ۲ ص ۱۲۸ میں ہے ...
ہاں انگریزی دور اور پاکستان کے ابتدائی ایام میں یہ حالت ... اس وقت عدم
اعتماد کا فتویٰ تھا مگر اب جبکہ حکومت پاکستان کی طرف سے ثبوت شرعی پر اعلان کیا جاتا
ہے تو اعتبار ضروری ولازم ہوگیا اور ان دلائل میں دور و نزدیک کا کوئی فرق نہیں کہ
لا یخفی علی اولی النہی للہ المنۃ الخالق میں فرمایا ج ۲ ص ۲۷۰ ...
العمل بہا علی من سمعہا ممن کان غائبا عن المصر ...
ونحوہا کما یجب العمل علی اہل المصر ...
قبل شہادۃ الشہود کما فی رسالتی افادۃ ... فتاوٰی نوریہ جلد دوم
میں ص ۱۲۹ سے ۱۳۵ تک ہے۔

... نشانات ... ۱۹۷۷ء کو ... شائع ... ۱۹۸۰ء میں ... ص ... ۵۵ ...

رہے تار، ٹیلیفون وغیرہ تو وہ معتبر نہیں۔ جس اسلامی ملک کے متعلق یہ امر ثابت ہے کہ وہ شرعی ثبوت کے بعد ریڈیو سے اعلان کرتا ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے۔ رہ گیا قمری کیلنڈر یا جنتری پر چاند کے بارے میں اعتماد کرنا تو وہ قرآن کریم اور حدیث کے مخالف ہونے کے سبب منظور نہیں، ہاں نمازوں کے اوقات کے متعلق اعتماد ہو سکتا ہے جبکہ کوئی مسلمان دیندار نہایت تحقیق سے حساب لگائے۔ لوگوں کے اصرار سے احکام شرعیہ نہیں بدل سکتے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاکرم و علی آلہ و صحبہ و بارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۰ رجب المرجب سنہ ۱۳۸۲ھ ۱۰۔۵۔۶۳

الحَجُّ المَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّة

[illegible]

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ
مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا [illegible]

[illegible]
[illegible]

کتاب الحج

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ فقیہ اعظم ہند حضرت ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی دامت برکاتہم العالیہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ زید نے اپنی اور اپنی بیوی کی درخواست حج کے لئے دی۔ ابھی واپسی جواب نہیں آئی تھی کہ زید فوت ہو گیا اس کی وفات کے چند دن بعد منظوری آگئی۔

اب صورت حال یہ ہے کہ زید کی بیوی جو کہ عدت میں ہے وہ حج پر جا سکتی ہے یا نہیں کیونکہ اگر عدت کا لحاظ رکھے تو پھر منظوری کی تاریخ نکل جائیگی اور حج فرض رہ جائے گا اور اگر حج پر جائے تو عدت کا مسئلہ درپیش ہے۔ مرحوم کے وارثین پریشان ہیں کیا کریں

درکیا ذکر یا یہ ڈر ہے کہ حج کے سفر کے دوران دو لڑکی ازید کی بیوی کسی بیٹی سے
کے ساتھ نہ ہوگی جبکہ بھائی یا باپ ساتھ ہوگا۔

براہ مہربانی جلد از جلد اس مشکل کو حل فرمائیں لڑکی کے والدین کو جواب بھی
دے دیا جائے گا۔ آپ حضور کی عین کرم نوازی ہوگی

سائل: سید محمد عبد الغفار شاہ دھلیان چک سا ہوکا

بوریوالہ ضلع وہاڑی

الجواب
اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس لڑکی پر عدت پوری کرنی لازم ہے اور عدت سے پہلے حج نہیں کر سکتی کیونکہ شرعاً وجوب حج سے بے سکوت عدت میں نہیں۔ فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۹ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور درمختار و شامی ج ۲ ص [illegible] میں ہے۔ [illegible] جب حج لڑکی پر لازم ہی نہیں تو یہ کہنا کہ حج فرض و واجب ہے صحیح نہیں۔ بہرحال عورت پر عدت گزارنا لازم ہے جو چار ماہ دس دن ہے بلکہ اگر حمل ہو تو بچہ پیدا ہونے سے عدت پوری ہوتی ہے خواہ وہ دس دن کی ہو۔

بھی یہ ممانعت زکوٰۃ کی تاریخ نکل جانے کی بھی نہیں کیونکہ زکوٰۃ کی تاریخ سال پورا ہونے پر
ہو لیکن جب کہ زکوٰۃ لگی ہے پہلے مدت پوری ہو جائے۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد زکوٰۃ لگی ہو
تو کوئی حرج نہیں، اس مدت میں تاریخ آ جائے تو بالکل نہ جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ واٰلہ

وصحبہ وبارک وسلم

عبدہ الفقیر ابو کلیم محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۲۱ رجب المرجب ۱۳۹۰ھ

النكاح من سنتي فمن لم يعمل بسنتي فليس مني

نکاح میری سنت ہے جس شخص نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ

"اور نکاح کر دو جو تم میں سے بے نکاح ہیں"

كتاب النكاح

الاستفتاء

بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ حضرت فقیہ اعظم مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد گزارش ہے کہ آپ کا غلام بھی خیریت سے ہے اور اپنے آقا کی خیریت کا طالب ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ آپ کی بارگاہ عالیہ میں یہ ضعیف لکھ رہا ہوں اور یہ ناچیز ایک پیچیدگی کا حامل ہے جو کہ آپ حل فرمائیں گے انشاء اللہ آپ کا وجود ہمارے لئے باعث فخر ہے اور آپ کی نسبت ہمارے لئے باعث برکت و رحمت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ اس مسئلہ کا صحیح جواب مطابق قرآن کریم، احادیث طیبہ اور اقوال ائمہ سے حوالہ جات بیان کرکے مفصل طور پر بیان فرمائیں گے۔ آپ حضور کی بڑی مہربانی ہوگی۔ آپ کا

تمہارا احسان عظیم ہوگا۔ ویسے بھی ہم پر آپ کے کافی احسان ہیں۔

دیجیے۔ مسئلہ یہ ہے کہ [illegible] گا۔ [illegible] تین شادی کے وقت یاد کر
مولوی صاحب نے دولہا کو نکاح کے وقت کلمے پڑھائے ایمان مفصل اور ایمان مجمل پڑھائے، صفت
بھی پڑھائیں اور ایجاب و قبول بھی کرایا اور ایجاب و قبول کے بعد کہا کہ [illegible] درود [illegible] پڑھ کر
نماز میں پڑھا جاتا ہے وہ پڑھا [illegible] اور سورہ کافرون اور سورہ اخلاص اور فلق
سورہ ناس اور قرآن پاک کی مختلف آیات کی بجائے یہ سورتیں پڑھائیں، تیسرے کلمہ کی
نکاح کی [illegible] یوں ہر طرف سے [illegible] نہیں، [illegible] ایک مولوی صاحب قرآن شریف
پڑھنے [illegible] کے [illegible] تھے۔ انہوں نے مولوی صاحب نکاح خواں سے کہا کہ مولانا صاحب
آپ نے نکاح کا خطبہ تو پڑھا نہیں اور خطبہ پڑھنے والوں کی طرح سورتوں پر اکتفا کیا ہے مولوی
مولوی صاحب نے کہا کہ خطبہ پڑھنا نہ تو نکاح کی شرط ہے اور نہ ہی خطبہ نکاح کا رکن ہے بلکہ
سنت مؤکدہ بھی [illegible] اگر یہ چھوڑ دیا جائے تو نکاح تب بھی ہو سکتا ہے۔ نکاح صرف ایجاب و قبول
کا ہی نام ہے۔ اگر ایجاب و قبول نہ کرایا جائے تو نکاح درست نہیں۔ پھر وہ نکاح خواں
صاحب نے [illegible] بخاری شریف کے [illegible] کا حوالہ دیا اور کتاب
در مختار کا بھی [illegible]۔ جناب میرے پاس یہ کتابیں نہیں ہیں [illegible] تو میں [illegible]
معلوم [illegible] صاحب [illegible] نہیں [illegible] پڑھے [illegible] کوئی [illegible]
[illegible] مولوی صاحب [illegible] درست [illegible]
[illegible] نکاح [illegible] خطبہ [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] خطبہ [illegible] نکاح [illegible]
نکاح درست ہے

اب آپ [illegible]

مفصل طور پر تحریر فرمائیں کہ ... تبدیل کے ... بس ... ہو جاتے ... ختم ہو جاتے ہیں
ان کے فتاوے ذریعہ ... جب ... معلوم ہو گیا ... سنت ...
نا آپ نے ارشاد فرمایا ہو ... آپ کے فتاوے ... کتب ... جو ...
حضور کی بڑی مہربانی ہوگی۔ فقط والسلام

آپ حضور کا خادم ... محمد شریف ...
...

الجواب

بخدمت اقدس عزیزی مولانا محمد شریف صاحب سلمہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب ... آپ کا استفتاء موصول ہوا ... نکاح کے رکن
... باقی ہی ہیں جب ... تو نکاح ہو ...
... فتاوے ... ۵۹ ... وغیرہ ... لکھی ہے ...
خطبہ ... رکنیت کسی آیت اور کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ آپ ... مولوی صاحب سے
دریافت فرمائیں کہ کونسی آیت یا حدیث ہے اور کونسی کتاب ہے جس سے رکنیت ثابت ہوتی
ہے آپ نے جیسی ... مطالبہ کرتے تو ... جواب ہو جاتا

نکاح کا خطبہ صرف مستحب ہے یا سنت جو احادیث میں آیا ہے مگر حکم نہیں دیا گیا

کہ ہر در پڑھا جائے بلکہ کئی حدیثوں میں بغیر خطبہ کے نکاح پڑھانا بھی آیا ہے چنانچہ سنن ابی داؤد

ج ص ۲۹۰ میں حدیث مرفوع مسند میں ہے کہ بنی سلیم سے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ

فرماتے ہیں خطبت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امامۃ بنت عبد المطلب

فانکحنی من غیر ان یتشہد کہ میں نے حضور سے امامہ بنت عبد المطلب کا رشتہ

طلب کیا تو حضور نے مجھے نکاح کردیں بغیر خطبہ پڑھنے کے۔

عون المعبود شرح ابو داؤد میں ہے کہ سوال کیا گیا کہ کیا نکاح بغیر خطبہ کے جائز

ہے تو جواب دیا کہ احادیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کحدیث سہل

بن سعد الساعدی المتقدم لان الخطبۃ لم تذکر فی شیئ من

طرقہ قال الحافظ تحت حدیث سہل بن سعد رضی اللہ تعالی

عنہ کہ اس کے کئی اسناد میں مگر کسی میں خطبہ کا ذکر نہیں تو حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

اس حدیث کے فوائد میں یہ بھی ہے کہ نکاح کی صحت کے لئے خطبہ شرط نہیں۔

فتح الباری ج ۹ ص ۱۷۷ میں ہے وفیہ انہ لا یشترط فی صحۃ

العقد تقدم الخطبۃ اذ لم یقع فی شیئ من طرق ہذا الحدیث وقوع

حمد ولا تشہد ولا غیرہما من ارکان الخطبۃ کہ اس حدیث سہل کے

فوائد میں یہ بھی ہے کہ خطبہ کا ہونا نکاح کے لئے شرط نہیں۔

نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار میں قاضی محمد بن علی شوکانی جو غیر مقلدوں کے

امام ہیں کے ج ۶ ص ۲۶۴ میں ہے باب استحباب الخطبۃ للنکاح اور پھر

اس باب میں متن میں وہی حدیث ابی داؤد ذکر کی ہے جس میں [illegible]
نیز نیل الاوطار کے ج ۶ ص ۲۶۶ میں ہے وقد [illegible]
حتی بغیر خطبة وهو قول [illegible]
انه نبی و یدل علی الجواز حدیث [illegible]
فیکون علی هذا الخطبة فی النکاح مندوب [illegible] فقہ [illegible]
میں کسی کتاب میں خطبہ کو رکن نکاح نہیں فرمایا بلکہ اکثر نے تو [illegible] مختار در
طحطاوی ج ۲ ص ۵ اور شامی ج ۲ ص ۳۵۹ و ج ۲ ص ۳۰۰ بحر رائق ج ۳ ص ۹ میں ہے
والنظم من الدر ویندب اعلانه وتقدیم خطبة نیز [illegible] شرح
ج ۲ ص ۱۱۸ میں ہے ومن ذلك قول عامة العلماء ان الخطبة سنة
ولیست بواجبة ومع قول داؤد انها واجبة نیز [illegible] ج [illegible] ص
میں ہے والخطبة فی النکاح لیست بشرط عند جمیع الفقهاء الا داؤد
فانه قال باشتراط الخطبة عند العقد۔

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ طبع مصر ج ۴ ص ۸ کے حاشیہ میں احناف اور ج ۴ ص ۹ کے حاشیہ میں مالکیہ اور ص ۱۰ میں حنابلہ اور ج ۴ ص ۱ میں شوافع سے ہے کہ خطبہ مندوب ہے یا مسنون، پہلے دو ندب کے قائل اور پچھلے دو سنت کے قائل ہیں، بہرحال مذاہب اربعہ اور ان کے غیر سے کسی مجتہد کا قول ندب وسنت کے سوا نہیں۔ البتہ داؤد کا قول وجوب لکھا ہے جو بلا دلیل معتبر نہیں اور وہ بھی جماع امت کے بعد تو ثابت ہو کہ وہ نکاح جائز ہے اور مولوی صاحب کا قول بلا دلیل بالکل غیر معتبر ہے، ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ شرع اطہر پر افترا نہ کریں اور ناری نہ بنیں۔ سورۂ نحل کا ارشاد مبارک پیش نظر رکھیں فرمایا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ [illegible]

وَهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (سورة النحل پ۱۴ ع ۲۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاعظم وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ ۲۴-۳-۷۹

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ نورالٰہی دختر خان محمد قوم ماچھی سکنہ منچریاں تحصیل دیپالپور میں رہتی ہوں یہ واقعہ خاص منچریاں میں ہوا ہے کہ میں مسمی سلیمان قوم ملّاح کے ساتھ اپنی رضا سے چلی گئی تھی مگر اس نے میرے ساتھ دھوکا کیا، مجھے لاہور پہنچا کر کسی اور شخص کے ہاں بیچ دیا مگر مجھے کوئی علم نہ تھا کہ ہم نے یہاں رہنا ہے یا کسی اور جگہ چلا جانا ہے۔ مجھے یہ کہا کہ میں صبح آؤں گا تو پھر کسی جگہ رہائش کریں گے۔

مسمے سلیمان ملّاح تو پھر واپس نہ گیا تو جن کو سلیمان مجھے بیچ گیا تھا تو انہوں نے صبح مجھے زنانہ کر لیا اور کہا کہ وہ مجھے تجھ کو بیچ کر چلا گیا، اب ہم تمہارے ساتھ نکاح کرینگے تو اس وقت پورا پتہ چلا کہ سلیمان مجھے فروخت کر گیا ہے تو وہ جو میرے لینے والے تھے

پاکپتن شریف لے آئے۔ انہوں نے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو میں بہت ڈر گئی پھر تو انہوں نے اپنے کوئی دو آدمی بلوا کر ایک کاغذ لکھا، خدا جانے کیا لکھا، مجھے انہوں نے بہت دھمکایا، اور کہا نکاح پڑھ، مگر میں نے کوئی لفظ اختیار نہیں کیا۔ پھر انہوں نے میرے زبردستی انگوٹھے لگوا لئے تو پھر تھوڑے دنوں میں میرے وارث واپس لے آئے۔ اب میرا نکاح ہوا یا نہ؟ نیز مولوی نور احمد ولد مولوی شرف الدین صاحب چک جی ڈی وساوے والا نے بھی شہادت دی ہے کہ مسماۃ نور الٰہی کو جب واپس گھر لائے، دریافت کرنے پر اس نے یہی جواب دیا کہ میں نے کوئی نکاح نہیں پڑھا۔ فرضی کاغذوں پر زبردستی میرے انگوٹھے ثبت کروا لئے گئے۔ مولوی نور احمد کا بیان کہ میں خود بھی پاکپتن شریف کے نکاح رجسٹراروں کے پاس گیا اور دریافت کیا تو سب نے جواب دیا ہمارے ہاں یہ نکاح ہرگز نہیں ہوا اور نکاح کا کوئی کاغذ وغیرہ نہ پایا لہٰذا براہِ کرم جواب فتویٰ سے مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

السائل: بذریعہ مسمیٰ پہلوان قوم ماچھی

چک جی ڈی وساوے والا
تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

اگر سوال واقعی صحیح ہے تو یہ شرعاً نکاح نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلیٰ

آلہ وصحبہ وبارک وسلم

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۹ صفر مظفر ۸۹ھ

۶۰۵-۶۹

الاستفتاء

حضرت مولانا مولوی محمد نور اللہ صاحب بصیر پور

السلام علیکم!

کیا فرماتے ہیں اہل فتویٰ شریعت علمائے دین جبکہ ایک عورت جس کی عمر ۳۵ سال اور رنڈی ہے اور اس کی والدہ اس کے خاوند مرحوم سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے اور اس کی گزر اس کے بھائی کے پاس ہو۔ اس کا نکاح جب ایک شخص سے کریں مگر اس کے ورثاء اس کے پاس موجود نہ ہوں نہ عورت اور نہ اس کے ورثاء سے اجازت نکاح حاصل کی۔ جبکہ قاضی صاحب نے مرد کو ایجاب اور از روئے شریعت کلمہ پڑھایا مگر عورت کو علم تک نہ ہو۔ کیا یہ نکاح جائز رہا یا نہ رہا۔

مستفتی امیر حسن ولد ... محلہ رپانال ... ضلع منٹگمری

نرخہ

۵۸ ۰

الجواب

اللہم اجعل لی نوراً و ضیاءً

یہ نکاح شرعاً نافذ و لازم نہیں بلکہ عورت کی اجازت و رضا پر موقوف ہے۔ اگر عورت نے خبر پر اجازت دے دی تو جائز و نافذ ہو جائے گا۔ اور اگر رد کر دے تو رد ہو جائیگا اور اجازت بھی وہی معتبر ہے جو رد سے پہلے دے ورنہ بعد رد اجازت نہیں دے سکتی اور نکاح جائز نہیں ہوگا اگرچہ زبان سے کئی مرتبہ اجازت اجازت کہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے [illegible]

نیز جوہرہ میں ہے شرائط نکاح میں ہے [illegible]

[illegible] شامی درمختار میں ہے [illegible]

[illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

نوٹ: یہ جواب اس وقت ہے جب ایجاب و قبول دونوں پائے گئے ہوں ورنہ نکاح سرے سے کچھ ہے ہی نہیں۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ و کعبہ سیدی و سندی غوثی و غیاثی عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قبلہ الحاج ... جان دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد عرض یہ ہے

۱. اہل سنت وجماعت عقائد لڑکے کا اہل حدیث خاندان کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کس وجہ سے؟

۲. اگر نکاح سے پہلے لڑکی کے خاندان والوں سے یہ عہد لے لیا جائے کہ بعد نکاح وہ لڑکے کے مذہبی عقائد میں کوئی دخل نہیں دیں گے

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے؟

نیازمند سگ مدینہ: محمد اقبال مغل نوری مدنی

سکریٹری ... نوری ... کراچی

۱۰۹۰

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اہل حدیث زمانہ جو کہ غیر مقلدین ہیں دراصل وہابی دیوبندی کے ماننے والے ہی

گستاخانِ حضور محبوبِ انور سیّد عالم ﷺ ... سے جب تک توبہ
نہ کریں نکاح جائز نہیں ... سمجھتے ... ہیں ...
ہیں جیسا کہ تحریر ... بیان میں آگیا ... سے کما حقہ ... ان سے بچنا نہایت ضروری
ہے کہ ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

فقیر ... محمد اختر رضا القادری غفرلہ
۲۳ رمضان مبارک ۱۴۲۱ھ ۲۰۔۱۲۔۲۰۰۰

الاستفتاء

بخدمت حضرت ... مفتی ...
بریلی شریف ... دامت برکاتہم العالیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد گزارش ہے کہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ... اس مسئلہ کے حق میں ... چاہیے ...
جیسا پہلے مشہور ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟ دلیل ... جواب ...
حاصل کریں۔
سائل: سید ... ضلع ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللہم اجعل لی النور والصواب

شرعاً کم از کم حق مہر دس درہم ضروری ہیں، اس لحاظ سے جتنی چاندی بنے اتنا حق مہر ہونا چاہیے خواہ سو روپیہ یا دو تین صد روپے بنیں۔ غالب ساڑھے بیس روپے بھی اسی لحاظ سے تھے کیونکہ چاندی سستی تھی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ

وبارک وسلم

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۰۰ھ

۲۴ ۳ ۸۰

مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے کہ ہر درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کے برابر ہے۔ اس حساب سے دس درہم کا وزن

ساڑھے سات تولہ چاندی ۳۰.۶۱۸ گرام چاندی بنتا ہے۔ یہ مقدار چاندی کی اس وقت کی قیمت کے مطابق ہوگی۔

مہر کی زیادہ مقدار کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

باب المحرمات

الاستفتاء

مکرمی و محترمی جناب علامہ... پروفیسر محمد نور بخت صاحب نعیمی مجددی

سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ شخص زید
کے باپ کا انتقال ہو گیا تو اس وقت زید کی شادی ہو چکی تھی اور اس کی دو لڑکیاں
تھیں تو زید کی والدہ نے کسی آدمی کے ساتھ نکاح کر لیا اور وہ آدمی جس کے ساتھ
نکاح کیا ہے وہ بعیدی رشتہ دار ہے اور اس کی پہلے بھی شادی ہوئی ہے اور اس کے
بچے بھی ہیں، اس کی پہلی بیوی بھی زندہ ہے۔ اب آپ وضاحت سے یہ فرمائیں کہ یہ

کہ وہ دونوں لڑکیاں، اس نکاح کرنے والے (یعنی جس کے ساتھ زید کی والدہ نے نکاح کیا ہے) کے لڑکوں کے نکاح میں آسکتی ہیں یا نہیں؟

ذرا دلائل سے واضح فرمائیں اور فتوے ارسال کریں اور اپنی مہر و دستخط بھی ہمراہ لگا کر بھیجیں، مشکور ہونگا۔

دعا گو اسحٰق محمد متعلم مدرسہ سعیدیہ مفتاح العلوم چشتیاں روڈ منڈی حاصل پور ضلع بہاولپور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر وہ لڑکے اس کی پہلی بیوی سے ہیں تو جائز ہے۔ قرآن کریم پارہ پنجم اور ارشاد ہے محرمات ذکر کرنے کے بعد وہ سب عورتیں حلال ہیں جو ان محرمات میں نہیں ہیں۔ منکوحۃ الاب کی پوتی باپ کے لڑکوں کے لئے حرام نہیں تو حلت ثابت ہو گیا کہ جائز ہیں بلکہ فقہائے کرام نے یہاں تک تصریح فرما دی کہ منکوحہ باپ کی لڑکی جو پہلے خاوند سے ہے اس کے لڑکے کے لئے حلال ہے۔

در مختار شامی ج ۲ ص ۲۹۳، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۰، بحر الرائق ج ۳ ص فتاوٰے رملی ج ۳ ص ۳۳ میں ہے ولتضمن ... بحر میں اضافہ فرمایا کہ حضرت امام محمد بن حنفیہ نے ایک عورت کے ساتھ خود نکاح کیا اور اپنے لڑکے کے ساتھ اس کی بیٹی کا نکاح کیا۔ اور صاحب بحر نے یہ بھی کہا کہ کوئی مانع نہیں فر

لان الامامة وقد [illegible] محمد بن الحنفية [illegible]
[illegible]

والله اعلم وصلى الله تعالى على حبيبه الاعظم وعلى
آله وصحبه وبارك وسلم

[illegible]

٥ جمادی الآخرة [illegible] ھ [illegible]

الاستفتاء

ایک عورت [illegible] کیا [illegible] ایک عورت عدت
کے دوران دوسرے خاوند سے نکاح کر لیتی ہے اور دوسرے خاوند سے لڑکی پیدا ہوئی تب بقیہ
خاوند [illegible] دوسرے شوہر کی لڑکی نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟ آپ مہربانی فرما کر حدیث نبوی
و قرآن شریف سے نوازیں۔ والسلام مع الجواب۔

سائل: میاں رشاد احمد [illegible] موضع [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

جب عورت سے جماع کیا ہے تو ہرگز نہیں آ سکتی۔ قرآن کریم پارہ [illegible] میں ہے

تحریم میں تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے وربائبکم التی فی حجورکم من
نسائکم التی دخلتم بہن یعنی جس عورت کے ساتھ آدمی نے جماع کیا اس کی لڑکی
اس پر حرام ہے۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴ میں ہے والثانیۃ بنات الزوجۃ
وبنات ولدھا وان سفلن بشرط الدخول یعنی محرمات کی دوسری قسم بیوی
کی بیٹیاں ہیں اور پوتیاں نواسیاں یہ سب حرام ہیں جبکہ بیوی کے ساتھ جماع کیا ہو اور لڑکی
تنویر الابصار ودر المختار شامی ج ۲ ص ۲۸۲ میں ہے (و) حرم بالمصاہرۃ (بنت
زوجتہ الموطوءۃ) اور فقہ کی سب کتابوں میں حرام لکھا ہے اور حدیث شریف
میں حرام کہا ہے۔

تفسیر مظہری ج ۲ ص ۱۶۱ میں ترمذی شریف کی حدیث میں فرمایا کہ بے شک رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایما رجل نکح امرأۃ فدخل بہا فلا یحل لہ
نکاح ابنتہا اور جب قرآن کریم اور حدیث شریف میں حرام فرمایا اور فقہ کی سب کتابوں
میں حرام لکھا ہے تو جائز کس طرح ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الاکرم
وآلہ وصحبہ وسلم۔

حررہ الفقیر الی الخبیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ
۱۹/ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ
۸-۱-۸۰

الاستفتاء

بخدمت جناب قبلہ بزرگوار مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :-

گذارش ہے کہ مجھے شریعت کے مطابق فتوےٰ درکار ہے، براۓ مہربانی فرما کر فتوےٰ دیا جائے، غریب پروری ہوگی۔

عرض ہے کہ میں نے آج سے تقریباً ۲ سال پیشتر اپنی لڑکی مسماۃ آمینہ بی بی عرف مینا دختر غلام محمد کا نکاح مسمیٰ رشید احمد ولد محمد شریف سکنہ بصیر پور سے کر دیا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

عرصہ تقریباً آٹھ ماہ ہوئے میرے داماد مسمیٰ رشید احمد ولد محمد شریف نے میری دوسری چھوٹی لڑکی مسماۃ نور الٰہی دختر غلام محمد عمر چودہ سال کو ورغلا کر اغوا کر کے کراچی لے گیا اور اغوا کے ایک ماہ بعد رشید احمد مذکور نے اپنی بیوی آمینہ بی بی عرف مینا کو طلاق دیدی۔ ابھی طلاق جو رجسٹری ہو کر بصیر پور پہنچی تو چند روز بعد رشید احمد مذکور نے میری دوسری لڑکی جس کو رشید احمد اغوا کر کے لے گیا تھا، عدالت میں بیان دلا کر کہ میں اپنی مرضی سے رشید کے ساتھ اپنی مرضی سے آئی ہوں۔ عدالت مجسٹریٹ کراچی میں بیان ہونے کے دوسرے دن رشید احمد نے میری لڑکی مسماۃ نور الٰہی سے نکاح کر لیا۔ رشید احمد مذکور نے مسماۃ آمینہ بی بی جو نور الٰہی کی حقیقی ہمشیرہ ہے کو طلاق اول دی تھی اور عدت بھی پوری ہوئی تھی بلکہ عرصہ تقریباً ۲ ماہ سے زائد نہیں گذرا تھا کہ رشید احمد مذکور نے دوبارہ نکاح میری چھوٹی لڑکی مسماۃ نور الٰہی سے کر لیا تھا، اس بارے میں شریعت کے مطابق حکم کیا ہے فرمایا جاوے

میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ بالا حالات کے مطابق مجھ غریب پر رشید احمد نے زیادتی کی ہے۔ میں نے رشید احمد ولد محمد شریف کے خلاف پولیس میں پرچہ درج کرا کر رشید احمد اور نور الٰہی کو پکڑ لیا تھا، رشید احمد گرفتار ہوا اور میری لڑکی مسماۃ نور الٰہی میرے پاس ہے۔ اب میں نور الٰہی کا نکاح کرنا چاہتا ہوں، کیا ایسا کر سکتا ہوں یا نہیں؟ فرمایا جاوے۔

میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ بالا تحریر پڑھ کر سمجھ کر لکھوائی ہے۔

عرضی نشان انگوٹھا

محترم جناب باباجی

السلام علیکم : میں تصدیق کرتا ہوں کہ درخواست کے حالات درست ہیں۔

دستخط بحروف اردو میاں ظفر علی ۲۴۔۵۔۸۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

اگر مسمی رشید احمد نے مسماۃ آمینہ بی بی (جو نور الٰہی کی حقیقی ہمشیرہ ہے) کو طلاق دی اور عدت پوری ہونے سے پہلے مسماۃ نور الٰہی سے نکاح کر لیا تو وہ نکاح صحیح نہیں بلکہ فاسد ہوا جس کا چھوڑنا واجب ہے۔ اگر رشید احمد نے جماع کر لیا تو متارکہ بالقول ضروری ہے یعنی زبان سے یہ کہے کہ میں نے اس عورت کو چھوڑ دیا یا مسماۃ نور الٰہی کہے کہ میں نے رشید احمد کو چھوڑ دیا۔

فتاوے عالمگیری ج ۲ ص [illegible] میں ہے [illegible]

[illegible] لاتکون لاب لفعول [illegible] ہے [illegible]

[illegible] محضر صاحب وبعدہ لا [illegible] [illegible] در [illegible]

ج ۲ ص ۲۸۳ میں ہے مگر تنویر الابصار میں ہے [illegible]

یحل بها اولا۔ درالمختار میں ہے فی الاصح۔ درشامی [illegible] سے [illegible]

متارکت کرے تو مرد کا یہ جاننا ضروری ہے کہ متارکت ہوگئی۔ عالمگیری ج ۲ ص [illegible]

غیر المتارک شرط اور اگر جماع کیا ہے تو عدت پوری کرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح

کر سکتی ہے اور اس میں قضائے قاضی یعنی شرعی حاکم کا حکم بھی لگانا کہ یہ نکاح فسخ ہو گیا ہے

ضروری ہے کما فی الشامی تو مسماۃ نور الہی اس نکاح کے چھوڑنے کے بعد حاکم شرع کے

حکم سے اگر جماع ہوا ہے تو عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و [illegible]

واصحابہ و بارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۰ رجب المرجب [illegible]ھ [illegible]

باب المصاہرۃ

الاستفتاء

بخدمت جناب حضرت مولانا مفتی صاحب دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

تحصیل دیپالپور ضلع ساہیوال

قبلہ گرامی مندرجہ ذیل کے متعلق فتوے درکار ہے

۱۔ یہ کہ مسمی میر ولد [illegible] ذات [illegible] ساکن موضع [illegible] تحصیل [illegible] ضلع [illegible] نے

اپنی حقیقی بہو مسماۃ ارشاد بی بی زوجہ یوسف ولد میر ذات [illegible] ساکن موضع [illegible] تحصیل [illegible]

ضلع [illegible] نے ناجائز تعلقات استوار کر رکھے ہیں

۲۔ یہ کہ مسمی میر خاں کو بار بار سمجھایا گیا لیکن وہ اپنی کرتوت سے باز نہیں آیا

۳۔ علاوہ ازیں یہ کہ مسمی ابراہیم ولد چراغ ذات کمبوہ، رحمت [illegible] ولد [illegible] محمد دین [illegible]

ساکن موضع جنگلیاں [illegible] تحصیل دیپالپور ضلع ساہیوال نے بچشم خود دیکھ لیا

اس وقت وہ اپنی بدکاری میں مصروف تھے۔

یہ کہ مسمی حلیم مذکور میرے پاس موضع جھگیاں میں اپنی بہو کو گھر واپس لیجانے

کے لئے آیا تھا کہ شب کے وقت یہ واقعہ پیش آیا

لہٰذا دست بستہ معروض ہوں کہ اس کے لئے قانون شریعت کے مطابق

فتوے جاری فرما کر مشکور فرمائیں۔

مرقوم مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۷۰ء

مرسلہ

خادم ابراہیم ولد حیات قوم کمبوہ ساکن موضع جھگیاں [illegible] تحصیل پالپور ضلع [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

بعونہ جل ثناؤہ و صوابہ

اگر سوال صحیح ہے کہ مسمی حلیم نے اپنی بہو رشاد بی بی کے ساتھ بدکاری کی ہے

اور بوس و کنار بھی کیا ہو تو اس کے لڑکے کا نکاح فسخ ہو گیا۔ رشاد شرعی عدت گزار کر

حسب دستور شرع کہیں اور نکاح کر سکتی ہے فتاوے عالمگیری ج ۲ ص ۲۴ میں ہے

[illegible] هذه [illegible] الحرمة [illegible] اللمس والقبلة [illegible]

[illegible] بشهوة [illegible]

[illegible] فتاوے و شرح مذہب حنفی میں ہے

[illegible] على [illegible]

حضور مفتی اعظم ... [illegible]

[illegible] ۱۰-۲-۰۴

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام شرع متین حضرت قبلہ مفتی اعظم مسئلہ
کے بارے میں کہ ایک آدمی اپنی منکوحہ بیوی کے موجود ہوتے ہوئے اپنی سالی سے بعض
[illegible] ہے جس کا اقرار بھی طرفین کرتے ہیں تو کیا اس آدمی کا اپنی بیوی سے نکاح ٹوٹ جائیگا
یا نہیں ہوگا اور طرفین کو شرعی لحاظ سے کیا سزا ہونی چاہئے۔ فقط والسلام

سائل: مستری خان محمد ولد مستری خدا بخش بستی [illegible]
ڈاکخانہ دیپالپور [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللہم اجعل لی نورا و صوابا

سالی کے ساتھ زنا سے بیوی کا نکاح نہیں ٹوٹتا اور فسخ نہیں ہوتا۔ ہاں مزنیہ
کی مدت گزرنے تک بیوی سے نزدیکی نہ کرے اور جب سے حیض آ جائے تو بیوی سے
نزدیکی جائز ہے۔ درمختار اور شامی میں ہے ج ۲ ص ۲۸۰ [illegible]

مرت لا تحرم امرأتہ۔ شامی اسی صفحہ میں ہے لو زنی باحدی الاختین لا یقرب الاخری حتی تحیض الاخری حیضۃ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم

نوٹ: اس کی سزا بڑی سخت ہے جو حاکم وقت کا کام ہے یہ زنا ہے اور محصن زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے عورت ہو یا مرد اور اگر محصن نہیں تو سو کوڑے سزا ہے جو کہ اسلامی حکومت کا ہے اور عوام کا کام ہے کہ بائیکاٹ وغیرہ سے مجبور کریں کہ دل سے توبہ کریں اور نیک بن جائیں

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ ۲۹۔۸۔۸۱

باب نکاح المعتدات والحوامل

الاستفتاء

گرامی قدر و ذی احترام صاحب

السلام علیکم بعد از آداب!

گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل حالات کے تحت شرعی فتوے کی ضرورت ہے

مہربانی فرما کر صحیح فتوے عطا فرما کر مشکور فرمائیں۔

حالات:۔

ایک عورت کو طلاق ہوئی تھی، مطلقہ عورت کی دوسری شادی کا پروگرام بنا

کی شادی کے سلسلہ میں اس کی بارات آگئی جب نکاح کا وقت آیا تو پتہ چلا کہ ابھی

عدت کے دن گزرنے میں دیر ہے اور ۹۰ دن گزرنے کے بعد عدت پوری ہوئی
اس لئے نکاح نہ ہوا۔

لڑکے والے عورت کو اپنے گھر لے گئے یعنی اپنے سسرال لے گئے
لڑکے والوں نے وعدہ کیا کہ جب عدت پوری ہوگی ہم اپنے گاؤں میں نکاح پڑھا لیں گے
مگر لڑکے نے لڑکی سے جس کو بغیر نکاح کے لایا تھا صحبت کرلی یعنی ہمبستری کی
جبکہ ابھی نکاح درج نہ ہوا تھا اور عدت نہ گزری تھی، اب عدت کے باقی دن
گزر گئے ہیں لیکن چونکہ لڑکے نے عدت کے دوران ہمبستری کرلی ہے اس سے
شک پیدا ہو گیا ہے کہ نکاح ہو سکتا ہے یا نئی عدت گزارنی پڑے گی۔

مہربانی فرما کر مندرجہ بالا حالات کو مدنظر رکھ کر فتویٰ دیں کہ نکاح ہو سکتا ہے
یا نکاح نہیں یا نئی عدت گزارنی پڑے گی اور عدت اگر گزارنی پڑے گی تو کتنی ہوگی اور
کیسے ہوگی یعنی عورت اپنے سسرال رہ کر گزارے گی یا میکے چلی جائے یا کسی اور جگہ
رہ کر گزارے۔ والسلام

حاجی ملک محمد امین۔ قادر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی نورا وصوابا

عورت کے سو دن باقی تھے اس کا مطلب ہے کہ عدت کا تعین غلط ہے
کیونکہ ایسی عورت جو حاملہ نہ ہو اس کی عدت تین حیض ہے۔ دنوں کا حساب تب ہے

[illegible]

الاستفتاء

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

یہ نکاح حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محرر مذہب حضرت امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک صحیح ہے۔ فتاوے عالمگیری ج ۲ ص ۷ میں ہے قال ابو حنیفۃ و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ یجوز ان یتزوج امرأۃ حاملا من الزنا ولا یطاھا حتی تضع اور یہی بدائع صنائع ج ۲ ص ۲۶۹، تنویر الابصار در المختار شامی ج ۲ ص ۲۰۱ میں ہے جبکہ قرآن کریم پانچویں پارے کے رکوع اول میں ہے وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ تو اس نص سے بھی واضح ہوا کہ یہ نکاح جائز و صحیح ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی رسولہ الاعظم و آلہ و صحبہ و بارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۷ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

۵ - ۱۲ - ۸۱

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ متین دریں مسئلہ کہ مسمّی زید نے اپنی

سالی حقیقی کو اپنی بیوی کی موجودگی میں زنا کر کے حاملہ کر دیا۔ ورثاء زانیہ نے عرصہ پانچ ماہ حاملہ ہونے کے بعد اس کا نکاح دوسرے آدمی سے کر دیا۔

۱۔ کیا از روئے شریعت یہ نکاح ہو جائے گا یا نہیں؟ نکاح خوان و گواہان نکاح کا نکاح قائم رہے گا کہ نہیں؟

۲۔ منکوحہ زانیہ کا نکاح قائم رہے گا یا نہیں؟

۳۔ منکوحہ زانیہ کے حمل کا علم ہونے کی صورت میں طلاق دے کر اس کو فارغ کر دیا گیا ہے۔

۴۔ کیا زانیہ حاملہ کو طلاق کے بعد اپنے حقِ مہر کی وصول کرنے کی از روئے شریعت حق دار ہے یا نہیں؟

۵۔ تاریخ نکاح ۲۱ فروری ۱۹۷۷ء، وضعِ حمل ۶ جولائی ۱۹۷۷ء کو ہوا اس کے خاوند نے طلاق دے کر فارغ کر دیا۔

اب مسئلہ حقِ مہر کا ہے کیا از روئے شریعت زانیہ مطلقہ حقِ مہر وصول کر سکتی ہے کہ نہیں؟ یہ فتوے مفصل مدلل عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مکمل پتہ حسب ذیل ہے:-

غلام سرور خاں ولد سردار محمد خاں قوم کھتران سکنہ دربار محلہ حضرت سلطان لوزنگ رحمۃ اللہ علیہ تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خاں

غلام سرور بقلم خود
۷-۱-۷۸

[illegible]

الجواب

[illegible]

ایسی عورت جو کسی کے نکاح میں نہ ہو اور اس کو زنا کا حمل ہو جائے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس کا نکاح شرعی ہو [illegible] کر سکتی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۔ نکاح خواں اور گواہان کے نکاح رہیں گے کیونکہ انہوں نے جائز نکاح کیا ہے اور گواہ بنے ہیں۔

۳۔ [illegible] نکاح [illegible] سے قبل [illegible] صورت میں [illegible] ہو جائے [illegible] نکاح ختم ہو جائے گا۔

۴۔ اگر خاوند کے پاس کسی مکان میں کچھ وقت کے لیے ٹھہرنا ہے [illegible] اگرچہ [illegible] ہو تو [illegible] وصول کر سکتی ہے [illegible] فتاویٰ عالمگیری میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] خلوت [illegible]

[illegible] وصول کر سکتی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وصحبه [illegible] وسلم

تمت [illegible]

[illegible] سنه [illegible]

بابُ الرِّضاع

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں اور ان میں سے ایک نے سوتیلے بچے کو اپنا دودھ پلایا۔ لیکن دودھ کا اس کو علم نہیں اور اس نے اپنی دودھ پلانے والی بیوی کی دوسری لڑکی کے لڑکے سے اس لڑکی کی شادی کرادی کچھ مدت کے بعد دودھ پلانے والی بیوی نے ایک عورت کو اس سے کہا کہ دیکھے کہ تو نے یہ لڑکی اپنے لڑکے کے لئے کیوں نہیں لی حالانکہ یہ تیرے لڑکے کے لئے جوڑ تھی اور لڑکی سمجھدار بھی تھی۔ تجھے چاہئے تھا کہ اس کو اپنی بہو بناتی تو اس نے کہا کہ اس میں ایک وجہ تھی تو اس نے کہا وہ کیا وجہ تھی مجھے کیوں نہیں بتاتی تو جواب میں اس نے کہا کہ میں نے اسے دودھ پلایا ہوا ہے تو اس پر مسئولہ نے

جواب دو۔ ہم شیخ داخل گئے تھے نکاح کے وقت اور مولانا مولوی زید احمد سے دریافت کیا تھا تو اس نے کہا یہ لڑکی نہ تیرے لڑکے نہ تیری سوکن کے لڑکے کو انکی بہن اس نے کہا کہ دودھ پلانے والی کے سوا اس کے دوسری بیوی کے لڑکے کو یہ لڑکی ہو سکتی ہے۔ کچھ مدت کے بعد اس آدمی کے درمیان اور اس لڑکی کے بھائی کے درمیان چپقلش ہو گئی تو اس لڑکی کے بھائی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اس وجہ سے یہ دودھ کا مسئلہ پھر ظاہر ہوا تو اس آدمی کی سالی نے کہا کہ اس لڑکی نے میری بہن کا دودھ پیا ہوا ہے۔ دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ مجھے میری ہمشیرہ نے بتایا تھا۔

ایک اور آدمی جو اس بکر کا پتر یلا تھا، اس نے اسے پالا تھا اور شادی بھی کی تھی اس نے بھی کئی آدمیوں کے سامنے کہا کہ اس لڑکی کو بکر کی بیوی نے دودھ پلاتے میں نے دیکھا ہے اور پھر مولوی صاحب کے پاس آکر پورا پورا بیان دیا یعنی دودھ پلانے کی شکل بتائی کہ جس طرح بکر کی بیوی نے دودھ پلایا تھا اور کہا کہ میں یہ گواہی دینے کو تیار ہوں۔ اب جبکہ معاملہ عروج پر پہنچ چکا ہے تو پتر یلا کہتا ہے کہ میں گواہی دینے کو تیار نہیں ہوں۔

نوٹ : اور پتر یلا نماز نہیں پڑھتا لہذا یہ ثقہ نہیں ہو سکتا، مخدوش الحواس بھی معلوم ہوتا ہے اور دودھ پلانے والی بھی فوت ہو گئی ہے ورنہ اس سے دریافت کیا جاتا کیونکہ بکر کے مجھ پر بہت احسان ہیں لہذا میں مجلس میں جا کر گواہی نہیں دوں گا جبکہ دوسری عورت جو بکر کی سالی ہے وہ بھی مجلس میں جا کر گواہی دینے سے انکار کرتی ہے اور یہ تمام گواہ وغیرہ جو میں اس لڑکی کے نکاح کے وقت وہاں موجود تھے کسی نے یہ بات ظاہر نہیں کی تھی اور اب یہ کہتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں تھا کہ دوسری بیوی کے بیٹے کو یہ لڑکی نہیں ہو سکتی کیونکہ ہم ان پڑھ ہیں اور اب تمام لوگ مجھ کو دی

صاحب پر ہے۔

لوگوں نے فساد بپا کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو گواہ [illegible]
تو مجلس میں لائیں اور ان سے گواہی دلائیں۔ وہ نہ آپ کو دودھ پلانے کی جہت کی [illegible]
صاحب یہ کہتے ہیں کہ میں نے جو بات شیر کی اپنے بچپن کے رشتہ داروں سے
سنی تھی اگر ظاہر نہ کرتا تو محشر کے میدان میں اللہ رب العزت کی پکڑ میں آتا جواب دہ ہوتا
لہٰذا میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ میرا کوئی قصور نہیں۔ اگر مجھے نکاح کے وقت ایک
ذرہ بھر بھی علم ہو جاتا تو یہ نکاح ہرگز نہ کرتا۔ لڑکی کی شادی ہوئی کو تقریباً بیس سال گزر چکے
چار بچے بھی پیدا ہو چکے ہیں اور بکر کہتا ہے کہ یہ لوگ میرے دشمن ہیں مجھے ان کی گواہی قبول نہیں، ہاں اگر [illegible]
تو مان لوں گا۔ بینوا توجروا۔

آپ کا تابعدار : نصیر احمد ولد غلام محمد [illegible]

نشان انگوٹھا میر بخش بلوچ میاں دلیر ولد یونا مکھن

حاجی شبیر محمد مکھن میاں لال قوم کھرل

حضور مہربانی فرما کر اس مسئلہ کی پوری پوری تحقیق کتب فقہ کی روشنی میں بیان فرما کر
شکور فرمائیں، حضور کی عین نوازش ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

دودھ پلانے کا مسئلہ بڑا نازک ہے۔ اس میں دو نیک پابند شریعت مرد یا

یک مرد اور دو عورتیں جو پابند شریعت ہوں انکی گواہی ہی قبول کی جاتی ہے جس کا
سوا کوئی جو پابند شریعت نہیں ، ان کی گواہی قبول نہیں اور یونہی ہزارہا عورتیں جبکہ مرد ان کے
ساتھ نہ ہوں ان کی گواہی بھی نہیں ۔ فتاوٰے عالمگیر ج ۲ ص ۴ ، تنویر الابصار درالمختار شامی
ج ۲ ص ۵۰۸ میں ہے و سطر من ہندیہ ولا یقبل فی الرضاع الا
شہادة رجلین او رجل و امرأتین عدول اور یونہی تمام معتبرات مذہب حنفیہ
کے متون وشروح وحواشی اور فتاوٰے میں مذکور ہے لہٰذا اس صورت میں نکاح بحال ہے
کوئی شک وشبہ نہ کیا جائے البتہ اگر خاوند کا دل مان جائے کہ عورت نے واقعی دودھ پیا ہے
اور تصدیق کر دے تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور اگر تصدیق نہ کرے بلکہ دل میں ہی آ جائے کہ
دودھ پیا ہے تو بچنا بہتر ہے جو مستحب کے درجہ میں ہے مگر واجب نہیں ۔ فتاوٰے عالمگیر
ج ۲ ص ۴۵ میں ہے و ان صدقہا الرجل و کذبتہا المرأة فسد
النکاح اور اس سے پہلے ہے و ان کان المخبر واحدا و وقع فی قلبہ
انہ صادق فالاولیٰ ان یتنزہ و یاخذ بالثقة و جد الاخبار
قبل العقد و بعدہ ولا یجب علیہ ذلک ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ
محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وبارک وسلم ۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

الاستفتاء

جناب مخدوم دینا محدث فقیہا مولوی محمد نور اللہ صاحب ، دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین و مفتیانِ شرع متین دریں مسئلہ کہ میری والدہ نے اپنی بہن زینب کے ساتھ رشتہ داری کرلی۔ میری والدہ نے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنی بہن زینب کے لڑکے کے ساتھ منسوب کردیا جو کہ میری خالہ زینب نے قبول کرلیا تھا اور بچپن میں ہی لڑکی کو لڑکے کے نام کے ساتھ منسوب کردیا تھا۔

علاوہ ازیں اٹھارہ سال کی بات ہے کہ میری والدہ گھر کو جھگڑے کی بنا پر اپنے بھائی کے گھر چلی گئی۔ میرے والد نے اپنی بیٹی کو بکری کا دودھ پلایا اور اس کے بعد میری والدہ کو لینے چلا گیا۔ راستے میں میری خالہ نے اپنی بھانجی کے منہ میں پستان ڈال دیا۔ اس وقت پستان میں دودھ تھا یا کہ نہیں، اس بات کا میری خالہ کو علم نہیں ہے، اسی وقت میری خالہ نے اپنی بھانجی کو واپس کردیا اور میرا والد لے کر میری والدہ کو لینے کے لئے میرے ماموں کے گھر گیا اور میری والدہ کو لے کر آگیا۔ میری والدہ کو کسی رشتہ دار نے پارٹی بازی کی وجہ سے کہ تم رشتہ ان کو نہ دو ہمیں دے دو۔ میری والدہ نے رشتہ نہ دینے کے لئے بہانے بنانے شروع کردیے ہماری برادری والوں نے رشتہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے افواہ اڑا دی کہ لڑکی ان کو نہیں لینی آتی ہے۔ دودھ والی بات بالکل جھوٹی ہے۔ میں نے چھٹی پر آتے ہی اپنی ماں سے پوچھا کیا وجہ ہے؟ کیوں آپ نے اس طرح کیا تو ماں نے کہا کہ مجھے میرے بڑے بھائی نے یہ مشورہ دیا تھا۔

آپ اس مسئلہ پر فتوٰے لکھ کر مشکور فرمائیں۔ حضور کی عین نوازش ہوگی۔

سائل: غلام یسین ولد جلال الدین۔ بصیر پور

حلفیہ بیان

زینب بی بی: عرصہ سولہ اٹھارہ سال کا ہو چکا ہے۔ مجھے کچھ علم نہیں کہ میں نے اپنی

بھانجی کے منہ میں پستان دیا تھا اور اس وقت پستان میں دودھ تھا یا نہیں تھا، مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ میری بہن لوگوں کے کہنے پر مجھے رشتہ نہیں دینا چاہتی۔

نشان انگوٹھا زینب بی بی

حاجن غلام فاطمہ : بیان کرتی ہوں کہ میں بھی اس گھر میں تھی، مجھے کچھ علم نہیں کہ میری سوکن زینب نے اپنی بھانجی کو دودھ یا پستان دیا تھا اور یہ افواہ بھی اس وقت کی ہے جبکہ میری سوکن کے پستانوں میں دودھ بالکل نہیں تھا۔ یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔

نشان انگوٹھا حاجن غلام فاطمہ

حاجی غلام محمد : مجھے کوئی علم نہیں کہ میری بیوی نے اپنی بھانجی کے منہ میں پستان دیا تھا یا نہیں۔ پستان والی افواہ ہمیں رشتہ نہ دینے کی علامت ہے۔ یہ ہماری برادری والوں کی خاص شرارت ہے اور پستان والی بات بالکل جھوٹی ہے۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق مکمل پڑتال کر لی ہے۔ اس لئے فتوےٰ لگا کر مشکور فرمائیں۔

غلام محمد بقلم خود

جلال الدین : میں گھر سے اپنی بچی کو بکری کا دودھ پلا کر اپنی بیوی کو لینے کے لئے گیا تھا مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ پستان والی صرف کسی نے افواہ اڑائی ہے اور رشتہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

نشان انگوٹھا جلال الدین

غلام یسین : میں بھی یہ گھر آیا ہوں اور اپنی والدہ سے پوچھا تو میری والدہ نے کہا کہ مجھے میرے بھائی نے کہا ہے کہ یہ ہمیں رشتہ نہیں دیتے اس لئے ہم بھی ان کو رشتہ نہ دیں میری والدہ اپنے بھائی کے پیچھے لگ گئی۔ میرے ماموں نے حاجی صاحب سے اپنے لڑکے

کے لیے رشتہ مانگا جو کہ حاجی صاحب نے جواب دے دیا۔ اسی وجہ سے ... نے ...
دی۔ میری والدہ نے اپنے بھائی کے کہنے پر حاجی صاحب کو جواب دے دیا۔ آپ کے پاس
اس لیے آتے ہیں کہ آپ فتوے لگا کر مشکور فرمائیں۔

غلام یسین بقلم خود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بچہ کے منہ میں پستان دینا حرام نہیں کرتا جب تک یہ علم نہ ہو جائے کہ بچہ کے پیٹ میں دودھ گیا ہے خواہ تھوڑا ہی ہو اور جب دودھ کا علم پستان دینے والی کو نہ ہو تو اس افواہ کا اعتبار نہیں۔

درالمختار اور شامی میں ہے و في المرضع الصبي في الفم لحلمة و لم يدر ادخل اللبن في حلقه ام لا لم يحرم۔ شامی نے فرمایا في القنية امرأة كانت تعطي ثديها صبية واشتهر ذلك بينهم ثم تقول لم يكن في ثديي لبن حين القمتها ثديي و لم يعلم ذلك الا من جهتها جاز لابنها ان يتزوج بهذه الصبية الخ

بہرحال بریں صورت فتوٰی اس پر ہے کہ وہ لڑکی زینب کے لڑکے کے لیے جائز ہے۔

واللہ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

کتبہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۹ / جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

۱۷-۴-۷۹

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ہندہ نے زید کو مدت رضاعت میں اپنا دودھ پلایا ہے۔ اب اپنی حقیقی لڑکی کا نکاح پوشیدگی میں زید مذکور سے پڑھا دیا ہے، اب اس نکاح، نکاح خواں اور گواہان کے متعلق کیا حکم ہے کیا ان پر کوئی شرعی تعزیر بھی لازم آتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتیان

محمد باقر، محمد شریف

چک نمبر ۹۵ تحصیل بوریوالہ ضلع وہاڑی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی نورا و صوابا

شہزادہ لڑکا اس عورت کا رضاعی بیٹا بن گیا تو اس کی لڑکیاں اس کی بہنیں بن گئیں، بہن بھائی

کا نکاح ہو، یہ حرام ہے۔

نکاح خوان اور گواہوں سے توبہ کرائیں کہ حرام میں معاون ہیں دخیل ہیں

وکلمہ اسلام بھی پڑھیں اور اپنے نکاح کریں قرآن شریف میں ہے حرمت علیکم

من الرضاعۃ ...

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد مفتی ... غفرلہ

الجواب صحیح ...

۲۲/۷/۹۳

بَابُ الوَلِیّ

الاستفتاء

بخدمت جناب حضرت مولانا محمد نور اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم: مزاج شریف!

جناب قبلہ حضرت صاحب، رقعہ حامل ہٰذا حاضر ہے۔ آپ کی خدمت عالیہ میں ایک سوال مندرجہ ذیل ہے۔ بحوالہ قرآنِ مجید و احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جواب سے نوازیں، مشکور رہوں گا۔

سوال یہ ہے:-

ایک شخص نے اپنی لڑکی، جس کی عمر آٹھ سال تھی، ایک شخص سے نکاح کر دیا۔ جبکہ لڑکی بالغ ہوئی اس نے علانیہ انکار کر دیا کہ مجھے یہ نکاح جو میرے بچپن میں ہوا تھا

مجھے منظور نہیں۔ [illegible] آپ حضرت سے استدعا ہے کہ جواب قرآن مجید، حدیث شریف کی رو سے عنایت فرما دیں کہ اس لڑکی کا نکاح ہے یا کہ نہیں ہے۔ فقط والسلام

آپ کا مخلص، سید محمد شاہ گیلانی از بستی کبیر عرف بستی پیراں تحصیل اوکاڑہ تھانہ چوچک ضلع ساہیوال ۱/۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

شرعاً اس لڑکی کا نکاح بدستور ہے اور لڑکی کے علانیہ انکار سے کوئی نقص نہیں پیدا ہوا۔ شرعاً باپ اور دادے کا کیا ہوا نکاح لازم ہے یعنی نابالغہ کو اس کے توڑنے کا کوئی اختیار نہیں۔ قرآن کریم سورۃ النور میں ہے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى اور سورۃ الطلاق میں ہے وَالّٰتِىْ لَمْ يَحِضْنَ۔ ان دو آیتوں سے باپ کا یہ اختیار ثابت ہے اور حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اس وقت ہوا جبکہ صرف چھ سال کی تھیں اور پھر اس نکاح کے فسخ کا حق ان کو نہیں ملا۔

یہ حدیث پاک کی ایسی مضبوط دلیل ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا لہٰذا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ میں یہی درج ہے۔ سب متون و شروح اور فتاوٰے مذہب حنفی میں یہ آفتاب کی طرح وضاحت سے ثابت ہے۔ فتاوٰے عالمگیری ج ۲ ص ۹ اور ج ۲ ص ۱۱ و مبسوط ج ۴ ص ۲۱۲ اور ج ۴ ص ۲۱۴ اور بدائع صنائع ج ۲ ص ۲۳۸ اور ج ۲ ص ۲۴۴ وغیرہ صدہا کتب حنفیہ میں ہے و [illegible]

[illegible] وعلا کذا فی [illegible] [illegible]

بعد فلا خیار لهما بعد بلوغهما۔ پہلی آیت و حدیث شریف [illegible]

میں ہے اور دوسری آیت و حدیث مبسوط ص ۲۱۲ میں ہے

بہرحال ہمارے مذہب مہذب میں اس لڑکی کے [illegible]

ہاں اگر جوان لڑکی کا نکاح باپ دادا بلا اجازت لڑکی کر دے تو لڑکی کے [illegible]

اور نابالغہ فسخ نہیں کر سکتی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ [illegible]

وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۲۸ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

۸۰-۱-۲۸

الاستفتاء

مسمی محمد سائل کہ مسماۃ سرداں بیگم کے تین بھائی بنی العلات کے علاوہ کوئی

بھائی نہیں اور ایک نے بولایت خود اس کا نکاح کر دیا۔ اب اس کے دوسرے بھائی نے

بذریعہ فتوے ہذا جو کہ درج ذیل ہے اس دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ دوسرا نکاح ہو گیا یا نہیں

اور یہ فتوے صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

---

۵۰۲ [illegible]

فتوے مولوی عبد العلی از چک نور محمد بنگلا تحصیل پاکپتن شریف

نقل بعینہ : بحضور جناب قبلہ مولوی صاحب دام اقبالہ

بیان مسماۃ سرداں بیگم دختر محمد متوفی قوم ہاتھی ساکن چک ۴۲

میں نے سنا ہے کہ میرے بھائی مسمی باقر ولد محمد نے کسی جگہ میرے نابالغ ہونے کی صورت میں میرا نکاح کر دیا تھا۔ اب میں تقریباً عرصہ دس سال سے اپنی سابقہ حکومت ریاست بہاولپور سے چھوڑ کر انگریزی علاقہ میں دس سال سے اپنے بھائی احمد کے پاس ہوں اور اس نے میری ہر طرح سے پرورش کی ہے اب میں عرصہ تقریباً ایک ہفتے سے بالغ ہوں اور میں اپنا نکاح خود اپنی مرضی سے کرنا چاہتی ہوں پہلا نکاح نہ ہی میں نے خود کیا ہے اور نہ ہی میں نے سنا ہے اور نہ ہی وہ نکاح رکھنا چاہتی ہوں اب آپ فوری طور سے اجازت نکاح مرضی خود بالغ ہونے کی صورت میں عرض گزار ہوں کہ مہربانی سے اجازت بخشی جاوے۔ میرا تو جواب دو۔

تحریر کنندہ

محمد حسین بقلم خود ۴۰-۳-۱

لقب مسماۃ سرداں بیگم نشان انگوٹھا دیا تیر بخش ولد میاں محمد قوم ہاتھی گواہ شد تیر بخش بقلم خود

گواہ شد انگوٹھا گواہ مذکور

الجواب

قال فی الکنز [illegible]

و [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ..

پس معلوم ہوا کہ لڑکی نابالغہ کا نکاح [illegible] باطل

وہ نکاح ہے۔ پس یہ نکاح حسب الشرع نزدیک فقہائے کے فسخ ہے۔

کتبہ العبد [illegible]

الجواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

مسماۃ [illegible] بیگم کا دوسرا نکاح نہیں ہوا کیونکہ اس کا نکاح اول ثابت ہے

اور اس کا مفقود [illegible] میں وہ نکاح رکھنا چاہتی ہے [illegible]

اور اگر بفرض اسے فسخ تسلیم کریں تو تب بھی نکاح منعقد نہ ہوا کیونکہ وہ فسخ مشروط بحکم قاضی ہے

کنز الدقائق و شرح اس کی لعینی و بحر الرائق [illegible]

و در مختار میں ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

اور یہاں حکم قضاء تو در کنار، اس کی طلب بھی نہیں ہوئی تو نکاح کیسے ٹوٹ [illegible]

نکاح ثابت تو دوسرا نکاح صحیح نہ ہوا۔

یہ فتوے فتویٰ نہیں بلکہ فتنہ و افتراء و خیانت کا مجموعہ ہے:

اولاً کنز کا اول و آخر نقل کیا اور متوسط کو ترک کیا جس میں بشرط قضاء کی تصریح تھی کہ اس نے فتویٰ جعلی کی تقبیح تھی۔

ثانیاً یہ قول کہ لڑکی مذکورہ کا نکاح صحیح نہیں ہے صراحۃً جھوٹ و گزاف و متون و شروح و فتاویٰ فقہیہ کا خلاف ہے۔ مختصر القدوری، کنز الدقائق، عینی، بحر الرائق، وقایہ، شرح وقایہ، ہدایہ، فتح القدیر، در مختار وغیرہ اسفار فقہ میں ہے و اللفظ للمختصر ویجوز نکاح الصغیر و الصغیرۃ اذا زوجھما الولی بکرا کانت الصغیرۃ او ثیبا و الولی ھو العصبۃ۔

ثالثاً اس کی عبارت ہمہ کہ اگر بالفرض مانا جاوے کہ نکاح ہے پس یہ نکاح عند الثقات نزدیک فقہاء کے فسخ ہے۔ افتراء در افتراء کہ اولاً فقہاء کا یہ بیان نکاح فرضی کے متعلق نہیں بلکہ متعلق نکاح واقعی ہے کما تشہد بہ عبارۃ المتون المذکورۃ وثانیاً فقہاء کا بیان ثبت اختیار فسخ ہے، نفس فسخ کما ھو منطوق بہ فی نظم الکتب۔

و اللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۵ رجب ۱۳۵۹ھ

الاستفتاء

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، اما بعد

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص نے بکر کی بہن سے اس کی ہمشیرہ
خورد کی بیٹی کے لئے لڑکی کا رشتہ طلب کیا۔ بکر نے اپنے بیٹے سے مشورہ کیا تو بیٹے نے
رشتہ دینے کا مشورہ دیا۔ باقی گھر کے سارے افراد پہلے تو اس رشتہ دینے سے
انکار کرتے رہے لیکن بکر نے اپنی ہمشیرہ کو لڑکی کا رشتہ دے دیا۔

چند منٹ کے بعد جب بکر کے تمام اہل خانہ کو اس بات کا علم ہوا تو
سب جھگڑا ہونا پایا کہ ہم رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں جس میں تمام لڑکیاں
بکر کی بیوی شریک ہیں لیکن اب لڑکا خاموش رہا۔ اب بکر یہ کہتا ہے کہ میں یہ وعدہ
واپس لوں یا نہیں؟ اگر گنجائش ہے تو قرآن و حدیث کی روسے فتوے
صادر فرمائیں۔

سائل: محمد منظور حسین بکھنہ تبوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم ھو ملھم الصواب

اگر واقعی سب افراد گھر کے رضامند نہیں تو بکر کو وعدہ ترک کرنی چاہئے۔ قرآن
کریم کا ارشاد ہے وامرھم شوری اور یہی حکم ہے کہ ...
نیز یہ بھی معلوم ہے کہ یوں رشتے ان کا نتیجہ اچھا نہیں۔ نباہ نہیں ہو سکے گا بلکہ وہ
زوجیت کا رشتہ کھل جائے گا بلکہ ان چیزوں سے گھر والوں کو بھی ناراضگی ہے

ارشادِ قرآنِ کریم ہے قوا انفسکم واہلیکم نارا تو بہر گونہ اس پر عمل کرنا چاہئے

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۹ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۲ھ

۱۴-۲-۸۲

بَابُ الْکُفُو

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ نذیراں دختر ساربنگ قوم سندیہ بادی مظہر زمیندار منظوری نامی ایک مصلی کے ساتھ اغوا ہو گئی جو کہ مختلف مقامات پر لیے جاتا رہا ہو کر تحصیل لودھراں ضلع ملتان کے موضع ٹھٹھی میں نکاح کر لیا۔ نذیراں ایک زمیندار کی بچی ہے جس کے ساتھ بغیر والدین کے نکاح کیا۔ کیا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ چونکہ لڑکی بھی والدین کے پاس آگئی ہے، براہ مہربانی کر کے کسی معتبر کتاب کے حوالے سے شکوک رفع فرما دیں

نوٹ منظوری مصلی تھانہ پاکپتن ضلع ساہیوال کا مجرم اشتہاری ہے۔ دس نمبر کا بدمعاش

ہے اور بہادر نگر کا بھی اشتہاری ہے۔

السائل، مولوی ثناء اللہ، جوتیانوالہ
محمد اقبال بی ڈی ممبر نمبردار آباد دھرپور
تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الجواب
اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بشرط صحت سوال تصریح مفتیان عظام یہ نکاح نکاح ہی نہیں بلکہ ایک عقد باطل ہے۔ فتاوے ہندیہ ج ۱ ص ۱۳۰، فتاوے قاضیخان ج ص ۱۵۵، فتح القدیر ج ۲ ص ۱۸۷، بحر الرائق ج ۳ ص ۱۱۰، ملتقی الابحر مجمع الانہر، در المنتقی ج ۱ ص ۳۳۲، تنویر الابصار در المختار شامی ج ۲ ص ۴۰۸ و ۴۰۹ میں ہے والنظم من الدر مع التنویر (ویفتی) فی غیر الکفو (بعدم جوازہ اصلا) وھو المختار للفتوی۔

واللہ تعالی اعلم وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ
۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۰ھ ۹-۳-۸۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے کہ مسمی چراغ علی چشتی سکنہ نیب
تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال نے اپنی لڑکی نابالغہ جس کی عمر تقریباً دس سال ہے لنہ وتہ سکنہ
بیر غنی سے اپنا کفو سمجھ کر شرعی نکاح کر دیا۔ ابھی سال ہوا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ ہماری قوم
یعنی چشتی نہیں ہیں، اس کے بابت برادری میں جھگڑے بھی ہوئے اور پنچایت بھی ہوئی جس میں یہ
ثابت ہوا کہ وہ ہماری قوم نہیں ہیں تو پنچایت نے ان کا سامان جو تھا وہ واپس کر دیا۔ اب
لڑکی جوان ہے اس کی شادی ہم کرنا چاہتے ہیں تو دولہا والے کہتے ہیں کہ ہمارا نکاح
باقی ہے۔ اب جبکہ لڑکی اور والدین اور برادری انکار کر رہے ہیں آپ سے گزارش ہے
کہ آپ فقہ حنفی کی رو سے ثابت فرمائیں کہ اس کا نکاح باقی ہے یا ختم ہو گیا ہے۔

السائل: چراغ علی قوم چشتی سکنہ نیب دل تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

جب ہم کفو سمجھ کر نکاح کر دیا اور بعد میں ثابت ہوا کہ کفو نہیں ہے اور سامان
وغیرہ بھی واپس کر دیا تو نکاح نہ رہا۔ آپ کو اختیار ہے کہ لڑکی کی شادی حسب پسند کر دیں۔

فتاوٰی عالمگیری ج۲ ص۱۲ میں ہے وان کان لاولیاءھم السدس

بنسب وعلم ... بخلافه ولم يجدوه كفوا وعبر كذا

... لو جدوه ... وكذا اذا شرط الكفاءة او اخبرهم

بالكفاءة ... فظهر ... غير كفو كان لهم الخيار اور ایسا ہی ردالمحتار

میں ہے اور یونہی شامی ج۲ ص۳۰۷ میں تقریباً ہے اور جب معاملہ یہاں تک پہنچا کہ سامان

وغیرہ واپس کر دیا اور فیصلہ ہو گیا تو ان کا دعوٰی نکاح بلا دلیل غیر مسموع ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ ... وآلہ

وصحبہ وبارک وسلم

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ ۸۲ ۸ ۲

نوٹ: سائل نے زبانی بیان کیا کہ وہ حضرات اپنی کفائت میں شادی کرتے ہیں اس

نے ہوئے کیا ہے کہ میں چشتی ہوں اور اسی بات پر نکاح ہوا بعد میں ثابت ہوا

کہ وہ غیر چشتی ہے۔

کتاب الطلاق

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ الطَّلَاقُ.

(ابو داؤد)

حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ (بقرہ ...)

"طلاق دو بار ہے پھر یا تو رکھ لینا ہے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ پھر اگر تیسری طلاق دے دی تب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔"

کتاب الطلاق

الاستفتاء

محترمی و مکرمی مخدومی علامہ حضرت مولانا نور الحسن صاحب نوری بغیر پوری سلمہ تا قیامت باد

السلام علیکم، بعد ادائے آداب گزارش ہے کہ من مذکور کی ہمشیرہ کا نکاح تھا، شادی نہ ہوئی تھی لیکن اسی حالت میں اس نے اسکی طلاق لکھ کر بھیج دی لیکن برادری کے اکٹھے ہونے کی صورت میں دوبارہ نکاح کا وہی طلاق دہندہ طلب کرتا ہے۔ فی الحال یا یہ صاحب کو شرعی طور سے کیسے اجازت ہے یا نہیں؟

جناب سے مسئلہ پیش خدمت ہے، اس کا صحیح شرعی لحاظ سے مسئلہ نکاح کی اجازت کس طرح ہے۔ شک و شبہ نہ رہے، تسلی سے صاف صاف سمجھا دیں مہربانی ہوگی
اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں ترقی فرمائے۔ مہربانی ہوگی

نوٹ: بلا وجہ بے گناہی کی صورت میں طلاق دے دی گئی ہے۔

عبدالرحمن چیئرمین عشر کمیٹی — محمد امیر علی — فقط دعا گو

دستخط بحروف اردو — دستخط محمد علی — میاں خان محمد

نمبردار محمد اسماعیل دستخط بحروف اردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی نورا والصواب

اگر صرف ایک طلاق دی ہے تو نکاح ہو سکتا ہے شرعی طور پر

فقط

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ

واصحابہ وبارک وسلم

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۵ رجب المرجب سنہ ۱۴۲۶ھ ۱ ۵ ۲۰۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

... بیرنا اور پیٹنا بھی مجھے مار کٹائی کرتا تھا۔ گندی ناپاک زبانی گالی ایسی جس سے پرہیز کرتے

[illegible] دیکھے ہوتے ہیں جو گذشتہ نوجوان آپ ہیں سے خاوند نے غصہ میں آکر ایک دن کہا کہ تجھے

میں طلاق سے تین طلاق دیتا ہوں اور تو میرے گھر سے نکل جا۔

جب غصہ جاتا رہا تو اب کہتا ہے کہ بر شریعت جائز و حق ہے تو پھر میں

گھر رکھنے کو تیار ہوں لہذا حدیث و قرآن کی رو سے وضاحت فرمائی جاوے کہ شرعی

طور پر کیا حکم ہے؟

مستفسرہ [illegible] بی بی زوجہ مولوی محمد حنیف چک نمبر [illegible]

تحصیل [illegible] ضلع ساہیوال ۱۰ ۔ ۵ ۔ ۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی نورا و صوابا

طلاق ہو گئی تین بار جھگڑے اور غصہ میں ہے لہذا غصہ کوئی عذر نہیں تو جب تین

طلاقیں دی ہیں تو طلاق مغلظہ بن گئی جو بغیر حلالہ شرعیہ جائز نہیں کہ ف کتب مذہب

واللہ تعالیٰ اعلم

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

وصحبہ وبارک وسلم

حررہ الفقیہ ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۱۰ شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ ۔ ۷۵

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین ومفتیانِ عظام اندریں مسئلہ کہ سالا اور بہنوئی آپس میں جھگڑ پڑے، سالا نے اپنے بہنوئی سے کہا میں تیرے سے نپٹ لوں گا. بہنوئی نے کہا کہ تو کیا کرے گا اپنی بہن کو ساتھ لے جائے گا. سالا نے کہا تو طلاق دیدے میں لے جاؤں گا تو بہنوئی نے کہا جا تیری بہن کو میں نے طلاق دے دی طلاق طلاق؛ کیا اب وہ دوبارہ رجوع کرسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائی جاوے.

السائل: حیدر علی. محلہ درس بصیر پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور اب رجوع نہیں کرسکتے، قرآن کریم میں ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. اب ان کے اتفاق کی صورت یہ ہے کہ حلالہ پڑے گا یعنی جس وقت زوج نے کہا کہ طلاق دے دی طلاق طلاق. اس وقت کے بعد تین حیض پورے ہوگئے تو پھر کسی اور مرد کے ساتھ صحیح نکاح کرے اور وہ شخص باقاعدہ جماع کے بعد طلاق دے دے تو پھر تین حیض پورے کر کے

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین و مفتیانِ عظام اندریں مسئلہ کہ سالا اور بہنوئی آپس میں جھگڑ پڑے، سالا نے اپنے بہنوئی سے کہا میں تیرے سے نپٹ لوں گا. بہنوئی نے کہا کہ تو کیا کرے گا اپنی بہن کو ساتھ لے جائے گا. سالا نے کہا تو طلاق دیدے میں لے جاؤں گا تو بہنوئی نے کہا جا تیری بہن کو میں نے طلاق دے دی طلاق طلاق کیا اب وہ دوبارہ رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائی جاوے.

السائل: حیدر علی. محلہ درس بصیر پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور اب رجوع نہیں کر سکتے، قرآن کریم میں ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. اب ان کے اتفاق کی صورت یہ ہے کہ حلالہ پڑے گا یعنی جس وقت زوج نے کہا کہ طلاق دے دی طلاق طلاق. اس وقت کے بعد تین حیض پورے ہو گئے تو پھر کسی اور مرد کے ساتھ صحیح نکاح کرے اور وہ شخص باقاعدہ جماع کے بعد طلاق دے، تو پھر تین حیض پورے کر کے

دوبارہ پہلے مرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے جیسا کہ آیت مذکورہ سے ثابت ہے وہ سب متفق علیہ ہے.

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ واصحابہ وبارک وسلم.

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ
۲۰ رمضان مبارک ۱۴ھ

الاستفتاء

بخدمت جناب مفتی اعظم جناب مولانا الحاج محمد نور اللہ صاحب نعیمی مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

جناب عالی!

مسمی من دلاور حسین ذات ماچھی ساکن بھیون منشیاں کی شادی بموجب شرع محمدی بقدر چار سال قبل ہمراہ مسماۃ زینیاں دختر احمد دین ذات ماچھی سکنہ بھیرون وزیرکے ہوئی مذکورہ شادی سے پہلے سال اپنے خاوند کے گھر آباد رہ کر حقوق ادا کرتی رہی بصورت حمل اپنے والدین کے گھر ناراض ہو کر چلی گئی. اپنے میکے گھر ہی بچی کو جنم دیا. پھر سے آج تک اپنے خاوند کے گھر نہیں آئی.

خاوند ہر چند بذریعہ پنچایت واپس لانے کی کوشش کرتا رہا ہے لیکن نہیں آئی. متذکرہ حالات کی روشنی میں حکم شرع شریف سے مطلع فرمائیں کہ آیا نکاح موجود ہے.

یا نہیں؟ کیا عورت کو خلع کا حق ہو گیا ہے؟

عرضے

ممن ولد حسین ذات ماچھی سکنہ دھون ضلع خوشاب

مورخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۸۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

نکاح یقیناً موجود ہے اور عورت کی بے فرمانی سے وہ خود گنہگار ہوئی مگر نکاح میں فرق نہیں پڑا، قرآنِ کریم کا فرمان ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ ہاں اگر خاوند چاہے تو خلع ہو سکتا ہے مگر صرف عورت اپنے آپ نہیں کر سکتی۔ قرآنِ کریم نے خاوند کے ہاتھ نکاح دیا ہے ارشاد ہے اَلَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ لہٰذا عورت خود بخود کچھ نہیں کر سکتی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۱ ذیقعدۃ المبارکہ سنہ ۱۴۰۰ھ

الاستفتاء

گرامی خدمت سامی منزلت جامع کمالات علمیہ و عملیہ حاوی فنون عقلیہ و نقلیہ
شرعیہ مخدوم معظم مطاع عظم نیاز کیشاں مفتی اعظم پاکستان و محدث پاکستان
شیخ القرآن والحدیث قبلہ فقیہ اعظم محمد نور اللہ صاحب نعیمی دامت فیوضہم عالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد عرض یہ کہ تین مسئلوں کی بابت ضرورت ہے آپ
حضور اپنا قیمتی وقت نکال کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام ان مسائل میں کہ

۱۔ اگر ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو چھ برس سے طلاق دی ہوئی ہے
اگر یہ بیان اس کا واقعی نہ ہو تو اس عورت کا شرعاً کیا حکم ہے۔

۲۔ قبروں پر حافظوں کو قرآن کریم پڑھنے کے واسطے بٹھانا اور ان کی کچھ خدمت روپیہ
پیسہ سے کرنی آیا شرعاً یہ امر اور ایسے امر کی وصیت کرنی درست ہے یا نہیں ایک
شخص کہتا ہے کہ صاحب طریقۂ محمدیہ نے اس کو بدعت سیئہ کے قبیلہ میں ذکر
کیا ہے اور روپیہ پیسہ لینا حرام ہے اور تاتارخانیہ میں ہے کہ پڑھنے والوں سے
جو سلوک کیا جاتا ہے وہ بمنزلہ اجارہ ہے اور یہ اجارہ باطل اور حرام ہے۔ آیا
یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہے یا نہیں؟ کتاب طریقہ محمدیہ اور کتاب تاتارخانیہ
ان کے تصنیف کرنے والے دیوبندی تھے یا وہابی یا سنی تھے۔

۳۔ اگر کسی شخص نے اپنے لڑکے یا لڑکی کو اپنی جائیداد منقولہ۔ غیر منقولہ میں سے ہبہ کردی

آیا بعد ازاں اپنی جائیداد ھبہ کو واپس شرعاً لے سکتا ہے یا نہیں؟
آپ حضور مہربانی فرما کر ان مسائل کے جوابات اپنے شاگرد رشید اور میرے نورِ نظر سید محمد عبدالغفار شاہ کو عطا فرما دیں۔ وہ خود ہی کسی نہ کسی طرح جلد ہی ہم تک پہنچا دیں گے اور باقی ہر طرح ہم آپ کی مخصوص دعاؤں سے بالکل خیریت سے ہیں۔

المستفتی: سید محمد عبدالرحیم شاہ سکنہ سابو کاڈ کی نہ خاص
تحصیل بورے والہ ضلع وہاڑی ۱۰۸۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰہم اجعل لی النور والصواب

اس مسئلہ کی کئی صورتیں ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ وہ عورت اس کے گھر آباد ہے اور اس نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ جھوٹے اقرار پر طلاق پڑ جاتی ہے۔ شامی ج ۲ ص ۹، ۵ ج ۲ ص ۵۸۲ میں ہے ولو اقر بالطلاق کاذبا او ھازلا وقع قضاء مگر جب کہ اس کے گھر عورت آباد ہی ہے اور طلاقیں اس نے دو یا ایک کا اقرار کیا ہے تو رجعت ہو گئی کیونکہ رجعت فعل کے ساتھ بھی ہو جاتی ہے۔ شامی ج ۲ ص ۲۰، ۲۹ میں در المختار سے ہے وبالفعل مع الکراھۃ بکل ما یوجب حرمۃ المصاھرۃ کمس ولو منھا اور اگر تین طلاق کا اقرار کیا تو بائنہ مغلظہ ہو گئی جو بلا حلالہ جائز نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ و آلہ

و صحابہ و بارک وسلم

۲۔ دفن یہ ناجائز ہے جیسا کہ شامی وغیرہ میں بھی لکھا ہے۔ درمختار و بزازیہ و
تاتارخانیہ ہمارے ہی ہیں، کسی وہابی یا دیوبندی کے نہیں۔ شامی جلد ص
میں ہے ان القرآن بالاجرۃ لا یستحق الثواب لا للمیت
ولا للقاری آگے چل کر فرمایا یمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی
آثمان۔

پھر علامہ شامی نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا جس کا نام ہے
شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم وصیۃ بالختمات والتہالیل۔ اس میں بہت سے
فتاوے کی عبارتیں نقل فرمائیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ اگر کوئی غیر خود
اپنی طرف سے قرآن کریم قبر پر ختم کرے اور ثواب بخش دے تو بہت اچھا ہے
شامی ج ۵ ص ۴۷ ولو زار قبر صدیق او قریب لہ وقرأ
عندہ شیئا من القرآن فهو حسن اما الوصیۃ بذلک فلا معنی لہا۔
واللہ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ واٰلہ وصحبہ
وبارک وسلم

۳۔ ہاں اس صورت میں ہبہ واپس نہیں کرسکتا اور اگر ضرورت پڑے تو اپنے
لڑکے یا لڑکی کا مال استعمال کرسکتا ہے کیونکہ باپ کا بڑا حق ہے شامی ج ۵ ص ۷۰
میں تنویر الابصار سے ہے لو وهب لذی رحم محرم منه و لو
ذمیا او مستامنا لا یرجع۔
واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ واٰلہ

و صحابہ و بارک وسلم

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ
۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۰۱ھ

۱ ۵ ۵

الاستفتاء

مکرمی و محترمی جناب مولانا مولوی الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی مدظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :

عرض خدمتِ اقدس میں یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین

۱۔ کہ ایک شخص عاقل اور بالغ پاکستانی فوج میں ملازم ہے، وہ اپنی بیوی کو طلاق لکھ کر دے دیا ہے اور تین تین بار طلاق لکھ دیا ہے اور طلاق نامہ بیوی کے گھر لکھ کر بھیجا ہے جس پر دو گواہ کے دستخط اور اس کے دستخط بھی موجود ہیں کیا اس کی بیوی کو طلاق ہو گئی ہے یا نہیں ہوئی ؟

۲۔ اگر وہ اپنی بیوی کو دوبارہ بسانا چاہے تو کیا کرے ؟ دونوں خط جس میں طلاق کا ذکر ہے۔ آپ کے حضور بھیج رہا ہوں اچھی طرح پڑھ کر اس کے متعلق شرع سے آگاہی بخشیں۔ حامل رقعہ ہذا حاضر خدمت ہے، کچھ زبانی عرض بھی کرے گا۔ فقط والسلام

دعاؤں کا طالب
حاجی اشرف محمد خاں چک نانک پور تحصیل پاکپتن شریف ضلع ساہیوال

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

آپ کے مرسلہ دونوں خط منظور احمد کے تحریر کردہ دیکھ لئے ہیں۔ شرعاً تین طلاقیں
واقع ہو چکی ہیں۔ اگر یہ خط منظور احمد فوجی کے ہیں اور وہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے ہی لکھے ہیں
تو تین طلاقیں وارد ہو چکی ہیں۔ فتاوٰے عالمگیری ج ۲ ص ۲۰۰ میں ہے فی صورۃ
بالکتابۃ (الی ان قالوا) وان کانت مرسومۃ یقع الطلاق نوی او لم ینو
ج ۲ ص ۵۸۹ میں ہے اور اسی طرح فقہ کی بکثرت کتابوں میں ہے۔ نیز فتاوے
عالمگیری ج ۲ ص ۴۶ اور شامی کے اسی صفحہ میں ہے کہ لو کتب لم یکتب
بخطہ ولم یملہ بنفسہ لا یقع بہ الطلاق مالم یقر انہ
کتابہ۔

بہر حال جب اقراری ہے کہ یہ خط میرے ہیں تو طلاق واقع ہونے میں کوئی
شک نہیں اور جب تین طلاقیں واقع ہو گئیں تو قرآن کریم کی رو سے وہ عورت اس کے لیے
حلال نہیں جب تک کہ باقاعدہ حلالہ نہ کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ الاعظم
وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ ۸-۵-۸۳

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین وعلمائے دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ زید اپنی بیوی مدخول بہا کو تین طلاقیں دے دیں ہیں تو اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ جواب باثواب سے نوازیں۔

سائل: محمد علی ولد نور محمد

بستی شفیع آباد موضع تخت مل داتار

۶۵ مرسہ ضلع بہاولنگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللہم اجعل لی نوراً وصواباً

اس عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا قرآن کریم میں ہے: فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ آیت ۲۳۰ پ ۲ سورۃ البقرہ، ہاں اگر یہ عورت کسی دوسرے شخص کے ساتھ باقاعدہ صحیح نکاح کرے اور وہ شخص اس عورت کے ساتھ باقاعدہ نزدیکی کرے اور پھر طلاق دے تو عدت پوری کرکے زید کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے کما فی کتب الفقہ والحدیث۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ۔

و صحابہ و بارک وسلم۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۱۵ رجب المرجب [illegible]ھ

۲۰۰۲

الاستفتاء

السلام علیکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بحوالہ قرآن پاک و حدیث شریف مسئلہ ذیل کے بارے میں جو

نیچے درج ہے:

مسئلہ: ایک شخص نے اپنے بالغ لڑکے کا نکاح بالغ لڑکی کے ساتھ شرعی کیا نکاح
کے کچھ عرصہ بعد لڑکی زہر کھا لیتی ہے جس کا تدارک ہسپتال میں کیا گیا جس کی بنا پر لڑکی
کے والد نے شرعی طلاق لکھ کر جلسہ عام میں اہل محلہ کے لوگوں کے سامنے طلاق نامہ لڑکے
کو پیش کی جس پر لڑکے نے تین طلاق دے دیں گو لڑکی کی رسمی طور پر رخصتی نہیں ہوئی
تھی مگر لڑکا لڑکی دونوں کے گھر آتا جاتا رہا کچھ عرصہ بعد لڑکی کی والدہ بیمار ہوئی بیماری پر بھی

(۱) لڑکی طلاق شدہ کے ہمراہ جا کر رہ رہی ہے۔

اس دوران میں لڑکی کی والدہ مر جاتی ہے مگر میاں بیوی کا سمجھوتہ نہ ہو پھر

کچھ عرصہ بعد لڑکی کے بھائی کی شادی پر لڑکا شادی کا انتظام کرتا رہا جلسہ عام میں اہل محلہ

نے پھر کوشش کی مگر ناکام رہی۔ پھر کچھ عرصہ بعد انتظار کیا گیا مگر کوئی سمجھوتا نہ ہوا۔ اس طرح سے طلاق ثلاثہ مؤثر ہو چکی۔ بیوی اس پر قطعی طور پر حرام ہو گئی یا نہیں؟ ۲ ۱/۲ سال بعد لڑکی کی نامزدگی اہل محلہ کے ایک لڑکے کے ساتھ ہوئی اور اہل محلہ نے رسم منگنی میں شرکت کی اور بوقت منگنی طلاق ثلاثہ مؤثر ہو چکی تھی، کچھ عرصہ بعد پھر منگنی راس نہ آئی۔

اب لڑکی کے والد نے پھر لڑکے طلاق دہندہ کے ساتھ لڑکی کو گاؤں سے کافی دور جہاں ان کو کوئی نہیں جانتا تھا، لڑکی مذکورہ کے ساتھ نکاح کر کے پہلے طلاق دہندہ لڑکے کے ساتھ روانگی کر دی۔ اب وہ لڑکی پہلے خاوند طلاق دہندہ کے آباد ہے۔

کیا از روئے شریعتِ محمدی یہ نکاح جائز ہے؟ اگر نہیں تو اس کا کیا ازالہ ہے؟ اہل محلہ کو اس کے متعلق بحیثیت ملتِ ابراہیمی و دینِ محمدی کیا سلوک کرنا پڑتا ہے؟ اللہ تعالےٰ آپ کو جزا دیں۔ جواب جلد از جلد عطا فرمائیں۔

مظفر علی شاہ براستہ نور کوٹ چک قاضیاں
ضلع سیالکوٹ ۲۵۔۸۔۸۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الجواب
اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

جب لڑکی کو تین طلاقیں پڑ چکیں اور مؤثر بھی ہو چکیں تو وہ لڑکی مطلقہ خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی، بلا حلالہ شرعیہ طلاق دہندہ پر حلال نہیں خواہ دوسرے

ملک میں بھی چلے جائیں۔ یہ ساری کہانی کوئی معنے نہیں رکھتی۔ قرآن حکیم کے دوسرے
پارے میں صاف حکم ہے فان طلقہا فلا۔ اور حدیث مشہور حدیث عسیلہ وغیرہ کافی
حدیثیں بخاری اور مسلم وغیرہا اس کی دلیل ہیں۔

سائل کا یہ لکھنا کہ بحوالہ قرآن پاک وحدیث شریف کے لکھنا کیوں سب جبکہ
قول فقہاء قرآن وحدیث کا حکم ہی ہے۔ یہ طلاق کا مؤثر ہونا کیا چیز ہے کسی آیت وحدیث
شریف سے ثابت ہے۔ اللہ ہدایت دے۔ الحاصل نکاح کریں تاکہ دونوں لڑکا اور لڑکی
مجبور ہو کر حرام کاری سے بچیں، اور کیا کر سکتے ہیں ہاں حاکم اسلام اگر توجہ فرمائیں اور شرعی
سزا دیں تو ہو سکتا ہے مگر ابھی تیاری ہی ہو رہی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ الاعظم
وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ
۲۸ شوال مکرم ۱۴۰۱ھ ۲۹۔۸۔۸۱

الاستفتاء

از شاہ بھور
۲۷۔۴۔۸۲

قبلہ وکعبہ فقیہ اعظم حضرت مولانا سید محمد نور اللہ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد حضور گزارش ہے کہ ہمارے ایک صاحب نے
اپنی منکوحہ بیوی سے چند سال تعلقات کرنے کے بعد نہ تو آباد کیا اور نہ ہی اسے طلاق دی

بعد ازاں اس کی بیوی نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ اس کا خاوند حاضر نہ ہوا۔ آخری تاریخ پر اس گاؤں کے ایک وکیل صاحب نے اس کو عدالت میں جاتے ہوئے کہا کہ آج حاضر ہو جاؤ شاید یکطرفہ کارروائی نہ ہو جائے تو اس نے کہا کہ طلاق ہوتی ہے تو ہو جاتی ہیں تو عدالت میں نہیں جاؤں گا یکطرفہ کارروائی ہو گئی اور اس کے خاوند نے بعد منسوخی کے کوئی کارروائی نہ کی۔

عورت نے تین ماہ گزارنے کے بعد نکاح کر لیا اور خاوند نے بھی نکاح کر لیا جس کو تقریباً دس سال ہو چکے ہیں اور ابھی اس عورت کی بھتیجی سے شادی کر رہا ہے جبکہ میرے سامنے اس نے اقرار کیا تھا کہ میں نے طلاق نہیں دی تھی۔ ابھی اس کی شادی کا صرف ایک ماہ باقی ہے، اگر وہ آج طلاق دے بھی، پہلی عورت کے دن نہیں گزر سکتے۔ ابھی اقرار کرتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی تھی مگر مجھے یہ علم ہے کہ بالکل جھوٹ بول رہا ہے۔ آپ براہ مہربانی بتا دیں کہ وہ تنسیخ نکاح کی پہلی صورت کامیاب ہے کہ نہیں؟ پھر دس سال کا عرصہ گزرنے تک اس کا مطالبہ نہ کرنا اور اپنے گھر نہ لانا ایسی کوئی صورت طلاق کی ہے کہ نہیں۔ آیا میرے سامنے وہ اقرار کر دے کہ میں نے طلاق دے دی تھی اور مجھے علم بھی ہو جائے کہ صاف جھوٹ بول رہا ہے۔ کیا میں اس کی پہلی بیوی کی بھتیجی سے نکاح کر دوں یا نہ کروں؟

آپ اس بارے میں فتویٰ دیں۔ میں انشاء اللہ اس پر ضرور عمل کرونگا خواہ مجھے گاؤں چھوڑنا پڑے کیونکہ میرے نکاح نہ کرنے کی صورت میں مخالفت بہت ہو جائیگی۔

فقط والسلام

آپ کا بندہ خاکسار

حافظ محمد اسلم امام مسجد چک ۲۷/۹-L شاہ بھور

الجواب

اللھم اجعل لی الحق والصواب

سوال کے مندرجات سے واضح ہوتا ہے کہ خاوند نے طلاق دی ہوئی تھی جسے
اس نے کوئی پرواہ نہ کی اور کوئی حرکت نہ کی اس کا سابقہ منکوحہ کی بھتیجی کے ساتھ نکاح کا ارادہ
بھی واضح کرتا ہے کہ وہ عورت کو فارغ کر چکا ہے۔ باقی اس کا یہ کہنا کہ میں نے طلاق نہیں
دی تھی تو آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ سچا ہے اور اس کا ابھی تک یہ کہ طلاق دے دی تھی جھوٹ
کیوں ہے ایسے معاملات میں سوچنا چاہیے۔ عاقل بالغ مسلمان پر اعتبار کرنا چاہیے یہ نہیں
کہ جھوٹا بنانا جائز نہیں کہ مسلمان کا معاملہ ٹھیک ہوتا ہو تو ٹھیک بنایا جائے۔

فتاویٰ عالمگیر ج ۲ ص ۵۵ میں ہے لا حبس من وعی نصدق
واجب اور فتاویٰ عالمگیر ج ۲ ص ۵۲ میں ہے [illegible]
زعم انہ کان کاذبا لا یصدق فی نقضہ۔ آپ کا یہ کہنا کہ مجھے علم ہے کہ جھوٹ
بول رہا ہے، غلط ہے، علم کہتے ہی یقینی بات کو تو یقین کیسے ہو۔ ہاں بہ احتیاط کر سکتے ہیں
کہ بوقتِ نکاح اس سے حلف لیں کہ طلاق دے چکا تھا۔ اگر وہ حلف اٹھا دیتے تو آپ پر کوئی
گناہ نہیں کہ نکاح کر دیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علیہ وعلی حبیبہ الاعظم
وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ
۲ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

نوٹ: درج ذیل فتوے کا استفتاء فتاویٰ نوریہ قلمی ج ۳ میں موجود ہے لیکن جواب درج نہیں۔ اب یہ فتوے مولانا محمد حسن محب حضور نوری نے مطبوعہ بصورت اشتہار عنایت کیا ہے جو کہ اُس وقت سائل نے طبع کرایا تھا۔ اس فتوے کو مولانا موصوف کے شکریے کے ساتھ شامل کیا جا رہا ہے۔ (مرتب)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے شرع متین اندریں صورت کہ مسمی ... دس سالہ نابالغ بچہ جسے کوئی عقل و شعور نہیں تھی اپنی زوجہ کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟

سائل: مولوی محمد حنیف عاجز
چک ۲۴۳/ ای بی تحصیل و ضلع منٹگمری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

شرعاً ایسے بچہ کی طلاق نہیں ہو سکتی، اگر الفاظ طلاق بولے یا لکھے جب بھی فضول پر لکھوا کر انگوٹھا لگا دے تو اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ایقاع طلاق کا اہل ہی نہیں تو اس کی منکوحہ بیوی اس کی بیوی ہی رہتی ہے اور الفاظ طلاق کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ تمام کتب معتبرہ

فقہ حنفیہ میں اس کی تصریح ہے۔

مبسوط سرخسی ج۶ ص۱۰۴، بدائع الصنائع ج۳ ص۵۹، ہدایہ، فتح القدیر

عنایہ، کفایہ ج۳ ص۳۴۲، درر الحکام ج۱ ص۳۸۰، فتاویٰ سراجیہ ص۴۴، خلاصۃ الفتاویٰ

ج۲ ص۵۰، شرح وقایہ ص۷۰، جامع الرموز ص۳۰۰، ملتقی الابحر، مجمع الانہر، در منتقی ج۱ ص۵۵۴

کنز الدقائق، بحر الرائق ج۳ ص۲۴۹، تبیین الحقائق ج ص۲۰، تنویر الابصار، در مختار، رد المحتار

ج۲ ص۵۱۰، فتاویٰ عالمگیری ج۱ ص۳۴۶ میں ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین

طلاق دے دیں کہا کہ طلاق طلاق طلاق ہے [illegible] سال گزر گئے [illegible]

[illegible] نہ ہوئی۔ اب عرصہ دراز کے بعد دوبارہ [illegible]

کے ساتھ انہوں نے پھر اسی کے گھر میں بٹھادی اور کوئی حلالہ وغیرہ نہ کرایا اور ایک مولوی عبدالجبار نامی بابری پور والے نے فتویٰ دیا ہے کہ جائز ہے۔ اور بہار گاؤں کے زمینداروں نے کہا کہ ہم یہ فتویٰ نہیں مانتے۔ مولانا محمد نور اللہ صاحب بصیرپوری جو فرمائیں گے وہ تسلیم کریں گے۔

حضور والا فتویٰ صادر فرمادیں کہ وہ عورت اس کے گھر بیٹھ سکتی ہے یا نہیں اور جو آدمی اب اس نکاح میں بیٹھیں گے ان کا کیا حال ہوگا؟ فتویٰ صادر فرما کر مشکور فرمائیں۔

کترین: ہم علی اختر خود

دستخط بحروف اردو:

الجواب

اگر اس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو وہ عورت اس پر حلال نہیں جب تک باقاعدہ حلالہ نہ کیا جائے اور عبدالجبار ہمیشہ غلط فتویٰ دیتا ہے اور خود بے دین ہے اس کے فتوے کا کوئی اعتبار نہیں۔ وہ [illegible] اور فتوے مجھے دکھائے جا تو کچھ کہا جا سکتا ہے۔ اور جو لوگ اس نکاح میں بیٹھے ہیں وہ گنہگار ہو سکتے ہیں۔ [illegible] عبدالجبار ان [illegible] رشوت خور [illegible] ایمان ضائع نہ کریں [illegible] دوزخ کے ساتھ

کوئی تعلق نہ رکھیں۔

واللہ تعالیٰ عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و بارک وسلم۔

[illegible]

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد طفیل ولد چراغ دین قوم ڈھڈی ساکنہ [illegible] تحصیل پاکپتن نے اپنی زوجہ مسماۃ وزیراں بی بی دختر نور حسن قوم ڈھڈی ساکنہ [illegible] کو بذریعہ یونین ۱۳ چک نور محمد تین طلاق بذریعہ تحریری نوٹس دی۔ بعد گزرنے میعاد یونین کونسل مذکور نے طلاق مؤثر قرار دے دی اور گزرنے عدت تقریباً [illegible] ماہ عدت کی پنچایت نے زیر نوٹس مدت پر غور کیا اور مسماۃ وزیراں بی بی دختر نور حسن کا نکاح سید محمد ولد محمد علی قوم ڈھڈی ساکنہ سلیماں والا چک کے ساتھ مؤرخہ [illegible] کو کر دیا بغیر حلالہ کے اسی وقت سید محمد سے طلاق حاصل کر لی گئی اور اسی مجلس میں بغیر عدت گزارے پہلے خاوند مسمی محمد طفیل ولد چراغ دین سے نکاح کر دیا لیکن پہلے خاوند نے نکاح ہونے کے وجود ابھی تک اپنی بیوی سے رجوع نہیں کیا اور مسماۃ ابھی اپنے [illegible] رشید محمد [illegible] محمد وغیرہم کے گھر موجود ہے۔

تین طلاق مؤثر ہونے کے بعد آیا بغیر حلالہ یہ نکاح جائز ہے کیونکہ سب ہو
کے ہمراہ ہے۔ تو زینب بی بی کا نکاح کئے جانے بعد وہ تنہائی نہیں دی گئی ہو کہ شرع میں مذہب
حکم صادر فرمایا جاوے۔

سائل: محمد طفیل ولد چراغ دین قوم ڈھڈی
سکنہ ... تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال
تحریر ۸۲-۸-۶

الجواب

ست ... نے ٹھیک کیا۔ وہ عورت بلا حلالہ حلال نہیں ہوتی۔ لوگ یہ غلط
کرتے ہیں، یہ ... کے مطابق ہے کہ یونین کونسل مؤثر قرار دے تو مؤثر ہے ورنہ
نہیں۔ خاوند نے طلاق تین دے دی تو فوراً مؤثر ہو گئی۔
شریعت کے احکام میں کسی صورت کے ماننے سے نہیں بچتے۔ اسی طرح
حلالہ کے لیے ضروری ہے کہ دوسرا خاوند نکاح کے بعد کم از کم ایک دفعہ ہمبستری کرے
پھر طلاق دے اور یہ عدت گزارے تو پہلے خاوند کے ساتھ نکاح ہو گا کما فی صحیح
مسلم ... فی ... عمر ... لعلہ ...

والله تعالى أعلم وصلى الله على حبيبه الأعظم
وبارك وسلم.

حرره [illegible]

١٦ شوال المكرم سنة ١٣٠٢

٨٢ ١٠٤

أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللهِ الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ

بخاری

"حق پر قائم آسان دین ہی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے"

حظر و اباحت

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ؕ

الحشر

"اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو"

الاستفتاء

بحضور فقیہ اعظم پاکستان مفتی ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث و مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف ضلع ساہیوال
پنجاب، پاکستان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ صوفیائے کرام کی محافل ذکر و سماع جہاں تلاوت کلام پاک، نعت خوانی اور تقاریر ہوں، مزامیر کا استعمال نہ کیا جائے اور نماز کی پابندی اور وقت کا پورا خیال رکھا جائے۔ نعتیں اور غزلیں عشق مصطفیٰ اور محبت مشائخ میں پڑھی جائیں، محفل خالصۃً روحانی ہو، ریاکاری اور نمود سے اجتناب کیا جائے، سامعین پر درد و سوز و گداز اور عشق و مستی کا جذبہ طاری ہو اور بعض سامعین کو وجد و حال ہو جائے، بعض رو رہے ہوں اور نعرہ ہائے حق و ہو اور یا رسول اللہ کی آوازیں بلند ہوں، بعض سامعین بیہوشی میں گر پڑیں یا رقص کر رہے ہوں، بعض کی چیخیں نکل رہی ہوں، بے خودی اور بے قراری کے عالم میں بعض واجدین رقص کرتے اور کبھی تالیاں بجاتے ہوں، آیا شرعاً بمطابق مذہب مہذب اہلسنت و جماعت بموافق مشرب مشائخ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ یہ جائز ہے یا ناجائز، حلال ہے یا حرام، ثواب ہے یا عذاب؟ کیا یہ وجد و حال شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ایسی محفل میں شرکت کرنا کیسا ہے اور واجدین پر اعتراض کرنا کیسا ہے؟

دلائلِ شرعیہ سے وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام مع الاکرام

السائل: مولوی محمد نواز احمد امام مسجد بابا فتح شاہ راجہ جنگ تحصیل وضلع قصور

نوٹ: واجدین کی مندرجہ بالا حرکات قابلِ مواخذہ ہیں یا نہیں؟

بقلم خود محمد نواز احمد

۱۲ رجمادی الثانیہ ۱۴۰۲ھ
۸۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

ایسی محافلِ قدسیہ غنیمت ہیں، اگر صورتِ سوال صحیح ہے تو بڑی نعمت ہے باقی بے خودی میں آ کر کسی کا رقص یا تالیاں بجانا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ع بے ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے گرفت تو عقل پر ہے اس میں سائل کو کیا چیز قابلِ اعتراض اور ناجائز نظر آتی ہے، وہابیوں کی پچوں کو کچھ نہ کہیں وہ لوگ تو مجبوراً ایسی حرکتیں کرتے رہتے ہیں قرآنِ حکیم میں ہے وَافْعَلُوا الْخَيْرَ (سورۃ الحج کا آخری رکوع) مگر یہ باقاعدہ تنقید کے ساتھ تحقیق کریں کہ واقعی کسی ریاکاری اور نمود سے مجلس پاک ہو تو پاک پر کیا اعتراض؟

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ ۲۵۔۴۔۸۱

درج ذیل فتوے "فتاوی نوریہ" کے قلمی نسخہ میں درج نہیں ہے۔ یہ فتوے حضرت فقیہِ اعظم قدس سرہ العزیز کی ذاتی لائبریری کی کتاب "البحر الرائق" جلد ہشتم کے ابتدائی خالی صفحات پر حضرت علیہ الرحمہ کے اپنے قلم سے بصورت مسودہ موجود ہے جسے ہم من و عن یہاں نقل کر رہے ہیں۔

(مرتب)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ریشم یا سونے چاندی کی تختی میں تعویذ رکھنا یا ریشمی کپڑے پر تعویذ لکھ کر یا سونے چاندی کے پترے پر کندہ کر کے مرد اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا اجروا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

مرد کو ریشم پہننا اور سونا چاندی استعمال کرنا شرعاً ممنوع و حرام ہے جس کی حرمت پر احادیثِ مبارکہ بکثرت و صراحۃً دال ہیں جن کا استقصار ناممکن، اختصاراً چند ایک تحریر ہیں:

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں
رواہ البخاری[1] و مسلم[2] والنسائی[3] عن عمر وابنہ وابن ماجۃ[4] عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما والنظم من الصحیحین انما یلبس الحریر فی الدنیا من لاخلاق لھم فی الآخرۃ۔

امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم راوی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے ہاتھ مبارک میں ریشم اور بائیں میں سونے کو لے کر ارشاد فرمایا کہ بیشک یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذ حریرا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذھبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال ان ھٰذین حرام علی ذکور امتی رواہ ابوداؤد[5] وابن ماجۃ[6] الا انہ ذکر بدل الیمین الشمال والشمال بدل الیمین ونحوہ ایضا النسائی[7]۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی[8] اور نسائی[9] راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] ج ٢ ص ٨٦٧

[2] ج ٢ ص ١٩٠

[3] ج ٢ ص ٢٩٦

[4] ج ٢ ص ٢٦٤

[5] ج ٢، ص ٢٠٦

[6] ج ٢، ص ٢٢٥

[7] ج ٢، ص ٢٨٤

[8] ج ١، ص ٢٠٥

[9] ج ٢، ص ٢٩٣

علیہ وسلم فرماتے ہیں حرم لباس الحریر والذھب علی ذکور امتی و احل لاناثھم
(حرام کیا گیا ریشمی لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر اور حلال کیا گیا ان کی عورتوں پر)
و النظم عن الترمذی وزاد وفی الباب عن عمر وعلی وعقبۃ بن عامر
وام ھانی وانس وحذیفۃ وعبد اللہ بن عمرو وعمران بن حصین
وعبد اللہ بن الزبیر وجابر وابی ریحانۃ و بن عمرو ابی موسی ھذا
حدیث حسن صحیح۔

امام بخاری حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سونا، چاندی، ریشم، دیباج یہ کافروں کے لئے دنیا میں ہے
اور تمہارے لئے آخرت میں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الذھب والفضۃ والحریر والدیباج ھی لھم فی الدنیا ولکم
فی الآخرۃ۔

امام الائمہ سراج الامہ حضرتِ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مہذب یہی ہے،
قدوری، کنز الدقائق، وقایہ، تنویر الابصار وغیرہا اسفار فقہ میں مصرح ومضطور لا تماد
القدوری[2] ولا یجوز الاکل والشرب والادھان والتطیب فی آنیۃ الذھب والفضۃ
للرجال والنساء (جائز نہیں کھانا اور پینا اور تیل لگانا اور خوشبو لگانا سونے اور چاندی کے
برتنوں میں مردوں اور عورتوں کے لئے)
ہدایہ، تکملۃ البحر، درمختار میں ہے والتحفہ من الذھب والفضۃ باسہ ذلک

۱؎ ص ۲۵۸
۲؎ درمختار ص ۹۵۰

من الاستعمال (اور جو استعمال ہم مثل اس کے ہیں)

شامی، عنایہ، نتائج الافکار میں ہے والنظم من الاخر والبحر هو الاستعمال بای وجہ کان والحلال للنساء من الذهب والفضة هو الحلی فقط وذا ثابت فی موضعہ۔ اور حرام استعمال ہے جس طرح بھی ہو اور عورتوں کے لئے سونے چاندی سے صرف زیور ہی حلال ہے بلکہ اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق و اجماع ہے، نووی علیہ الرحمہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں فحصل مما ذکرناہ ان الاجماع منعقد علی تحریم استعمال اناء الذهب واناء الفضة فی الاکل والشرب والطهارة والاکل بملعقة من احدهما والتجمر بمجمرة منهما والبول فی الاناء منهما وجمیع وجوه الاستعمال ومنها المکحلة والمیل الی ان قال ویستوی فی التحریم الرجل والمرأة بلا خلاف وانما فرق بین الرجل والمرأة فی التحلی الخ

قدوری، کنز، وقایہ، ہدایہ، تنویر الابصار، در المختار میں ہے والنظم من التنویر وشرحہ یحرم لبس الحریر ولو بحائل بینہ وبین بدنہ علی المذهب الصحیح الی ان قال للرجل لا المرأة (یعنی حرام ہے پہننا ریشم کا اگرچہ بدن اور اس کے درمیان حائل ہو مرد پر نہ عورت پر، پس اگر ریشمی کپڑے مثلاً دستار، قمیص، کوٹ، واسکٹ پر تعویذ لکھ کر پہنے اگرچہ بدن کو نہ لگے، حرام ہے اور اگر چھوٹے سے ٹکڑے پر لکھ کر بازو یا گردن میں باندھے یا لگائے تب بھی ممنوع ہے کہ یہ اگرچہ

ص ۱۸۷

ص ۶۹۲

پہننا نہیں مگر اس کا مشابہ ضرور ہے اور اگر جیب وغیرہ میں رکھے تو کوئی حرج نہیں۔
پہننا ہے اور نہ اس کے مشابہ اور ایسے ہی ریشمی کپڑے یا ڈورے میں تعویذ باندھ کر
یا سی کر بازو یا گلے میں باندھنا، لٹکانا ممنوع ہے کہ یہ مشابہ لباس ہے اور اگر جیب میں
رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

تنویر الابصار میں ہے والکیس الذی یعلق[1] "اور مکروہ ہے وہ کیسہ جو
لٹکایا جاتا ہے۔" شامی[2] میں ہے ای یعلقہ الرجل معہ لا الذی یوضع
ولا الذی یعلق فی البیت واحترز بہ عن الذی لایعلق والظاہر فی
وجہہ ان التعلیق یشبہ اللبس فحرم لذلک لما علم ان الشبہۃ فی
باب المحرمات ملحقۃ بالیقین رملی والظاہر ان المراد بالکیس
المعلق نحو کیس التمائم المسماۃ بالحمائل فانہ یعلق بخلاف
کیس الدراھم اذا کان یضعہ فی جیبہ مثلا فانہ لایعلق وفی الذخیرۃ
ولا تکرہ الصلوٰۃ علی سجادۃ من الابریسم لان الحرام ھو اللبس
اما الانتفاع بسائر الوجوہ فلیس بحرام کما فی صلوۃ الجواھر و قررہ
القہستانی وغیرہ الخ (یعنی وہ مکروہ ہے جسے لٹکاتا ہے مرد اپنے ساتھ نہ وہ کہ رکھا جائے
اور نہ وہ کہ لٹکایا جاتا ہے کمرے میں اور قیدِ تعلیق سے وہ حکمِ کراہت سے نکل گیا جسے معلق
نہیں کیا جاتا (بلکہ جیب میں رکھا جائے یا دستار کے پیچ میں مثلاً) اور ظاہر کراہت کی وجہ یہ ہے کہ
لٹکانا پہننے کے مشابہ ہے لہٰذا حرام ہوا کہ قواعد شرعیہ سے معلوم ہے کہ باب محرمات میں شبہہ
حکمِ یقین رکھتا ہے، یہ رملی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے اور ظاہر یہ کہ مراد اس کیس معلق مکروہ سے

[1] ص ۶۰۳
[2] ج ۵ ص ۲۰

وہ کیسہ ہے جس میں تعویذ وغیرہ ہوتے ہیں جسے حمائل کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ گردن
لٹکایا جاتا ہے اور کیسہ دراہم یعنی بٹوا مکروہ نہیں جب کہ اسے جیب وغیرہ میں رکھتا ہو
اور لٹکاتا نہ ہو اور در منتقیٰ میں ہے کہ ریشمی جانماز پر نماز مکروہ نہیں کیونکہ حرام ریشم کا پہننا
ہی ہے اور باقی تمام طریقوں سے برتنا جائز ہے جیسا کہ جواہر کی کتاب الصلوٰۃ میں ہے
اور قہستانی وغیرہ نے اس حکم کو برقرار رکھا واما التشبث بترخیص الزبیر وعبدالرحمٰن
رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی جواز لبس الحریر عند الضرورۃ فلیس بصحیح لاحتمال
الخصوصیۃ بل خصوصیۃ (ثابتۃ) فصرح الشافعیؒ بانہ خص علیہ السلام
الزبیر وعبدالرحمٰن بلبس الحریر لحکۃ فی جسدھما کما فی
التبیین ونقلؒ عن الزیلعی قبلہ بل اقول یجب ان یکون خصوصیۃ
لانہ واقعۃ حال ولا عموم لھا کما نص علیہ فی کتب الاصول والغنیۃ
والفتح [4]

اور اگر عمامے کے پلوؤں یا کوٹ وغیرہ کے شانوں پر مثلاً ریشمی کپڑا جس کا عرض
چار انگل سے زائد نہ ہو، لگالے تو یہ لگانا شرعاً جائز ہے کہ یہ تابع ہے اصل نہیں، شامی میں ہے
فجمیع ذٰلک لا باس بہ اذا کان عرض اربع اصابع وان زاد علی طولھا
کس پر تعویذ ہو یا اب لکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہاں بول و براز کے وقت اتارنا ضروری ہے اور جمیع

---

[1] ج۵ ص ۳۰۸

[2] شامی ج۵ ص ۳۱۱

[3] ص ۵۴۵

[4] فتح القدیر ج۱ ص ۳۴۰

[5] ج۵ ص ۳۰۰

صورتِ مذکورہ عورتوں کے لئے جائز ہے کہ ان کو ریشم پہننا حلال ثابت و درست ہو چکی۔
تختی پتر مذکورہ مرد کو اپنے بازو یا گلے یا جیب وغیرہ میں رکھنا حلال نہیں کہ یہ استعمال ممنوع
ہے اور مرد پر یہ حرام ہے اور دراہم دنانیر یا سیم و زر کی ڈلی یا زیور بغرض حفاظت
اپنے پاس رکھ سکتا ہے کہ یہ استعمال نہیں بلکہ مقصود حفاظت ہے بخلاف تختی و پتر مذکورہ کہ
اس میں مقصود اپنے پاس رکھنا اور استعمال کرنا ہے۔ یہ تحریم عموم احادیث غیرہ و روایات فقہیہ
مذکورہ سے صراحۃً ثابت ہے اور کیس التمائم من الحریر کا جزئیہ جو شامی سے منقول ہوا
اس کا مؤید و مفید ہے کہ سیم و زر و حریر تینوں تحریمہ علی الرجال میں مساوی ہیں پس
اس جزئیہ میں بھی مساوی ہی ہوں گے۔

شامی[1] میں ہے قد استوی کل من الذھب والفضۃ والحریر
فی الحرمۃ فترخیص العلم والکفاف من الحریر ترخیص فیھما من غیرہ
ایضا بدلالۃ المساواۃ اور یہاں جیب وغیرہ میں رکھنا بھی ممنوع بخلاف اول کہ وہاں
صرف پہننا حرام تھا باقی ہر طرح استعمال جائز اور یہاں ہر قسم کا استعمال ممنوع کما مر
کلاھما منصوصین فی ما قبل ہاں اگر عورتیں پتر بہ نیت زیور پہنیں اور اس میں
تعویذ رکھیں یا کندہ کرائیں تو کوئی حرج نہیں کہ زیور ان کے لئے حلال ہے ہاں جیب وغیرہ
میں حرام کہ یہ استعمال سیم و زر بدون طریق زیور ہے اور یہ ان پر بھی حرام کما سمعت۔

نیز شامی[2] میں ہے وقولہ للرجل والمرأۃ قال فی الخانیۃ
والنساء فی ماسوی الحلی من الاکل والشرب والادھان من الذھب و

---

[1] جزء ۵ ص ۳۱۱

[2] جزء ۵ ص ۲۹۸

عصب و معقود بمنزلہ الرحال خ

ہاں ان کا کہنا کہ اس تعویذ کی تاثیر ریشم یا چاندی سونے پر موقوف ہے تو یہ
بوجہ استعمالِ حرام نہیں ہو سکتا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم رواہ البخاری[۱] نیز تعویذ مشابہ دوائے
کہ دوا عند الضرورۃ استعمال کئے جاتے ہیں اور تداوی بالمحرم امام اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے نزدیک ہرگز ہرگز جائز نہیں جس کے شاہدِ عدل نصوصِ کتبِ مذہب ہیں۔
بحر الرائق و در المختار وغیرہما میں ہے[۲] واللفظ من البحر ولا یخفی ان
التداوی بالمحرم لایجوز فی ظاہر المذہب وکذا فی کراہیۃ الشامی
عن نہر المنتقی۔ بحر الرائق میں ہے[۳] یعمل بما صح من المذہب۔ بحر الرائق و
شامی میں ہے یحل الافتاء بل یجب بقول الامام وان لم نعلم من این
قال۔ فتاوی امام فقیہ النفس قاضی خان، بحر الرائق، عالمگیری، سراجیہ، در المختار وغیرہا میں ہے
یفتی بقول الامام علی الاطلاق نیز ان اشیاء کی حرمت متیقن اور قول عامل غیر متیقن بلکہ
اس تعویذ کے علاوہ کوئی دوسرا تعویذ یا علاج وحیلہ غیر محرم مظنون اور قاعدۂ مقررہ شرع مطہر ہے
کہ الیقین لایرتفع بالشک صرح بہ فی الھندیہ والغنیۃ وغیرہا۔
بحر الرائق و شامی میں ہے[۴] النظم لہ لان المرجع فیہ الاطباء
وقولھم لیس بحجۃ حتی لو تعین الحرام مدفعا للہلاک یحل

---

[۱] ج ۲ ص ۸۴۰

[۲] بحر رائق ج ۱ ج ۲۲۲

[۳] ج ص ۷۰

[۴] : ص ۵۶

بالميتة والخمر عند الضرورة اور جو حکم مرد و عورت کے استعمال کا ہے وہی حکم لڑکے کے پہنانے کا ہے۔ قدوری، کنز الدقائق، تنویر الابصار، در مختار وغیرہ اسفار فقہ میں موجود۔ والنظم من الدر ومتنه وكره الباس الصبي ذهبا او حريرا فان ما حرم لبسه وشربه حرم الباسه وشربه۔ شامی میں ہے لان النص حرم الذهب والحرير على ذكور الامة بلا قيد البلوغ والحرية والاثم على من البسهم لانا امرنا بحفظهم ذكره التمرتاشي ولا فرق بين الذهب والحرير وبين الفضة في الحرمة فتثبت۔ والله ورسوله اعلم وعلمه اتم واحكم جل جلاله۔ وصلى الله تعالى عليه وسلم۔

حررہ الفقیر محمد نور اللہ الحنفی القادری النعیمی نور اللہ قلبہ وقبرہ وغفر ذنوبہ

۳۰ ربیع الاول شریف [illegible]

لہ: ۵ ص ۳۸

إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ
إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوْا۔ (بخاری)

بے شک یہ دین آسان ہے اور جو بھی دین میں سختی سے
کام لے گا دین اس پر غالب آجائے گا۔ اس لئے میانہ روی اختیار کرو

متفرقات

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک چیزیں حلال کرتے اور
ناپاک چیزیں حرام کرتے ہیں۔

مُتفرقات

الاستفتاء

بخدمت اقدس حضرت رئیس المحدثین شیخ التفسیر والحدیث
شیخ الحدیث محدث عرب و عجم مفتی اعظم پاکستان شمس العلماء حضرت
مولانا الحاج الفقیہ الاعظم ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی اشرفی القادری مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج مبارک! بعد از دعائے درازی عمر بندہ ایک مسئلہ کے ساتھ حاضر خدمت ہے۔

مسئلہ: موضع ساہوکا تحصیل بوریوالہ ضلع وہاڑی میں گنا کی روح شیرہ کے دو ڈرم بھرے ہوئے رکھے تھے، کھانڈ بنانے کے لئے ان ڈرموں میں سے دو چوہے مردہ برآمد ہوئے ہیں، اب اس شیرہ کا پاک کرنا مقصود ہے، وہاں ایک مولوی صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ گڑ بنالو اور پھر کھانڈ بنالو، بس پاک ہے لیکن وضاحت طلب امر ہے

کہ ایسے کس طرح پاک ہوں لہذا التماس ہے کہ مختصر جواب سے نوازیں، آپ حضور کی مہربانی ہوگی

السائل: سید محمد عبد الغفار شاہ

متعلم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

خطیب موضع ساہوکا ضلع وہاڑی

۲۵۔۳۔۸۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللہم اجعل لی نورا وصوابا

یوں پاک نہیں ہوگا بلکہ پاک کرنے کی یہ صورت ہے کہ پاک شیرہ ان ڈرموں میں اور پلٹا جائے کہ وہ اوپر سے بہہ جائیں تو پاک ہو جائیں، تھوڑا سا بہنا بھی کافی ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ ان ڈرموں کو ایک پرنالے میں پلٹا جائے جبکہ پاک شیرہ بھی پرنالے میں پلٹا جائے یوں کہ پاک شیرہ بہنے کی صورت میں پلید شیرہ یوں پلٹا جائے کہ پلید کا دھارا پاک بہتے ہوئے شیرہ کے اندر پڑے تو جمع شدہ سب شیرہ پاک ہو جائے گا کچھ بھی ضائع نہ ہوگا مگر یہ احتیاط رہے کہ بہتے ہوئے پاک شیرہ میں سب پڑے، ایک قطرہ بھی الگ نہ پڑے ورنہ سب پلید ہو جائے گا، شامی، فتاوٰی رضویہ وغیرہ۔

واللہ تعالیٰ عزوجل و صلی اللہ علی حبیبہ الاعظم

منفرقات

وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

محمد لطفیہ ٹیرٹونز ڈ تکمیل عزمنہ

۲۸ رجواثبات وسنہ ۱۴۱۲ھ

۵ . ۳ . ۹۲

الاستفتاء

بنظرِ شرف نگاہ حضرت فقیہ اعظم محدث بانی دارالعلوم حنفیہ رضویہ بصیرپور

درخواست برائے فتویٰ

جناب عالی۔ مؤدبانہ گزارش حسب ذیل ہے:

۱. یہ کہ سائل کا ملکیتی بیل مورخہ ۹ . ۸ . ۲ کو قضائے الٰہی مر گیا اور اس کو وقت پر ذبح نہ کیا جا سکا بلکہ حرام ہو گیا۔

۲. یہ کہ بعد ازاں سائل نے اس حرام بیل کا خود چمڑا اتار کر فروخت کر دیا۔

۳. یہ کہ بعد ازاں مسمّی عبدالرشید ولد ... موضع ... نے سائل کا حقہ پانی بند کروا دیا کہ ان کے ساتھ ... اور لین دین بند کر کے قطع تعلق کر دی جائے کیونکہ انہوں نے خلاف حکم شریعت حرام بیل کا چمڑا اتارا ہے۔

۴. یہ کہ ان حالات میں سائل اور گھر کے دیگر افراد کو سخت کوفت کا سامنا ہے لہٰذا درخواست استدعا کرتا ہوں کہ اس کے لئے احکام شریعت کیا ہے اور سائل کو

کیا کرنا چاہیے؟ نوازش ہوگی۔

المرقوم ۷.۸.۸۱

عرضی

بندوی محمد دین ولد جمیل ذات موچی ساکن موضع دوبارام تحصیل دیپالپور

محمد دین ولد جمیل

عالم علی ولد ولی محمد گواہ

منصب علی ولد ظہور خاں گواہ

جمال ولد سلطان گواہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

مردہ بیل کا چام اتارنا جائز ہے اور کچا یوں ہی فروخت کرنا جائز نہیں رنگ کر کے فروخت کیا جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ اس کے مالک نے اس کے چام کے ساتھ نفع کیوں نہیں اٹھایا! بخاری شریف ج ۲ ص ۸۳۰ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بشاۃ میتۃ فقال ھلا استمتعتم باھابھا قالوا انھا میتۃ قال انما حرم اکلھا۔ اور اس مضمون کی بکثرت صحیح حدیثیں صحاح ستہ وغیرہ میں ہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے قاعدہ بیان فرمایا کہ مردار کا گوشت یا پوست کھانا حرام ہے چام سے نفع اٹھانا حرام نہیں لہٰذا فقہاء کرام نے یہی فرمایا کہ کچا چام رنگنے سے پاک ہوجاتا

نوٹ: درج ذیل فتوے کا استفتاء دستیاب نہیں ہو سکا۔

مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

عزیزی مولانا منظور احمد صاحب ربانی نوری سلمہ ربہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ:

ماہ رمضان المبارک میں آپ کا خط آیا مگر ادر بھی کافی ڈاک کا کام تھا لہٰذا جواب جلدی نہ دے سکا۔ یہ مسئلے فقہ حنفی کی بہت کتابوں میں ہیں کوئی کتاب ضرور خرید لو۔

۱۔ صبح طلوع ہونے کے بعد نفل مکروہ اور ناجائز ہیں صرف فجر کی سنتیں پڑھ سکتا ہے، تنویر الابصار در المختار شامی کے ج ۱ ص ۳۴۹ میں ہے (وکذا) الحکم من کراھۃ نفل (الیٰ ان قال) (بعد طلوع فجر سوی سنتہ) اور ج ۱ ص ۳۴۸ شامی میں ہے والکراھۃ ھنا تحریمیۃ ایضا کما صرح فی الحلیۃ۔

۲۔ چھترا بکرا دنبہ قربانی کے لئے سال بھر کی عمر کا ہو البتہ صرف دنبہ کا شش ماہہ بچہ بڑا موٹا تازہ جو سال بھر والوں میں مل جائے جائز ہے، باقی بکرا چھترا سال کے ہی ہوں شامی ج ۵ ص ۲۸۱ میں ہے (قولہ من الضان) ھو ماله الیۃ منح قیدبہ لانہ لا یجوز الجذع من المعز وغیرہ بلا خلاف

كما في المبسوط يعنی بکری دار سال سے کم عمر سب اور بکری وغیرہ

بکرا وغیرہ بلا خلاف سال سے کم عمر جائز نہیں اور یونہی درگئی کی تا پسندیدہ سب

۲. حلال جانور ذبیحہ کا پھیپھڑہ جائز و حلال ہے۔ اور کچھ سے ناجائز ہیں بکرو بکری یا

چنانچہ تنویر الابصار در المختار شامی جزء ۵ ص ۲۵۶، ۲۵۷ میں سب نے عبارت موجود

ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ذبیحہ جانور کے سات حصے ناجائز اور مکروہ تحریمی ہیں

اور باقی جائز ہیں، ان سات میں کپورے ہیں اور پھیپھڑہ نہیں لہٰذا پھیپھڑہ جائز ہے

اور دلیل میں حدیث شریف اور آیت قرآن کریم بھی ہے۔

بہر حال یہ مسائل بڑے ہی واضح ہیں۔ باقی چک والوں کا نہ جاننا یہ کوئی عیب

نہیں، وہ بیچارے تو بہت سے مسائل نہیں جانتے، بے عمروں کو پیار و محبت سے

سمجھایا کریں، ربانی عالم کا یہی طیرہ ہوتا ہے والتفصيل في الفتاوى

النورية وغيرها۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو کتابیں عطا فرمائے اور مطالعہ اور مفہوم تک

پہنچنے کی توفیق بخشے اور اپنے پاک گھر کا حج اور دربار صاحب لولاک صلے اللہ علیہ وسلم کی

زیارت ایمان و اخلاص اور قبول خاص سے عطا فرمائے۔ میرے لئے بھی دعا کرتے رہیں

ہوائی جہاز سے حاضری کی درخواستیں دی ہوئی ہیں، شوال المکرم کے آخیر میں ہی

انشاء اللہ تعالےٰ روانگی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ دین متین کی صحیح خدمت اور محبت خاصہ عطا فرمائے

اور استقامت والا بنائے۔ والسلام

دعاگو: حررہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ بانی و مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال بقلم خود

۱۰ شوال المکرم ۹۰ھ ۱۲۰۹ء

نوٹ: جب ملنے آئیں تو یہ نقشے ساتھ لائیں کہ فتاویٰ پر نقل ہو جائے۔ اللہ یغفرلہ

الاستفتاء

۴۸۶

قبلہ و محترم جناب مولانا ابوالخیر صاحب

السلام علیکم : مزاج شریف :

حامل رقعہ ہذا کا وراثت کا جھگڑا ہے ۔ آپ کرم فرماتے ہوئے کس کس کا حصہ درثاء کا حصہ تحریر فرمادیں ، بے حد نوازش ہوگی ۔

سوجا

محمد علی (فوت) ، چراغ دین ، نعمت دین ، جلال دین فوت ، شہباز ، فتح بانو

محمد علی (فوت) :

نذر محمد ، محمد شریف

جناب عالی :

ان میں سے جلال دین فوت ہوگیا ہے جس کی وراثت باقی ہے آپ ان کے

حصے بنا کر بھیج دیں ۔ بے حد مہربانی ہوگی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور و الثبوت

سائل نے زبانی بیان کیا کہ سوجاں کی بیوی سے نامعلوم وری ہے
جہاں دین کے وارث صرف تین بھائی ہیں اور ایک بہن فتح بانو سرسات سے ہے
دو دو حصے بھائیوں کے اور بہن کا ہے حصہ

جلال دین مسئلہ وتصحیح ۷ سات

فتح بانو بہن	شہباز	فتح دین بھائی	چراغ دین
۱	۲	۲	۲

محمد علی جو پہلے فوت ہوا محروم ہے تو اس کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا کما ذکرہ
فی الحدیث الشریف والسراجی وغیرھا من کتب الفقہ
واللہ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ بیدہ
از بصیر پور ضلع اوکاڑہ
۷ جمادی الاولیٰ
۱۳ ۔ ۲ ۔ ۲۳

درج ذیل مسئلہ حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کی پرانی ڈائری کے ایک ورق جس پر
مورخہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ / ۱۶ فروری ۱۹۴۷ء کی تاریخ ثبت ہے بصورت مسودہ
تحریر ہے۔ یہ استفتاء فتاویٰ نوریہ کے قلمی نسخہ میں درج نہیں ہے (مرتب)

الاستفتاء

اشجار عظیمہ جو عموماً قبرستانوں میں ہوا کرتے ہیں جو ابعد زرد وقف اراضی پیدا ہوں اور
کوئی خاص لگانے والا معلوم نہ ہو تو آیا ایسے درختوں کو مدارس اہل السنت والجماعت مستعمل کر سکتے ہیں؟

الجواب
اللہم اجعل لی النور والصواب

حسب تصریحات مشائخ عظام حنفیہ ایسے درخت وقف مطلق کا حکم رکھتے ہیں۔
فتاویٰ قاضیخان ص ۲۴، فتح القدیر ج ۵ ص ۴۴۵ بحر الرائق ج ۵ ص ۲۵۴ میں ہے ونصہ
من مقبرۃ ... و شجر ... فی الحکم کلہ وقف" کہنے سے
واضح ہوتا ہے کہ تعمیۃ وقف اور نکارت کلمۂ وقف سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص وقف مقبرہ
کے حکم میں بھی نہیں بلکہ بہ قید وہ عام وقف کے حکم میں ہے وہ حسب القواعد الوقف مرضیہ
تو قاضی حسب صوابدید مصارف خیر و وقف میں سے جہاں چاہے لگا سکتا ہے کتب نحو میں
اور فتاویٰ عالمگیری کے ج ۲ ص ۱۳۵ میں وقفات ... سے ہے ...
... بجلوی ساکت ...

سے ... فتح القدیر ... بحر ... مستلزم ... ہوتا ہے کہ وہ ... تعلق المقبرۃ ...

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم ہم نے کلمہ پڑھ کر صوبا ماچھی کو چک سے نکالنا ہے۔ تمام مسلمانوں نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مجلس کو برخواست کیا اور صوبا ماچھی کو جواب دے دیا کہ تم چک سے نکل جاؤ۔ کچھ دنوں کے بعد صوبا ماچھی نے مذکورہ ڈیرے سے معافی مانگ لی اور انہوں نے معافی دے دی۔ کیا کلمہ طیبہ پڑھنے سے کوئی کفارہ عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

صدق دل سے کلمہ شریف پڑھنا گناہوں کو بلکہ کفر کو بھی مٹا دیتا ہے تو صرف کلمہ شریف پڑھنے پر کفارہ کس طرح عائد ہو؟ ہاں اگر کلمہ شریف قسم کی نیت سے پڑھے اور پھر اس قسم کا حنث کرے تو اس صورت میں حنث ورزی کے سبب کفارہ لازم ہو گا اور اگر قسم کی نیت نہیں تھی بلکہ مجلس میں صوبا ماچھی کو نکالنے کا فیصلہ ہو گیا اور مجلس برخواست ہونے کے وقت تمام مسلمان ثواب کے لئے کلمہ شریف پڑھ کر اٹھے تو پھر کفارہ نہیں پڑ سکتا کہ مسلمان ثواب کے لئے ہمیشہ کلمہ شریف پڑھا ہی کرتے ہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا نام مسلمان ہمیشہ لیا کرتے ہیں مگر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا قسم نہیں بنتا بلکہ جب قسم کا ارادہ ہو اور کوئی قسم کا حرف یا صیغہ موجود ہو تو قسم بنتا ہے

اور یہ سوال بھی صحیح نہیں ہے، اس کی دوسری سطر کا کوئی واضح معنے نہیں۔ یہ ظاہر نہیں ہوا کہ یہ لفظ کس طرح اور کس وقت بولے گئے اور کس نے بولے؟ لہٰذا خوب غور کرلیں اگر مسلمانوں نے صرباچھی کے نکالنے پر قسم اٹھانے کے لئے کلمہ شریف پڑھا ہے تو کفارہ پڑے گا کہ جب صرباچھی کو نہیں نکالا تو قسم ٹوٹ گئی اور صرف ثواب کے لئے کلمہ شریف پڑھنے پر ہرگز ہرگز کفارہ نہیں پڑتا، کفارہ تو گناہ پر پڑتا ہے اور قسم توڑنا بھی گناہ ہے مگر کارِ خیر اور ثواب پر کفارہ نہیں پڑتا۔

فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۱۸۲ میں ہے ولو قال لا الٰہ الا اللہ لا افعل کذا لیس بیمین الا ان ینوی یمینا اور شامی ج ۳ ص ۹۰ میں ہے لا الٰہ الا اللہ افعل کذا لیس بیمین الا بالنیۃ قرآن کریم پ ۲ ع ۱۲ میں ہے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ اور پ ۷ ع ۲ میں ہے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ۔

واللہ تعالٰی اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

الاستفتاء

از اوکاڑہ
۹ شوال ۱۳۹۵ھ

جناب مولانا مولوی نور اللہ صاحب دام عنایتکم

متفرقات

السلام علیکم!

گزارش ہے کہ اگر کوئی بدبخت نابالغ گائے یا بھینس وغیرہ سے بدفعلی کرے تو کیا دودھ نوش کریں یا نہ کریں یا ذبح کریں یا نہ کریں یا ذبح کرکے نہ کھائیں یا برائے مہربانی بمع حوالہ اور تحقیقات سے اس مسئلہ صحیح جواب لکھ دیں تاکہ تسلی ہو جائے عام کو۔

احقر محمد خضر المعتصم خود زنوبارہ

۱۰ رشوال ۹۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللّٰھم اجعل لی نوراً وصواباً

اولاً تحقیق کرنا ضروری ہے کہ یہ فعل شنیع شہادتِ عادلین سے شرعاً حجت پر ثابت ہے یا نہیں عموماً عوام محض شبہ یا نیم رؤیت تک سے کہہ دیا کرتے ہیں اور خبرِ واحد پر ہی معتمد ہو جایا کرتے ہیں اور جب یہ فعلِ شنیع حق الثبوت ثابت ہو جائے تو حکم یہ ہے کہ حیوانِ مفعول بہ اس فعلِ بد کی وجہ سے حرام نہیں ہوتا۔ اس کے منافع بدستور سابق رہتے ہیں کہ حلتِ منافع کا ثبوت قرآن کریم کی نص صریح سے ثابت ہے ارشاد ہوتا ہے نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ جب تک حرمتِ منافع نصِ صریح مخصص یا ناسخ سے ثابت نہ ہو تو اس کو حرام نہیں کہہ سکتے اس کے منافع بلا شک و شبہ حلال و جائز الاستعمال ہیں اور وہ حدیث حضرت ابن عباس ر

رضی اللہ عنہما جو سنن ابی داؤد و ابن ماجہ میں ہے جس میں فاقتلوہ واقتلوا البہیمۃ وارد ہے۔

اولاً ترمذی علیہ الرحمہ نے اس سے پچھلی حدیث کو ھذا اصح من الحدیث الاول والعمل علی ھذا عند اھل العلم الخ فرمایا ہے اور ابوداؤد نے بھی اس کی تضعیف کی ہے تو اس سے حلت ثابتہ بالقرآن کی تخصیص یا نسخ نہیں ہو سکتی۔

ثانیاً اقتلوا البہیمۃ سے تحریم بہیمہ سمجھنا نہایت ہی بعید ہے کہ لا یحمل علی اولی نیعنی البتہ ہمارے ائمہ کرام اور فقہاء عظام کے نزدیک اس کا ذبح مستحسن و مندوب ہے اور وہ بھی صرف اس لئے کہ اگر اس کو ذبح نہ کیا جائے تو جب تک لوگ اس جانور کو دیکھیں گے اس عیب کو بیان کریں گے، اس میں فاعل کو بار بار شرمندگی اٹھانی پڑے گی، ذبح کرنے سے عنقریب بند ہو جائے گی۔ ہدایہ، عینی علی الکنز، بحر الرائق وغیرہا میں ہے، والذی یروی انہ تذبح و تحرق فذلک لقطع التحدث بہ ولیس بواجب اور احراق دابہ غیر ماکول ہو تو ہے ورنہ کھایا جائے۔ فتح القدیر، کفایہ، عینی علی الکنز، بحر الرائق وغیرہا میں ہے والنظم من الاول ... و ... لا تؤکل ضمن ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كل واحد من عند ابی حنیفة صاحب الرحمة ... تعزیر زدو کوب
کیا جائے تاکہ آئندہ یہ فعل شنیع کے ارتکاب کرنے کی جرأت نہ کر سکے فقہ
علیہم الرحمة والرضوان هذا ما عندی من العلم.
والله تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ
علی حبیبنا وآلہ وصحبہ وحزبہ اجمعین.

محمد مفتی ... نعیمی غفرلہ

... شوال ... ھ

الاستفتاء

بخدمت اقدس استاذ العلماء بانی دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور

بابت جاری فرمانے فتاویٰ

قبلہ و کعبہ! حسب ذیل معروض یہ کہ فتاویٰ جاری فرمانے کے لئے عرض کرتا ہوں:

۱. یہ کہ سائل موضع ۶.ڈی/۹ تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال کا رہائشی ہے۔

۲. یہ کہ مورخہ ۲۰.۸۰، ۲۳.۲۰.۸۰، ۲۴ کو سائل کے حقیقی بھائی مسمے جہانگیر ولد اسمٰعیل جو کہ
زبان سے گونگا ہے، وہ شب کے وقت کیا دیکھتا ہے کہ مسمے امیر حمزہ بنت ... کی
بکری بھینس سے بدکاری کا مرتکب ہو ...

۳۔ یہ کہ مسمی جہانگیر گونگا مذکور نے اشارے سے مجھے اطلاع دی۔

۴۔ یہ کہ بعد ازاں سائل کے حقیقی چچا نے اس سے دریافت کیا تو اس نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ گونگا مذکور محض جھوٹ بولتا ہے۔

۵۔ یہ کہ ازاں بعد مسمی میر حمزہ چاہ سے بھاگ کر اپنی والدہ کے پاس آیا اور اس نے والدہ سے کہا کہ یہ مجھ پر ناجائز تہمت لگائی جا رہی ہے، میں اس میں بے گناہ ہوں۔

لہٰذا دست بستہ معروض ہوں کہ مندرجہ امور کی نسبت فتوے جاری فرما کر مشکور فرمایا جاوے، نوازش ہوگی۔

المرقوم مورخہ ۲۳ ماہ فروری ۱۹

خادم: محمد امیر ولد ... قوم ... ساکن موضع ... تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللّٰہم اجعل لی نوراً و صواباً

تعزیر [illegible] ہے کیونکہ شرعاً دو گواہ ضروری ہیں [illegible]

[illegible] اور ایک ہے وہ بھی گونگا ہے اور گونگا کی شہادت جائز نہیں

فتاوی عالمگیری ج ۳ ص ... میں ہے لا [illegible] بعدم شا

کما فی [illegible] ہے و [illegible]

بالذوق اور شامی ج ۳ ص ... میں ہے [illegible]

بالاجماع لفقہاء۔

[illegible]

حررہ المفتی [illegible]

الاستفتاء

[illegible]

الجواب

[illegible]

بے شک وشبہ وہب نکاح کرسکتا ہے [illegible] جلد ۲ [illegible]

[illegible] جلد ۲ . بحر الرائق صفحہ [illegible] جلد ۳ . شامی صفحہ ۲۹۰ جلد ۲ میں [illegible]

حمل ہو گیا ہے۔ اس کا نکاح پڑھنا درست ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ نکاح جائز نہیں۔ از راہِ کرم اپنے شرعی حکم سے مطلع فرمائیں

نوٹ: میں نے ماہنامہ رسالہ آستانہ دہلی [illegible] نمبر ۵۶ میں حضرت الحاج مولانا [illegible] صاحب [illegible] کا جواب استفتاء یہ جواب ہے۔ اگر حمل اسی شخص کا ہے جس سے نکاح [illegible] تو صحبت بھی کر سکتا ہے۔ اگر دوسرے سے زنا [illegible] جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے [illegible] صحبت حاصل نہیں کر سکتا۔ از راہِ کرم کوئی معتبر کتاب کا حوالہ [illegible] فرمائیں۔

خیر [illegible] نمبر [illegible]
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حمل زنا غیر ثابت النسب [illegible] قال اللہ تعالیٰ [illegible]

دیکھو ہدایہ اولین صفحہ ۲۹۰ فتاویٰ عالمگیری صفحہ [illegible] جلد ۲ درمختار ردالمحتار صفحہ [illegible] جلد ۲ میں ہے۔

وصح نکاح حبلیٰ من زنا [illegible] لا حبلیٰ من غیرہ [illegible]

پھر زانی ہی سے نکاح ہو تو قربت بھی کر سکتا ہے ورنہ قربت [illegible] تا وضع حمل حرام ہے [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ

۱۲ صفر المظفر ۱۳۷۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

اللھم اجعل لی النور والصواب

مکتوب

چند ایام گزرے کراچی سے حضرت مولانا قاری رضاء المصطفیٰ صاحب اعظمی خطیب نیو میمن مسجد کراچی کا گرامی نامہ آیا کہ بہار شریعت مطبوعہ لاہور میں کافی اغلاط ہیں اور وہ اپنے اہتمام سے طبع کرانا چاہتے ہیں اور میرے متعلق لکھا کہ سنا ہے کہ بعض مقامات پر اعتراضات کئے ہیں تو وہ کیا ہیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ تحدی کی حد تک مندرجات ہوں کہ کسی کو کسی مسئلہ پر اعتراض کا موقع نہ مل سکے تو جواباً معروض کہ تحدی کی حد تک والی بات تو میں کیا عرض کروں کہ صحت کا اہتمام تو نہایت مبارک ہے مگر تحدی والی بات مخدوش ہے کیونکہ عالیجناب حضرت قبلہ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے در المختار اور رد المحتار پر بڑا اعتماد فرمایا ہے اور در المختار کے اوائل میں مؤلف علیہ الرحمہ نے خود فرمایا ویابی اللہ العصمۃ لکتاب غیر کتابہ۔ اور رد المحتار ج ۱ ص ۲۶،۲۵ میں اس کی شرح میں فرمایا و ھذا اعتذار منہ رحمہ اللہ تعالی ای ان ھذہ

الکتب وان کان مشتملا علی ما حرره الشیخ من التحقیقات المذکورۃ لکنہ غیر معصوم ای غیر مصون من وقوع الخطا والسہو فیہ فان اللہ تعالیٰ لم یخص بہذہ العصمۃ کتابا غیر کتابہ العزیز الذی قال فیہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وغیرہ من الکتب قد یقع فیہ الخطأ والزلل لانہا من تألیف البشر والخطأ والزلل من شعارہم الخ وقد قال اللہ تعالیٰ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔

یہ محض نصحاً للہ تعالیٰ عرض کیا ہے، باقی بہار شریعت پر اعتراضات تو میری کیا جرأت کہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی وہ مقبول تالیف مبارکہ جو تقریظ مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ سے آراستہ ہو! حضرت میں ایک کم علم طالب علم ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں البتہ بعض مسائل کے متعلق اتفاقیہ کوئی بات ہوئی ہو تو ہو سکتا ہے۔ عرض کئے دیتا ہوں خود غور فرمالیں:

ا۔ باب الجمعہ کے اواخر میں ہے کہ حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا جمعہ کے بعد افضل ہے تو اس پر عرض ہے کہ یہ صاحب در المختار کے اتباع میں فرمایا جو قبیل باب العیدین فرمایا الافضل حلق الشعر وقلم الظفر بعدها علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اس کی شرح میں فرمایا ج ص ۷۷۲ قولہ بعدہا أی فی التتارخانیۃ ویکرہ ... قص الظفر ... یوم الجمعۃ ... معنی التحجر ... قبل ان یفرغ من الحج عن محظورات ...

ں پر حاشیہ شامی پر تقریر نے لکھا ہے قولہ ویعین السلام

لعل الاوجه لبس شيء ولا يكره الاغتسال لمريد الاحرام

والتطيب ولبس المخيط والجماع وستر الرأس بالعمامة

و مسنونه وعمر دمت ما هو سوء الترتيب و مستحب وقد

قال في ... ج ص ٢٠ و لبس الاحرام ...

سكوت لسعيه عن حسن وصف ورد من حسن وصف

بدائع و ... في ج ٥ ص ٣٥٧ -

درمختار کے قول وسنت بعد الصلوۃ نصر کی شرح میں فرمایا ی

لیاتی سنة الصلوة وهو مجمل لم يذكره فرمایا عدیث

قول وقد جاء في حديث البخاري في باب الدعاء ... مراديه

وبصيره ... ظاهر وقد قال العيني في شرحه ج ٢ ص ...

والمراد ... ولبس الطهر ...

وقد ذكر شرح القسطلاني والكرماني وابن حجر وسمع ...

وحده ... الشيخ ... وذكره ... الشيخ ... عليه ...

في سعة ... ص ... وان ... المصنف ...

من المصنف ... اہل ہمہ بروز جمعہ سنت است ... قال ...

... قال في ... ص ٢٣٠ قال المطهر ... بالطهر

... ولا ...

.. بعض کے گذشتہ بحث کی تردید کا جو نیچے الہ دو مختار رحمہ کے حاشیہ پر درمختار میں ہجر

کی عبارت ... ص ٢١ ...

نصاب، هو مالك الف ... فيه ... لا سيما ... من نحو
وغيره بلا خلاف كما في [illegible] نیز دیکھئے فتاویٰ [illegible] ج ۲
ص ۱۹۴ میں اور شرح وقایہ ج ۱ ص [illegible] میں ہے۔

تراویح تنہا پڑھی اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھنے [illegible] مختار ہے
ہے جیسا کہ [illegible] ہے بلکہ [illegible] شامل [illegible]
ہے ہمیں عام نمازیوں کی جماعت تو بھی شامل ہے [illegible]
اشارہ کیا [illegible] نے تشریح کردی۔ [illegible] مجھے باقاعدہ [illegible]
نہیں ہے میرے پاس اتنا وقت بھی نہیں۔ اب بھی آپ کے [illegible] جواب [illegible]
[illegible] کی بنا پر [illegible] ہوں۔ [illegible]

محمد [illegible]

۹.۵.۸۰

فهارس

فہرست آیاتِ مبارکہ

نمبر شمار	آیت مبارکہ	حوالہ جات	صفحہ
۱	قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ	مائدہ	۰۳
۲	قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ	مومن	۱۳
۳	أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ	بقرہ	۱۲، ۲۵۳
۴	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ	انبیاء	۱۳، ۲۳۲، ۲۵۹
۵	فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ	شوریٰ	۷۳
۶	وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا	نساء	۹۷، ۱۰۳
۷	وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ	آل عمران	۹۷
۸	عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ	جن	۸۴
۹	وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ	تکویر	[illegible]

شماره	آیات مبارکه	نام سورت	صفحه
	[illegible]		
	[illegible]	[illegible]	۸۰
	[illegible]	[illegible]	۸۶
۲	[illegible]	[illegible]	۸۹
۱۳	[illegible]	[illegible]	۸۹
۴	[illegible]	[illegible]	۸۹
۵	[illegible]		
	[illegible]	[illegible]	۹۰
۷	[illegible]	[illegible]	۹۲
۸	[illegible]	[illegible]	۹۲
۹	[illegible]	[illegible]	۹۶
۱۹	[illegible]	[illegible]	۹۹
۲۰	[illegible]	[illegible]	۹۹
۲۱	[illegible]		
	[illegible]	[illegible]	۹۹
۲۲	[illegible]		
	[illegible]	[illegible]	۹۹
۲۳	[illegible]	[illegible]	۹۹
۲۴	[illegible]	[illegible]	۹۹

[illegible]

٢٠ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ

٢١ وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ

٢٢ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا
فِيهَا

[illegible]

نمبر شمار	آیات مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۳۷	إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ۔	الزخرف	۱۱۱
۳۸	لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ۔	"	۱۱۱
۳۹	وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ۔	"	۱۱۱
۴۰	وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ۔	"	۱۱۱
۴۱	وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ الآية	فاطر	۱۱۱
۴۲	وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا۔	"	۱۱۱
۴۳	فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ۔	المؤمن	۱۱۳
۴۴	إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۔	فرقان	۱۱۳
۴۵	سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ	ابراہیم	۱۱۳
۴۶	وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ الآية	الاسراء	۱۲۳
۴۷	إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ۔	الحجرات	۱۲۳
۴۸	وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ الخ	النساء	۱۲۹
۴۹	وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ الخ	الحدید	۱۲۹
۵۰	لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ	الانبیاء	۱۳۱

صفحہ	نام سورۃ	آیات مبارکہ	نمبر شمار
۳۳	الشعراء، ۱۹	وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ.	۵۱
۳۳	الطور ۲۷	وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا الاٰية	۵۲
۳۳	البقرۃ ۱	وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ الاٰية	۵۳
۳۴	الفجر ۳۰	يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ.	۵۴
۳۴	" ۳۰	اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً.	۵۵
۳۴	" ۳۰	فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ. وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ.	۵۶ ۵۷
۳۴	الواقعۃ ۲۷	فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ.	۵۸
۳۴	" ۲۷	فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ.	۵۹
۱۳۵	القمر ۲۷	كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ.	۶۰
۱۳۵	الاحزاب ۲۲	اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ الخ	۶۱
۳۵	المجادلۃ ۲۸	لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الخ	۶۲
۱۳۶	الممتحنۃ ۲۸	لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ الخ	۶۳
۳۶	طٰہٰ ۱۶	مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى.	۶۴
۳۶	النجم ۲۷	مَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى.	۶۵
۳۶	البینۃ ۳۰	يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً.	۶۶
۳۷	فاطر ۲۲	جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ	۶۷

نمبر	آیات مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
۶۸	ومن شیء معلوم۔	بنی اسرائیل ۳۲	۱۶۴
۶۹	فالمدبرات امرا۔	النازعات ۵	۱۷۰
۷۰	ان اللہ علی کل شیء قدیر۔	البقرۃ ۲۰	۱۷۰
۷۱	لیعلم اللہ من ینصرہ ورسلہ بالغیب۔	الحدید ۲۵	۱۷۰
۷۲	یا ایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریین الخ	الصف ۱۴	۱۷۰، ۲۴۴
۷۳	فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ۔	الاعراف ۱۵۷	۱۷۰، ۲۰۲، ۲۴۳
۷۴	وایدناہ بروح القدس۔	البقرۃ ۲۵۳	۱۷۰
۷۵	وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔	الانفال ۱۷	۱۷۰، ۲۵۵، ۲۷۸
۷۶	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔	النساء ۵۹	۱۸۳
۷۷	واتبع سبیل من اناب الی۔	لقمان ۱۵	۱۸۳
۷۸	ضربت علیہم الذلۃ این ما ثقفوا الخ	بقیہ آل عمران ۱۱۲	۱۹۴
۷۹	کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاہا اللہ الآیۃ	مائدۃ ۶۴	۱۹۵
۸۰	وان عدتم عدنا۔	بنی اسرائیل ۸	۱۹۵
۸۱	لن یضروکم الا اذی وان یقاتلوکم یولوکم الخ	آل عمران ۱۱۱	۱۹۶
۸۲	وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔	” ۱۳۹	۱۹۷
۸۳	وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدہم شیئا	آل عمران ۱۲۰	۱۹۷
۸۴	واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا الخ	الانفال ۴۶	۱۹۷

صفحہ	نام سورۃ	آیات مبارکہ	نمبر شمار
٩٠	آل عمران	حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ	٨٥
٩٩	٭	وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ	٨٦
٢٠٠	الاحزاب	اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ ۔	٨٧
٢٠٠	الفتح	وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۔	٨٨
٢٠١	٭	وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ	٨٩
٢٠٢	النساء	وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ ۔۔	٩٠
٢٠٢	بنی اسرائیل	سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا	٩١
٢٠٤	البقرۃ	الٓمّٓ	٩٢
٢١٣	٭	رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۔	٩٣
٢٢٢	الجمعۃ	هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ الخ	٩٤
٢٢٣	٭	وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ الخ	٩٥
٢٢٣	٭	ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔	٩٦
٢٢٤	البقرۃ	رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ الخ	٩٧
٢٢٢	البقرۃ	كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ الخ	٩٨
٢٢٤	آل عمران	لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا	٩٩

صفحہ	نام سورۃ	آیات مبارکہ	نمبر شمار
٢٢٧	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٢٢٥	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٢٢٥	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٢٢٥	[illegible]	وَمَا كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَىٰ مِن دُونِ اللَّهِ	[illegible]
٢٢٦	[illegible]	مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ	[illegible]
٢٢٧	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٢٣٠	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٢٣١	[illegible]	لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ	[illegible]
٢٣٢	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٢٣٢	[illegible]	وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ	[illegible]

١ اهدنا الصراط المستقيم
٢ صراط الذين أنعمت عليهم
٣ غير المغضوب عليهم ولا الضالين
٤ [illegible]
[illegible]
٥ [illegible]
٦ [illegible]
٧ [illegible]
٨ [illegible]
[illegible]
٩ [illegible]
١٠ [illegible]
١١ قل يا أيها الناس إني رسول الله إليكم جميعا
١٢ [illegible]
١٣ [illegible]
[illegible]
١٤ [illegible]
١٥ [illegible]

نمبر شمار	آیات مبارکه	نام سوره	صفحه
٢٦	النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم.	احزاب ٦	٢٤٣
٢٧	لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر وذكر الله كثيرا	احزاب ٢١	٢٤٣
٢٨	وما كان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضى الله ورسوله أمرا أن يكون لهم الخيرة ۔	٣٦	٢٤٤
٢٩	فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما.	نساء ٦٥	٢٤٤
٣٠	قل أطيعوا الله وأطيعوا الرسول فإن تولوا فإنما عليه ما حمل وعليكم ما حملتم	نور ٥٤	٢٤٥
٣١	من يطع الرسول فقد أطاع الله	نساء ٨٠	٢٤٥
٣٢	يوم تقلب وجوههم في النار يقولون يا ليتنا أطعنا الله وأطعنا الرسولا	احزاب ٦٦	٢٤٦
٣٣	ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى	نساء ١١٥	٢٤٦
٣٤	وما أرسلنا من قبلك من رسول	حج ٥٢	٢٤٠

نمبر شمار	آیات مبارکہ	نام سورۃ	صفحہ
٣٥	وَمِنْ ضُعَفَاءَ ...	[illegible]	٢٠٨
٣٦	وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ۔	[illegible]	٢٠٩
٣٧	لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا۔	فرقان	٢٥٩
٣٨	... مِنْ كُلِّ حَدَبٍ ...	[illegible]	٢٩
٣٩	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ	حجرات	٢٣٠
٤٠	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ۔	[illegible]	٢٣٠
٤١	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ... دُعَاءَ ... بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔	نور	٢٢٩
٤٢	إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ۔	حجرات	٢٣٠
٤٣	وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ	[illegible]	٢٤٠
٤٤	وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ۔	نجم	٢٤٠
٤٥	مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ۔	نجم	٢٤٠
٤٦	وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ	نجم	٢٤١
٤٧	إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ	نجم	٢٤١

صفحہ	نام سورۃ	آیات مبارکہ	نمبر شمار
۲۰۱	[illegible]	[illegible]	۱۴۸
۲۰۲	[illegible]	[illegible]	۱۴۹
۲۰۳	[illegible]	[illegible]	۱۵۰
۲۰۳	[illegible]	[illegible]	۱۵۱
۲۰۳، ۲۰۴	[illegible]	[illegible]	۱۵۲
۲۰۴، ۲۰۵	[illegible]	[illegible]	۱۵۳
۲۰۵	[illegible]	[illegible]	۱۵۴
۲۴۶	الاعراف	قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا	۱۵۵
۲۴۸	[illegible]	[illegible]	۱۵۶
۲۴۸	[illegible]	[illegible]	۱۵۷
۲۴۸	[illegible]	[illegible]	۱۵۸
۲۴۹	[illegible]	[illegible]	۱۵۹
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۶۰

نمبر شمار	آیات مبارکہ	نمبر سورۃ	صفحہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۲۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

صفحه	نام سورة	آیات مبارکه	نمبر شمار
۲۶۸	تحریم	توبوا الی الله توبة نصوحا.	۶۳
۲۳۰	احزاب	والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا.	۶۴
۵۰۳، ۵۰۵، ۵۰۰، ۹۱	[illegible]	[illegible] ... [illegible]	۶۵
۵۲	[illegible]	[illegible]	۶۶
۵۰۹	[illegible]	[illegible]	۶۷
۵۲۲	سوره [illegible]	[illegible]	۶۸
۵۲۲	[illegible]	[illegible]	۶۹
۵۲۹	[illegible]	[illegible]	۸۰
۵۲۹	[illegible]	[illegible]	۸۱
۵۳۵	[illegible]	[illegible]	۸۲
۵۵۲، [illegible]	[illegible]	[illegible]	۸۳
۵۵۲	[illegible]	[illegible]	۸۴
۵۵۲	[illegible]	[illegible]	۸۵
۲۶۳	[illegible]	[illegible]	۸۶
۲۰۲	[illegible]	[illegible]	۸۷

نمبر شمار	آیات باب [illegible]	نام سورۃ	صفحہ
۸۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸۹	إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ	الحجر	[illegible]
۹۰	[illegible] وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا	[illegible]	[illegible]
۹۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نوٹ: [illegible]

فہرست

احادیثِ مبارکہ

نمبر شمار	احادیثِ مبارکہ	صفحہ
١	[illegible]	٤٢
٢	[illegible]	٤٣
٣	[illegible]	٤٥
٤	[illegible]	٤٢، ٢٨
٥	[illegible] عائشہ [illegible] علی [illegible]	٤٩، ٤٠
٦	[illegible]	٨٠
٧	[illegible] احمل	

نمره	احاديث مباركه	صحيفه
٢٢	[illegible] كه صدق وشهد	١٣٠
٢٣	[illegible] شهيد الذي مات على فراشه	١٣٠
٢٤	[illegible] ذكر مؤمن صدق وشهد	١٣٠
٢٥	[illegible] مستقبلو [illegible]	١٣٠
٢٦	عن عمر [illegible] ثم ينتظر [illegible]	١٣١
٢٧	ان الصبر عند [illegible] من النحب والمنبر من نحبه [illegible]	١٣[illegible]
٢٨	[illegible] من الناس	١٣٢
٢٩	[illegible] حتى [illegible]	١٣٢
٣٠	[illegible] منقطع [illegible]	١٣٣
٣١	كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة الا سببي ونسبي	١٣٣
٣٢	كل سبب وصهر منقطع يوم القيامة الا سببي وصهري	١٣٣
٣٣	والذي نفسي بيده [illegible] حتى [illegible]	

[illegible]	صفحہ
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	

نمبر شمار	حدیث مبارکہ	صفحہ
۴۰	[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]	۲۲۵
۴۲	[illegible]	۲۲۹
۴۳	[illegible]	۲۲۹
۴۵	[illegible]	۲۳۰
۴۶	[illegible]	۲۳۰
۴۷	[illegible]	۲۳۹
۴۸	[illegible]	۲۵۳
۴۹	[illegible]	۲۵۳
۵۰	[illegible] اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]	۲۵۵

احادیث مبارکہ

نمبر شمار	احادیث مبارکہ	صفحہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	حدیث مبارک	صفحہ
..	ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یبول فی ... قدح	٢٨٣
..	... رسول الله صلی الله علیه وسلم الی فخارة فی ... فبال فیها	٢٨٣
..	... فی المنام۔	٢٨٦
..	ثم غسل رجلیه الی الکعبین ثم قال انما حببت ان اریکم طهور رسول الله صلی الله علیه وسلم۔	٣٢١
..	... لا احل المسجد لحائض و لا جنب۔	٣٢٨، ٣٣٦
٥٨	جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانینکم۔	٣٢٨
٥٩	ان تطهر و تطیب المساجد	٣٢٨
٦٠	امر عمر المسلمین ان یبنوا المساجد و ان لا یتخذوا فی مدینة مسجدین۔	٣٣٩
..	لا اداها الله الیک فان المساجد لم تبن لهذا۔	٣٤٦
٦٢	انه علیه السلام نهی عن تناشد الاشعار فی المسجد والبیع والشراء فیه۔	٣٤٦
٦٣	من سمع رجلا ینشد ضالة فی المسجد فلیقل لا ردها الله علیک فان المساجد لم تبن لهذا۔	٣٤٦
٦٥	لا وجدت انما بنیت المساجد لما بنیت له۔	٣٤٦

نمبر شمار	احادیث مبارکہ	صفحہ
۷۵	من اکل من هذه الشجرة الخبيثة فلا يقربنا في مسجدنا.	۲۲۲
۷۶	اجعلوا ائمتكم خياركم فانهم وفدكم فيما بينكم وبين الله عز وجل.	۲۵۱
۷۷	فكلوا وادخروا واتجروا.	۲۵۸
۷۸	كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤخر العصر ما دامت الشمس بيضاء نقية.	۲۶۰
۷۹	لا صلوة بعد صلوة العصر حتى تغرب الشمس.	۲۷۶
۸۰	كان بلال يدعو قبل الاذان اللهم اني احمدك واستعينك على قريش ان يقيموا دينك.	۲۶۴
۸۱	التائب من الذنب كمن لا ذنب له.	۳۰۹
۸۲	ان الصدقة لتطفئ غضب الرب.	۲۶۸
۸۳	صلوا خلف كل بر وفاجر.	۳۹۰
۸۴	والله ما مست يد رسول الله صلى الله عليه وسلم يد امرأة قط.	۳۸۲
۸۵	ايما امرئ قال لاخيه يا كافر فقد باء بها احدهما.	۲۹۶
۸۶	فاقام رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة ثمان عشرة ليلة لا يصلي الا ركعتين ويقول يا اهل مكة صلوا اربعا فانا قوم سفر.	۳۰۳

نمره	احاديث مباركه	صفحه
٨٨	ان هذين فيه انما سمعوا حتى نقل السدانة مستشهدة في ثغوره	٢٠٤
٨٩	... عمر ... وحده ... لنا كتب وسدو الرحمن	٢٠٥
٨٩	من وصل صفا وصله الله ومن قطع صفا قطعه الله.	٢٠٥
٩٠	من سنه شرح في نشف عقرله	٢٠٥
٩١	خيركم شيبكم من ... نصيره	٢٠٥
٩٢	اكل ... عمر رضي الله عنهم ... ابن ... قال ... في ... فكفر ... على المؤمنين.	٢٣٠
٩٣	قال الراوي ادركت ابا بكر رضي الله عنه ليلا فقال عمر رضي الله عنه ... ورة ... ركعات لم يبسملوا الا في خيرهن.	٢٣٢
٩٤	يقرء في كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة فاذا فرغ من القراءة في اول ركعة ... فلن يسحب الله.	٢٣٢
٩٥	... يقول سبحانك اللهم وبحمدك تم	

صفحہ	احادیث مبارکہ	نمبر شمار
	يقول خمس عشرة مرة سبحان الله.	
۴۳۰	صلى العبد ثم رخص في جمعته من شاء ان يصلي فليصل (مرفوع عامر . باب رسدس ارفعه)	۹۶
۴۳۲	وانا مجمعون مرفوعا من رواية ابي هريرة	۹۷
۴۳۳	وانا مجمعون . . . ذكوان.	۹۸
۴۳۴	قال الراوي شهدت العيد مع عثمان بن عفان فجاء فصلى ثم انصرف فقال انه قد اجتمع لكم في يومكم هذا عيدان.	۹۹
۴۴۴	فاتموا صفوفكم واقيموا فاني اراكم خلف ظهري	۱۰۰
۴۵۰	يتمون كما يصف الملائكة عند ربهم.	۱۰۱
۴۵۰	تراصوا صفوفكم وقاربوا بينها وحاذوا بالاعناق.	۱۰۲
۴۵۲	قام ابن عباس على القبر فوقف عند سوداء.	۱۰۳
۴۵۲	اللهم عبدك وابن عبدك ... دعا على بعد صلوة العصر	۱۰۴
۴۵۲	قال الراوي رايت ابوب يقف على القبر فيدعو للميت.	۱۰۵
۴۷۵	صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته.	۱۰۶
۴۹۴	قال الراوي فما نكحني من غيره يستشهد.	۱۰۷
	ايما رجل نكح امرأة فدخل بها فلا يحل له نكاح	۱۰۸

نمبر شمار	احادیث مبارکہ	صفحہ
	اسنتها.	
۱۰۹	ان النبي (عليه السلام) تزوج عائشة رضي الله عنها وهي صغيرة بنت ستة سنين.	۵۰۰
۱۱۰	حتى يذوق عسيلتها.	۵۲۲
۱۱۱	انما يلبس الحرير في الدنيا من لا خلاق له في الآخرة.	۵۲۰، ۵۲…
۱۱۲	اخذ حريرا فجعله في يمينه واخذ ذهبا فجعله في شماله ثم قال ان هذين حرام على ذكور امتي.	۵۸۰
۱۱۳	حرم لباس الحرير والذهب على ذكور امتي واحل لاناثهم.	۵۸۰
۱۱۴	الذهب والفضة والحرير والديباج هي لهم في الدنيا ولكم في الآخرة.	۵۸۱
۱۱۵	قال ابن مسعود ان الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم	۵۸، ۵۸۲
۱۱۶	رخص نبي الله للزبير وعبد الرحمن يلبس الحرير لحكة في جسدهما.	۵۵۲
۱۱۷	امر بشاة ميتة ...... ان انما حرم اكلها.	۵۸۳
۱۱۸	كره رسول الله صلى الله عليه وسلم من الشاة الذكر والانثيين والقبل والغدة والمرارة والمثانة	۵۹۲

نمبر شمار	احادیث مبارکہ	صفحہ
	[illegible] والسلام۔	٥٩٠
[illegible]	ان [illegible] فسلوا [illegible]	٦٠٢
[illegible]	[illegible] عن [illegible]	٦٠٢
[illegible]	[illegible]	٦٠٣

ماخذ و مراجع

فتاوٰی نوریہ جلد ۵

قرآن کریم

کتب حدیث و شروح حدیث و مشکل الحدیث

موطا امام مالک اصح المطابع کراچی ابو عبد اللہ مالک بن انس اصبحی ۱۷۹ھ

مسند امام احمد دار صادر بیروت ۱۳۹۵ھ ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل ۲۴۱ھ

صحیح بخاری اصح المطابع ۱۳۵۷ھ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری ۲۵۶ھ

صحیح مسلم اصح المطابع ۱۳۴۹ھ مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ

سنن ابو داؤد مجیدی کانپور ۱۳۴۶ھ ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی ۲۷۵ھ

سنن ترمذی مجیدی کانپور ۱۳۴۶ھ علیمی دہلی ۱۳۵۰ھ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ۲۷۹ھ

سنن نسائی مجتبائی ۱۳۵۰ھ ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب خراسانی ۳۰۳ھ

سنن دار قطنی فاروقی دہلی ۱۳۱۰ھ ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی ۳۸۵ھ

مستدرک علی الصحیحین دائرۃ المعارف ۱۳۴۲ھ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم ۴۰۵ھ

ذیل ذہبی حیدرآباد دائرۃ المعارف ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی ۷۴۸ھ

حلیۃ الاولیاء السعادۃ مصر ۱۳۵۱ھ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی ۴۳۰ھ

سنن کبریٰ دائرۃ المعارف ۱۳۴۴ھ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی ۴۵۸ھ

مشکوٰۃ المصابیح اصح المطابع ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب بغدادی ۷۴۰ھ

مجمع الزوائد بیروت ۱۹۶۷ء نور الدین علی بن ابوبکر ہیثمی ۸۰۷ھ

الجامع الصغیر تجاریہ کبریٰ مصر ۱۳۵۲ھ علامہ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

فیض القدیر " " ۱۳۵۶ھ عبد الرؤف محمد بن علی مناوی شافعی ۱۰۳۱ھ

السراج المنیر میمنہ مصر ۱۳۰۶ھ شیخ علی بن احمد عزیزی ۱۰۷۰ھ

کنز العمال دائرۃ المعارف ۱۳۱۲ھ تا ۱۳۱۴ھ علاؤ الدین علی متقی ہندی ۹۷۵ھ

الکواکب الدراری (کرمانی) بہیہ مصر ۱۳۵۶ھ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی ۷۸۶ھ

فتح الباری عسقلانی بہیہ مصر ۱۳۴۸ھ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ

عمدۃ القاری عینی دار الطباعۃ عامرہ مصر ۱۳۰۸ھ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی ۸۵۵ھ

ارشاد الساری قسطلانی بولاق مصر ۱۲۹۵ھ ابو العباس احمد بن محمد قسطلانی ۹۲۳ھ

اشعۃ اللمعات منشی نول کشور لکھنؤ ۱۲۷۷ھ شیخ عبد الحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ

نہایہ خیریہ مصر ۱۳۱۸ھ مجد الدین مبارک بن محمد جزری ابن اثیر ۶۰۶ھ

مجمع البحار کشوری ۱۳۱۴ھ محمد طاہر بن علی فتنی ہندی ۹۸۶ھ

کتب تفسیر و اصول تفسیر

معالم التنزیل تجاریہ کبریٰ مصر ۱۳۷۵ھ ابو محمد حسین بن مسعود فراء البغوی ۵۱۶ھ

کشاف کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۰۸ھ ابو القاسم محمود بن عمر زمخشری ۵۳۸ھ

مفاتیح الغیب بہیہ مصر ۱۳۵۷ھ وایضاً طبع دار الرشاد فخر الدین محمد بن عمر رازی ۶۰۶ھ

غرائب القرآن نیشاپوری کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۲۳ھ نظام الدین حسن بن محمد قمی نیشاپوری ۷۲۸ھ

لباب التاویل خازن تجاریہ کبریٰ مصر ۱۳۷۵ھ علی بن محمد بغدادی صوفی خازن ۷۴۱ھ

ابن کثیر عیسی البابی الحلبی مصر ۱۳۷۶ھ ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر ۷۷۴ھ

جلالین مجیدی دہلی۔ فاروقی دہلی جلال الدین محمد بن احمد محلی شافعی ۸۶۴ھ و جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی شافعی ۹۱۱ھ

جامع البیان طبع مع الجلالین معین الدین محمد بن عبدالرحمن ایجی صفوی شافعی ۹۰۵ھ

الدر المنثور میمنہ مصر ۱۳۱۴ھ علامہ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

مواہب العلیہ حسینی حیدری بمبئی ۱۲۹۰ھ حسین بن علی کاشفی ہروی ۹۵۴ھ

ارشاد العقل جلد ۱ تا جلد ۳ حسینیہ مصر، جلد ۴ تا ۸ عامرہ شرقیہ مصر ابوالسعود محمد بن محمد عمادی ۹۸۲ھ

الفتوحات الٰہیہ عیسی البابی الحلبی مصر سلیمان بن عمر عجیلی شافعی ۱۲۰۴ھ

مظہری فاروقی دہلی قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۲۵ھ

فتح العزیز محمدی لاہور ۱۲۹۴ھ شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی ۱۲۳۹ھ

صاوی ازہریہ مصر ۱۳۲۶ھ شیخ احمد بن محمد صاوی مالکی ۱۲۴۱ھ

فتح القدیر مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۵۰ھ امام ظاہریہ محمد بن علی شوکانی ۱۲۵۰ھ

خزائن العرفان اہل سنت برقی پریس مرادآباد سید محمد نعیم الدین مرادآبادی ۱۳۶۷ھ

الاتقان ازہریہ مصر ۱۳۱۸ھ علامہ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

کتب فقہ

فتاوی خانیہ نولکشور لکھنؤ ۱۹۱۲ء حسن بن منصور اوزجندی قاضی خان ۵۹۲ھ

ہدایہ شرکت علمیہ ملتان ۱۳۸۱ھ برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی ۵۹۳ھ

فتح القدیر میمنہ مصر ۱۳۱۹ھ کمال الدین محمد بن عبدالحمید بن ہمام ۸۶۱ھ

جامع الفصولین کبریٰ ازہریہ مصر ۱۳۰۰ھ محمود بن اسرائیل ابن قاضی سماوہ ۸۲۳ھ

غنیہ مستملی مجتبائی دہلی ۱۳۳۳ھ شیخ ابراہیم بن محمد حلبی ۹۵۶ھ

بحرالرائق دارالکتب العربیہ مصر ۱۳۳۳ھ زین الدین بن ابراہیم بن نجیم مصری ۹۷۰ھ

عالمگیری مجیدی کانپور ۱۳۵۰ھ نظام الدین برہانپوری وغیرہ ۱۱۱۸ھ

در المختار عثمانیہ در سعادت مصر ۱۳۲۷ھ علاء الدین حصکفی ۱۰۸۸ھ

رد المحتار " " سید محمد امین ابن عابدین شامی ۱۲۵۲ھ

عزیز الفتاوی (فتاوی دیوبند) دار الاشاعت کراچی ۱۳۸۵ھ عزیز الرحمٰن دیوبندی

شہباز شریعت رفاہ عامہ پریس لاہور مولوی نور محمد قادری

شمشیر طریقت " " حافظ محمد کھروی

فتاوی افریقیہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی

کتب اصول فقہ

المنتخب (حسامی) سعیدی محمد بن محمد بن عمر حسام الدین اخسیکثی ۶۴۴ھ

غایۃ التحقیق نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۰ھ عبد العزیز بن احمد بخاری ۷۳۰ھ

المنار سعید اینڈ کمپنی کراچی ۱۳۷۶ھ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی ۷۱۰ھ

نور الانوار " " شیخ احمد ملا جیون صدیقی ۱۱۳۰ھ

شرح منار (ابن ملک) دار الکتب عثمانیہ مصر ۱۳۰۸ھ مولوی عبد اللطیف بن ملک ۸۰۱ھ

ابن عینی دار الطباعۃ عامرہ مصر ۱۳۱۸ھ زین الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن عینی ۸۹۳ھ

افاضۃ الانوار دار الکتب العربیہ مصر ۱۳۲۸ھ سعد الدین ابو الفضل دہلوی ۱۰۱۵ھ

نسمات الاسحار " " علامہ ابن عابدین شامی ۱۲۵۲ھ

تنقیح الاصول قصہ خوانی پشاور دار الاشاعت عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ ۷۴۷ھ

التوضیح فی حل غوامض التنقیح قصہ خوانی پشاور دار الاشاعت " "

التلویح الی کشف حقائق التنقیح " " سعد الدین مسعود تفتازانی ۷۹۲ھ

مسلم الثبوت	نول کشور لکھنؤ ۱۹۰۳ء	محب اللہ بن نظام الدین بہاری ۱۱۱۹ھ
فواتح الرحموت	" "	بحر العلوم عبد العلی محمد بن نظام الدین سہالوی ۱۲۲۵ھ

کتب عقائد

فقہ اکبر	دار الکتب العربیہ ۱۳۲۴ھ	ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ۱۵۰ھ
شرح فقہ اکبر	" "	ملا علی قاری حنفی ۱۰۱۴ھ
عقائد نسفی	سراج الدین دہلی ۱۳۰۵ھ	نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد ۵۳۷ھ
شرح عقائد	" "	سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی ۷۹۲ھ
طوالع الانوار	خیریہ مصر ۱۳۲۳ھ	عبد اللہ بن عمر قاضی بیضاوی ۶۸۵ھ
مطالع الانظار	" "	شمس الدین محمود اصفہانی ۷۴۹ھ
مواقف	مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۲۵ھ	قاضی عضد الدین عبد الرحمن ایجی ۷۵۶ھ
شرح مواقف	" "	سید میر شریف علی بن محمد جرجانی ۸۱۶ھ
حاشیہ عبد الحکیم	" "	عبد الحکیم بن شمس الدین محمد سیالکوٹی ۱۰۶۷ھ
مسایرہ فی علم الکلام	محمودیہ تجاریہ مصر ۱۳۴۷ھ	کمال ابن ہمام ۸۶۱ھ
کتاب الروح	دائرۃ المعارف ۱۳۲۴ھ	شمس الدین بن عبد اللہ ابن قیم جوزی حنبلی ۷۵۱ھ
[illegible]	ادریس ... ۱۳۲۲ھ	جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
شرح الصدور	میمنیہ البابی الحلبی مصر	"
بشری الکئیب	" "	
تذکرۃ الموتی	مجتبائی کانپور ۱۳۲۳ھ	قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۲۵ھ
تکمیل الایمان	" دہلی ۱۳۲۴ھ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ

خالص الاعتقاد — امام احمد رضا خاں بریلوی ۱۳۴۰ھ

الدولۃ المکیۃ — " " "

... امن — " " "

رد الرفضہ — " " "

مقیاس حنفیت — مولانا محمد عمر اچھروی

کتب اسماء رجال وسیرت وتاریخ

تہذیب التہذیب — دائرۃ المعارف ۱۳۲۵ھ — علامہ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ

شفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ — مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۶۹ھ — قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی ۵۴۴ھ

نسیم الریاض خفاجی — عثمانیہ معارف ۱۳۱۵ھ — شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی حنفی ۱۰۶۹ھ

خصائص کبریٰ — دائرۃ المعارف ۱۳۱۹ھ — علامہ سیوطی ۹۱۱ھ

مسالک الحنفاء — " ۱۳۱۶ھ

[illegible] — دائرۃ المعارف ۱۳۱۵ھ — علامہ سیوطی ۹۱۱ھ

دلائل النبوۃ — ابوبکر احمد بن حسین بیہقی ۴۵۸ھ

مواہب لدنیہ — زہریہ مصر ۱۳۲۹ھ — علامہ احمد بن محمد قسطلانی ۹۲۳ھ

شرح مواہب زرقانی — " " — ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مصری مالکی ۱۱۲۲ھ

مدارج النبوۃ — نولکشور لکھنؤ ۱۳۰۰ھ — شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ

جذب القلوب — " " ۱۳۰۰ھ — " "

فتوحات احمدیہ — تجاریہ کبریٰ مصر ۱۳۲۸ھ — سلیمان بن عمر عجیلی شافعی ۱۲۰۴ھ

شمول الاسلام — احمد رضا خاں بریلوی ۱۳۴۰ھ

طبقات کبریٰ ابن سعد — دار صادر بیروت ۱۳۷۶ھ — ابوعبداللہ محمد بن سعد کاتب واقدی ۲۳۰ھ

تاریخ یافعی دائرۃ المعارف ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی ۷۶۸ھ

تاریخ الخلفاء محمدی لاہور ۱۳۰۹ھ علامہ سیوطی ۹۱۱ھ

کتب تصوف

قوت القلوب مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۶۱ھ ابو طالب محمد بن علی حارثی مکی ۳۸۶ھ

کشف المحجوب گلزار ہند سٹیم پریس لاہور داتا علی بن عثمان ہجویری ۴۶۵ھ

فتوح الغیب نول کشور پریس لکھنؤ حضرت غوث اعظم سید ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ۵۶۱ھ

شرح محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی ۱۰۵۲ھ

معیار العلوم ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی ۵۰۵ھ

احیاء العلوم مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۵۸ھ ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی ۵۰۵ھ

عوارف المعارف " " " شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردی ۶۳۲ھ

فتوحات مکیہ دار الکتب العربیہ مصر ابو عبداللہ محمد بن علی بن عربی ۶۳۸ھ

الیواقیت والجواہر عباس بن عبدالسلام مصر ۱۳۰۵ھ سیدی عبدالوہاب شعرانی ۹۷۳ھ

فتاویٰ حدیثیہ المطبعۃ المیمنیہ مصر احمد بن شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی ۹۷۳ھ / ۹۷۴ھ

مکتوبات نول کشور لکھنؤ ۱۹۱۳ء شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ۱۰۳۴ھ

الابریز مصر سیدی عبدالعزیز دباغ ۱۱۳۲ھ

سن تصنیف ۱۱۲۹ھ جامع الکتاب حافظ احمد بن مبارک سجلماسی ۱۱۵۵ھ

ملفوظات تونسوی پیر پٹھان خواجہ محمد سلیمان تونسوی بن محمد زکریا ۱۲۶۷ھ

نہار الانوار شاہ احمد رضا خاں بریلوی ۱۳۴۰ھ

معارف العرفان بزم قاسمی برکاتی کراچی فاضل بریلوی ۱۳۴۰ھ

فہرست مآخذ جلد ششم

کتب تفسیر و اصول تفسیر

جامع البیان ابن جریر طبری کبریٰ امیریہ مصر ۱۳۲۳ھ ابو جعفر محمد بن جریر طبری ۳۱۰ھ

احکام القرآن جصاص بہیہ مصر ۱۳۴۷ھ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص ۳۷۰ھ

معالم التنزیل تجاریہ کبریٰ مصر ۱۳۵۳ھ ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی ۵۱۶ھ

مفاتیح الغیب کبیر بہیہ مصر ۱۳۵۷ھ فخرالدین محمد بن عمر رازی ۶۰۶ھ

الجامع لاحکام القرآن دار الکتب مصر ۱۳۶۰ھ ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی ۶۷۱ھ

انوار التنزیل نولکشور لکھنؤ ۱۳۱۰ھ ناصرالدین عبداللہ بن عمر شیرازی بیضاوی ۶۹۱ھ

غرائب القرآن نیشاپوری کبریٰ میریہ مصر ۱۳۲۳ھ حسن بن محمد قمی نیشاپوری ۷۲۸ھ

لباب التاویل تجاریہ کبریٰ مصر ۱۳۵۳ھ علی بن محمد بغدادی صوفی خازن ۷۴۱ھ

البحر المحیط السعادۃ مصر ۱۳۲۸ھ ابو عبداللہ محمد بن یوسف اندلسی ابوحیان ۷۴۵ھ

ابن کثیر عیسیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۲۱ھ ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر ۷۷۴ھ

تفسیر جلالین مجیدی جلال الدین محمد بن احمد محلی ۸۶۴ھ و

جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی ۹۱۱ھ

المواہب العلیہ حسینی حیدری بمبئی ۱۳۰۹ھ حسین بن علی کاشفی ہروی ۹۰۶ھ

السراج المنیر شربینی دار المعرفۃ بیروت محمد بن احمد خطیب شربینی شافعی ۹۷۷ھ

ارشاد العقل السلیم حسینیہ عامرہ شرفیہ مصر ابو سعود محمد بن محمد عمادی حنفی ۹۸۲ھ

عنایۃ القاضی شہاب علی البیضاوی دار صادر بیروت شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی حنفی مصری ۱۰۶۹ھ

تفسیرات احمدیہ علیمی دہلی ۱۳۴۵ھ شیخ احمد بن ابو سعید ملا جیون جونپوری ۱۱۳۰ھ

روح البیان درسعادت مصر ۱۳۳۰ھ شیخ اسماعیل حقی بن شیخ مصطفی بروسوی ۱۱۳۷ھ

الفتوحات الالہیہ مصطفی البابی الحلبی مصر ھ سلیمان بن عمر عجیلی شافعی ۱۲۰۴ھ

مظہری فاروقی دہلی قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۲۵ھ

تفسیر صاوی ازہریہ مصر ۱۳۴۶ھ شیخ احمد بن محمد صاوی مالکی ۱۲۴۱ھ

فتح القدیر مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۵۱ھ امام القاہریہ محمد بن علی شوکانی ۱۲۵۰ھ

روح المعانی الطباعۃ المنیریہ بیروت ابو الثناء سید محمود بن عبد اللہ آلوسی بغدادی ۱۲۷۰ھ

اکلیل علی المدارک کلیل لکھنؤ ۱۳۳۳ھ شیخ مولانا محمد عبد الحق مہاجر ہندی مکی تکمیل کتاب ۱۲۹۶ھ

فتح البیان دمہ شارع الملکی قاہرہ ۱۹۶۵ء محمد بن علی صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی ۱۳۰۷ھ

الاتقان ازہریہ مصر ۱۳۴۳ھ علامہ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

کتب حدیث

مؤطا امام مالک اصح المطابع کراچی ابو عبد اللہ مالک بن انس اصبحی ۱۷۹ھ

مؤطا امام محمد " " ۱۳۱۱ھ ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی ۱۸۱ھ

کتاب الام المکتبۃ الازہریہ مصر ۱۳۸۱ھ ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی ۲۰۴ھ

مصنف ابن ابی شیبہ اقبال بریقیہ ملتان ۱۳۹۹ھ ابو عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ۲۳۵ھ

مسند امام احمد دار صادر بیروت ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل ۲۴۱ھ

صحیح بخاری اصح المطابع دہلی ۱۳۵۷ھ ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری ۲۵۶ھ

صحیح مسلم ۔ ۱۳۲۱ھ مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ

سنن ابن ماجہ ۔ کرچی ۱۳۷۳ھ ابن ماجہ ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی ۲۷۳ھ

سنن ابی داؤد مجیدی کانپور ۱۳۴۶ھ ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی ۲۷۵ھ

جامع ترمذی مجیدی کانپور ۱۳۴۷ھ، نعیمی دہلی ۱۳۸۵ھ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ۲۷۹ھ

سنن نسائی مجتبائی دہلی ۱۳۵۰ھ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی ۳۰۳ھ

مشکل الآثار دائرۃ المعارف ۱۳۳۳ھ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی ۳۲۱ھ

السنن الکبریٰ بیہقی ۔ ۱۳۴۴ھ ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی ۴۵۸ھ

کتب شروح حدیث

الکواکب الدراری کرمانی بہیہ مصر ۱۳۵۶ھ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی ۷۸۶ھ

فتح الباری عسقلانی ۔ ۱۳۰۰ھ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ

عمدۃ القاری عینی منیریہ بیروت ۱۳۴۸ھ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی ۸۵۵ھ

ارشاد الساری قسطلانی بولاق مصر ۱۳۲۶ھ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی ۹۲۳ھ

تیسیر القاری علوی لکھنؤ ۱۳۰۹ھ شیخ نور الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۷۳ھ

شیخ الاسلام ۔ محمد شیخ الاسلام بن محمد فخر الدین تصنیف ۱۱۶۶ھ

المنہاج اصح المطابع دہلی ۱۳۴۹ھ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی ۶۷۶ھ

مرقات امدادیہ ملتان ۱۳۷۹ھ علی بن سلطان محمد قاری ۱۰۱۴ھ

اشعۃ اللمعات نولکشور لکھنؤ ۱۳۵۴ھ شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ

شرح سفر السعادۃ ۔ ۱۲۹۵ھ

عون المعبود دار الکتب العربیہ بیروت محمد اشرف بن امیر صدیقی عظیم آبادی

بذل المجہود قاسمیہ ملتان ۱۳۴۰ھ خلیل احمد سہارنپوری انبیٹھوی

کتب لغات و مشکل الحدیث

کتاب الافعال دائرۃ المعارف ۱۳۶۰ھ ابو القاسم علی بن جعفر سعدی، ابن قطاع ۵۱۵ھ

نہایہ خیریہ مصر ۱۳۰۶ھ ابو السعادات مبارک بن محمد جزری، ابن اثیر ۶۰۶ھ

صراح احمدی کانپور ۱۳۱۱ھ ابو الفضل محمد بن عمر جمال قرشی تصنیف ۶۸۱ھ

لسان العرب بیروت ۱۳۷۵ھ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم مصری ۷۱۱ھ

منتہی الارب سومیہ [illegible] ۱۳۰۰ھ شیخ عبد الرحمن بن عبد السلام صفوری شافعی تقریباً ۸۸۴ھ

مجمع بحار کشوری ۱۳۱۴ھ محمد طاہر بن علی فتنی ہندی ۹۸۶ھ

منتخب اللغات مجیدی کانپور ۱۳۴۶ھ عبد الرشید بن مصطفی جونپوری ہندی ۱۰۸۳ھ

تاج العروس دار صادر بیروت ۱۳۸۶ھ محب الدین محمد بن محمد سید مرتضی زبیدی حنفی ۱۲۰۵ھ

فیروز اللغات فیروز سنز لاہور ۱۹۶۷ء مولوی فیروز الدین

کتب فقہ

جامع صغیر علوی [illegible] ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی ۱۸۹ھ

قدوری سرمدی [illegible] ابو الحسین احمد بن محمد قدوری البغدادی ۴۲۸ھ

جوہرہ نیرہ محمود بک [illegible] ابو بکر بن علی حداد عبادی حنفی یمنی ۸۰۰ھ

مبسوط السعادۃ مصر ۱۳۲۴ھ محمد بن احمد بن ابو سہل سرخسی ۴۸۳ھ

خلاصۃ الفتاوی [illegible] طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری ۵۴۲ھ

فتاوی سراجیہ نولکشور لکھنؤ ۱۳۲۲ھ سراج الدین علی بن عثمان اوشی فرغانی تصنیف ۵۶۹ھ

بدائع الصنائع جمالیہ مصر ۱۳۲۸ھ ملک العلماء علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی ۵۸۷ھ

فتاوی قاضیخان کبرای امیریه مصر ۱۳۱۰ھ فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی ۵۹۲ھ

ہدایہ شرکت علمیہ ملتان ۱۳۹۰ھ برہان الدین علی بن ابو بکر فرغانی مرغینانی ۵۹۳ھ

عنایہ میمنیہ مصر ۱۳۰۷ھ محمد بن محمود بابرتی ۷۸۶ھ

کفایہ " مولانا جلال الدین خوارزمی ۷۶۷ھ

عینی علی الہدایہ نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۳ھ علامہ بدر الدین محمود عینی ۸۵۵ھ

فتح القدیر میمنیہ مصر ۱۳۰۷ھ کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام ۸۶۱ھ

نتائج الافکار " شمس الدین احمد بن قودر قاضی زادہ ۹۸۸ھ

فتاوی ظہیریہ ظہیر الدین ابو بکر محمد بن احمد بخاری حنفی ۶۱۹ھ

منیۃ المصلی قرآن محل کراچی ۱۳۸۲ھ سدید الدین محمد بن محمد کاشغری ۷۰۵ھ

منیۃ المستملی کبیری مجتبائی دہلی ۱۳۲۳ھ شیخ ابراہیم بن محمد حلبی ۹۵۶ھ

کنز الدقائق مجتبائی ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی ۷۱۰ھ

تبیین الحقائق امیریہ مصر ۱۳۱۳ھ فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلعی ۷۴۳ھ

حاشیہ شلبی " شہاب الدین احمد شلبی

رمز الحقائق عینی حیدری بمبئی ۱۲۹۳ھ بدر الدین محمود عینی ۸۵۵ھ

بحر الرائق دار الکتب عربیہ مصر ۱۳۳۳ھ زین الدین ابن ابراہیم ابن نجیم مصری ۹۷۰ھ

تکملہ بحر " محمد بن حسین طوری ۱۱۳۸ھ

منحۃ الخالق " علامہ ابن عابدین شامی ۱۲۵۲ھ

خزانۃ المفتین حسین بن محمد سمعانی حنفی تکمیل کتاب ۷۴۰ھ

شرح وقایہ احمدی دہلی ۱۲۷۹ھ عبید اللہ بن مسعود ابن تاج الشریعہ ۷۴۷ھ

جامع الرموز نولکشور شمس الدین محمد قہستانی ۹۶۲ھ

جامع الفصولین — کبری بیریہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ — محمود بن اسرائیل ابن قاضی سماونہ سنہ ۸۲۳ھ

فتاوی بزازیہ — کبری امیریہ مصر سنہ ۱۳۱۰ھ — محمد بن محمد بن شہاب ابن بزاز کردری سنہ ۸۲۷ھ

زاد الفقیر — جید برقی دہلی سنہ ۱۳۰۵ھ — محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام سنہ ۸۶۱ھ

درر الحکام — در سعادۃ مطبعہ سنہ ۱۳۲۹ھ — منلا خسرو محمد بن فراموز سنہ ۸۸۵ھ

غرر الاحکام — 〃 — 〃 — 〃 — 〃

غنیۃ ذوی الاحکام — 〃 — 〃 — حسن بن عمار وفائی شرنبلالی سنہ ۱۰۶۹ھ

ملتقی الابحر — در سعادۃ عامرہ مصر سنہ ۱۳۰۹ھ — شیخ ابراہیم بن محمد حلبی سنہ ۹۵۶ھ

مجمع الانہر — 〃 — 〃 — محمد بن سلیمان شیخی زادہ سنہ ۱۰۷۸ھ

در منتقی — 〃 — 〃 — علاء الدین محمد بن علی حصکفی سنہ ۱۰۸۸ھ

نور الایضاح — عیسی البابی حلبی سنہ ۱۳۵۰ھ — حسن بن عمار وفائی شرنبلالی سنہ ۱۰۶۹ھ

مراقی الفلاح — 〃 — 〃 — 〃 — 〃

حاشیہ طحطاوی علی مراقی — 〃 — سید احمد بن محمد طحطاوی سنہ ۱۲۳۱ھ

تنویر الابصار — احمدی دہلی دار السعادۃ سنہ ۱۳۲۷ھ — محمد بن عبد اللہ تمرتاشی غزی سنہ ۱۰۰۴ھ

در مختار — 〃 — 〃 — علاء الدین محمد بن علی حصکفی سنہ ۱۰۸۸ھ

رد المحتار — 〃 — 〃 — سید محمد امین ابن عابدین شامی سنہ ۱۲۵۲ھ

فتاوی خیریہ رملی — دار السعادۃ سنہ ۱۳۱۱ھ — خیر الدین بن احمد رملی سنہ ۱۰۸۱ھ

فتاوی ہندیہ — کبری امیریہ مصر سنہ ۱۳۱۰ھ — نظام الدین برہانپوری وغیرہ سنہ ۱۱۰۹ھ

عقود دریہ حامدیہ — میمنہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ — علامہ ابن عابدین شامی سنہ ۱۲۵۲ھ

فتاوی رضویہ — مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی سنہ ۱۳۴۰ھ

محجۃ مؤتمنۃ فی آیۃ ممتحنۃ — 〃 — 〃 — 〃

حریم ثبات سدل — 〃 — 〃 — 〃

بہار شریعت — محمد امجد علی اعظمی

فتاوی نوریہ — ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی

افادۂ مفتی

مکبر صوت

کتب فقہ مذاہب مختلفہ

کتاب الام — مکتبات ازہریہ مصر — ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی

مغنی — مکتبہ مدینہ منورہ — ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ

شرح کبیر — ابو الفرج عبد الرحمن بن محمد بن قدامہ مقدسی

اقناع — شرف الدین موسیٰ بن احمد مقدسی

کشاف القناع — منصور بن یونس بن ادریس بہوتی

رحمۃ الامۃ — مصطفیٰ البابی مصر — شیخ محمد بن عبد الرحمن دمشقی شافعی

میزان شعرانی — سیدی عبد الوہاب بن احمد شعرانی

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ — وزارۃ اوقاف مصر — عبد الرحمن الجزیری

محلی ابن حزم ظاہری — منیریہ مصر — ابو محمد علی بن احمد بن حزم

نیل الاوطار — دار الجیل بیروت — محمد بن علی شوکانی

متفرقات

قوت القلوب — مصطفیٰ البابی — ابو طالب محمد بن علی بن عطیہ حارثی مکی

احیاء العلوم — ابو حامد محمد بن محمد غزالی

العقائد — سراج الدین لاہور — نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد

شرح العقائد — علامہ سعد الدین تفتازانی

تحریر ابن ہمام	مصطفیٰ حلبی مصر سنہ ۱۳۵۰ھ	علامہ ابن ہمام سنہ ۸۶۱ھ
تیسیر التحریر	"	محمد امین امیر بادشاہ
مسلم الثبوت	نول کشور لکھنؤ سنہ ۹۰۳	ملا محب اللہ بن نظام الدین بہاری سنہ ۱۱۱۹ھ
شرح مسلم	"	عبد العلی محمد بن نظام الدین سہالوی سنہ ۱۲۲۵ھ
فتاویٰ شامی	دار السعادۃ مصر سنہ ۱۳۲۵ھ	علامہ ابن عابدین شامی سنہ ۱۲۵۲ھ

گزارش

فتاوی نوریہ کی چھ جلدیں پیش کی جا چکیں، فللہ الحمد

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے فتووں کا جو ذخیرہ اب تک ملا ہے وہ ان چھ جلدوں میں سمو دیا گیا، لیکن چونکہ حضرت علیہ الرحمہ نے تقریباً نصف صدی تک فتویٰ نویسی کا کام کیا ہے اور کئی شہروں کی بنا پر یہ بات یقینی ہے کہ مختلف حضرات کے پاس آپ کے بہت سے ایسے فتوے موجود ہوں گے جو ابھی تک فتاوی نوریہ میں شامل نہیں ہو سکے۔ نیز جو جو رسالوں میں بھی آپ کے فتوے شائع ہوتے تھے ان رسالوں کے ریکارڈ میں بھی بہت سے فتوے موجود ہوں گے۔ تمام قارئین سے گزارش ہے کہ اگر ان کے پاس یا ان کے علم میں ایسے غیر مطبوعہ فتاوی ہوں تو ہمیں بھیج کر یا ان کی نشاندہی کر کے ممنون فرمائیں۔

محمد محب اللہ نوری

مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ

بصیر پور ضلع اوکاڑہ

تمثال آرزو

نادر الزماں فتاویٰ نوریہ حصہ پنجم ششم

۱۹۹۰ء

جامع الفضائل کتاب مستطاب

۱۹۹۰ء

[illegible]

۱۹۹۰ء

[illegible]

۹۹ء

آغاز کار صاحبزادہ مولانا محمد نصر اللہ

۱۹۷۴ء

[illegible] محمد محب اللہ

[illegible]

وہ آسمان رشد و ہدیٰ کے مہر منیر | جن سے تمام [illegible] دانش ہے مستنیر
جن کا جہان علم میں ارفع مقام ہے | [illegible]
حاضر ہوں ان کی خدمت عالی وقار میں | [illegible] شعر [illegible] تفسیر
جس کو کہیں فتاوے نوریہ [illegible] | [illegible] تحریر [illegible]
آغاز کار حضرت بو غضنفر نے کیا | وہ [illegible]
در [illegible] کار دست محب [illegible] | [illegible]
وہ جانشین مفتی اعظم ذو الاحترام | [illegible]
[illegible] کے محرک حضرت [illegible] | [illegible]
یہ کاوش جمیلہ یہ گنجینۂ علوم | [illegible]

سال اشاعت اس کا جو پوچھے کوئی [illegible]
کہہ دو [illegible] شہیر

۹۹

[illegible]

روز یکم ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ

۲۰ جون ۹۰ء

جداول فهرست کتب و ابواب

فتاوی نوریه

چند روز مصر میں

[illegible]

1

3

2

سفر محبت

[بصیر پور شریف سے بغداد معلی تک]

[illegible] بصیر پور شریف کے سجادہ نشین نامور دینی سکالر، محقق، ادیب، سیاح اور سفر نگار مولانا صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری زید مجدہ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں----- قبل ازاں ان کے نہایت دلچسپ اور معلومات افروز سفرنامہ "چند روز مصر میں" کو ریکارڈ مقبولیت حاصل ہوئی۔ اب کی بار وہ بصیر پور شریف سے بغداد معلی تک کے سفر نامہ کا خوب صورت تحفہ "سفر محبت" لائے ہیں اور یہ کتاب محض سفر نامہ یا اظہار عقیدت ہی نہیں بلکہ مستند و جامع، مزین، منظم، تحقیقی مگر سلیس اور عام فہم کاوش بھی ہے، جو علم اور تحقیق سے شغف رکھنے والے خوش نصیبوں کے لیے ارمغان خاص ہے تو اہل محبت کے لیے صاحبزادہ محمد محب اللہ صاحب زید مجدہ کا خلوص و محبت سے بھرپور ہدیہ بھی ہے----- اگر اس کتاب کو ادبی شاہکار کہا جائے تو یقیناً یہ بھی درست ہے-----

حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ نے "سفر محبت" میں محبوبان بارگاہ الٰہی کا تذکرہ نہایت احسن، اچھوتے اور منفرد انداز میں کیا ہے------- بصیر پور شریف سے بغداد معلی اور پھر واپسی تک کی مکمل روداد کتاب کا حصہ ہے، گویا قاری دوران مطالعہ ان کا ہم سفر بن جاتا ہے----- کتاب میں نہ تو کوئی بات حوالہ کے بغیر ہے اور نہ ہی شعبہ تحقیق کی خوش قسمتی ہے بلکہ حضرت محب اللہ صاحب نے محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہر مبارک کے محبوب ذکر کو بڑی محبت کے ساتھ قارئین تک پہنچانے کی کامیاب کوشش ہے----- "سفر محبت" میں کراچی سے عمان، اردن، عراق، بغداد شریف، حضرت سلمان فارسی، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت سیدنا امام اعظم، حضرت سری سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت امام موسیٰ کاظم، حضرت امام تقی محمد الجواد، امام ابو یوسف، حضرت معروف کرخی، حجۃ الاسلام امام غزالی، شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت منصور حلاج، حضرت بشر حافی، شیخ ابو بکر شبلی اور حضرت بہلول دانا رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمیت متعدد بزرگوں کے تذکار ان کے مزارات کی حاضری پر اپنی مکمل واردات قلبی بیان کی ہے-----

(بغداد معلی کے علاوہ کوفہ، نجف اشرف اور کربلا معلی میں اہل بیت اطہار کے آستانوں کی حاضری اور تاریخی مقامات کا تفصیلی تذکرہ بھی کتاب میں شامل ہے)-----

راقم کی دانست میں "سفر محبت" اردو سفر ناموں میں ایک بہت عمدہ اور شاندار اضافہ ہے-----اللہ تعالیٰ برادر محترم صاحبزادہ صاحب کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

ضخامت ۴۰۰ صفحات، جلد مضبوط، سرورق خوب صورت، قیمت ۲۰۰ روپے

ملنے کے پتے 1 نقیب اعظم پبلی کیشنز بصیر پور ضلع اوکاڑا

2 ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور 3 شبیر برادرز اردو بازار لاہور

[تبصرہ نگار۔ ملک محبوب الرسول قادری ماہنامہ سوئے حجاز لاہور اکتوبر ۲۰۰۲ء]

بحر رائق ۲،۱۱، شامیہ وغیرہا کتب معتمدہ سے ہے

والمطلقة ... حرمت ... له ... ماء ... بعد

موته ... عن ... في ... الصدر ... و...

و... ... ...

باقی رہا مولوی صاحب کا فتوی کہ انقضائے عدت سے پہلے نکاح نہ ہوگا

تو وہ محض خود فہمی و مسائل شرعیہ سے بے خبری کی دلیل ہے کہ حرام جمع بین الاختین وغیرہ

میں ہے اس صورت میں نکاح یا ایک یا عدۃ المرأۃ کی شکل میں ہے کہ جمع بین محارم انہی صورتوں پر

منحصر ہے۔ وہ متوفیہ پر عدت نہیں کہ اس کا نکاح ثانی تصور ہی نہیں تو انقضاء کس چیز کا جس کا

بعد نکاح کیا جائے۔ اور تنہا مرد کو عدت نہیں پڑتی بلکہ عدت عورت کا حکم ہے اس پر عدت

ہو فتح القدیر صفحہ ... جلد ۳ شامی صفحہ ... جلد ۲ میں ہے۔

حرمة ... (البحر) من بعد ... كمنه

من كتب المذهب ... حرم ... حب ...

والله تعالى أعلم وعلمه جل مجده أتم وأحكم وصلى الله

تعالى على حبيبه وصحبه وبارك وسلم.

محمد الفقیر الی المجیب محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے زید کی کنواری لڑکی کو

ہے اس کی مشک لوٹا وغیرہ جائز ہے اس کے جائے نماز پر نماز پڑھ سکتے ہیں فتاوی
عالمگیری ج ا ص ۲۳ کل اھاب دبغ دباغۃ حقیقیۃ کالادویۃ وحکمیۃ بالتتریب
والتشمیس والالقاء فی الریح فقد طھر وجازت الصلوۃ فیہ
والوضوء منہ الاجلد الآدمی والخنزیر اور یونہی تنویر بصار، درمختار
فتاوی شامی ج ا ص ۱۸۷-۱۸۸ میں یہی ہے۔ شامی میں بھی فرمایا فادطھارۃ ظاھرۃ
وباطنۃ لاطلاق الاحادیث الصحیحۃ پھر فرمایا لکن ذاکان من
حیوان میت ماکول اللحم لایجوز اکلہ وھو الصحیح تو در
یونہی فقہ کی سب کتابوں میں ہے، بیل بکری کا کوئی فرق نہیں تو اتارنا صحیح ہوا تو اس پر طعن و
تشنیع یا بائیکاٹ کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اس سے توبہ کی جائے اور میل جول کیا جائے
ہاں کچے[1] چام کا فروخت کرنا بھی جائز نہیں تھا واپس کر کے رنگ کر کے فروخت کریں
یا خود جوتی وغیرہ کسی کام میں لائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی حبیبہ و
آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہ

شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

[1] یعنی مردہ جانور کی کچی چام۔ ۱۲ مرتب